# 

تالیف ڈاکٹرسیرمجمودسیر سے

ترجمه انعلیق و معقیق علامه محمد ناظم علی رضوی مصباحی

مُرْكِزُ أَهِ لَنَّ السَّنَّةُ بُكِاتٌ فَضُنَّا الم احمد رضارودُ ميمن وادُ ، پور بندر ، مجرات (اندُيا)



# شان رسالت والمل بيت اطهار ميس

# ابن تیمیہ کی گستاخیاں

ترجمه:

أخطاء ابن تيمية في حق رسول الله على و أهل بيته

تاليف

ڈاکٹر محسود سید صبیح

پروفیسر: الازهر یونیورسٹی، قاہرہ،مصر

ترجمه، تحقيق، تعليق

عسلامه ناظم عسلی رضوی مصباحی

استاذالجامعة الاشر فيه ،مبارك پور،اعظم گڑھ، (يو پي،انڈيا)

ناشر

مركزابل سنت بركات رضا

امام احمد رضارودْ، میمن وادْ، بوربندر، گجرات (اندْیا)

# تمام حقوق بحق ناشر محفوظ

شان رسالت واہل بیت اطہار میں ابن تیمیه کی گستاخیاں نام کتاب

ترجمه: اخطاءابن تيميه في حق رسول الله طلَّيْ البِّم وأبل بيته \_

ڈاکٹر محمود سیر صبیح

(پروفیسر: الاز ہریونیورسٹی، قاہرہ،مصر)

مترجم ومحقق علامه محمد ناظم على مصباحي

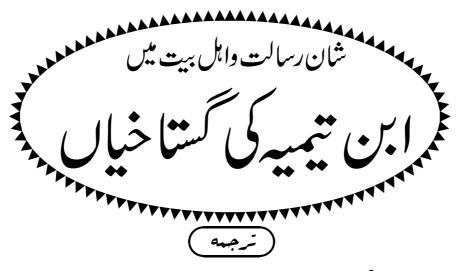
( استاذ: جامعه اشر فيه، مبارك يور، اعظم گڑھ، يويي)

مناظر اہل سنت ، علامہ عبدالستار ہمدانی ، مصروف

باهتمام مناظر اہل سنت، علامہ عبد الستار ہما مال اشاعت ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ \_\_\_ نومبر ۲۰۱۱ء مرکز اہل سنت برکات رضا، امام احمد رضا مر كزابل سنت بركات رضاءامام احمد رضار ودُّ، ميمن وادْ، بور بندر، گجرات

فون: 220886 286 91 موبائيل: 9824277786

### www.Markazahlesunnat.com



# أخطاء ابن تيمية

فى حق رسول الله صلى و أهل بيته

<u>تالیف</u> ڈاکٹرسیدمجمودسید سے

(پروفیسر:الاز ہریو نیورٹی،قاہرہ،مصر)

ترجهه انعليق ونعقيق

علامه محمد ناظم على رضوى مصباحي

استاذ : جامعها شرفیه،مبارک پور،اعظم گڑھ،(یوپی،انڈیا)

نانر

مركز ابل سنت بركات رضا

امام احمد رضارودٌ میمن وادٌ ، پوربندر ، گجرات (انڈیا)

# جمله حقوق تجق ناتثر محفوظ

نام كتاب : شان رسالت وابل بيت ميں ابن تيمه كي گستا خيال

ترجمه: أخطاء ابن تيمية في حق رسول الله عَلَيْكُم و أهل بيته)

مصنف : دا کٹر سیدمجمود سید بیچ (یروفیسر:الاز ہریونیورسٹی،قاہرہ،مصر)

مترجم ومحقق: علامه محمد ناظم على رضوى مصباحي (استاذ: جامعه اشرفيه، مبارك بور، اعظم گره، يوپي، انڈيا)

يروف ريدنگ: مولانامجرجاويداحرمصاحي

نظر ثانی : ارشد علی جیلانی مالکی (مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر)

باهتمام: علامه عبدالستار همدانی مصروف، برکاتی ،نوری

سن اشاعت : سرسهم اه/ الماء

مركز ابل سنت بركات رضاءامام احمد رضارود ميمن وادَّ ، پوربندر ، تجرات (اندُيا) ناشر:

### Published by:

Markaz-e- Ahle Sunnat

BARKAT -E- RAZA

Imam Ahmed Raza Road, Memon wad,

PORBANDAR Gujarat (India)

Phone: +91-286-2220886

Fax: +91 - 286- 2222039 Cell: +91-9879377786

E-mail: hamdani78692@Gmail.com

## عرض ناشر

# (از:مناظراالسنت، ماهررضویات،علامه عبدالستار جمدانی د مصروف 'برکاتی ،نوری )

فرقۂ وہابیہ جو کہ بزعم خویش تو حیدخالص کا دعوبیدار اور شرک و بدعت کا منکر ہے، اپنے تمام مکروفریب سے کھر پور دعووں کے برخلاف ایک شرط اور آئین کے علاوہ کچھ بھی نہیں ۔ بلکہ ایک قتم کا شخصیت پرست، بدعات ومنکرات کا مؤید ، مضحکہ خیز اعتقادات کا حامل ، اور امت مسلمہ کی وحدت کوئٹر بٹر کرنے کا ایک سوچا سمجھامشن ہے۔ جو براہ راست حکومت برطانیہ کے حکم کے مطابق محمد بن عبدالوہا بنجدی کے ذریعہ ظاہر ہوا ہے۔

آج عالمی استعار کا مسلمانوں کے خلاف کا میاب ترین حربہ بن چکا ہے اور عملی طور پر اس فرقے کی ظاہر پرست تعلیم ، اتحاد امت میں مانع ہے ، اس فرقہ کے وجود میں آنے سے اس قدر عظیم نقصان کا سامنا ہوا کہ ایک ادنی فہم رکھنے والا شخص بھی جس کا ادراک کر سکتا ہے جس وقت تمام عالم اسلام اپنے اتحاد کی شدید ضرورت کو محسوس کر رہا ہے ، اس فرقہ کے ذریعہ اس میں نفرت وعداوت کا تیج ہویا گیا ، شرک و بدعت کے جھوٹے دعوے کے ذریعہ ایک دوسرے کو جدا کردگیا۔

آج مسلمان الیی گراہ جماعت کے ہاتھوں مبتلائے امتحان ہیں جو کتاب وسنت کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتی ہے اور انھیں دونوں سے استنباط کا دعوی بھی ، اور جا ہے جوشخص بھی اس کی مخالفت کر ہے اس سے انھیں کوئی سروکا رنہیں، وہ اپنے مخالفین کو کا فر جانتی ہے جب کہ اس کے اندراجتہا دکی کسی علامت کا وجو رنہیں۔ یہ لوگ صرف اپنی جماعت کو موحد جانتے ہیں ، مقلدین کے شخت و ثمن اور ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہ ، امام شافعی ، امام مالک اور امام احمد بن صنبل رضی اللہ تعالی عنہم کی مقدس شان میں گتا خیاں کرتے ہیں ، اپنے آپ کو اہل حدیث یا عامل بالحدیث کہتے ہیں۔ آغاز میں تو یہ لوگ اپنے آپ کوفخریہ طور پر وہ ابی کہتے تھے جسیا کہ ان کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ مگر اب وہ ابی نام سے چڑھتے ہیں ، ان کے عقائد واعمال نہایت گندے ، اسلام اور مسلمانوں کے دامن پر بدنما داغ ہیں۔

بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ان کا بینام بھی سے نہیں دنیا کا کوئی شخص بھی اہل حدیث یا عامل بالحدیث سے معنی میں ہوئی نہیں سکتا ہے۔ کیوں کہ حدیث کے دومعنی ہیں بغوی اور اصطلاحی ۔ نغوی معنیٰ میں حدیث کا مطلب بات جیت، کلام یا گفتگو ہے۔ جیسا کہ قرآن ظیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَبِاَّيِّ حَدِیُثِ بَعُدَهُ یُوْمِنُونَ ﴾ جیت، کلام یا گفتگو ہے۔ جیسا کہ قرآن ظیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَبِاَّيِّ حَدِیُثِ بَعُدَهُ یُوْمِنُونَ ﴾ [الاعراف : ۱۸۵] (تو اس کے بعد اور کوئی بات پریفین لائیں گے۔) [کنز الایمان] اور ارشاد باری ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنُ يَّشَتَرِيُ لَهُو الْحَدِیُثِ لِیُضِلَّ عَنُ سَبِیلِ اللهِ ﴾ [لقمان : ۲] (اور کچھلوگ کھیل کی بات فرید تے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہادیں) [کنز الایمان] نیز قرآن کا ارشاد ہے: ﴿اللّٰہُ اللّٰهِ اللّٰمِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ الللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ اللّٰهُ اللّٰهِ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهِ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ اللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللّٰهُ الللللّٰهُ الللللّٰهُ الللللّٰهُ اللّٰهُ اللللللللللللللللللللللللللل

ان تینوں آیوں میں حدیث کامنی بات، کلام، گفتگو وغیرہ کے ہیں۔ گراصطلاحی معنی میں حدیث نبی اگرم اور افعال اور تقریر کو کہتے ہیں۔ اب میں عامل بالحدیث کے دعوید اروں سے بوچشا ہوں کہتم کوئی حدیث پر عامل ہو، لغوی پر یا اصطلاحی پر؟ اگر لغوی حدیث ہو، پھر تو ہر ناول وقصہ گو، اور بات کرنے والا اہل حدیث ہوا۔ اور اگر اصطلاحی حدیث پر عامل ہو یا کل پر۔ اگر بعض پر عمل کرتے ہوتو پھر اس میں تھاری ہی کیا تخصیص؟ کیوں کہ حضورا قدس کے کئی نہ کسی قول وفعل پر ہر شخص عمل بیرا ہے، پھر تو سب کے سب اہل حدیث ہوگئے تو اب حفیوں، شافعیوں، ما کیوں اور صنبیوں کو بھی اہل حدیث کیوں کہ منوں کہ بین مانے۔ اور اگر کل حدیث پر عمل کے مدعی ہوتو نبی کریم گئے کہ تمام احادیث پر عمل ناممکن ہے کیوں کہ حضور کی بعض حدیث یں منسوخ، بعض احادیث پر عمل کے مدعی ہوتو نبی کریم گئے کے لیے خاص اور بعض حدیث برعمل ناممکن ہے کیوں کہ حضور کی خصوصی اعمال شریفہ مذکور ہیں جو آپ گئے کے لیے قوم باح، واجب اور فرض سے مگر ہمارے لیے حرام ۔ بلکہ حدیث میں وارد ہے کہ حضورا قدس کے کمہ اس طرح پڑھتے تھے لا المہ الا اللّٰہ و اپنی دسول اللّٰہ (اللّٰہ کے سواکوئی معبود نہیں اور میں اللّٰہ کارسول ہوں) [مسلم شریف] اب بیحدیث کے دعویدار اس حدیث پر عمل کرکے دکھا دیں باجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہوجا کیں گے غرضیکہ حدیث میں حضورا قدس کے کمنوں الیے اقوال و

اعمال اورافعال ہیں جوآپ کے لیے کمال ہیں اور ہمارے لیے کفر۔ بہر حال جواس معنی سے اپنے آپ کواہل حدیث یاعامل بالحدیث کے وہ خلطی پر ہے، جب نام ہی باطل ہوا تو کام بھی سارے باطل گھرے۔ اسی لیے حضور اقدس کے ارشاد فرمایا: علیہ کے بسسنتی و سنة المخلفاء الر اشدین. (میری اور خلفائ راشدین کی سنتوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔) [المستدرک للحاکم ، ا/ ۷۷۱، حدیث نمبر ۱۳۳۳] آپ کے یہ نہ فرمایا: علیہ مبحدیثی کہ میری حدیث کولازم پکڑو کیوں کہ ہر حدیث لائق عمل نہیں، ہرسنت لائق عمل ہے۔ حضور کے علیہ مقدسہ جومنسوخ نہ ہوں ، حضور اقدس کے لیے خاص بھی نہ ہوں بلکہ امت کے لیے لائق عمل ہو، اخسیں سنت کہا جاتا ہے۔ لہذا ہم اہل سنت و جماعت بالکل حق و درست ہیں۔ کہ ہم بفضلہ تعالی حضور اقدس کی ہر سنت یکم پیرا ہیں۔

اہل حدیث اور وہابیت کی اصل وبنیا دمجہ بن عبدالوہا بنجدی ہے جونجد کے علاقہ در عیہ سے تعلق رکھتا تھا،
اپنے ہم عصر میں ذہانت وفطانت سے شہور تھا اور چالا کی وفریب کاری اس کی فطرت تھی، اس میں سخاوت وفیاضی بھی خوب تھی ۔ اپنے تابعین اور مددگاروں میں خوب خرچ کرتا تھا۔ اپنے ہی وطن میں تھوڑی عربی زبان وا دب اور فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کی ، اس شخص کواگر چہاجتہا دسے کہیں دور کا واسط بھی نہیں تھا، پھر بھی وہ ہر مسکلہ میں ایک مسلم الثبوت مجتہد کی طرح دخل اندازی کرتا رہتا تھا اور اسے اسلاف یا اپنے ہم عصر مجتهدین کے اقوال اور نظریات کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

سے الا میں محمد بن عبدالوہاب نے اپنے نئے مذہب کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا نثر وع کیا، تو سب سے پہلے اس کے والد، بھائی اور دیگر اسا تذہ و مشائخ ہی اس کے گمراہ کن افکار، اور بدعات و منکرات پر شتمل نظریات کے مقابلہ کھڑے ہوئے اور اس کی تمام باتوں کا رد بلیغ فرماتے رہے۔ اسی وجہ سے اسے اس وقت کوئی خاطر خواہ کا میا بی نہلی ۔ یہاں تک کہ جب اس کے والد کا انتقال ہوا، تو دوبارہ سادہ لوح عوام کے درمیان اپنے باطل افکار وخیالات کی ترویج واشاعت کرنے لگا۔ (تلخیص: الصواعق الالہید فی الردعلی الوہابیہ صک)

اپنی ذاتی رائے کے مطابق جو بھی اس کواچھا لگتا تھا وہی کہتا تھا اور اس پرلوگوں کو مل کرنے کی دعوت دیتا تھا۔ اس کی اپنی ذاتی رائے تھی کہ اس کے متبعین کے علاوہ تمام حضرات یہودیوں وعیسائیوں کی طرح مشرک اور کا فر ہیں اور سب ہی کو بت پر ستوں کے ذمرے میں شار کرتا تھا اور اپنی اس باطل رائے پرید دیل پیش کرتا تھا کہ مسلمان حضرت رسول اکرم تھی، ہزرگان دین اور اولیائے کرام کی مقدس بارگا ہوں سے توسل کرتے ہیں، اور یہ قبر میں سونے والے مردوں سے توسل ہے، مسلمانوں کی اس نیاز مندی کے بارے میں کہتا کہ بیلوگ ان کی قبروں کے سامنے بحدہ کرتے ہیں، ان کے آستانوں پر جبین نیاز خم کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں بید بہت پرسی اور بتوں کی عبادت ہے کہا گر بتوں کی تصویر یا خود بت یا اس کی مخصوص شکل کو خدانہ سمجھیں بلکہ یہ کہیں کہ یہ ہمارا قبلہ ہے اور کی عبادت ہے کہا گر بتوں کی صاحب کر کے خدا کی بارگاہ میں اپنا شفیع قرار اپنی عبادت گریں اور بحدہ ریز ہوں اور کسی کو خدات اقدس کے لئے عبادت کریں اور سور دیر ہوں اور کسی کو خدات میں اور سے کہ فرار نہ دیں۔ (تاخیص: وبابیت، تجربہ وخلیل میں: ۱۰۸)

گفتگوکا خلاصہ بہ ہے کہ اس کے بعض متبعین نے اس کی پیروی کی اور اس طرح نجد کے دیہاتی علاقوں میں مشہور ہوگیا۔ وہ ہمیشہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے روضہ کے گنبد کو منہدم کرنے سے متعلق موضوع کو ور د زبان رکھتا تھا اور اس کو اپنا نصب العین اور اپنے منحوس مقاصد کی کا میا بی میں رکا وٹ سمجھتا تھا ، وہ ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہتا تھا کہ اگر قدرت وطاقت حاصل ہوجائے تو سب روضوں کو تباہ و برباد کر کے ، ان مقدس آستانوں کا نام ونشان تک مٹاد لے کین موت نے اسے مہلت نہ دی اور وہ مرگیا۔

محر بن عبدالو ہاب نجدی ساتو بن صدی ہجری کا ایک صنبلی عالم ابن تیمیہ کے عقائد وافکار سے متأثر تھا اور زیادہ تر نظریات میں اس کی پیروی کرتا تھا۔ اس کے تمام افکار وخیالات ابن تیمیہ کے عقائد کے عین مطابق تھے۔ ابن تیمیہ ۲۲۱ ھ میں دشق کے قریب''حران''گاؤں میں پیدا ہوا، جب چھسال کی عمر ہوئی تواپنے والد کے ساتھ دمشق منتقل ہوگیا، پھروہیں اس کی تعلیم وتربیت ہوئی ،عربی زبان وادب، فقہ واصول فقہ، اور حدیث پرایک حد تک دسترس حاصل کرنے کے بعدایئے آپ کومجہزم مطلق سمجھ بیٹھا۔

اس شخص نے اصول وعقائد میں اجتہاد کیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے جسیم اور حرکات وسکنات، جہت وسمت اور اعضاو جوارح کا قائل ہوگیا، قر آن وحدیث کے غلط معنی سمجھ کرخود گمراہ ہوا اور بہتوں کو گمراہ کیا، قبرا نورسید عالم کی زیارت، توسل، نیاز، فاتحہ، قیام و میلا د، کو بدعت وشرک کہا، انبیاء کرام کی شان میں تو ہیں آمیز کلمات بکے، اور اہل بیت اطہار کی مقدس بارگا ہوں میں اول فول بکتار ہا۔ اس وقت کے علماء ومفتیان کرام نے اسے گمراہ اور اگر اردیا۔

اس لیے اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ ابن تیمیہ کے اقوال عوام الناس کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ سادہ لوح عوام ان نام نہا داہل حدیث کے دام فریب میں مبتلا نہ ہوں ،سلف وخلف میں بے تارعاماء نے ابن تیمیہ کے ددمیں کتا بیل کھیں ، انھیں میں یہ کتاب ' اضطاء ابن تیمیہ '' ہے۔ جسے الازہر یو نیورسٹی کے ایک فاضل جلیل ، عالم نبیل ڈاکٹر محمود سید الصبح نے تالیف فر مایا۔ مؤلف نے اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے اور غیر مقلدین کے زینے وضلال کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کی تلبیس و تزویر کا پردہ چاک کیا۔ مولف موصوف نے کتاب میں ابن تیمیہ کی ان باتوں کو بطور خاص جمع کیا ہے ، جو اس نے نبی اکرم پی ، اہل بیت اطہار ، نیز صحابہ کرام کی شان میں گتا خانہ ، اور تسخر آمیز انداز بیان میں اپنی کتابوں اور فتاو کی میں کیں ہے۔ آئیس درج کرنے کے بعد کی شان میں گتا خانہ ، اور تسخر آمیز انداز بیان میں اپنی کتابوں اور فتاو کی میں کیں ہے۔ آئیس درج کرنے کے بعد آپ نے تمام انہا مات و اکا ذیب کا جو اب کتاب و سنت کی روشنی میں عقلی و فقی اعتبار سے مدل اور بہت سادہ اور آئیم انداز میں پیش کیا ہے۔

یہ کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی جس سے صرف علاء اور طالبان علوم نبویہ ہی استفادہ کر سکتے تھے، اردو دال طبقہ میں ہمارے اس پیغام کو پہنچانے کے لیئے جامعہ انثر فیہ کے ایک فاضل استاذ حضرت علامہ ناظم علی مصباحی صاحب نے اردو میں ترجمہ فرما کر اس کا نام' 'ابن تیمیہ کی گستا خیاں''رکھا۔ مترجم کا سیال قلم ،خوب

صورت انداز تحریر اور بہترین انداز ترتیب اس میں مزید جاذبیت اور کشش پیدا کررہا ہے۔ امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضامحقق بریلوی علیہ الرحمہ کی کتب میں فہ کور متند حوالہ جات اور مثالوں کا اقتباس اس کی اثر افرینی میں اہم کر دار اداکررہ ہے ہیں ، جس سے بات کو سمجھنا انتہائی آسان ہوگیا ہے۔ علمی اور دقیق مسائل سے پر اس کتاب کو ایسی دل کش اور جاذب نظر تحریم میں منتقل کرنا کوئی آسان کا منہیں تھا مگر مترجم موصوف نے بڑی عرق ریزی اور جال سوزی کے ساتھ اس کا ترجمہ کیا ، جو ایک علمی ، تحقیقی اور بنیا دی نوعیت کا کارنامہ ہے جس کی جتنی پذیرائی کی جائے کم ہے۔

حضرت علامہ ناظم علی مصباحی کی اس مخلصانہ کاوش بنام 'ابن تیمیہ کی گستا خیاں'' ہم قارئین کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے نہایت سرور وانبساط محسوس کررہے ہیں۔اور **مرکز اہل سنت برکات رضا** کی جانب سے آخیس صد ہامبارک بادبیش کرتے ہیں۔اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی ان کی اس محنت کو قبول فرما کر کتاب کو مقبول عام بنائے۔آمین۔

خانقاه قادریه برکاتیه مار هره شریف اورخانقاه قادریه بریلی شریف کا ادنی سوالی عبدالستار همدانی "مصروف" برکاتی ،نوری یور بندر، گجرات

بتاریخ کیم ذی الحبه۳۳۳اه مطابق: ۱۲۹کتوبر۲۰۱۱ بروز:شنبه

# كلمات عاليه

از: نبیرهٔ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعه، حضرت علامه مفتی محمد اختر رضاخان قادری از هری، دام ظله بسیم الله الرحمن الرحیم

نحمده و نصلي على رسوله الكريم و آله و صحبه و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

فاضل گرامی حفرت مولانا ناظم علی صاحب قادری رضوی زیر مجده کی تازه تصنیف" اُخطاء ابن تیمیه" کے ترجمہ کے چندا بتدائی صفحات پڑھوا کر میں نے عزیز سعید عاش حسین قادری رضوی سے سنے ترجمے کا انداز بہت ولنشیں ہے، ترجمہ بہت بامحاورہ ہے، طرز نگارش سے صاف ظاہر ہے کہ فاضل گرامی نے ترجمے میں دفت نظراور عرق ریزی سے کام لیا ہے، کسی کتاب کا ترجمہ کردینا آسان کام نہیں ہے اس کی صعوبتوں سے وہی واقف ہے جس کواس سے کام پڑتا ہے، لفضلہ تعالی فقیر نے بھی اعلی حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالی عنہ کی بعض کتابوں کا ترجمہ اردومیں کیا اور بعض دیگر کی تعریب کی۔

اس سلسلے میں جود شواریاں پیش آئیں اس کا اندازہ مجھی کو ہے، توفیق خداوندی اوراعانت سرکاراور فیوض بزرگان دین میرے اس کام میں اگر مساعد نہ ہوتے تو مجھ سے یہ کام نہ بن پڑتا، اس سلسلے میں جن احباب نے میری حوصلہ افزائی فرمائی ان میں فاضل موصوف سرفہرست ہیں، میری فرمائش کے بغیرانھوں نے میرے تراجم پر با وقعت تقدیم وتقریظ کھی، اللہ تعالی ان تمام احباب کواور فاضل گرامی کو جزائے خیردے اور ان کی اس تصنیف کو قبول نظراور اصابت فکر بیش از بیش عطافر مائے۔

وصلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم. قال بفضله وأمر برقمه

فقیر **محمد اختر رضا** قادری از هری غفرله

# مترجمايك نظرمين

نام : محدناظم على مصباحي

والد گرامی : جناب مُحلِّم صاحب

پته : ڈڑوا، پوسٹ، جنگابازار، تھانەمنكاپور، ملع گونڈہ۔

ولادت : ٩رجوري ١٩٢٩،

### تحصيل علم:

• ابتدائی تعلیم: جب ذراشعور بیدار ہوا تورسم بسم اللہ خوانی شریف والد ماجد نے گھریر ہی گرائی ،
پھر مکتب کی تعلیم کے لیے گھر کے قریب ہی مدرسہ میں منشی عبدالرحمٰن صاحب سے ابتدائی تعلیم
حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم کے لیے مندرجہ ذیل درس گا ہوں سے استفادہ کیا۔

• مدرسه اشر فیه مظهر العلوم، متصل مسجد چوک، ومدرسته یتیم خانه صفویه، کرنیل گنج، گونده: حفظ قرآن مجیداور تجویدوقر أت ـ

- دارالعلوم المل سنت فيض الرسول، برا وَن شريف: ابتدا ئي درس نظامي \_
- مدرسه معراج العلوم، بهدوكرابازاربستى :عرنى، فارسى،منطق، فلسفهاورديگراصوليات كى تعليم \_
- دارالعلوم اہل سنت انوار الرضا، گورا چوکی، گونڈہ، حدیث،اصول حدیث فقہ،اصول فقہ،اور تفسیر،منطق وفلسفہ زبان وادب کی بمکیل ۔
- دارالعلوم اشر فیه مبارک پور، اعظم گڑھ، سے ارجمادی الآخری ۱۲ ایم اھمطابق ۱۹۹۱ء میں عرس حافظ ملت کے مقدس ہاتھوں سرپر دستار نضیات سجائی گئی۔

### تدریس

- مدرسه الجامعة الاحمديه، جمالي بوره، تنوج، تقريباً أيك سال ـ
- مدرسه صدرالعلوم، متصل ريلو ي مسجد، بره گاؤن، گونده، تقريباً تين سال
  - دارالعوم اشرفیه، مبارک پور، اعظم گره ه ۱۹۹۲ سے تا حال

### بيعت و ارادت :

شنرادهٔ شعیب الاولیا، حضرت مولا ناصوفی محمصدیق شاه رحمة الله علیه سے آپ کوشرف بیعت حاصل ہے۔

### اجازت وخلافت:

- صدرالعلماحضرت علامة تحسين رضاخان صاحب قبله عليه الرحمه محدث بريلوي ـ
  - تاج الشريعيه، حضرت علامه مفتي محمد اختر رضاخان قادري، از هري دام ظله العالى
    - محدث كبير، حضرت علامه ضيا المصطفىٰ صاحب قبله دام فضله الكريم
      - فاتح بلگرام، سیدمجمه صاحب

اجازت قرآن كريم: شارخ بخارى حضرت علامه مفتى محمد شريف الحق صاحب قبله المجدى عليه الرحمه اجازت حديث وفقه:

- محدث بريلوي حضرت علامة حسين رضاخان صاحب قبله رحمة الله تعالى عليه
  - تاج الشريعية حضرت علامه فتي محمد اختر رضاخان صاحب قبلية قادري مد ظليه
  - محدث بير، حضرت علامه ضياء المصطفى قادرى المجدى صاحب قبله مدظله

### تصنيفات و مقالات:

آپ کی قلمی خد مات حسب ذیل ہیں:

- أصحابى كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم حديث مقبول لاموضوع (عربي)، غيرمطبوع-
  - الإمام حمد رضا و نبوغه في العلوم الجديدة (عربي)،غيرمطبوع-

- حافظ الملة ونبوغه في العلوم والفنون (عربي)،غيرمطبوع-
- اإامام احمد رضا و نبوغه في العلوم الحديث (عربي)، يرساله الهاد الكاف في حكم الضعاف از: اعلى حضرت الم احمد رضا كساته شائع موچكا ہے۔
  - الاستمداد بالأنبياء والأولياء (عربي)، (مطبوع)
  - سيدنا المفتى الأعظم في ضوء فتاواه (عربي)،غيرمطبوع-
    - اسلام کانظریه تعدداز دواج (اردو)، غیرمطبوع۔
    - اسلام اورتعلیم نسوان (اردو)، ما بهنامه جامعه، رونا ہی سے شائع ہوا۔
- فن اساءر جال میں مفتی اعظم کی مہارت (اردو)، بیمقالہ جہان مفتی اعظم ہند میں شائع ہو چکا سر
  - ہے۔
    مسلک حنفی کا اثبات (اردو)، یہ مقالہ شارح بخاری نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔

### تراجم و تقدیمات، حواشی و دیگر متعلقات:

- شان رسالت وابل بيت مين ابن تيميه كي ستاخيان (ترجمه أخطا ابن تيميه في حق رسول الله هي و أهل بيته)
- تدوین الفقه و کتب الفقه الحنفی (بیخضرالقدوری کے ساتھ منسلک ہے اور بیکتاب مجلس برکات، جامعہ اشر فیمبارک پورسے شائع ہو چکی ہے)۔
- ترجمة المحقق العلامة السيد الشريف الجرجاني صاحب حاشية القطبي (ميرقطبي كساته مسلك باوريكتاب بهي مجلس بركات، جامع اشرفيه مبارك بور سي العطبي أنع بوچي بـ)-
- امام احدرضا اورعلم كلام مين مهارت يه المعتقد المنتقد پرمقدمه ب (يه كتاب جامعة الرضايريلي سے شائع ہو چكى ہے ) -
- مَّ تُرالكرام اورعلامه آزاد بلكرامي، مقدمه مآثر الكرام في تاريخ بلكرام (يهكاب

- بھی جامعۃ الرضابریلی سے ثالع ہوچکی ہے)۔
- امام اعظم اورعلم حدیث، مقدمه مقامات امام اعظم \_ (مطبوع)
  - حاشية على أصول الشاشي (عربي) زيرتري-
- تقديم نور الإيضاح، (ينورالايضاح كساته مجلس بركات جامعه اشرفيه مباركورس شائع مو چكى ہے)۔
- ضوءالمصباح على نورالا يضاح، (عربي) بينورالا يضاح كابرُ التحقيقي حاشيه ہے، جوار باب فقه و تدريس سے خراج تحسين حاصل كر چكا ہے۔

(بارك الله فيه و أحسن الله إليه)

# انتساب

اقلیم روحانیت کےان خلد آشیاں تا جداروں کے نام جن کے فیوض وبر کات سے جہان اسلام سیراب ہور ہاہے

- خاتم الا کابر حضرت سیدشاه آل رسول احمد بر کاتی مار ہروی
- سراج السالكين حضرت سيدشاه ابوالحسين احمه نوري مار هروي
- مجد داعظم شیخ الاسلام والمسلمین سید نااعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی
  - تاج دارا ہل سنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ صطفیٰ رضا ہریلوی
    - فقيه اعظم صدرالشريعة علامه محمدامجرعلى اعظمي
    - جلالة العلم حافظ ملت حضرت علامه عبدالعزيز محدث بريلوى
      - شعیب الاولیاء حضرت مولا ناصوفی شاه محمد بارعلی
      - مظهر شعيب الاولياء حضرت مولا ناصوفي شاه صديق

عليهم الرحمة و الرضوان

لا خيــل عــندى أهـديهـا و لا مـال فليسعد النطق إن لم تسعد الحال

گدائے بےنوا محمد ناظم علی رضوی مصباحی

# مقدَّ للمَه

نبی ا کرم سیدعالم صلی الله تعالی علیه وسلم نے ارشا دفر مایا:

"إن بني إسرائيل تفرقت على اثنين وسبعين ملة وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا: من هي يارسول الله؟ قال:

ماأنا عليه وأصحابي" (رواه الترمذي)

ترجمہ:۔''بنی اسرائیل بہتر<sup>27</sup> مذہب میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر<sup>27</sup> مذہبوں میں

بٹ جائے گی، جن میں ایک مذہب والوں کو چھوڑ کرتمام مذاہب کے لوگ جہنمی ہوں گے،

صحابہ نے عرض کیاوہ ایک مذہب کےلوگ کون ہیں؟ حضور نے ارشادفر مایا: میں اور میرے

صحابہ جس مذہب برقائم ہیں اس برقائم رہنے والے لوگ نجات یا فتہ ہیں'۔

نبی اکرم صلی الله تعالی علیه وسلم اور آپ کے صحابہ جس طریقہ پر قائم ہیں اسی پرمضبوطی سے قائم رہنے کا حکم

دية موئ حضوراقدس الله في فارشادفر مايا:

"اتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذشُذَّ في النار" (مثكاة المصانيح ص٠٣٠ باب

الاعتصام بالكتاب والسنة مجلس بركات جامعها نثر فيهمبارك يور)

ترجمہ:۔''سواداعظم کی اتباع کروکیوں کہ جواس سے الگ ہواوہ جہنم میں گیا''۔

ایک حدیث یاک میں فرمایا:

"يدالله على الجماعة" (مثكاة المصابيح، ص٠٣ بإب الاعتصام بالكتاب والسنة مجلس

بركات جامعهاشر فيهمبارك يور)

ترجمه: ''الله كادست كرم جماعت يريخ' ـ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ جس طریقہ پر قائم ہیں اس پر قائم رہن اس پر قائم رہن اس کے والے سواد اعظم ''جماعت کثیرہ'' ہیں حدیث پاک میں جن کی اتباع کا حکم دیا گیا، دور حاضر میں اس کہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن صنبل حمہم المتعال کے متبع ومقلد ہی سواد اعظم اہل سنت کہلانے کے مستحق ہیں مجدد اعظم ، آیہ من آیات رب العالمین ، مجمزة من مجمزات سید المرسلین سید نااعلی حضرت امام احمد رضافتہ سیر مفرماتے ہیں:

چارباغ امامت په لاکھوں سلام حاملان شریعت په لاکھوں سلام تا ابد اہل سنت په لاکھوں سلام شافعی، مالک ،احمد امام حنیف کاملان طریقت په کامل درود به عنداب وعتاب وحساب و کتاب نیز فرماتے ہیں:

" نداہب اربعہ اہل سنت سب رشد وہدایت ہیں جوان میں سے جس کی پیروی کرے عمر بھراسی کا پیرور ہے، بھی کسی مسئلے میں اس کے خلاف نہ چلے وہ ضرور صراط متعقیم پر ہے اس پر شرعا کو کی الزام نہیں، ان میں سے ہر مذہب انسان کے لیے نجات کو کا فی ہے، تقلید شخصی کو شرک مارم ماننے والے گراہ ، ضالین ، تبع غیر بیل المونین ہیں "۔ ( فقاوی رضویہ ااراا ۳ اطائب الصیّب علی أرض الطّیب رضااکیڈی ممبئی)

### نیز فرماتے ہیں:

"آخراتنا تواجلی بدیهیات سے ہے جس کا انکار آفتاب کا انکار کہ صدہابرس سے لاکھوں اولیا،علما،محدثین،فقہا، عامۃ اہل سنت واصحاب ہدی غاشیۂ تقلید ائمہ اربعہ اپنے دوش ہمت پراٹھائے ہوئے ہیں جسے دیکھوکوئی حنفی،کوئی شافعی،کوئی مالکی،کوئی حنبلی یہاں تک کہ فرقۂ ناجیہ اہل سنت و جماعت ان چار فدا ہب میں منحصر ہوگیا جسیا کہ اس کی نقل سیدعلامہ احمد مصری رحمہ اللہ تعالی سے شروع دلیل اول میں گزری"۔(فقاوی رضویہ مترجم ۲۸۵۰۷

رضاا کیڈمیمبئ)

علامه سیدا حرطحطا وی حاشیه در مختار میں فرماتے ہیں:

فعليكم يامعشرالمومنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بأهل السنة والجماعة، فإن نصرة الله تعالى وحفظه وتوفيقه في موافقتهم وخذ لانه وسخطه ومقته في مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الأربعة هم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا عن هذه المذاهب الأربعة فهو من أهل النار"

(طحطاوي على الدرالمخار كتاب الذبائح ١٥٣/٥٥مطبوعه دارالمعرفة بيروت)

ترجمہ:۔"اے مومنو! تم پر فرقۂ ناجیہ اہل سنت وجماعت کی اتباع لازم ہے اس لیے کہ اللہ تعالی کی نفرت وحفاظت اوراس کی توفیق ان کی حمایت وموافقت میں ہے اوراس کی ناراضی اورعذاب ان کی مخالفت میں ہے اور فرقۂ ناجیہ آج صرف مذاہب اربعہ حنفی ، مالکی ، شافعی ، اور حنبلی ہیں اور جوان جاروں سے خارج ہوگا وہ برعتی جہنمی ہے"۔

شاه ولى الله صاحب محدث د بلوى "عقد الجيد" مين لكهة بين:

اعلم أن في الأخذ بهذه المذاهب الأربعة مصلحة عظيمة، وفي الإعراض عنها مفسدة كبيرة ونحن نبين ذلك بوجوه: أحدها أن الأمة قد اجتمعت على أن يعتمدوا على السلف في معرفة الشريعة، فالتابعون اعتمدوا في ذلك على الصحابة، وتبع التابعين اعتمدوا على من قبلهم والعقل يدل على حسن ذلك لأن الشريعة لايعرف إلا بالنقل والاستنباط، والنقل لايستقيم إلا بأن ياخذ كل طبقة عمن قبلها بالاتصال ولابد في الاستنباط من أن يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من أقوالهم فينخرق الإجماع ويبنى

عليها ويستعين في ذلك بمن سبق لأن جميع الصناعات كالصرف والطب والشعر والحدادة والتجارة والصياغة لم يتيسر لأحد إلا بملازمة أهلها، وغير ذلك نادر بعيدلم يقع وإن كان جائزا في العقل وإذا تعين الاعتماد على أقاويل السلف فلابد من أن يكون أقوالهم التي يعتمدعليهامروية بالإسناد الصحيح أو مدونة في كتب مشهورة وأن يكون مخدومة يتبيّن الراجح من المرجوح من محتملاتها وتخصيص عمومها في بعض المواضع وبجمع المختلف منها وتبيين علل أحكامها وإلا لم يصح الاعتماد عليها وليس مذهب في هذه الأزمنة المتأخرة بهذه الصفة إلاهذه المذاهب الأربعة ".

ترجمہ: ''یہ بات واضح رہے کہ مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے میں عظیم مصلحت ہے اوران
سے اعراض کرنے میں بڑا فساد ہے ہم انھیں چند طریقوں سے بیان کرتے ہیں: اول: یہ کہ
ساری امت کااس بات پر اجماع ہے کہ شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتاد کیا جائے،
تابعین نے اس معاملہ میں صحابہ پر اعتاد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر، اسی طرح ہر طبقہ
میں علمانے اپنے پہلے والوں پر اعتماد کیا اور عقلاً یہ ایک اچھی چیز ہے، اس لیے کہ نقل واستباط
کے بغیر شریعت کی معرفت ناممکن ہے، اور نقل کی در تھی اسی طرح سے ہوگی کہ ہر طبقہ کے لوگ
اپنے پہلے والوں سے متصلا حاصل کریں اور استنباط کے لیے یہ ضروری ہے کہ متقد مین کے
مذاہب کو جانا جائے تا کہ ان کے اقوال سے باہر نہ جائیں کہ خرق اجماع ہوجائے، اور تا کہ
انہیں اقوال کو بنیا د بنایا جائے اور اگلوں سے اس میں مدد کی جائے اس لیے کہ تمام صنعتیں مثلا
سُناری، طب، شعر گوئی، لو ہاری، تجارت اور رنگ ریزی کسی کوبھی صرف ان کے ماہرین کے
ساتھ کام کرنے سے میسر ہوتی ہے اور اس کے بغیر بہت نادر اور غیرواقع ہے اگر چہ عقلا

جائز وممکن ہے۔ اور جب بیہ تعین ہو گیا کہ (شریعت کی معرفت) میں سلف کے اقوال ہی پر اعتاد ہے تو ضروری ہے کہ ان کے وہ اقوال جن پر اعتاد ہو، اساد صحیح کے ساتھ مروی ہوں، یامشہور کتابوں میں مدون ہوں اور بیا کہ منفح ہوں کہ ان محتملات میں رائح مرجوح سے ظاہر وواضح ہواور عام کی تخصیص مذکور ہو، متضاد اقوال میں تطبیق ہو، احکام کی علتیں بیان کی گئ ہوں ور نہ ان پر اعتاد صحیح نہیں اور اس بچھلے زمانہ میں ان چار مذاہب کے سواکوئی مذہب اس صفت کے ساتھ موصوف نہیں'۔

يمي شاه صاحب رسالهُ انصاف ميں لکھتے ہيں:

"بعدالمائتين ظهربينهم التمذهب للمجتهدين بأعيانهم وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان". رساله انصاف شاه ولى الله باب حكاية حال الناس قبل المائة الوابعة "(مكتبة وارالشفقت استبول تركى ، ص 19)

ترجمہ:۔'' دوصدی کے بعدخاص ایک مجتهد کے مذہب کا پابند بننا اہل اسلام میں ظاہر ہوا کم کوئی شخص تھا جوایک امام معین پراعتاد نہ کرتا ہوا وریہی واجب تھا اس زمانہ میں''۔

علامہ زین بن جیم حنفی مصری متوفی ( ۹۷۰ ھ ) نے الا شباہ والنظائر میں ارشاد فر مایا کہ: امام ابن ہمام نے تحریر میں بیتصری فر مائی کہ:

"إن الإجماع انعقد على عدم العمل بمذهب يخالف الأربعة لانضباط مذاهبهم واشتهارهاو كثرة أتباعها". (خلاصة التحقيق ص٣-٣)

ترجمہ:۔''اس بات پراجماع ہے کہ فدا ہب اربعہ کے خلاف کسی فد ہب پڑمل نہ کیا جائے اس لیے کہ جاروں فدا ہب محفوظ ومنضبط اور مشہور ہیں اور ان کے ماننے والے کثیر ہیں''۔ سیدی عارف باللہ علامہ عبد الغنی نابلسی صاحب حدیقہ ندیہ فرماتے ہیں:

"اعلم أن المذاهب الأن التي يجوز تقليدها هي المذاهب الأربعة لاغير فقد انتحصر الأن العمل بشريعة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم في العمل بما ذهب إليه أحد الأربعة فقط على العموم ". (خلاصة التحقيق ص) ترجمه: "يه امر واضح رم كه فدا به اربعه كسواكى فدب كي تقليد جائز نبيس اس ليه كه اس وقت بالعموم شريعت محملى الله تعالى عليه وسلم يمل فدا به اربعه يس سي كى ايك فد به كرمل فدا به باربعه يس سي كى ايك فد به كي من يرمنح عرب ".

نيزعلامه نابلسي رحمه الله تعالى حديقه ندييص ١٨ ١٣ پر رقمطرازين:

"فعلى كل مسلم من أهل السنة أن يقلد إحدى المذاهب الأربعة المعروفة" إلى أن قال "ولن يكون من أهل السنة من لم يقلد إحدى المذاهب الأربعة ويقال له لامذهبي".

ترجمہ:۔" تمام مسلمانان اہل سنت پر بیدلازم ہے کہ مذاہب اربعہ معروفہ میں سے کسی ایک مذہب کی انتباع کرے" آپ نے یہاں تک فرمایا:" جوشخص ان چاروں مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کی انتباع نہ کرےوہ ہرگز اہل سنت سے نہیں وہ لا مذہب کہلائے گا"۔ بحرالعلوم رحمہ اللہ تعالی فواتح الرحموت ۲۷۷۲ میں فرماتے ہیں:

"إنما منع من تقليد غيرهم الأنه لم تبق رواية مذهبهم محفوظة".

ترجمہ:۔'' جپاروں مذہبوں کے علاوہ کسی اور مذہب کی تقلید وا تباع سے اس لیے روکا گیا کہ مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی مذہب کی روایت محفوظ نہیں''۔

قاضی ثناءالله یانی پی تفسیر مظهری میں لکھتے ہیں:

"أهل السنة قد افترق بعدالقرون الثلاثة أو الأربعة على أربعة مذاهب ولم يبق مذهب في فروع المسائل سوى هذه الأربعة".

ترجمہ:۔''اہل سنت تین چار قرن کے بعدان چار مذاہب پر منقسم ہو گئے اور فروع مسائل میں ان مذاہب اربعہ کے سواکوئی مذہب باقی ندر ہا''۔

(تفسير مظهري مسكه إذاصح الحديث على خلاف مذهبه الخ اداره اشاعت العلوم د ملى ٢ ر٦٢)

(بحواله فآوی رضویه مترجم ۲/۵۰۷ رضاا کیڈمیمبئ)

عقو دالجوا ہرالمدنیفہ میں جوحدیث شریف میں متند کتاب اور مقبول علمائے اولی الالباب ہے محدث مصری سیدناالمرتضی الحسینی تحریر فر ماتے ہیں کہ:

" اطبق الناس الأن على أن أهل السنة هم أهل المذاهب الأربعة".

ترجمہ:۔''تمام علمااس بات پر شفق ہیں کہ تنی وہی لوگ ہیں جوان جاروں مذہبوں میں سے کسی خاص مذہب کے پابند ہیں''۔

ان سب سے صاف ظاہر ہے کہ فرقہ ناجیہ صرف سواداعظم اہل سنت وجماعت ہے ان کے علاوہ دوسر نے فراق ہوا ہوں ہے کہ فرقہ ناجیہ صرف سواداعظم اہل سنت وجماعت ہے ان کے علاوہ دوسر نے فراق ہوا ہوں ہے ہوان جاروں سے خارج ہے وہ اہل سنت و جماعت نہیں بلکہ اعتاد اور قابل عمل ہیں ان کی تقلید وا تباع لازم ہے، جوان جاروں سے خارج ہے وہ اہل سنت و جماعت نہیں بلکہ برق اور جہنمی ہے، نبی اکرم سیدعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد پاک: "ت فقت و ق أمت علی شلاث وسب عین " کے مطابق آئ جمہت سار نے فرقے کی میں ان فرقوں میں آئ وہبی فرقہ نا بی جنتی، سواداعظم پر قائم کہلائے گاجوان فدا ہب اربعہ میں ایک فد جب پر مضبوطی سے قائم ہونہ یہ کہ بعض احکام میں ایک فد جب کہلائے گاجوان فدا ہب اربعہ میں ایک فد جب کی الگ تعلی بنیاد ڈالی جائے جیسا کہ بعض فرقوں نے فدا ہب اربعہ سے منکرین منازہ بازی ہوں ہے جو ان فدا ہب اربعہ سے منکرین اگلی دور رفتہ اور جدا گانہ ہیں، افسیں میں نے مذا ہب اربعہ سے ہٹ کرایک الگ اختراعی مشرب کی بنیاد ڈالی اور ان فدا ہب اربعہ سے منکرین الہ بازی گرام کی شان میں نہ صرف دشنام طرازیاں کیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ، دیگرا نبیا ہے کرام اربعہ کے انکہ کرام کی شان میں نہ صرف دشنام طرازیاں کیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ، دیگرا نبیا ہے کرام اربعہ کے انکہ کرام کی شان میں نہ صرف دشنام طرازیاں کیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ، دیگرا نبیا ہے کرام

علیہم الصلاۃ والسلام اورآپ کے اصحاب وآل پاک کی شان میں شخت گساخیاں کیں اور اللہ عزوجال کی شان اقدس میں خبیث عقائد سے بازندآئے ، انھول نے اللہ عزوجل کے لیے مکان وجہت وجسمیت کا قول کیا، اسے کل حوادث بتایاس کے علم کو اختیار کی مانا، اور اسے جھوٹ بولنے اور اولا داختیار کرنے اور ایسے محالات وممتعات پر قادر مانا جن سے ایمان واسلام کی ساری بنیادیں منہدم ہوجاتی ہیں، انبیائے کرام کی عصمت کا انکار کیا اور یہ کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعثت سے پہلے ایمان و اسلام سے غافل سے، نبوت کسی شکی ہے اللہ کی عطا نبیں ۔ شہرادی رسول سیدہ فاطمہ زہرا ، مجبوبہ محبوب رب العالمین سیدہ عائشہ صدیقہ، باب مدینة العلم مولائے کا نئات سیدناعلی کرم اللہ وجہدالکریم ، سیدالشہد ا، امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہم کی شان میں صلم کھلا جرائت و جسارت کی ، نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات پاک سے توسل کو نا جائز وحرام کہا، آپ میں صلم کھلا جرائت و جسارت کی ، نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات پاک سے توسل کو نا جائز وحرام کہا، آپ کے دوخہ اقدس کے سفر نیارت کو سفر معصیت قرار دیا اور اس سفر زیارت میں نماز کا قصر نا جائز کہا۔

علامهابن حجر مکی رحمه الله تعالی ابن تیمیه کی گمراهیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وإن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لاجاه له ولايتوسل به وإن إنشاء السفر إليه بسبب الزيارة معصية لاتقصر الصلاة فيه". (فآوى حديثيه ١١١) ترجمه: ـــ "ابن تيميه كي گراهيول ميں سے يہ ہے كه وه رسول الله سلى الله تعالى عليه وسلم كے جاه ومرتبه اور آپ كي وسيله كا انكاركرتا ہے اور يہ كہتا ہے كه آپ كى زيارت كے ارادے سے سفركرنا گناه ہے اس سفرزيارت ميں نماز كے اندرقصر نه كى جائے "۔

اورتقی صنی نے اپنی کتاب کے صفح ۲۲ پر فر مایا:

"وكان ابن تيمية ممن يعتقد و يفتي بأن شد الرحال إلى قبور الأنبياء حرام ، لا تقصر فيه الصلاة، ويصرح بقبر الخليل وقبر النبي صلى الله عليهما وسلم، وكان على هذا الاعتقاد تلميذه ابن قيم الجوزية الزرعي وإسمعيل بن كثير الشركويني".

ترجمہ:۔"ابن تیمیہ کا بیاعتقاداور بیفتوی تھا کہ انبیا کی قبروں کی طرف شدرحال کرناحرام ہے، اس سفر میں قصر نہ کر حصرت خلیل اور نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہاؤسلم کی قبر کے متعلق صراحة ذکر کیا، ابن تیمیہ کے المیدابن قیم اور اساعیل بن کثیر شرکو بنی بھی ابن تیمیہ کے اس اعتقاد پر قائم تھے"۔

اس طرح کے ایسے گھناؤنے خیالات وعقائد پیش کیے جن سے اسلامی عقائد واعمال کی بنیادیں منہدم ہوجاتی ہیں،اس نایاک گروہ کے راہ نمااور قائدین درج ذیل لوگ ہیں:

ابن حزم ظاہری (متوفی ۲۵۲ه)، ابن تیمیه (متوفی: ۲۸هه) اس کے شاگردابن القیم (متوفی: ۵۲۸هه) اور ابن عبد الہادی (متوفی: ۲۲۰هه) محمد ابن عبد الوہاب نجدی (متوفی ۲۰۲۱هه) اسماعیل دہلوی نام نہاد شہید (متوفی ۱۲۰۷هه) اور محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۳۵۰هه) وغیره

مجھے سر دست یہاں ابن تیمیہ کے بعض ناپاک افکار وعقا کد کے متعلق گفتگو کرنی ہے کیوں کہ اس وقت میر اموضوع بحث وہی ہے اس لیے کہ غیر تقلیدی فتنوں کی اشاعت میں اس کا اہم کر دار ہے، تیمی مشرب کے لوگ اس کے خطوط ونقوش پرقائم ہیں کیوں کہ وہ ان کا نام نہا دیپیثوا ہے۔

•ارریج الاول بروز دوشنبه اور بقول بعض ۱۱ رسیج الاول الآلہ پیمیں ملک شام کے شہر حران میں ابن تیمیه نامی ایک شخص پیدا ہوا جس نے خود کو مجہداعظم سمجھ کر تفر دات و ضلالات کی الیم تخم ریزی کی جس کا اثر بدآج بھی موجود ہے،اس نے اپنے تلم کی زبان دراز کی اور صفات و ذات کے مسائل میں کلام کیا، غیر مشروع امور کو عام کیا، اپنے ہم عصر علاو فقہا کی تر دیداوران کی سخت مخالفت کی ،اس نے فروع کے علاوہ اصول دین میں بھی زبان درازی کرتے ہوئے اللہ عزوجل کے لیے جہت وجسمیت ،صعود و نزول اور حرکت و انتقال کا قول کیا اس نے برسر عام کہا کہ: اللہ عزوجل کا نزول میرے اسی نزول (زینہ سے اتر نے) کی طرح ہے،اس شخص نے اپنی کتاب منہاج السنة النبو یہ کے حاشیہ ۲۲/۲ بر لکھا:

"لأن الحي القيوم يفعل مايشاء ويتحرك إذا شاء ويقبض ويبسط ويقوم

ويجلس إذا شاء".

ترجمہ:۔"اس کیے کہ اللہ تعالی جو جا ہتا ہے کرتا ہے اور جب جا ہتا ہے حرکت کرتا ہے، سمیٹااور کشائش فرما تا ہے، اور اٹھتا بیٹھتا ہے"۔

اس نے حدیث نزول:

"ينزل ربنا تبارك و تعالى كل ليلة إلى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخريقول: من يد عوني فأستجيب له ومن يسألني فأعطيه ومن يستغفرني فأغفرله".

(رواه البخاري في صحيحه كتاب الصلاة باب الدعاء والصلاة من آخر الليل و رواه مسلم في صحيحه: كتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل و الإجابة فيه)

لي تعنى سيرنا ابو هريرة رضى الله تعالى عنه نے فرمايا كه: رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے فرمايا كه: جب رات كا آخرى تهائى حصدره جاتا ہے تو ہمارارب تبارك وتعالى آسان دنيا كى طرف نزول فرما تا ہے اورار شاوفرما تا ہے كه: ہے كوئى جو مجھے پكارے ميں اس كى دعا كو قبول كروں ، اور ہے كوئى سائل جسے ميں عطا كروں ، اور ہے كوئى طالب بخشش جسے بخشش كا بروانه عطا فرماؤں ۔

ذكر كيااوراس كى شرح كے تحت بياكھا:

"أن الله ينزل إلى السماء الدنيا و لا يخلو منه العرش". (الأجوبة المرضية ، ص٩٣/٩٢) العنى الله ينزل إلى السماء الدنيا و لا يخلو منه العرش السيخالي تهايد.

شرح مدیث نزول (صفح ۳۸) میں ذکر کیا: "لکن هذا النور و البرکة و الرحمة التي في القلوب الخ" کین دلول کے اندر جونور رحمت وبرکت ہے وہ الله سجانه کی ذات کے نزول کا اثر ہے جس (نزول بذاته) سے اس نے اپنی ذات کوموصوف فر مایا اور اپنی صفت قرار دی جیسا کہ متعدد احادیث صححہ سے بیثابت ہے کہ اس نے اپنی بیصفت ذکر فر مائی کہ عرفہ کی شام کونزول فر ما تا ہے۔

اورا بني كتاب منهاج (٢٦٢١) مين كها: "شم ان جمهور أهل السنة يقولون إنه ينزل

النے ''. جمہوراہل سنت نے کہا کہ اللہ نزول فرما تا ہے اور عرش اس سے خالی نہیں رہتا جیسا کہ آنحق بن راہویہ اور حماد بن زید وغیر ہما سے ایسا ہی منقول ہے اور انھوں نے امام احمد بن حنبل کے رسالہ میں ان سے اسے نقل کیا اور اپنی کتاب شرح حدیث نزول (صفحہ ۲۱) اور مجموعہ فقاوی (۵/۱۳۱و ۲۵۵) میں کہا کہ:

"والقول الشالث هو الشواب و هو الماثور عن سلف الأمة و أئمتها" اورتيسراقول بى درست وصواب ہے اور الله آسان دنيا كه درست وصواب ہے اور وہى امت كے سلف وائمه سے منقول ہے كه وہ ہميشہ سے عرش پر ہے اور الله آسان دنيا كه طرف نزول كرتا ہے اور اس سے قريب ہے اس كے باوجودعرش اس سے خالى نہيں رہتا اورعرش اس سے بلنداور اس كے اور پنہيں رہتا۔

الموافقة (٢/٢ و٥) مين كها: و أئمة السنة و الحديث على إثبات النوعين وهو الذي الخ.

ائمة سنت وحدیث اس پر ہیں کہ پید دونوں نوعیں ثابت ہیں اور حرب کر مانی اور عثمان بن مجید دارمی وغیر ہما جیسے حضرات سے ان کا بی مذہب منقول ہے بلکہ ان حضرات نے کھلے نفطوں میں حرکت کی تصریح کی اور متقد مین و متاخرین ائکہ سنت وحدیث کا بیمذہ ہب ہے، اور حرب کر مانی نے ذکر کیا کہ بیائکہ سنت جن سے میری ملاقات ہوئی متاخرین ائکہ سنت وحدیث کا بیمذہ ہب ہے، اور حرب کر مانی نے ذکر کیا کہ بیائکہ سنت جن سے میری ملاقات ہوئی ان سب نے یہی کہا مثلا احمد بن صنبل اور اسحاق بن را ہو بیا ورعبد اللہ بن زبیر حمیدی اور مجید بن منثور اور عثمان بن سعید وغیر ہم نے کہا کہ حرکت حیات کے لیے لازم ہاس لیے کہ ہری (زندہ) متحرک ہے اس کا انکار جمیہ کرتے ہیں جو صفات باری تعالی کا انکار کرتے ہیں۔

اورا پنی کتاب شرح مدیث نزول (صفحه ۹۹) میں سیمی کہا''وحیت فیاذا قال السلف و الأمة کے حماد بن زید و اِسحاق بن راهویه وغیر هما الخ''. که جب حماد بن زید و اِسحاق بن راهویه وغیر هما الخ''. که جب حماد بن زید اوراسحاق بن راهویه وغیر ہما جیسے سلف اورا نکم اہلسنت اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ نزول فرما تا ہے اور عرش اس سے خالی نہیں رہتا تو یہ کہنا جا ئزنہیں کہ یہ (نزول) ممتنع ومحال ہے پھراسی شرح مدیث نزول (صفحه ۹۹) میں کہا:"و اصل هذا آن قربه سبحانه و دنوه من بعض مخلوقاته لا یستلزم اُن تخلو ذاته من فوق العرش الخ" اوراس کی اصل یہ ہے کہ اللہ کا این بعض مخلوقات سے قرب اور نزد کی اس بات کوستان منہیں کہ اس کی ذات بالا ئے عرش برنہ

رہے بلکہ وہ بالائے عُرش رہ کرا پی مخلوق سے جیسا چاہے قرب رکھتا ہے جیسا کہ سلف نے بھی کہا: ناظرین کرام پر بید امر واضح رہے کہ علاے اہل سنت اشاعرہ و ماتر ید بیکا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ سبحانہ تو اللہ بمعنی ہا کہ امام ابوجھ فرطوی نے اپنے عقیدہ میں فرمایا: ''و من و صف اللہ بمعنی من معانی النبشر فقد کفو''۔ جواللہ بجانہ تعالی کو انسان کے کی وصف سے موصوف کرے وہ کا فرہے۔ میں معنون وجلوس انسان کے اوصاف و معانی سے نہیں؟ ضرور ہیں امام احمد بن ضبل نے آیت کر ہمہ: ''وجاء دبکی '' کی تاویل میں فرمایا: '' جاء ت قدر ته'' اللہ کی قدرت آئی کیا آپ کی بیتا ویل اس بات کی روثن دلیل نہیں کہ اللہ عز وجل حرکت و سکون اور تحیز فی العرش سے منزہ ہے آگر امام احمد بن ضبل کا بیا عقاد ہوتا کہ روثن دلیل نہیں کہ اللہ عز وجل حرکت و سکون اور تحقیقات اور کی بیتا ویل اس بات کی بیتا ویل اس بات کی بیتا ویل اس بات کی بلکہ اللہ عنوبی اللہ تعلی کے بیس کو میا کی حرکت میں رکھا اور بعض عالم مثلا ملائکہ وانس وجن اور جانوروں اور چو پایوں کو بھی حرکت اور موسوف ہوسکتا ہے؟ اگر وہ ان سے کسی سے کسے موصوف ہوسکتا ہے؟ اگر وہ ان سے موصوف ہوسکتا ہے؟ اگر وہ ان ہوسکتا ہوسکتا ہے؟ اگر وہ ان ہوسکتا ہوں گور وہ ان ہوسکتا ہے؟ اگر وہ ان ہوں گور وہ ان ہوسکتا ہوں گور وہ ان ہوں گور وہ ان ہوں گور وہ ان ہوں گور وہ ان ہور کور وہ ان ہور کور

احادیث نثریفه میں واردصفات باری تعالی کے متعلق ہمارے اسلاف کرام نے بیار شاوفر مایا کہ وہ بلا کیف اسی طرح ہیں جیسا کہ وارد ہیں اس کا صاف اور واضح معنی بیہ ہے کہ اللہ عزوجل کی بیے ضتیں مخلوق کی صفات کی صفات ہیں ان حضرات سلف کے قول:''بلا کیف'' کا بیہ معنی ہر گز مہیں اور حرکت وسکون وغیرہ مخلوق کی صفات ہیں ان حضرات سلف کے قول:''بلا کیف'' کا بیہ معنی ہر گز نہیں کہ سکون اور نقل وحرکت اللہ عزوجل کی صفتیں ہیں جیسا کہ بعض آیات اور احادیث کے ظاہر سے بیہ وہم ہوتا ہے۔

امام بهقى نے "الاسماء و الصفات "(ص ١٥٥٧-٥٥٥) ميں حافظ ابوسفيان خطابي سے قال

فر ما کرذ کرفر ما یا که: ''حدیث نزول کی روایت کے وقت بعض حدیث و رجال کی معرفت رکھنے والے شیوخ محدثین سے ایسی لغزش ہوئی کہ وہ جادہ راہ ہے منحرف ہو گئے ، انھوں نے ازخود بیسوال قائم کر کے کہا کہ: اگر کوئی شخص سے لیج جھے ہمارارب آسمان پر نزول فر ما تا ہے ؟ تو اس کا جواب بیہ ہے کہ: وہ جیسا چاہے نزول فر ما تا ہے ، پھرا گر کوئی بیہ کہے کہ کیا وہ نزول کے وقت حرکت فر ما تا ہے ؟ تو اس کے جواب میں کہا: اگر چاہے حرکت کر اور اگر چاہے حرکت نزما تا ہے ؟ تو اس کے جواب میں کہا: اگر چاہے حرکت کر اور اگر چاہے حرکت نیدو بالا ہے اس کست نہ کرے ، بیان شیوخ محدثین کی انتہائی فخش لغزش ہے ۔ اللہ عز وجل کی ذات حرکت سے وہتی موصوف ہوسکتا ہے جوسکون لیے کہ حرکت وسکون کا وقوع ایک میں یکے بعد دیگر ہوتا ہے اور حرکت سے وہی موصوف ہوسکتا ہے جوسکون سے موصوف ہوسکتا ہے اور اللہ تعالی ان موصوف ہوسکتا ہے اللہ تعالی ان کی طرح کوئی چیز نہیں ' ۔ اگر بیشخ دونوں سے برتر وبالا ہے ﴿ اَیْ سَنَ کَ مِشْلِه شَیْءٌ ﴾ [الشور کی – ۲۲: ۱۱]"اس کی طرح کوئی چیز نہیں ' ۔ اگر بیشخ سلف صالح کے نقوش راہ کوشعل راہ بناتے اور ان کی مراد و منشا کے خلاف کسی گرداب میں نہ بھنستے تو ایسی مخش نفرش سرز دنہ ہوتی' ۔

آپ(امام بیمق) نے اللہ عزوجل کے ارشاد پاک: ﴿وَجَاءَ رَبُّکَ وَ الْمَلَکُ صَفَّا صَفًّا صَفًّا ﴾ (الفجر-7۲:۸۹) کے بارے میں فرمایا:

"والمجيئى و النزول صفتان منفيتان عن الله تعالى من طريق الحركة و الانتقال من حال الى حال، بل هما صفتان من صفات الله تعالى بل تشبيه، جل الله تعالى عما يقول المعطلة لصفاته و المشبهة بها علو اكبيرا" (الآساء

والصفات ١٥٢٥)

ترجمہ:۔'دمجی اورنزول (آنااوراترنا)اللہ تعالی کی صفت ہیں مگرایسی نہیں کہ وہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نقل وحرکت کرے بلکہ اللہ تعالی کی بید دونوں صفتیں تشبیہ وحمثیل سے پاک ہیں معطلہ اور مشبہہ کی باتوں سے اللہ تعالی کی شان بہت ہی برتر و بالا ہے'۔

علامة قرطبی نے (تفییر قرطبی ص ۱۸ ۱۳ ) حدیث نزول اوراس سلسله میں جو پچھ کہا گیاا سے ذکر کرنے کے بعد سورہ آل عمران کی آیت کریمہ: ''والسمست معفویں با الأسحار '' کے تحت فر مایا کہ: ''اس سلسله میں بہتر بات وہ ہے جو کتاب نساکی میں بطریق تفییر وارد ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ اور ابوسعیدرضی اللہ تعالی عنہما نے فر مایا کہ: ''إن السله عزو جل یمهل حتی یمضی شطر اللیل الأول شم یامسر منادیا فیقول هل من داع یست جاب له؟ هل من مستغفر یغفر له، هل من سائل می منادیا فیقول ها من داع یست جاب له؟ هل من مستغفر یغفر له، هل من سائل یعطی ''، ترجمہ: '' بشک اللہ عزوجل رات کا پہلا حصہ گزر نے تک مہلت دیتا ہے پھرایک منادی کو کم فرما تا ہے، تو وہ کہتا ہے، ہے کوئی والرجس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی طالب بخشش جے بخشا جائے، ہے کوئی ما کی جائے والا جے عطاک کا جائے ''۔

اس حدیث کوابومجم عبدالحق نے سیح کہا، اس سے اشکال دور ہوجا تا ہے اوراحتمال واضح ہوجا تا ہے وہ اس طرح کہا سے مدین فران میں مضاف محذوف ہے لیعنی ''ینزل ملک ربنیا'' یا کے ضمہ کے ساتھ وارد ہے جس سے مذکورہ کلام خوب واضح وروثن ہوجا تا ہے۔

اورحافظ ابن ججرنے فتح الباری شرح بخاری (۳۰٫۳) میں فرمایا کہ:''جولوگ اللہ عزوجل کے لیے جہت بالا ثابت کرتے ہیں وہ اس سے دلیل لاتے ہیں اور جمہور جہت کے قائل نہیں اس لیے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ عزوجل حیز میں ہے،اللہ کی شان اس سے بلندو بالا ہے،اور نزول کے معنی میں مختلف اقوال وارد ہیں'۔

آپ نے فرمایا کہ: ابو بکر بن فورک نے بیان فرمایا کہ بعض مشائے نے مفعول (ملکا) محذوف مانا اور کہا کہ 'نیا'' کے ضمہ کے ساتھ' یہ نیزل ملک ا'' ہے یعنی رب تعالی فرشتہ کو نازل فرما تا ہے اور اس کی تائیداس روایت

سے ہوتی ہے جسے نسا کی نے ابو ہریرہ وابوسعیدرضی اللہ عنہما سے اس لفظ کے ساتھ ذکر فرمایا کہ: ''إن السله یمهل شطر اللیل ثم یأمر منادیا یقول هل من داع فیستجاب له'' (الحدیث) بِثُک اللہ عز وجل رات کا حصہ گزر نے تک مہلت دیتا ہے پھر ایک منادی کو حکم فرما تا ہے وہ کہتا ہے: '' ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول ہو'۔

اورعثمان بن ابوالعاص کی حدیث میں ہے: 'نینادی مناد هل من داع یستجاب له "(الحدیث) ایک منادی ندا کرتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والاجس کی دعا قبول ہو۔علامة رطبی نے فرمایا کہ: ''اس سے اشکال رفع ہوجا تا ہے''۔

عثمان بن ابوالعاص كى حديث اما م احمد نے اپنى مند (٢٢/٣) ميں اس لفظ سے ذكركيا: "يندا دي مناد كل ليلة: هل من داع فيست جاب له، هل من سائل فيعطى، هل من مستغفر فيغفر له حتى ينف جر الفجر "بررات ايك منادى طلوع فجر تك بينداكرتا ہے: " ہے كوئى دعاكر نے والاجس كى دعا قبول بو، ہے كوئى ما تكنے والا جسے عطاكيا جائے، ہے كوئى طالب بخشش جسے بخشا جائے۔ اور طبر انى نے بايں لفظ تخ تح كى: "تنفت جأبواب السماء نصف الليل فينادي مناد: هل من داع فيست جاب له، هل من سائل فيعطى، هل من مكروب فيفرج عنه "الحديث (المعجم الكبير ١٩/١٥)

نصف شب آسان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو ایک منادی ندا کرتا ہے: ''کیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا قبول ہو، کیا کوئی ما نگنے والا ہے جسے عطا کیا جائے ، کیا کوئی غمز دہ ہے جس کاغم دور کیا جائے۔ حافظ پیشی نے مجمع الزوائد (۱۵۳/۱۰) میں اس کے بعد کہا: ''دواہ السطبراني و رجال ہو جال الصحیح "اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کے رجال سیح کے رجال ہیں۔ اور حافظ ابن حجر نے نے الباری میں علامہ بیضاوی کا بیقول نقل فرمایا:

"وقال البيضاوي لما ثبت با لقواطع أنه سبحانه منزه عن الجسمية و التحيز امتنع عليه النزول على معنى الانتقال من موضع إلى موضع أخفض منه" (ق

الباري ١٦ (١١)

علامہ بیضاوی نے فرمایا کہ: جب قطعی دلیلوں سے یہ بات ثابت ہے کہ: ''اللہ سبحانہ جسم ہونے اور حیز میں ہونے سے منزہ ہے تواس کے قق میں نزول کا یہ عنی محال ہے کہ ایک جگہ سے اس سے بہت جگہ کی طرف منتقل ہو''۔

اورامام بیمی نے منا قب احمد میں فر مایا کہ: '' حاکم نے ہمیں خبر دی ، انصول نے کہا ہم سے ابوعمر و بن ساک نے بیان کیا ، انصول نے کہا کہ: میں نے اپنے بچا ابوعبداللہ اخمول نے کہا کہ: میں نے اپنے بچا ابوعبداللہ احمد سے بیان کیا ، انصول نے کہا کہ: میں نے اپنے بچا ابوعبداللہ احمد سے بیفر ماتے سنا کہ: امیر المونین کے در دولت پرجس دن مناظرہ ہوا اس روز ان لوگول نے میر ے خلاف دیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ: قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ بتارک آئیں گو میں نے انصیں جواب دیا کہ دیل پیش کرتے ہوئے کہا کہ: قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ بتارک آئیں گو میں نے انصیل جواب دیا کہ دانس اللہ تعالی : ﴿وَ جَآءَ رَبُّک ﴾ (الفجر-۲۲:۸۹) ان سے ان کا ثواب آنامراد القرآن اُمثال و مواعظ'' (۱بن کشر نے اپنی تاری (۱۲/۲۲) میں اسے قل کیا ) ان سے ان کا ثواب آنامراد ہے ، اللہ تعالی کا ارشاد ہے : '' اور تمہارارب آئے گا' اس کا معنی بیہ ہے کہ اس کی قدرت آئے گی اور قرآن صرف مثلوں اور ضیحتوں کا مجموعہ ہے۔

امام بیہ قی نے فرمایا کہ: کتاب اللہ میں جہاں رب تعالی کے آنے اور حدیث پاک میں جہاں رب تعالی کے نازل ہونے کا ذکر ہے اس سے بیاعتقا ذہیں رکھنا چا ہیے کہ اللہ عزوجل اجسام کی طرح ایک جگہ سے دوسری حگہ آتا جاتا ہے اس کا معنی بیہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی قدرت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی کیوں کہ جب لوگوں نے بیہ خیال کیا کہ قرآن اگر اللہ کا کلام اور اس کی ذاتی صفت ہوتو اس پر نجی واتیان (آنا) کا اطلاق جائز نہ ہوگا تو ابوعبد اللہ احمد نے اضیں بیہ جواب دیا کہ اس کا معنی بیہ ہے کہ اس روز اضیں قرآن کی تلاوت کا ثواب حاصل ہوگا اور قیامت کے فیاس کی فاقیار ہوگا تو تو اب تلاوت کے اظہار کی تعبیراس کے آنے سے کی گئی۔

اور حافظ ابن جوزی حنبلی نے اپنی تفییر زاد المسیر میں امام احمد سے بیقل کیا کہ آپ نے اللہ تعالی کے ارشاد: ﴿ هَلُ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنُ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمُو رَبِّكَ ﴾ [النحل-١٦:٣٣] کی پیفییر فرمائی

كدرب تعالى كاحكم آئ كاورقر آن كى بعض آيتي بعض آيول كى تفيير مواكر قى بين \_(زادالمسير (١٢٥٦))ور الله تعالى كارشاد: ﴿ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمُ أَنْهَكُمَا عَنُ تِلْكُمَا الشَّبَوَةِ وَ أَقُلُ لَّكُمَا إِنَّ الشَّيُطْنَ لَكُمَا اللَّهَ عَلُوتٌ مُّبِينٌ ﴾ [الاعراف-٢٢٠]

الم أساً كى كى اس روايت كى صحت كى وليل هـ: 'إن الله عزوجل يـمهـل حتى يمضي شطر الليل الأول ثم يأمر مناديا" (أخرجه النسائي في سنن الكبرى: عمل اليوم و الليلة: باب الوقت الذي يستحب فيه الاستغفار)

اسى ابن تيميد في اين بعض تصانف مين بيكها كه:

"أن الله تعالى بقدر العرش لا أكبر منه ولا أصغر ".

"الله تعالى بفتر عرش كے ہےنہ اس سے بڑا اور نہ چھوٹا" ۔

علامة قى الدين كى "الدرة المضيئة" مين اسكتفردات وضلالات كاذكر فرمات موئر رقطراز بن:

''ابن تیمیہ نے اصول عقائد میں نئی نئی با تیں ایجاد کیں ،اسلام کے ستونوں میں سے ارکان ومعاقد توڑڈالے پہلے وہ کتاب وسنت کی آڑ میں چھپ کرخود کوئل کا داعی اور جنت کی طرف ہوری نظا ہر کرتا تھا، پھرا تباع سے ابتداع (نئی چیز پیدا کرنا) کی طرف نکلا اور اجماع مسلمین کی خالفت کر کے جماعت مسلمین سے نکل گیا اور اللّٰدعز وجل کی ذات مقدسہ میں ایسے امر کا قول کیا جو اس کی جسمیت و ترکیب کا مقتضی ہے اور صاف تصریح کی کہ اللّٰدعز وجل کا حیز کا محتاج ہونا محال نہیں ،حوادث اللّٰہ تعالی کی ذات میں حلول کرتے ہیں، قرآن محدث ہے جس کا اللّٰہ نے تکلم کیا ، اس کے بعد کہ اس نے اس کا تکلم نہ کیا تھا ،وہ کلام کرتا ہے اور چپ ہوجا تا ہے ،ارادے اس کی ذات میں بحسب مخلوقات حادث ہیں ،اس نے قدم عالم کا قول کرتے ہوئے یہ کہا کہ : مخلوقات وحوادث کی ابتدا نہیں ، اس طرح اس نے صفات قدیمہ کو کرتے ہوئے یہ کہا کہ : مخلوقات وحوادث کی ابتدا نہیں ، اس طرح اس نے صفات قدیمہ کو

حادث اور مخلوق حادث کوقدیم ثابت کیا ،کسی دین اور مذہب نے ان دونوں قولوں کو جمع نہ کیا جس کے سبب وہ امت کے تہتر فرقوں میں سے کسی میں داخل نہ رہا''۔ من تقریب کے سبکہ نہ جہ نہ ہے نہ سے فریس اس کر ہیں تا ہے نہ بینے تا ہے جہ میں نہ اس

علامة فقى الدين بكى نے حرف بحرف سي فر ماياس ليے كه ابن تيميه نے اپنى كتاب شرح حديث نزول ميں

کہا:

"و أما الشرع فمعلوم أنه لم ينقل عن أحد من الأنبياء و لا الصحابة و لا التابعين و لا سلف الأمة أن الله جسم أو أن الله ليس بجسم ، بل النفي و الإثبات بدعة في الشرع ". (شرح مديث النزول مر٠٨).

اورا پنی کتاب الموافقه میں کہا:

"وكنذالك قوله: ﴿لَيُسَ كَمِثُلِه شَيُّهٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيرُ ﴾ [الشورئ - ٢٥:١١] و قوله: ﴿هَلُ تَعُلَمُ لَهُ سَمِيًا ﴾ [مريم - ٢٥:١٩] و نحو ذلك فإنه لا يدل على نفي الصفات بوجه من الوجوه بل و لا على نفي ما يسميه أهل الاصطلاح جسما بوجه من الوجوه . "الموافقة (٢٢١).

اوراسی طرح الله کاارشاد:''اس کی طرح کوئی چیز نہیں اور وہی سنتادیکھتا ہے'اوراس کاارشاد:'' کیاتم اس کا کوئی ہم نام جانتے ہو' اوراس طرح کی آیتیں کسی طرح صفات کی نفی کی دلیل نہیں اور لوگ اپنی اصطلاح میں جےجسم کہتے ہیں کسی طرح اس کی بھی نفی ان آیتوں سے معلوم نہیں ہوتی۔

نيزاسي الموافقه ميں كها:

"و أما ذكر التجسيم و ذم المجسمة فهذا لا يعرف في كلام أحد من السلف و الأئمة كما لا يعرف في كلامهم أيضاً القول بأن الله جسم أو ليس بجسم، بل ذكروا في كلامهم الذي أنكروه على الجهمية نفي الجسم كما ذكره أحمد في كتاب الرد على الجهمية".الموافقة (١٨٨١).

تجسیم کا ذکراورمجسمہ کی مذمت سلف اورائمہ کے کلام سے معلوم نہیں ہوتی جسیا کہ ان کے کلام سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اضول نے یہ کہا ہو کہ اللہ جسم ہے یا جسم نہیں، بلکہ ان حضرات نے اپنے کلام میں وہی ذکر کیا جسم ہے۔ جسمہ کے ردمیں ذکر کیا۔

اوراینی کتاب منهاج میں کہا:

"وقد يراد بالجسم ما يشار إليه،أو ما يرى أو ما تقوم به الصفات، والله تعالى يرى فى الآخر-ة و تقوم به الصفات ويشير إليه الناس عند الدعاء بأيديهم وقلوبهم ووجوههم و أعينهم، فإن أراد بقوله: ليس بجسم هذا المعنى و قيل له: هذا المعنى الذي قصدت نفيه بهذا اللفظ معنى ثابت بصحيح المنقول و صريح المعقول، وأنت لم تقم دليله على نفيه". المنهاج (١/٠٨١)

اور کبھی جسم سے ایسامعنی مراد ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ کیا جائے یا جسے دیکھا جائے یا جس کے ساتھ صفات قائم ہوں ، اور آخرت میں اللہ تعالی کا دیدار ہوگا لوگ دعا کے وقت اپنے ہاتھوں اور دلوں اور چبروں اور آخرت میں اللہ تعالی کا دیدار ہوگا لوگ دعا کے وقت اپنے ہاتھوں اور دلوں اور چبروں اور آخکھوں سے اس کی طرف اشارہ کریں گے ، تو اگر قائل اللہ عز وجل سے جسم کے اس معنی کی نفی کر رہے ہوا ور تمہارے پاس نفی پر کہا جائے گا کہ: نقل صحیح اور عقل صرح سے جسم کا وہ معنی ثابت ہے جس کی تم نفی کر رہے ہوا ور تمہارے پاس نفی پر کوئی دلیل قائم نہیں۔

اور مجموعهُ فتأوى مين كها:

"ثم لفظ التجسيم لايوجد في كلام أحد من السلف لا نفيا ولا إثباتافكيف يحل أن يقال: مذهب السلف نفي التجسيم أو إثباته". مجموعة فتاوى (١٥٢/٣)

كەسلف كے كلام میں كہیں بھی تجسيم كالفظ بطورنفی يا اثبات موجودنہیں ، تو كيوں كريد كہنا روا ہوگا كەسلف كا

## مذہب تجسیم کی نفی یااس کا اثبات ہے۔

اوراين كتاب "بيان تلبيس الجهمية" مين كها:

"وليس في كتاب الله ولا سنة رسوله ولا قول أحد من سلف الأمة وأئمتها أنه ليس بجسم، وأن صفاته ليست أجساما وأعراضا، فنفي المعاني الثابتة بالشرع والعقل بنفي ألفاظ لم ينف معناها شرع ولا عقل جهل وضلال". (١٥٢/١)

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور امت کے سلف اور اس کے ائمہ کے کلام میں کہیں یہ ہیں کہ اللہ جسم نہیں ، اور اس کی صفتیں اجسام واعراض نہیں ، تو شرع اور عقل نے جن الفاظ کے معنی کی نفی نہ کی ان الفاظ کی نفی کرنا ہے جو جہالت اور گرہی ہے۔

اور"شرح حديث النزول" مين كها:

"وأما الشرع فمعلوم أنه لم ينقل عن أحد من الأنبياء ولا الصحابة ولا التابعين ولاسلف الأمة أن الله جسم أو أن الله ليس بجسم، بل النفي و الإثبات بدعة في الشرع" (ص / ٠ ٨)

اور رہا شرع تو بیہ معلوم ہے کہ انبیا اور صحابہ اور تا بعین اور سلف امت میں کسی سے کہیں بیہ منقول نہیں کہ اللہ جسم ہے یا بیہ کہ اللہ جسم نہیں، بلکہ نفی اور اثبات شرع میں بدعت ہے۔

ابن تيميه نے امام فخر الدين رازى كى كتاب "أساس التقديس" كردميں "التاسيس في رد أساس التقديس" تحريكى جو غير مطبوع ہے اور ظاہريد مثّق ميں "الكو كب الدراري لابن زكنون الحنبلي كى مجلدر قم ٢٥ كے ضمن ميں محفوظ ہے۔علامہ كوثرى نے "تكملة الود" ميں ابن تيميكى كتاب مذكور سے درج ذيل عبارت نقل كى ہے:

"فمن المعلوم أن الكتاب والسنة والإجماع لم ينطق بأن الأجسام كلها

محدثة وأن الله ليس بجسم و لاقال ذلك إمام من أئمة المسلمين فليس في تركي لهذا القول خروج عن الفطرة و لاعن الشريعة "(تكملة الروص ٢٠٠) ترجمه: " يمعلوم ہے كه كتاب وسنت واجماع نے بينه كها كه تمام اجسام حادث بين اورالله جسم نہيں اورائكه مسلمين ميں سے كسى امام نے بھى بينه كها، اس ليے ميرااس قول كور كرنا شريعت وفطرت سے خروج نہيں "۔

اس تکملة الردمیں علامہ کوٹری نے ابن تیمیہ کی کتاب مذکورے بیعبارت بھی تحریری:

"قلتم ليس هوبجسم ولاجوهرولامتحيز ولافي جهة ولايشار إليه بحس ولايتميز منه شيء من شيء وعبرتم عن ذلك بأنه تعالى ليس بمنقسم ولامركب وإنه لاحد له ولاغاية تريدون بذلك أنه يمتنع عليه أن يكون له حدوقدر أويكون له قدر لا يتناهى، فكيف ساغ لكم هذا النفي بلا كتاب ولاسنة" (تكملة الردص ٢٠٠)

لیمی تم نے یہ کہا کہ خداجسم نہیں اور نہ وہ جو ہر ہے اور نہ متحیز ہے، اور نہ کسی جہت میں ہے اور اس کی طرف اشار ہ حسینہیں کیا جاسکتا اور اس سے ایک شی دوسری شی سے متمیز نہیں ہو سکتی، تم نے اس کی بہت میر کی کہ وہ نہ مرکب ہے اور خشسم اور اس کی کوئی حدو غایت نہیں، تم لوگ اس سے یہ مراد لیتے ہو کہ حدومقد ارغیر متناہی اس کے حق میں محال ہے، کتاب وسنت کے بغیر ان چیزوں کی فی تمہارے لیے کیوں کر جائز ہوگی۔

اسى تكملة الردمين ابن تيميه كى كتاب مذكور كى پيمبارت بھى مذكور ہے:

"إن العرش في اللغة السرير، وذلك بالنسبة إلى ما فوقه كالسقف بالنسبة الى ما تحته فإذا كان القران جعل لله عرشا، وهو بالنسبة إليه كالسقف علم أنه بالنسبة إليه كالسرير بالنسبة إلى غيره وذلك يقتضى أنه فوق

العوش. " (تكملة الردص 29)

ترجمہ:۔''لغت میں عرش کامعنی تخت ہے اور عرش اپنے مافوق کے اعتبار سے ایساہی ہے جیسا کہ چھت اپنے ماتحت کے اعتبار سے ہے۔ پھر جب قرآن سے اللہ کے لیے ایک عرش کا ثابت ہے جس کی نسبت اللہ کی طرف حیست کی طرح ہے تو یہ بات معلوم ہوگئ کہ عرش کی نسبت اللہ کی طرف ہے دریہاں بات کو نسبت اللہ کی طرف ہے اور یہاں بات کو مستازم ہے کہ اللہ عرش کے اور یہاں بات کو مستازم ہے کہ اللہ عرش کے اور یہاں ۔

نیزاسی کملهالرد ص۱۵ ایرابن تیمیه کی اسی کتاب مذکور کی بیعبارت تحریر ہے:

"لوشاء لاستقر على ظهر بعوضة فاستقلت به بقدرته فكيف على عرش عظيم"

ترجمہ:۔''اگرخدا جاہے توایک مچھر کی پیٹھ پر بیٹھ جائے اوروہ مچھراللہ کو اپنی قدرت سے اٹھائے توعرش عظیم پراس کا استقرار کیوں نہ ہوگا اوروہ اللہ کو کیوں نہ اٹھا سکے گا''۔

اس تکملة الردص: ۸۸و۸۸ پرابن تيميدکی کتاب "التاسيس في دد أساس التقديس" کی به عبارت بھی تحریر ہے:

"والباري سبحانه وتعالى فوق العالم فوقية حقيقية ليست فوقية الرتبة كماأن التقدم على الشيء قد يقال إنه بمجرد الرتبة كمايكون بالمكان مثل تقدم العالم على الجاهل وتقدم الإمام على الماموم فتقدم الله على العالم ليس بمجرد ذلك بل هو قبلية حقيقية وكذلك العلو على العالم قديقال إنه يكون بمجرد الرتبة كمايقال العالم فوق الجاهل، علوا لله تعالى على العالم ليس بمجرد ذلك بل هو عال عليه علوا حقيقيا وهو العلو المعروف والتقدم المعروف".

ترجمہ:۔"اور باری سجانہ وتعالی عالم کے اوپر ہے اس کی یہ فوقیت حقیق ہے رتبی نہیں، جیسا کہ مسی چیز پر مقدم ہونے کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ میم کس چیز پر مقدم ہونے کو بھی یہ کہا جاتا ہے کہ میم کس رتبہ کے اعتبار سے مقدم ہے جیسا کہ تقدم مکان کے لحاظ سے بھی ہوا کرتا ہے مثلا عالم کا تقدم جاہل پر اور امام کا تقدم مقدی پر تو اللہ عالم پر علو بھی پر محض رتبہ کے لحاظ سے مقدم نہیں بلکہ یہ تقدم اور قبلیت حقیقیہ ہے اور اسی طرح عالم پر علو بھی محض رتبہ کے لحاظ سے ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے:"العالم فوق المجاهل" اور عالم پر اللہ کا علو محض رتبہ کے اعتبار سے نہیں بلکہ وہ علو حقیقی کے لحاظ سے عالم پر بلنداور عالی ہے اور یہی علو اور تقدم مشہور و متعارف ہے'۔

علامہ کوٹری نے لکھا ہے کہ حافظ ابو حیان اندلی نے اللہ تعالی کے ارشاد: ﴿ وَسِعَ کُوسِیُّهُ السَّمُوٰتِ وَالْأَرُضَ ﴾ [البقرہ-۲: ۲۵۵] کی تفسیر میں کہا: میں نے اپنے ہم عصر ابن تیمیہ کی خوداس کے ہاتھ کی کھی ہوئی ایک کتاب پڑھی جس کانام'' کتاب العرش' ہے اس کتاب میں اس نے پر کھا:

"إن الله يجلس على الكرسي وقد أخلى منه مكانا يقعد معه فيه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم".  $\overline{D}$ 

ترجمہ:۔'' تحقیق اللہ کرسی پر بیٹھتا ہے اوراس نے کچھ جگہ خالی رکھی ہے وہاں وہ رسول اللہ کو اللہ کو اللہ کو اللہ کو اللہ کو اللہ کا''۔

نيزلكها:

"فقد حدث العلماء المرضيون و أوليائه المقربون أن محمدا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يجلسه ربه على العرش معه". انظر فآواه (٣٧٣) مقربان بارگاه اوليا وعلماني بيربيان كيام كه محمد رسول الله تعالى عليه وسلم كوان كارب اپني ساتھ عرش پر بنها كا-

ملاكاتب چلى استبولى (متوفى ١٠٠١هـ) نے اپنی مشهور كتاب "كشف الطنون" ميں "كتاب

العرش وصفته " كتحت كها كه: احمد ابن تيميد نياس نام كى ايك كتاب كهى ہے جس ميں يه ندكور ہے كه: "الله سجانه وتعالى كرسى پر بيٹھتا ہے اس نے يجھ جگه خالى جھوڑر كى ہے جہال وہ رسول الله تعالى عليه وسلم كو بيٹھائے گا' ابوحيان نے النهو الماد من البحر ميں الله سجانه وتعالى كے ارشاد: "و مسع كر مسيه المسموات " كتحت فركر تتے ہوئے كہا كه: ميں نے احمد بن تيميه كے ہاتھ كى كهى ہوئى كتاب "كتاب العرش 'ميں اس كايه كلام فركر سے ہوئے كہا كه: ميں نے احمد بن تيميه كے ہاتھ كى كهى ہوئى كتاب "كتاب العرش 'ميں اس كايه كلام فركر سے ہوئے كہا كه: ميں نے احمد بن تيميه كے ہاتھ كى كسى ہوئى كتاب "كتاب العرش 'ميں اس كايه كلام فركر سے ہوئے كہا كہ: ميں الله علیہ موئى كتاب العرش 'ميں اس كايه كلام فركر سے ہوئے كہا كہ: ميں الله علیہ علیہ فرك كتاب العرش 'ميں اس كايه كلام فرك كتاب العرش 'ميں اس كايه كلام فرك كتاب العرش 'ميں الله علیہ فرك كتاب 'ميں الله عرش الله علیہ فرك كتاب 'ميں الله عرش الله علیہ فرك كتاب 'ميں الله عرش الله

ان شہادتوں کے پیش کرنے سے میرامقصودیہ واشگاف کرنا ہے کہ ابن تیمیہ کادامن تجسیم کے ناپاک عقیدہ سے پاک نہیں، ابن تیمیہ کے انھیں باطل عقائدوافکار کے سبب اس کے مداح علماس کے مخالف بن گئے، شخ ابو حیان پہلے ابن تیمیہ کی بے پاہ تعظیم کرتے مگر جب اس کی'' کتاب العرش'' کا پیۃ لگا تو تادم وصال اس پرلعنت کرتے رہے۔ خاتم الفقہا والمحد ثین علامہ احمد شہاب الدین ابن حجر میتی مکی نے قباوی حدیثیہ ص ۸۸ پرتح رفر مایا:

''ابن تیمیہ وہ بندہ ہے جسے اللہ نے ذلیل وخوار، گمراہ، اندھااور بہرا کر دیا۔ اس کے احوال کا فساد بیان کرنے والے اور اس کے اقوال کی تکذیب کرنے والے ائمکہ نے اس بات کی صاف تصریح فرمائی''

ابن تیمیہ کا پی عقیدہ اہل حق کے عقیدہ کے بالکل خلاف ہے اس لیے کہ اہل حق کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجال جسم وجہت، مکان وکیفیت اور تحیز وحمکن وحلول وغیرہ عیوب ونقائص سے پاک ومنزہ ہے۔جبیہا کہ امام علی بن حسین زین العابدین فرماتے ہیں:

"سبحانك لا تحس و لا تمس و لا تجس" \_ (اتحاف السادة المتقين لمرتضى الزبيدي، ٢٠/٠ ٣٨)

تیری ارفع واعلی ذات احساس اور حیمونے اور ٹٹو لے جانے سے پاک ومنز ہ ہے۔

بررالدين بن جماعه في كتاب "إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل" مين فرمايا:

"اعلم أن النزول الذي هو الانتقال من علو إلى سفل لا يجوز حمل الحديث عليه لوجوه" (ص/١٦٣)

یے حقیقت واضح رہے کہ صدیث پاک میں جونزول کالفظ آیا ہے اسے بلندی سے پستی کی طرف انقال کے معنی پرمحمول کرنا چندوجھوں سے ناجائز ہے۔

اورحافظ ابن ججرنے "فتح البادی" میں علامہ بیضاوی کا قول نقل فرماتے ہونے رمایا کہ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں:

"ولما ثبت بالقواطع أنه سبحانه منزه عن الجسمية و التحيز امتنع عليه النزول على معنى الانتقال من موضع إلى موضع أخفض منه. "(٣١/٣)

جب قطعی دلیلوں سے بیرحقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ سبحانہ جسم اور حیز میں ہونے سے پاک ہے تواس

کی ذات پرنزول کاابیامعنی محال ہے جس میں کسی جگہ سے اس سے بست مقام کی طرف انتقال ہو۔

امام اجل، جمة الاسلام ابوجعفر احر طحاوی حنفی (متوفی ۲۰۱۱ هـ) فرماتے ہیں:

"تعالى عن الحدود والغايات والأركان والأعضاء والأدوات ولا تحويه

الجهات الست". (عقيدة طحاوير المطبوعة قاسميد يوبند)

ترجمہ:۔''اللہ تعالی حدودوغایات ،ارکان واعضااورادوات سے پاک برتر وبالاہے جہات

ستہ کے احاطہ سے پاک ومنزہ ہے'۔

امام ابوالقاسم قشیری شافعی (متوفی ۴۶۵ هر) اینیمشهوررساله (مطبوعه مصرص ۷) میں فرماتے ہیں:

" و لا يتقدر في العقول و لاله جهة و لامكان و لايجري عليه وقت و زمان".

ترجمہ؛ ۔''عقلوں میں اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، نہ اس کے لیے جہت ہے نہ مکان اور نہ

اس پر وقت جاری ہوتا ہے اور نہز مان'۔

امام جحة الاسلام ابوحامه محمر غز الى شافعى (متوفى ٥٠٥هـ) فرماتے ہيں:

" ندعي أنه ليس في جهة مخصوصة من الجهات الست" (الاقتصاد في الاعتقاد، مطبوع مصر (ص٢٢)

ترجمہ:۔''ہم اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ اللہ عز وجل شش جہات میں سے کسی خاص طرف وجہت میں نہیں''۔

سلطان الاسلام شخ عز الدين بن عبدالسلام (متوفی ١٦٠ه) حنابله کے استفتاکے جواب میں امام ابوالحن اشعری علیہ الرحمہ کاعقید نقل فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ليس بحسم مصورو لاجوهر محدود مقدر و لايشبه شيئا، و لايشبهه شيء ولاتحيط به الجهات". (طبقات الثافعية الكبرى للتاج السبكي جزء خامس ٢٢) ترجمه: "الله تعالى جسم مصور نهيس اور نه كو برمحدود ومقدر بو وكسي شي كي مثل نهيس اور نه كو كي شي

ترجمہ:۔''اللہ تعالی جسم مصور نہیں اور نہ جو ہرمحدود ومقدر ہے وہ تسی بھی کی مثل نہیں اور نہ کوئی تھی۔ اس کی مثل ہے وہ جہات کے احاطہ سے برتر وبالا ہے''۔

علامة قاضى عضدالدين عبدالرحمٰن (متوفى ٢٥٧هـ) مواقف مين لكھتے ہيں:

"المقصد الأول أنه تعالى ليس في جهة ولا في مكان وخالف فيه المشبهة وخصصو ه بجهة الفوق".

ترجمہ:۔'' پہلامقصد: اللہ تعالی کسی جہت اور مکان میں نہیں ،مشبہہ نے اس بارے میں مخالفت کی ہے اور اللہ عزوجل کو جہت فوق کے ساتھ خاص کیا ہے'۔

علامه سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی شافعی (۹۲ھ) نے اپنی مشہور ومتداول کتاب شرح عقائد سفی

## میں فرمایا:

"وإذا لم يكن في مكان لم يكن في جهة لا علووسفل ولاغيرهما لأنها إما حدود وأطراف للأمكنة أو نفس الأمكنة باعتبار عروض الإضافة إلى شيء". (شرح عقائد ص ٢٠٠٩ مجلس بركات جامعا شرفيه مبارك بور)

ترجمہ:۔''اور جب باری تعالی کسی مکان ، فوق وقت اوران کے علاوہ کسی جہت میں نہیں اس لیے کہ یہ جہتیں یا تو مکان کے حدود واطراف ہیں یا جہات ستہ خود مکانات ہیں کسی شی کی طرف اضافت عارض ہونے کے لحاظ سے'۔ (مثلا دومکانوں کے درمیان بنا ہوا مکان اپنے ماقحت کے اعتبار سے علوا وراپنے ماقوق کے اعتبار سے تحت ہے) مواقف میں آخر کتاب فذلکہ عقائد اہل سنت میں ہے:

"الفرقة الناجية أهل السنة والجماعة فقد أجمعوا على حدوث العالم ووجود الباري تعالى وأنه لاخالق سواه، وانه قديم ليس في حيز ولاجهة ولايصح عليه الحركة والانتقال ولاالجهل ولاالكذب ولاشيء من صفات النقص".

ترجمہ:۔''فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عالم حادث ہے اور باری تعالی موجود ہے اور اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں ، وہ قدیم ہے کسی جیز اور جہت میں نہیں اس پر حرکت وانتقال جہل و کذب اور عیب ونقص کی کوئی صفت صحیح نہیں'۔

علامه كمال الدين محمد بن محمد المعروف بابن ابي شريف قدس شافعي (متوفى ۹۰۵ه) كتاب المسامره في شرح المسامرة (مطبوعه مصرص ۲۹) مين فرماتے ہيں:

"(الأصل السابع أنه تعالى ليس مختصا بجهة) أي ليست ذاته المقدسة في جهة الجهات الست ولافي مكان من الأمكنة (لأن الجهات) الست (التي هي الفوق والتحت واليمين إلى اخرها) أي والشمال والأمام والخلف (حادثة بإحداث الإنسان ونحوه مما يمشي على الرجلين)" ترجمه: "(اصل سابع: الله تعالى كى جهت كساته مختص نهين) يعنى اس كى مقدس ذات چي جهول مين بهت اورمكان مين نهين (كيون كم جهات) سته (فوق تحت كيين

الخ) یعنی دائیں بائیں اورآگ ییجے' (انسان وغیرہ دویاؤں پر چلنے والوں کے حادث کرنے سے حادث ہیں)۔

حافظ ابن حجرنے فتح الباری شرح بخاری میں فرمایا:

"ف معتقد سلف الأئمة و علماء السنة من الخلف أن الله منزه عن الحركة و التحول و الحلول، ليس كمثله شيء. (2/2/1).

ائمہ سلف و علم ہے خلف کا اعتقادیہ ہے کہ اللہ عزوجل حرکت وانتقال اور حلول سے پاک ہے اس کی طرح کوئی شی نہیں۔

حضرت امام ربانی مجددالف ثانی سیدنا شیخ احدسر ہندی رضی الله تعالی عنه (متوفی ۱۰۳۴ه) این مکتوبات (دفتر دوم مکتوبشت و مفتم) میں فرماتے ہیں:

"او تعالى ازصفات ولوازم جواهرواجسام واعراض منزه است اززمان ومكان وجهت در حضرت او تعالى گنجائش نيست ايس همه مخلوق اوند".

ترجمہ:۔''اللہ تعالی جواہر واجسام واعراض کے لوازم وصفات سے پاک ومنزہ ہے اس کی بلند بارگاہ میں زمان ومکان کی گنجائش نہیں کہ بیسباس کی مخلوق ہیں'۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی اپنی کتاب بیمیل الایمان (مطبوعه مطبع محمدی کان پورص م) میں لکھتے ہیں:

. 1 22

" و لا محدود و لافي جهة و لافي مكان و لافي زمان ".

لعنی الله سبحانه کسی حد، جهت، مکان اور زمان میں نہیں ہے۔

حضرت شاه عبدالعزيز د ہلوی حنفی (متوفی ۱۲۳۹ھ) تحفهٔ اثناعشريه (مطبوعه نول کشورص ۱۴۱) میں تحریر

فرماتے ہیں:

" عقیدہ سیزدہم آل کہ حق تعالی رامکان نیست و اوراجہتے ازفوق وتحت متصور نیست وہمیں است مذہب اہل سنت و جماعت"، تیر الہوال عقیدہ اللہ تعالی کا کوئی مکان نہیں اور اس کے لیے فوق وتحت میں سے کوئی جہت متصور نہیں، یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے"۔

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول عثانی قادری بدایونی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اوراسی طرح جہت اللہ کے حق میں محال ہے اس لیے کہ جہت کے ساتھ مختص ہونے کا معنی
ایک معین جیز کے ساتھ خاص ہونا ہے اور یہ بے شک باطل ہے اس لیے کہ جو ہریت
اور جسمیت اللہ تبارک وتعالی کے حق میں باطل ہے۔اب اگر جہت سے اس معنی کے سواد وسرا
معنی مراد ہے جس میں جیز میں حلول اور جسمیت نہ ہوتو بیان کیا جائے تا کہ اس میں نظری
جائے آیا وہ معنی اللہ تبارک وتعالی کو ایسی بات سے منزہ ماننے کی طرف رجوع کرتا ہے جو باری
تعالی کے شایان شان نہیں، (اگر ایسا ہے) تو قائل کو جہت سے تعبیر میں خطاکا رجا نیں گے
اس لیے کہ وہ (تعبیر) اس بات کا ایہام رکھتی ہے جو اللہ کے لائق نہیں اور اس لیے کہ یہ
تعبیر دین میں وار دنہیں، یا جہت کے اطلاق کا مرجع تنزیہ کی طرف نہیں تو اس صورت میں اس
کے قائل سے اور دوسروں سے اس قول کا فساد بیان کیا جائے گا گر اہی سے بچانے کے
لئے۔

اورا گریہ کہاجائے پھر دعامیں آسان کی طرف ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں حالاں کہ آسان بلندی کی سمت ہے؟ اس کا جواب میہ ہے کہ: آسان دعا کا قبلہ ہے جس کی طرف ہاتھوں سے توجہ کی جاتی ہے جس طرح کعبہ نماز کا قبلہ ہے جس کا سینے اور چہرے سے استقبال کیاجا تاہے اور نماز میں معبود اور دعامیں مقصود خدائے تعالی ہے کعبداور آسان میں حلول سے منز ہ ہے۔

رب تبارک وتعالی کے حق میں جہت مانے والا ایک قول پر کا فرہے۔اورایک قول پر کا فرنہیں۔اوراس

دوسر نے قول کونووی نے اس شرط سے مقید کیا کہ اس کا قائل عامی ہو'۔ (المعتقد المنتقد ص ۱۸۷ و ۱۸۸)

مجدداعظم سیدنااعلی حضرت امام احدرضا قدس سره فرماتے ہیں:

" حاشاللدی ہر گرعقیدہ اہل سنت کانہیں وہ مکان وتمکن سے پاک ہے، نہ عرش اس کا مکان ہے نہ دوسری جگہ ، جرش وفرش سب حادث ہیں اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی ، جب تک یہ پچھ نہ تھے کہاں تھا، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے، اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابدا لآباد تک رہے گا، عرش وفرش سب متغیر ہیں، حادث ہیں، فانی ہیں، اور وہ اور اس کی صفات تغیر وحدوث وفناسب سے پاک، استواپر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت خودر حمٰن عزوجل فرما تا ہے:

﴿ الرَّحُمٰنُ عَلَى الْعَرُشِ استَوَىٰ ﴾ [ط-٥:٢٠]

ترجمہ:۔''وہ ہڑا مہر والااس نے عرش پراستوافر مایا جبیبا کہاس کی شان کے لائق ہے'۔ گل متندر ماں میں برین میں میں میں جواب نے سخد فی بعلی تعلیم فی اب

مراعتقادا بل سنت كاوه ہے جوان كےرب عز وجل نے راسخين في العلم كوتعليم فرمايا:

﴿ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلُّ مِّنُ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكُرُ إِلَّا أَوُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلُّ مِّنُ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكُرُ إِلَّا أَوُلُوالْأَلُبَابِ ﴾ [آلعران-٣: ٤]

ترجمہ:۔''اوروہ پخت<sup>ع</sup>لم والے کہتے ہیں: ہم اس پرایمان لائے ،سب ہمارے رب کے پاس سے ہے،اورنصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے''۔

اعتقادا مل سنت كاوه ہے جوام المومنين ام سلمه رضى الله تعالى عنها نے فر مايا كه:

"والاستواء معلوم، والكيف مجهول، والإيمان به واجب، والسؤال عنه يدعة"

ترجمہ:۔''استوامعلوم ہے اور کیفیت مجہول اوراس پر ایمان واجب اوراس کی تفتیش گمراہی ہے'۔ (فتح البارى كتاب التوحيدباب قوله: وكان عرشه على الماء مصطفى البابي مصر ١٥٧١) ابل سنت كرومسلك آبات متشابهات مين بين:

- (۱) سلف صالح کا مسلک تفویض کا: ہم نہ ان کے معنی جانیں نہ ان سے بحث کریں جو پچھ ان کے ظاہر سے سبھھ میں آتا ہے وہ قطعامرا زنہیں اور جو پچھ ان کے رب عزوجل کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے ﴿ آمَنَّا بِهِ کُلٌّ مِّنُ عِنُدِ رَبِّنَا ﴾ ہم سب اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے سے۔
- (۲) دوسرامسلک متاخرین کا: که حفظ دین عوام کے لیے معنی محال سے پھیر کرکسی قریب معنی صحیح کی طرف کے حاتے مثلا استوابمعنی استیلا بھی آتا ہے ہ

قد استوی بشر علی العراق مهراق (یقیناً بشر عراق برغالب آگیا تلوار کے ساتھ خون بہائے بغیر)

وناجائزے'۔ (فاوی رضوبہ ۱۱ر۲۹۸، رضا اکیڈی ممبئی)

مجدداعظم سیدنااعلی حضرت امام احمدرضا قدس سره نے "قوادع القهاد علی المجسمة الفجاد" میں اس مسکله کی کامل تحقیق فرمائی اورالله عزوجل کی تنزیه میں اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

- (۱) الله تعالی ہرعیب ونقصان سے پاک ہے۔
- (۲) وه کسی چیز کی طرف کسی طرح کسی بات میں اصلاً احتیاج نہیں رکھتا۔
  - (m) مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔
- (۳) اس میں تغیر نہیں آسکتا ازل میں جسیاتھا دیساہی اب ہے اور دیساہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ پہلے ایک طور پر ہو پھر بدل کراور حالت پر ہوجائے۔
  - (۵) وهجسم نہیں جسم والی کسی چیز کواس سے لگا ؤنہیں۔
- (۲) اسے مقدارعارض نہیں کہ اتنایا تنا کہہ سکیس لمبایا چوڑا یا دلدار موٹایا پتلا یا بہت تھوڑا یا ناپ یا گنتی یا تول میں بڑایا چھوٹایا بھاری یا ہلکا نہیں۔
  - (۷) وہ شکل سے منزہ ہے پھیلا، یاسمٹا، گول یالمبا تکونایا چوکھوٹٹا، سیدھایاتر چھا، یاکسی صورت کانہیں۔
- (۸) حدوطرف ونہایت سے پاک ہے اوراس معنی پرنا محدود بھی نہیں کہ بے نہایت پھیلا ہوا ہو بلکہ یہ معنی کہ وہ مقدار وغیرہ تمام اعراض سے منزہ ہے غرض نامحدود کہنا نفی حد کے لیے ہے نہ اثبات مقدار بے نہایت کے لیے۔
  - (۹) وه کسی چیز سے بنانہیں۔
  - (۱۰) اس سے اجزایا جھے فرض نہیں کر سکتے۔
- (۱۱) جہت اور طرف سے پاک ہے جس طرح اسے دہنے بائیں یا نیچ نہیں کہہ سکتے یوں جہت کے معنی پر آگے پیچھے یااو پر بھی ہر گرنہیں۔

- (۱۲) وه کسی مخلوق سے مل نہیں سکتا کہ اس سے لگا ہوا ہو۔
- (۱۳) کسی مخلوق سے جدانہیں کہاس میں اور مخلوق میں مسافت کا فاصلہ ہو۔
  - (۱۴) اس کے لیے مکان اور جگہ ہیں۔
- (۱۵) اٹھنے بیٹھنے، اتر نے چڑھنے، چلنے تھہر نے وغیر ہاتمام عوارض جسم وجسمانیات سے منزہ ہے کل تفصیل میں عقائد تنزیہہ بے شار ہیں یہ ۱۵؍ پندرہ کہ بقدر حاجت یہاں مذکورہوئے اوران کے سواان جملہ مسائل کی اصل یہی تین عقیدے ہیں جو پہلے مذکورہوئے اوران میں بھی اصل الاصول عقیدہ اولی ہے کہ تمام مطالب تنزیہہ کا حاصل وخلاصہ ہے ان کی دلیل قرآن عظیم کی وہ سب آیات ہیں جن میں باری عزوجل کی تشبیح وتقدیس و پاکی و بے نیازی و بے مثلی و بے نظیری ارشاد ہوئی آیات تنبیح خود کس قدر کشیر و وافر ہیں:

وقال تعالى: ﴿ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَمُ ﴾ [الحشر-٥٩-٢٣]

ترجمه: ـ بادشاه نهایت یا کی والا هرعیب سے سلامت \_

وقال تعالى: ﴿ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَلَمِينَ ﴾ [آل عمران-٣:٩٥]

ترجمہ: ۔ بے شک اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔

وقال تعالى: ﴿ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴾ [لقمان-١٢:٣١]

ترجمہ: بے شک اللہ ہی بے برواہ ہے سب خوبیوں سراما ہوا۔

وقال تعالى: ﴿لَيْسَ كَمِثُلِهِ شَيْءٌ ﴾ [الشوري -١١:٣٢]

ترجمہ:۔اس کے مثل کوئی چزنہیں۔

و قال تعالى: ﴿ هَلُ تَعُلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴾ [مريم- ٢٥:١٩-

ترجمہ: ۔ کیا توجانتا ہے اس کے نام کا کوئی۔

وقال تعالى: ﴿ وَلَمُ يَكُنُ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴾ [اخلاص-١١٢: ٣]

ترجمہ:۔ اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔

ان سب مطالب کی آیات صد ہاہیں یہ آیات محکمات نہیں، یہ ام الکتاب ہیں ان کے معنی میں کوئی خفا واجمال نہیں، اصلا دقت واشکال نہیں، جو پچھان کے صریح لفظوں سے بے پردہ روشن وہویدا ہے بے تغییر وتبدیل بخصیص وتاویل اس پرایمان لا ناضروریات دین اسلام سے ہے۔' (فاوی رضویدا ۱۲۲۰ تا ۲۲۲ رسالہ قواد ع بخصیص وتاویل اس پرایمان لا ناضروریات دین اسلام سے ہے۔' (فاوی رضویدا ۱۲۲۰ تا ۲۲۲ رسالہ قواد ع بخصیص وتاویل اس پرایمان لا ناضروریات دین اسلام سے ہے۔' (فاوی رضویدا ۱۲۰۰ تا ۲۲۲ رسالہ قواد ع بخصیص وتاویل اس پرایمان لا ناضروریات دین اسلام سے ہے۔' (فاوی رضویدا ۱۲۰۰ تا ۲۲۲ رسالہ قواد ع بخصیص و تاویل اس پرایمان لا ناضروریات دین اسلام سے ہے۔' (فاوی رضویدا ۱۲۰۰ تا ۲۲۰ تا ۲۰ تا ۲۰ تا ۲۰ تا ۲۰ تا ۲۰ تا ۲۲۰ تا ۲۲۰ تا ۲۲۰ تا ۲۰ تا

مجدداً عظم سیدنااعلی حضرت اما م احمدرضا قدس سره نے اس عامض مسئلہ کوئرش تحقیق تک پہنچاتے ہوئے ارشاد فر مایا کہ: قرآن عظیم کی آیتیں دوشم کی ہیں: (۱) محکمات جن کے معنی صاف بے دفت ہیں جیسے اللہ کی پا کی و بیازی و بے نیازی و بے مثلی کی آیتیں جن کاذکراو پر گزرا۔ اور (۲): متشابهات جن کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہر لفظ سے بچھ بھھ ہی میں نہیں آتا جیسے حروف مقطعات ''المسم و غیرہ یا جو بچھ میں آتا ہے وہ اللہ عز وجل پر محال ہے جیسے ۔ کھی بھھ بھی میں نہیں آتا جو ہوا سروی کی استوی علی العرش ' جن دلوں میں آگی وہ دین السو حسان علی العرش استوی "یا ''شہ استوی علی العرش ' جن دلوں میں آگی وہ گراہی تھی وہ دین میں فتنے پھیلا نے لگے کہ اللہ عرش پر ہیڑھا ہے ، عرش پر چڑھا ہوا ہے ، عرش پر گھم گیا ، انھیں کو آن مجید نے فر مایا:
﴿ اللّٰذِینَ فِی قُلُوٰ ہِم مُ زَیُغُ ﴾ [آل عمران - ۳: کے ان کے دل پھر ے ہوئے ہیں۔

اور جولوگ علم میں کی آورا پنے رب کے پاس سے ہدایت رکھتے تھے وہ سمجھے کہ آیات محکمات سے قطعا ثابت ہے کہ اللہ تعالی مکان وجہت وجسم واعراض سے پاک ہے، بیٹھنے چڑھنے ہے منزہ ہے کہ بیسب باتیں اس بےعیب کے حق میں عیب ہیں اور وہ ہرعیب سے پاک ہے، ان میں اللہ عز وجل کے لیے اپنے مخلوق' وحرش' کی طرف احتیاج نکے گی اور وہ ہراحتیاج سے پاک ہے، ان میں مخلوق سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا بیٹھنا، چڑھنا، طرف احتیاج نکے گی اور وہ ہر احتیاج سے پاک ہے، ان میں مخلوق سے مشابہت ثابت ہوگی کہ اٹھنا بیٹھنا، چڑھنا، اتر نا، سرکنا، مُشہر نااجسام کے کام ہیں اور وہ ہر مشابہت خلق سے پاک ہے تو قطعاً یقیناً ان لفظوں کے ظاہری معنی جو ہماری سمجھ میں آتے ہیں ہر گر مراذ نہیں پھر آخر معنی کہالیں اس میں ہم ہدایت والے دوروش ہو گئے:

ا کثر نے فرمایا: جب بیہ ظاہری معنی قطعا مقصود نہیں اور تا ویلی مطلب متعین ومحدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں۔ یہی بہتر کہ اس کاعلم اللّٰہ پر چھوڑیں ہمیں ہمارے رب نے آیات متشابہات کے پیچھے پڑنے سے

منع فرمایا اوران کی تعیین مرادمیں خوض کرنے کو گمراہی بتایا تو ہم حدسے باہر کیوں قدم دھریں، اسی قرآن کے بتائے جھے پر قناعت کریں کہ ''امنیا ہے کل من عندر بنا'' جو کچھ ہمارے مولی کی مراد ہے ہم اس پرایمان لائے محکم متثابہ بیسب ہمارے رب کے پاس سے ہے، یہ فدہب جمہورائمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم واولی ہے اسے مسلک تفویض و سلیم کہتے ہیں، ان ائمہ نے فرمایا کہ: استوامعلوم ہے کہ ضرور اللہ تعالی کی صفت ہے اور کیف جہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے ورائیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نص قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت ہے کہ سوال نہ ہوگا گرتیین مراد کی طرف راہیں۔

اس تحقیق و تفصیل کے بعد آپ نے ائمہ دین کے کلمات عالیہ اوران کی تصریحات جلیلہ کی روشی میں

تاویل کی جار اصنح اور نفیس وجهیں ذکر کیں اور آیات متثابہات کے متعلق بعض عبارتیں ذکر فرما کر مطلب سابق کی توضیح فرمائی اور بیواضح فرمایا کہ آیت کریمہ "السوحمن علی العوش استوی" آیات متثابہات ہے ہے اور حیاروں اماموں کا اس بات پراجماع ہے کہ "استوا" کے معنی کچھنہ کے جائیں اس پرائیان واجب ہے اور معنی کی تفتیش حرام ہے۔ یہی طریقہ جملہ سلف صالحین کا بھی ہے امام بیہی نے کتاب الاساء والصفات میں بھی بن بھی سے روایت کی:

"كناعند مالك بن أنس فجاء رجل فقال ياأباعبدالله: "الرحمن على العرش استوى" فكيف استوى؟ قال: فأطرق مالك رأسه حتى علاه الرحضاء ثم قال: الاستواء غير مجهول، والكيف غير معقول، والإيمان به واجب، والمسؤل عنه بدعة وما أراك إلا مبتدعا فأمر به أن يخرج" (كتاب الأسماء والصفات للبيهقي باب ما جاء في قول الله تعالى: الرحمن على العرش استوى. المكتبة الاثرية سانگله هل شيخوپوره ١٥٠/١)

ترجمہ:۔ "ہم امام مالک کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی اے ابوعبداللہ! رحمٰن نے عرش پر استوافر مایا یہ استواکس طرح ہے؟ اس کے سنتے ہی امام نے سرمبارک جھکا لیا یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہوگیا پھر فر مایا استوا مجہول نہیں، اور کیفیت معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض اور اس سے استفسار بدعت اور میرے خیال میں تو ضرور بد مذہب ہے پھر تھم دیا اسے نکال دؤ'۔

اسی میں ہے:

"والأثارعن السلف في مثل هذا كثيرة وعلى هذه الطريقة يدل مذهب الشافعي رضي الله تعالى عنه وإليها ذهب أحمد بن حنبل والحسين بن الفضل البلخي ومن المتأخرين أبوسليمان الخطابي".

ترجمہ:۔'' یعنی اس باب میں سلف صالح سے روایات بکثرت ہیں اور اس طریقۂ سکوت پرامام شافعی کا فد بہب ولالت کرتا ہے اور یہی مسلک امام احمد بن حنبل وامام حسین بن فضل بلخی اور متاخرین سے امام ابوسلیمان خطابی کا ہے''۔

تتاب الأساء والصفات للبيهقي باب قول الله: الرحمٰن على العرش استوى الخ المكتبة الاثرية سا نگله بل شيخوره يوره ١٥٢/٢)

امام ابوالقاسم لا لکائی نے کتاب السنہ میں سیدنا امام محمد سردار مذہب حنفی تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی الله تعالی عنہ سے راوی کے فرماتے:

"اتفق الفقهاء كلهم من المشرق إلى المغرب على الإيمان بالقران وبالأحاديث التي جاء ت بها الثقات عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في صفة الرب من غير تشبيه والتفسير، فمن فسر شيئا من ذلك فقد خرج عماكان عليه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وفارق الجماعة فإنهم لم يصفوا ولم يفسروا ولكن امنوا بمافي الكتاب والسنة ثم سكتوا". (كتاب السنة إمام أبو القاسم اللكائي)

ترجمہ:۔"شرق سے غرب تک تمام ائمہ مجہدین کا اجماع ہے کہ آیات قر آن عظیم واحادیث صحیحہ میں جوصفات الہید آئیں ان پرایمان لائیں بلاتشبیہ وتفسیر، توجوان میں سے کسی کے معنی بیان کرے وہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے طریقے سے خارج اور جماعت علیا سے جدا ہوااس لیے کہ ائمہ نے نہ ان صفات کا کچھ حال بیان فر مایا نہ ان کے معنی کہے بلکہ قر آن وحدیث پر ایمان لاکر جی رہے'۔

(فآوى رضويها ار ۲۲۲ تا ۲۲۸ رضا اكير مي مبنى رساله "قوادع القهاد على المجسمة الفجاد") اس كر بعد آب في مايا:

''طرفہ یہ کہ امام محرکے اس ارشادوذکر اجماع ائمہ امجادکوخود ذہبی نے بھی کتاب العلومیں نقل کیا اور کہا محمد سے یہ اجماع لالکائی اور ابومحد بن قدامہ نے اپنی کتابوں میں روایت کیا بلکہ خود ابن تیمیہ مخذول بھی اسے قل کر گیا۔ ولله الحمد وله الحجة السامیة فود ابن تیمیہ مخذول بھی اسے قل کر گیا۔ ولله الحمد وله الحجة السامیة (قاوی رضویہ الر۲۲۸ رضا اکیڈی ممبئ)

ان سب سے صاف ظاہر ہے کہ آیات متشابہات کے باب میں ارباب ہدایت میں سے ائمہ اربعہ اور جمہورسلف صالحین کا مذہب ومسلک یہی ہے کہ استوا کے معنی کچھ نہ کہے جائیں اس پرایمان واجب ہے اور معنی کے تفتیش حرام اور مخالف سلف صالح وجمہوراہل سنت و جماعت ہے، مدارک میں زیر سور ہ طاہ یہاں تک فرمایا:

"المذهب قول علي رضي الله تعالى الاستواء غير مجهول، والتكيف غير معقول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة لأنه تعالى كان ولامكان فهوعلى ماكان قبل خلق المكان لم يتغير عماكان" (مرارك التزيل تفير النفى) آيت ٥/١ دارالكاب العربي بيروت ٣٨/٣)

ترجمہ: "ندہب وہ ہے جومولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: کہ استواجہول نہیں اور اس کی چگونگی عقل میں نہیں آ ستی اس پر ایمان واجب ہے اور اس کے معنی سے بحث بدعت ہے، اس لیے کہ مکان پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالی موجود تھا پھروہ اپنی شان سے بدائہیں یعنی جیسا جب مکان سے یاک تھا اب بھی یا ک ہے'۔

اسی میں زیر سورۂ اعراف یہی قول امام جعفر صادق وامام حسن بصری وامام اعظم ابوصنیفہ وامام مالک رضی اللّٰد تعالیٰ عنہم سے فل فرمایا۔ ( فقاوی رضویہ ۱۱۸ ۲۲۸ ، رضاا کیڈ میمبئی )

صرف يهي نہيں بلكه معالم التزيل ميں ہے:

"ذهب الأكثرون إلى أن الواو في قوله: "والراسخون" واو الاستيناف وتم الكلام عند قوله: "ومايعلم تاويله إلا الله" وهو قول أبي بن كعب وعائشة وعروة بن الزبير رضي الله تعالى عنهم، ورواية طاؤس عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما وبه قال الحسن و أكثر التابعين واختاره الكسائي والفراء والأخفش (إلى أن قال) ومما يصدق ذلك قراء ة عبدالله إن تاويله إلا عندالله والراسخون في العلم يقولون "امنا" وفي حرف أبي ويقول "الراسخون في العلم امنا به" وقال عمر بن عبدالعزيز في هذه الأية انتهى علم الراسخين في العلم بتاويل القران إلى أن قالوا "امنا به كل من عند ربنا" وهذا القول أقيس في العربية وأشبة بظاهر الأية". (معالم التنزيل تحت الأية "/2 دارالكتب العلمية بيروت ا/ ٢١ و ٢١٥)

ترجمہ: "جمہورائمہ دین صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالی عنہم الجمعین کا مذہب یہ ہے کہ:

"والمراسخون فی العلم" سے جدابات شروع ہوئی، پہلاکلام و ہیں فوراً ہوگیا کہ متشابہات کے معنی اللہ عزوجل کے سواکوئی نہیں جانتا یہی قول حضرت سیدقاریان صحابہ ابی بن کعب، حضرت ام المونین عائشہ صدیقہ عروہ بن زبیرضی اللہ تعالی عنہم کا ہے اور یہی امام طاوس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا اور یہی مذہب امام حسن بھری واکثر تابعین کا ہے اور اس کوامام کسائی وفرا وانفش نے اختیار کیا اور اس مطلب کی تصدیق مخترت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی اس قراء ت سے بھی ہوتی ہے کہ آیات متشابہات کی تفییر اللہ عزوجل کے سواکسی کے پاس نہیں اور کی علم والے کہتے ہیں: ہم ایمان لائے۔ اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کی قراء ت بھی اسی معنی کی تصدیق کرتی ہے۔ امیر المونین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ کی قراء ت بھی اسی معنی کی تفید بین محکم علم والوں کا منتہا ئے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پرائیان لائے سب ہمارے رب کے والوں کا منتہا ئے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں ہم ان پرائیان لائے سب ہمارے رب کے یاس سے سے اور بیقول عربیت کی روسے زیادہ ولنشیں اور ظاہر آیت سے موافق ہے "۔

ان سب سے صاف ظاہر ہے کہ آیات متشابہات کے بارے میں بنظر حال عوام ارباب ہدایت میں سے متاخرین کا مسلک مسلک تاویل ہے مگر جمہورائمہ سلف ومتقد مین کا فد ہب اسلم واولی مسلک تسلیم وتفویض ہے کہ ان کی مراد اللہ عزوجل جانے۔ یہی فد ہب ائمہ اربعہ امام شافعی ، امام مالک ، امام احمد بن صنبل اور امام اعظم ابوحنیف کا ہے بلکہ جمہورائمہ دین صحابہ وتا بعین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا ہے کہ ابی بن کعب اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ اورعووہ بن زبیر اورمولی علی کرم اللہ تعالی و جہہ الکریم رضی اللہ تعالی عنہ کی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کیا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی قصدیق کی تصدیق ہوتی ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ ابن تیمیہ بات بریہ کہتا ہے کہ اس پرساری امت کا اجماع ہے، یہ اجماع مسلمین کے خلاف ہے وہ اپنے ناپاک مقصد کے لیے طرح طرح کی بالا خانیاں کرتا ہے، کہیں اپنی تائید میں امام مالک رحمہ اللہ تعالی کوپیش کرتا ہے اور کہیں خود کو خبلی ندہب خاہر کرتا ہے اور سیرنا امام احمہ بن خبل رضی اللہ تعالی عنہ سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ سیرنا امام احمد ابن خبل کا مذہب ہے، آخراس نعالی عنہ کا قول کیا گیا اس قول پرساری امت کا اجماع ہے، کیا ائمہ اربعہ کا اس پر اجماع ہے کیاوہ متاخرین ومتقد مین میں سے کسی کا مسلک ہے کیاوہ امام احمد بن خبل رضی اللہ تعالی عنہ کا مذہب ومسلک ہے کیاوہ امام احمد بن خبل رضی اللہ تعالی عنہ کا مذہب ہے کیاوہ سلک ہے کیاوہ ارجمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے جہنیں ہرگز ایسانہیں یہ ان الرباب ہدایت کا مذہب ہے کیاوہ سلف صالح اور جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے جہنیں ہرگز ایسانہیں بیان الوگوں کا مذہب ہے جن کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا: ﴿فَامًا الَّذِیْنَ فِی قُلُوبِ ہِمْ ذَیْعٌ ﴾ [آل عمران – ۳ کے اید شویہ جمہ کا مذہب ہے جنوں نے صاف صاف مان لیا کہ اللہ تعالی کے لیے مکان ہے، جسم ہے، جہت ہے اور جب یہ سب کچھ ہے تو پھر چڑ ھنا اتر نا پیٹھنا چانا تھر بن اسب خود بخود ثابت ہے۔

مجدداعظم سیرنااعلی حضرت امام احمدرضا قدس سرہ نے محکم اورروش دلیلوں کے ذریعہ اس مذہب نامہذب کی صرح کے ضلالت کواس طرح واشگاف فر مایا کہ ابن تیمیہ اوراس کے کفش برداروں کے لیے مجال دم زدن نہیں، مزید حقیق وقد قبق کے لیے آپ کا گرال قدررسالہ "قوادع الفھاد علی المجسمة الفجاد"

مطالعه فرمائیں انشاء اللہ تعالی الرحمٰن آپ پرحق واضح ہوجائے گا اور ابن تیمیہ اور اس کے گفش برداروں کی صریح صلالت و گمراہی کا حال آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہوجائے گا میں اس مقام پر آپ کی محکم دلیلوں کا ایک حصہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کررہا ہوں تا کہ طالبان تحقیق کوائمہ کرام کے ان روشن ارشادات کے ساتھ ان کے دلائل کا بھی حظ وافر حاصل ہو آپ فرماتے ہیں:

ضرب: ۲۷\_ (امام بيهقى كتاب الاساء والصفات ميس)باب ماجاء في العريش ميں امام ابوسليمان خطا بي رحمة الله تعالى عليه سي نقل فرماتے ہيں ص ۲۸۸:

"ليس معنى قول المسلمين: "إن الله تعالى على العرش" هو أنّه مماس له أو متمكن فيه، أو متحيز في جهة من جهاته، لكنه بائن من جميع خلقه، وإنما هو خبر جاء به التوقيف فقلنا به، ونفيناعنه التكيف إذليس كمثله شئ وهو السميع العليم". (كتاب الأساء والصفات باب ماجاء في العرش والكرسي مكتبة اللاثرية ما نگله بل شيخويوره ١٣٩٨)

ترجمہ:۔"مسلمانوں کے اس قول کے کہ:"اللہ تعالی عرش پر ہے" یہ عنی نہیں کہ وہ عرش سے لگا ہوا ہے یاوہ اس کا مکان ہے یاوہ اس کی کسی جانب میں ٹھہرا ہوا ہے بلکہ وہ اپنی تمام مخلوق سے نرالا ہے یہ تو ایک خبر ہے کہ شرع میں وار دہوئی تو ہم نے مانی اور چگونگی اس سے دور ومسلوب جانی اس لیے کہ اللہ تعالی کے مشابہ کوئی چیز نہیں اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا"۔

(امام بيهق نے اسى كتاب الاساء والصفات ميں) بير حديث ابو ہريره رضى الله تعالى عنه سے روايت كى كه رسول الله تعالى عليه وسلم نے طبقات آسان پھر ان كاوپر عرش پھر طبقات زمين كابيان كر كے فرمايا:

" والـذى نفس محمد بيده لو أنكم دَلّيتم أحد كم بحبل إلى السابعة لهبط على الله تبارك و تعالى عليه و سلم على الله تعالى عليه و سلم هو الأول و الأخو و الظاهر و الباطن".

(كتاب الأسماء والصفات للبيهقي جماع أبواب ذكر الأسماء التي تتبع نفي التشبيه الخ المكتبة الاثريه سانگله هل شيخوپوره ١٣٣/٢)

ترجمہ: "دفتم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی جان ہے اگرتم کسی کورس کے ذریعہ سے ساتویں زمین تک لٹکا وَ تو وہاں بھی وہ اللہ عزوجل ہی تک پہنچے گا پھررسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بیآ یت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالی ہی ہے اول و تروغا ہر وباطن '۔

اس حدیث کے بعدامام فرماتے ہیں ۲۸۷:

"الذى روي في اخرهذاالحديث إشارة إلى نفي المكان عن الله تعالى وأن العبد أينما كان فهو في القرب والبعد من الله تعالى سواء، وأنه الظاهر، فصح إدراكه بالكون في مكان".

(كتاب الأسماء والصفات للبيهقي جماع أبواب ذكر الأسماء التي تتبع نفي التشبيه الخ المكتبة الاثريه سانگله هل شيخوپوره ١٣٣/٢)

ترجمہ:۔''اس حدیث کا بچھلافقرہ اللّه عزوجل سے نفی مکان پر دلالت کرتا ہے اور یہ کہ بندہ کہیں ہواللّہ عزوجل سے قرب وبعد میں یکساں ہے اور یہ کہ اللّه ہی ظاہر ہے تو دلائل سے اسے بہجان سکتے ہیں اور وہی باطن ہے کسی مکان میں نہیں کہ یوں اسے جان سکیں''۔

افتول: لینی اگرعرش اس کامکان ہوتا تو جوسا تو بین تک پہنچاوہ اس سے کمال دوری و بعد پر ہوجاتا نہ کہ وہاں بھی اللہ ہی تک پہنچااور مکانی چیز کا ایک آن میں دوختلف مکان میں موجود ہونا محال اور بیاس سے بھی شنیع تر ہے کہ عرش تا فرش تمام مکانات بالا وزیریں دفعۃ اس سے بھرے ہوئے مانو کہ تجزیہ وغیرہ صد ہا استحالے لازم آنے کے علاوہ معاذ اللہ اللہ تعالی کو اسفل وادنی کہنا بھی صحیح ہوگالا جرم قطعا یقیناً ایمان لا ناپڑے گا کہ عرش وفرش کچھاس کامکان نہیں ، نہ وہ عرش میں ہے نہ ماتحت الثری میں نہ کسی جگھ میں ہاں اس کاعلم وسمع و بصر و ملک

ہرجگہ ہے جس طرح امام ترندی نے جامع میں ذکر فرمایا۔

پھر(امام بیہق نے) فرمایا:

"واستدل بعض أصحابنا في نفي المكان عنه تعالى بقول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "أنت الظاهر فليس فوقك شيء وأنت الباطن فليس دونك شيء" وإذا لم يكن فوقه شيء ولادونه شيء لم يكن في مكان".

(كتاب الأسماء والصفات باب ماجاء في العرش والكرسي المكتبة الاثريه سانگله هل شيخويوره ٢٨/٣/٢)

ترجمہ:۔''اوربعض ائمہ اہل سنت نے اللہ عزوجل سے فی مکان پر بی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ آپ اپنے رب عزوجل سے عرض کرتے ہیں تو ہی ظاہر ہے تو کوئی تیرے نیچنہیں جب اللہ عزوجل سے نہ کوئی اور تو ہی باطن ہے تو کوئی تیرے نیچنہیں جب اللہ عزوجل سے نہ کوئی اور پہوانہ کوئی نیچے تو اللہ تعالی کسی مکان میں نہ ہوا یہ حدیث صحیح مسلم شریف وسنن ابوداود میں حضرت ابو ہر رہ ورضی اللہ تعالی عنہ سے (مروی) ہے'۔ (دواہ البیہ قبی فی الاسم الأول و الأحوى)

افتون: حاصل دلیل بیکه الله عزوجل کاتمام امکهٔ زیروبالاکوبھرے ہوئے ہونا توبداہۃ محال ہے ورنہ وہی استحالے لازم آئیں گے اگر مکان بالا میں ہوگا تواشیااس کے پنچے ہوں گی اور مکان زیریں میں ہوا تواشیااس سے اوپر ہوں گی اور وسط میں ہوا تواوپر پنچے دونوں ہوں گی حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:'' نہاس سے اوپر بچھ ہے اور نہ نیچے بچھ تو واجب ہوا کہ مولی تعالی مکان سے یاک ہو۔''

ضرب ۷۷۔ ''عرش فرش جس جگہ کومعاذ الله مکان اللی کہواللہ تعالی ازل سے اس میں متمکن تھایا اب متمکن ہوا پہلی تقدیر پروہ مکان بھی از لی طہرااور کسی مخلوق کا از لی ماننا با جماع مسلمین کفر ہے دوسری تقدیر پر اللہ عزوجل میں تغیر آیا اور پی خلاف شان الوہیت ہے۔'' ضرب ۸ ک۔أق ول مكان خواہ بعد موہوم ہو يا مجرد، يا سطح حاوى مكين كواس كا محيط ہونالا زم محيط يا مماس بعض شي مكان بعض مكان شي مثلا لو پي كونہيں كہہ سكتے كہ پہننے والے كامكان ہے تم جوتا پہنے ہوتو بينہ كان بعض مكان ہوتے ميں ہے توعرش اگر معاذ الله مكان اللهى ہولا زم كہ الله عز وجل كومحيط ہو بي محال ہوتو بينہ كہيں گے كہ تمہارا مكان جوتے ميں ہے توعرش اگر معاذ الله مكان اللهى ہولا زم كہ الله عز وجل كومحيط ہو بي محيط ہوتے الله بي كُلِّ شَيءٍ مُحِيطًا ﴾ [النساء - ١٢٦: ١٢] الله تعالى عرش وفرش سب كومحيط ہو وہ احاط جوعمل سے وراہے اور اس كى شان قد وسى كے لائق ہے اس كا غير اسے محيط نہيں ہوسكتا۔

ضرب ۹ ۷ ۔ نیز لازم کہالڈعز وجل عرش سے چھوٹا ہو۔

ضرب ۸ \_ نیز محدود ومحصور ہو۔

ضرب ۸۔ ان سب شناعتوں کے بعد جس آیت سے عرش کی مکانیت نکالی تھی وہی باطل ہوگئی۔ آیت میں عرش پر فر مایا ہے اور عرش مکان خدا ہوا تو خداعرش کے اندر ہوگا نہ کہ عرش پر۔

ضرب۹۲ ۔ أقول اگرتير ے معبود كے ليے مكان ہے اور مكان ومكانى كوجہت سے چارہ نہيں كہ جہات نفس امكنه ہيں يا حدود امكنه تواب دو حال سے خالی نہيں يا تو آفتاب كی طرف صرف ایک ہی طرف ہوگا يا آسان كی مانند ہر جہت سے محیط ۔ اولی باطل بوجوہ:

اولا: آیت کریمه ﴿ وَ کَانَ اللّهُ بِکُلِّ شَيْءٍ مُحِیطًا ﴾ کے خلاف ہے۔ (النساء ۱۲۱، پ۵)

ثانیا: آیت کریمه ﴿ فَا اَیْنَمَا تُولُواْ فَشَمَّ وَجُهُ اللّهِ ﴾ [البقره ۱۵:۲-۱۱۵] کے خالف ہے۔ (البقره ۱۱۵)

شالتا: زمین کروی یعنی گول ہے اور اس کی ہر طرف آبادی ثابت ہوئی ہے اور بھر اللہ ہر جگہ اسلام پہنچا ہوا ہے، نئی پر انی دنیا میں سب محمد رسول اللہ تعالی علیہ وسلم کے کلمہ سے گون خربی ہیں، شریعت مطہرہ تمام بقاع کو عام ہے" تَبَارَکَ الَّذِيُ نَزَّلَ الْفُرُ قَانَ عَلیٰ عَبْدِہ لِیَکُونَ لِلْعلَمِیْنَ نَذِیْرًا [الفرقان – 1:۲۵] اور سیح کو عام ہے" تَبَارَکَ الَّذِی نَزَّلَ الْفُرُ قَانَ عَلیٰ عَبْدِہ لِیَکُونَ لِلْعلَمِیْنَ نَذِیْرًا [الفرقان – 1:۲۵] اور سیح کی میں عبد اللہ بن عمرضی اللہ تعالی عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"إن أحدكم إذاكان في الصلاة فإن الله تعالى قبل وجهه فلا يتنخمن أحد

قِبلَ وجهِه في الصلاة" (صحيح البخاري كتاب الأذان، باب بل يلتفت لأمريزل به، قد يمي كتب خانه كراچي ار۱۰۴)

ترجمہ:۔''جب تم میں کوئی شخص نماز میں ہوتا ہے تواللہ تعالی اس کے منھ کے سامنے ہے تو ہرگز کوئی شخص نماز میں سامنے کو کھنکھار نہ ڈالے''۔

اگراللەتغالى اىك ہى طرف ہے توہر پارۇز مىن مىں نماز پڑھنے والے كے سامنے كيوں كر ہوسكتا ہے۔

رابعا: ان گراہوں مکان وجہت مانے والوں کے پیشواؤں ابن تیمیہ وغیرہ نے اللہ تعالی کے جہت بالا میں ہونے پرخودہی یہ دلیل پیش کی ہے کہ تمام جہاں کے مسلمان دعاومناجات کے وقت ہاتھ اپنے سروں کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پر ظاہر کہ یہ دلیل علیل کلیل کہ ائمہ کرام جس کے پر نچچ اڑا چکے اگر ثابت کرے گی تواللہ عزوجل کا سب طرف سے محیط ہونا، کہ ایک ہی طرف ہوتا تو وہیں کے مسلمان سر کی طرف ہاتھ اٹھاتے جہاں وہ سروں کے مقابل ہے باقی اطراف کے مسلمان سروں کی طرف کیوں کر اٹھاتے بلکہ سمت مقابل کے رہنے والوں پرلازم ہوتا کہ اپنے یاؤں کی طرف ہاتھ بڑھا ئیں کہ ان مجسمہ کا معبودان کے یاؤں کی طرف ہے۔

بالجملہ پہلی شق باطل ہے۔ رہی دوسری اس پر بیا حاطہ عرش کے اندر اندر ہر گزنہ ہوگا ور نہ

استواباطل ہوجائے گاان کا معبود عرش کے اوپر نہ ہوگا نیچے قرار پائے گالا جرم عرش کے باہر سے احاطہ کرے گااب عرش ان کے معبود کے پیٹ میں ہوگا تو عرش اس کا مکان کیوں کر ہوسکتا ہے بلکہ وہ عرش کا مکان کھر ااب عرش پر بیٹھنا بھی باطل ہوگیا کہ جو چیزا ہے اندر ہواس پر بیٹھنا نہیں کہہ سکتے ، کیا تہ ہیں گے کہ تم اپنے دل یا جگر یا طحال پر بیٹھے ہوئے ہو۔ گرا ہو! دیکھو ججۃ اللہ یوں قائم ہوتی ہے۔ ' (ملخصا فمآوی رضو یہ الر ۲۳۸ تا ۲۳۸ رضاا کیڈی مبئی)

ان محکم روش دلیلوں کے ذریعہ بیرواضح ہے کہ اللہ عزوجل جسم وجہت ومکان اور تحیز وانقال وغیرہ سے پاک ومنزہ ہے، اس کے قل میں جہت ومکان و تحیز وانقال وحلول وغیرہ کاعقیدہ عقیدہ اہل سنت کے خلاف الیں صرتے صلالت و مگراہی ہے کہ البحر الرائق اور عالمگیری میں ہے: ' یہ کفیر بیا ثبات المکان للہ تعالی''

(فاوی ہندیہ کتاب السیسو،الباب التاسع،فوری کتب خانہ پیاور۲۸۹، البحر الرائق باب أحکام السموت دین ،ایگا کیم سعید کمپنی کرا چی ۱۲۰۵) '' یعنی اللہ تعالی کے لیے مکان مانے سے آدمی کافر ہوجا تا ہے۔ اور فاوی امام اجل قاضی خال میں ہے: '' رجل قال خدا کے برآ سان می داند کہ من چیز بندارم یہ کون کفوا الأن الله تعالی منزہ عن الممکان '' (فاوی قاضی خال، کتاب السیر باب مایکون کفوا من المسلم، نول کثور کھنو مر ۸۸۲٪ یعنی کسی نے کہا خدا آسان پرجانتا ہے کہ میرے پاس پھی نہیں کافر ہوگیا اس لیے کہ اللہ تعالی مکان سے پاک ہے'۔ اور فاوی خلاصہ میں ہے: '' نروبان بنہ وبا سمان برآ و با خداجنگ کن یہ کفر اللہ تعالی (خلاصہ اللہ تعالی (خلاصہ الفتاوی کتاب الفاظ الکفر فصل المبن المتجدید کوئٹ اللہ تعالی (خلاصہ الفتاوی کتاب الفاظ الکفر فصل المبن اللہ تعالی کو اللہ کا دری بدا یونی قدس سرہ فرمات تعالی کے لیے مکان مانا ۔ سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول عثانی قادری بدا یونی قدس سرہ فرمات بین:

"رب تبارک وتعالی کے حق میں جہت ماننے والا ایک قول پر کافرہے۔اورایک قول پر کافرہے۔اورایک قول پر کافرہیں۔اوراس دوسرے قول کونووی نے اس شرط سے مقید کیا کہ اس کا قائل عامی ہو'' (المعتقد المنتقد ص ۱۸۸ مترجم)

مجدداعظم سیدنااعلی حضرت امام احمد رضا قدس سره فرماتے ہیں:

"یایہ قول اس پربنی ہے کہ ابن جرنے اسے اللہ کے لیے جسمیت ماننے سے کا فرکہا اور کا فر پر کفر سے کم گنا ہوں کے سبب بھی مواخذہ ہوگا، قرآن میں ہے: ﴿فَالُواْ لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴾ [المد ثر - ۲۷: سام]" کا فرکہیں گے ہم جہنم میں یوں گئے کہ ہم نما زنہیں پڑھتے تھ' اور یہ معلوم ہے کہ کا فرکی لغزش بھی معاف نہ ہوگی فاقہم اور سیحے یہ ہے کہ ابن تیمیہ ضال مضل ہے کا فرنہیں' (المستند المعتمد متر جم ص ۱۸۸) مزید فرماتے ہیں:

''اور ہمارے زمانہ میں سخت اور بڑی لغزش ایک ایسے مخص سے ہوئی جو کاملین کے مرتبوں تک

پہنچنے کا مدی ہے اور عوام میں اہل کمال میں سے شارکیا جاتا ہے تواس نے یہ دعوی کیا کہ متشابہات کوظاہر پر رکھنا پہلے معنی (گوشت اور ہڈی کاہاتھ اور انگلی لمبائی، چوڑائی اور موٹائی، ترکیب و تجزی، بذریعہ حرکت او پرسے نیچے اتر نااور ایک جیز سے دوسری جیزی طرف منتقل ہوجس کی نفی پر اجماع ہے) کے اعتبار سے ہے اور مقالات میں یہی حق ہے اور ائم سلف اسی کے قائل ہیں اور اللہ ذوالجلال کی پناہ تو خداکی قتم وہ قول نہیں مگر گر اہی اور کیسی گراہی '۔ (المستند المعتمد مترجم ص۱۹۲)

ان سب سے صاف ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ کاعقید ہُ تجسیم مجسمہ کاعقیدہ ہے جواہل حق کے مذہب کے خلاف ہے۔ خلاف ہے۔ خلاف ہے۔

اہل حق کاعقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی قدیم ہے اوراس کی صفتیں قدیم ہیں،اس کی قدرت،اس کاعلم اس کاارادہ قدیم ہے،اس کے ساتھ حوادث کا قیام محال ہے۔وہ فاعل بالاختیار ہے کہ جب جا ہے جو چاہے فرمائے موجب بالذات نہیں۔

اس کے برخلاف ابن تیمیہ مخذول کاعقیدہ یہ ہے کہ حوادث اللہ عزوجل کی ذات کے ساتھ قائم ہیں، قرآن اللہ تعالی کی ذات میں محدث ہے،اس نے موسی علیہ السلام سے صوت وآ واز کے ذریعہ کلام کیا، عالم قدیم بالنوع ہے،اللہ کے ساتھ ہمیشہ مخلوق ہی رہا۔

ابن تيميه نے اپني كتاب الموافقه ميں كہاكه:

" فسمن أين في القرآن مايدل دلا لة ظاهرة على أن كل متحرك محدث أو مسكن، وأن الحركة لا تقوم إلا بحادث أو مسكن، وأن ما قامت به الحوادث لم يخل منها، وأن مالا يخلومن الحوادث فهو حادث الخ (١٢٦١) قرآن مين كهال يه يخل منها، وأن مالا يخلومن الحوادث فهو حادث الخ (١٢٢١) قرآن مين كهال يه يا يا يه ين ين المال يه يه ين ين المال يه يا يا يه ين ين المال عن المرحود بين المرحود

حوادث سے خالی نہ ہووہ حادث ہے۔

اوراس كتاب كايك دوسرے مقام پر لكھاكه:

"أماالشرع فليس فيه ذكر هذه الأسماء في حق الله لا بنفي ولا إثبات، ولم ينطق أحد من سلف الأمة و أئمتها في حق الله تعالى بذلك لا نفياً ولا إثباتاً، بل قول القائل: إن الله جسم أو ليس بجسم ،أو جوهرأو ليس بجوهر ، أو متحيز أو ليس بمتحيز، أو في جهة أو ليس في جهة، أو تقوم به الأعراض و الحوادث أو لاتقوم به ونحو ذلك كل هذا الأقوال محدَثة بين أهل الكلام المحدَث لم يتكلم السلف والأئمة فيها لا بإطلاق النفي ولا بإطلاق الإثبات". الخُ (١٣٢١)

اللہ کے حق میں ان اسا کا ذکر شرع میں نفی وا ثبات کسی طرح وار دنہیں امت کے سلف اور ائمہ نے اللہ تعالی کے حق میں نفی یا ثبات کسی طرح بھی اس کا قول نہیں گیا، بلکہ خود قائل کا قول کہ: اللہ جسم ہے یا نہیں ، یا جو ہر ہے یا جو ہر نہیں، یا جی ہے یا جہت میں نہیں، یا اس کے ساتھ اعراض وحوادث قائم ہوتے ہیں یا نہیں وغیرہ اس طرح کے جدید اقوال جدید متکلمین کی پیدا کردہ ہیں امت کے سلف اور ائمہ نے نہ مطلقا ان کی نفی کی اور نہ ہی مطلقا ثابت مانا۔

اورالمنهاج میں کہا:

" فإنا نقول إنه يتحرك و تقوم به الحوادث و الأعراض فما الدليل على بطلان قولنا؟" الخ (١٠٠١)

ترجمہ:۔ ''ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ حرکت کرتا ہے اور اس کے ساتھ حوادث اور اعراض قائم ہیں، ہمارے اس قول کے بطلان کی دلیل کیا ہے؟''
اسی المنہاج میں ہے:

"فإن قالتم لنا: فقد قلتم بقيام الحوادث بالرب، قلنا لكم: نعم، وهذا قولنا الذي دل عليه الشرع و العقل الخ. (٢٢٣/١)

ترجمہ:۔''اگرتم ہم سے بیکہوکہ تم نے تورب کے ساتھ حوادث کے قیام کا قول کیا، تو ہم کہیں گے: ہاں، ہمارے اس قول کی دلیل عقل وشرع ہے''۔ اس نے اپنی کتاب المنہاج میں کہا:

"وسابعها قول من يقول إنه لم يزل متكلما إذا شاء بكلام يقوم به وهو متكلما وبصوت يسمع و إن نوع الكلام قديم و إن لم يجعل نفس الصوت المعين قديما وهذا هو المأثور عن أئمة الحديث و السنة و بالجملة أهل السنة و الجماعة أهل الحديث" الخ (١٢١/١)

ترجمہ:۔ "ساتواں اس کا قول ہے جو یہ کیے کہ اللہ ہمیشہ سے متکلم ہے جب وہ کلام کرنا چاہے تو وہ اس کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور اس کا کلام الی آ واز سے متصف ہوتا ہے جو آ واز مسموع ہوتا ہے ہوتی ہوتی ہوتی ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کلام قدیم بالنوع ہے اگر چنفس صوت معین قدیم نہیں ، اکر محدیث وسنت سے یہی منقول ہے ، اور حاصل یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اہل حدیث ہیں ، ۔

حضرت علامه شاه فضل رسول عثمانى قادرى بدايونى قدس سره "المعتقد المنتقد" مين فرماتے بين: وكذلك نقطع على كفر من قال بقدم العالم،أو بقاءه أو شك في ذلك. (المعتقد المنتقد ص ١٩)

اورایسے ہی ہم اس کے کفر پر یقین رکھتے ہیں جوعالم کوقد یم یاباقی مانے یا جوان مذکورات میں شک کرے۔

ابن تیمیه کاایک عقیدہ بی بھی ہے کہ اہل دوزخ پر دائمی عذاب نہ ہوگا بلکہ منقطع ہوجائے گا، جب کہ اہل

سنت وجماعت کابیہ متفقہ عقیدہ ہے کہ مسلمان جنت میں داخل ہونے کے بعداور کا فردوزخ میں جانے کے بعد بھی باہر نہ آئیں گے جیسا کہ سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول عثانی قادری بدایونی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''اورمسلمان جنت میں داخل ہونے کے بعد اور کافر دوزخ میں جانے کے بعد اس سے بہ اتفاق مسلمین بھی باہر نہ آئیں گے۔دوزخ میں ابن تیمیہ کواختلاف ہے اور ابن تیمیہ ہی نے دوزخ کے فناہونے کا قول عبد اللہ بن مسعود، ابن عمر، ابوسعید اور ابن عباس وغیرہم سے نقل کیا اور اس قول کی تائید ابن قیم نے اپنے استاذ ابن تیمیہ کی طرح کی، حالال کہ یہ مذہب متروک اور قول مجود ہے جس کی طرف نہ چلاجائے اور نہ اس پراعتاد کیا جائے اور جمہود نے ان تمام دلیلوں کو ان کے ظاہر پر نہ رکھا اور ان آیات کا جن کو ابن تیمیہ نے ذکر کیا تقریبا بیس وجوہ سے جواب دیا کہ: اس کا معنی ہے کہ دوزخ میں گناہ گار مسلمانوں میں سے کوئی نہ رہے گا۔ رہے کفار کے مقامات تو وہ ان سے کھرے ہوں گے دوزخ میں گناہ گار مسلمانوں میں سے کوئی نہ رہے گا۔ رہے کفار کے مقامات تو وہ ان سے کھرے ہوں گرفر مایا'' (المعتقد المنتقد مترجم ص۳۵۲ و ۲۵۳)

مجدداعظم سیدنااعلی حضرت امام احمدرضا قدس سره نے اس کے تحت "المعتمد المستند" میں فرمایا: اس میں جولطیف ایہام ہے وہ پوشیدہ نہیں (یعنی یہ جوارشاد ہوا کہ: ابن تیمیہ کو دوزخ میں اختلاف ہے) اور تہمیں اس کے رد کے لیے اللہ تعالی کا ارشاد کا فی ہے کہ فرمایا:

"وماهم بخارجين من النار" كافردوزخ مي تكليل كـ" ـ (المستندالمعتمد مترجم

ص۲۵۲)

مزيدآ گارشادفرمايا:

" يہي معنی اس حدیث کا ہے جوذ کر کی جاتی ہے جس میں فرمایا:" جہنم پرایک دن ایسا آئے گا

کہ ہوااس کے دروازوں کو ہلا دے گی جہنم میں کوئی نہ ہوگا'' یعنی گناہ گارمسلمان اس میں نہ رہیں گے'۔ (المستند المعتمد مترجم ص۳۵۳) علامہ سعد الدین تفتاز آنی شرح عقائد شی میں فرماتے ہیں:

"و ذهب النجه مية إلى أنهما يفنيان و يفني أهلهما، وهو قول باطل مخالف للكتاب و السنة و الإجماع، ليس عليه شبهة فضلا عن حجة ' ـ (ص ١٣٠٠) اورجميه اللكتاب و السنة و الإجماع، ليس عليه شبهة فضلا عن حجة ' ـ (ص ١٣٠٠) اورجميه الله والمرف كيه كه جنت ودوزخ اوران مين ريخ والے سب كے سب فنا موجا كين كجميه كايه باطل قول كتاب وسنت اوراجماع امت كے خلاف ہے اس پركوئي شبة قائم نہيں چہ جائے كہ ججت قائم مود بخارى كي صحيح حديث ياك مين وارد ہے كه:

"عن أبى هرير-ة قال: قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: يقال لأهل الحنة: يا أهل البار خلود المحنة: يا أهل البار خلود لا موت، ولأهل النار، يا أهل النار خلود لاموت" - (بخارى كتاب الرقاق، باب يرخل الجنة سبعون الفابغير حماب)

ترجمہ:۔''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت سے فرمایا جائے گا: اے اہل جنت! تہمیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے تہمیں موت نہیں آ ہے گی اور اہل جہنم سے فرمایا جائے گا: اے جہنم والو! تمہیں یہاں ہمیشہ رہنا ہے تمہیں موت نہ آ ہے گی ،۔

اورسيدناعبدالله بن عمر سعمروى بآپ نے فرمایا كه رسول الله صال الله بناعبدالله بن عمر وى به آپ نے فرمایا:

'إذا صار أهل البحنة إلى البحنة و أهل النار إلى النار جيء بالموت حتى يجعل بين البحنة والنار، ثم يذبح، ثم ينادي مناد: يا أهل البحنة لاموت، ياأهل النار لاموت، فيز داد أهل النار حزنا إلى حزنهم ''.

(أخرجه البخاري في صحيحه ، كتاب الرقاق ، باب صفة الجنة و النار ، ومسلم في صحيحه ، كتاب الجنة وصفة نعيمها و أهلها، باب النار يدخلها الجبارون ، و الجنة يدخلها الضعفاء ) ترجمه: \_ ' جب جنتى جنت اورجهنمى جهنم كى طرف جائيس گوتو موت كولاكر جنت وجهنم ك درميان ركها جائي جنت اورجهنمى جهنم كى طرف جائيس گوتو موت كولاكر جنت وجهنم ك درميان ركها جائي الجرائيد منادى نداكر كا ، الحالل جنت اب مرنانهيس ، الحالم جهنم فنا هونانهيس بهتو المل جنت كونوشى بالا حفقى هوگى ، اور المل جهنم كوغم بالا غم هوگا ، -

"قال القرطبى: و في هذه الأحاديث التصريح بأن خلود أهل النار فيها لا الى غاية أمد، وإقامتهم فيها على الدوام بلا موت، ولا حياة نافعة ولا راحة، كما قال تعالى: ﴿لَا يُتُصَلَى عَلَيُهِمُ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنُهُمُ مِّنُ عَذَابِهَا ﴾ كما قال تعالى: ﴿لَا يُتُعلَى عَلَيُهِمُ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنُهُمُ مِّنُ عَذَابِهَا ﴾ [فاطر - ٣٥ : ٢٣] وقال تعالى: ﴿كُلَّمَا أَرَادُوا أَنُ يَّخُرُجُوا مِنُهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَالله تعلى عَلَيْهِم فَي مَا الله عَلَى عَلَيْهِم فَي مَا جاء به الرسول و أجمع خالية أو أنها تفنى و تزول فهو خارج عن مقتضى ماجاء به الرسول و أجمع عيه أهل السنة الخ (في الباري) ١١/٢١)

ان حدیثوں میں اس بات کی روش نصر تک ہے کہ اہل جہنم ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اضیں اس میں نہ موت آئے گی نہ ہی نفع بخش زندگی اور راحت و رام اصل ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: تو جس شخص کا بی خیال ہے کہ اہل جہنم جہنم سے باہر آئیں گے اور جہنم اہل جہنم سے خالی ہوجا ہے گایا یہ کہ اس کے لیے زوال وفنا ہے تو ایسا شخص رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد کے مقتضی اور اجماع اہل سنت سے خارج و دور رفتہ ہے۔

ابن تیمیہ کے بیوہ گراہ کن عقائد ہیں جن کی صاف اور واضح تصریحتیں اس کی کتابوں میں موجود ہیں اس نے اپنی کتابوں میں لکھا اور برسر منبر لوگوں کے سامنے ان عقائد کا اظہار کیا اس کے ہم عصر علیا نے اس کی انھیں گستا خانہ عمارت اور تو ہن آمیز کلمیات کے سبب اسے بدنہ ہب زند بق منافق اور نہ جانے کیا کیا کہا ، اس کی گستا خانہ عمارت اور تو ہن آمیز کلمیات کے سبب اسے بدنہ ہب زند بق منافق اور نہ جانے کیا کیا کہا ، اس کی گستا خانہ عمارت اور تو ہن آمیز کلمیات کے سبب اسے بدنہ ہب زند بق منافق اور نہ جانے کیا کیا کہا ، اس کی گستا خانہ عمارت اور تو ہن آمیز کلمیات کے سبب اسے بدنہ ہب زند بق منافق اور نہ جانے کیا کیا کہا ، اس کی گستا خانہ عمارت اور تو ہن آمیز کلمیات کے سبب اسے بدنہ ہب زند بق منافق اور نہ جانے کیا کیا کہا ، اس کی گستا خانہ عمارت اور تو ہن آمیز کلمیات کے سبب اسے بدنہ بہ ب

کتابوں کے مطالعہ سے بی حقیقت منتشف تام ہوتی ہے کہ اس نے صرف انھیں مذکورہ صنالتوں پراکتفانہ کیا بلکہ اس نے انبیائے کرام کی عصمت کا انکار کیا، نبوت کو کسی قرار دیا، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبدالله بن عمراور حضرت علی رضی الله تعالی عنهم جیسے اکا برصحابہ پراعتراض کیا، حضرت علی کرم الله تعالی وجہہ کے تن میں بیہ کہا کہ انھوں نے سترہ کا مسلوں میں خطاکی ہے اور نص کتاب کے خلاف کیا اور بیہ کہا کہ انھوں نے کئی بار خلافت کا قصد کیا مگر نہ ملی ، انھوں نے کئی بار خلافت کا قصد کیا مگر نہ ملی ، انھوں نے صرف ریاست کے لیے قال کیا دین کے لیے نہیں ، وہ ریاست کے خواہش مند تھے، عثمان مال چاہتے تھے، ابو بکر بڑھا یے میں ایمان لائے وہ سمجھتے جو پچھ کہتے تھے اور علی بچپن میں ایمان لائے اور ایک قول کی بنا پر بچرکا اسلام صحح ودرست نہیں اور ابوجہل کی لڑکی کی خواستگاری اور ابوالعاص ابن رہتے کے واقعہ میں بھی حضرت علی کو برا کہا، صورا طرف مستقیم فی المرد علی الله المجمعیم (ابن تیمیہ کی تصنیف کردہ کتاب حضرت عبداللہ بن عباس رضی الله تعالی عنہ کی تکفیر کی جیسا کہ صنی نے اس کے ردمیں اپنی تصنیف کردہ کتاب میں ذکر کیا جب کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ:و نہ کف عن ذکو الصحابة الابحیو" ۔ (شرح عقائد شفی عن ذکر بوتو خیر کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ میں ادالا شاعة العربیة قندھارا فغان) کہ صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہوتو خیر کے ساتھ ہونا فرض ہے۔

"الصحابة كلهم عدول لانذكرهم إلا بخير" (منح الروض الأزهر شرح الفقه

الأكبر أفضل الناس بعده عليه الصلاة والسلام مصطفر البابي مصرص ا ٤)

ترجمہ: '' صحابہ سب کے سب اہل خیر وعدالت ہیں ہم ان کا ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی ۔۔۔''

<u>تھے</u> ۔ ...

قرآن عظیم کاارشادہ:

﴿ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسُنَى ﴾ [الحديد - ٥٤ : ١٠]

ترجمہ: ۔''اللہ نے ان سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا''۔

نبی اکرم صلی الله تعالی علیه وسلم نے ارشا دفر مایا:

"الله الله في أصحابي، لاتتخذوهم غرضا من بعدي فمن أحبهم فبحبي

أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى الله، ومن اذى الله فيوشك أن يأخذه ".

(جامع الترمذى كتاب المناقب باب في من سب أصحاب النبي المحديث حديث ٣٨٨٨ دار الفكر بيروت ٢٣/٥٥مسند أحمد بن حنبل عن عبدالله بن معقل المزنى، المكتب الإسلامي بيروت ٥/٦٥و٥٥)

ترجمہ:۔'' خداسے ڈرو،خداسے ڈرومیرے اصحاب کے قق میں، انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد، جو انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کادشمن ہے میری محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کادشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انھیں ایذادی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے محملے ایڈادی اس نے اللہ کو ایڈادی اس کو مجھے ایڈادی اور جس نے اللہ کو ایڈادی کی دور کے دور کے دور کے دور کے دور کے دور کے دور کی دور کے دور کی دور کے دور کی دور کے دور کے

## نيز فرمايا:

ستكون لأصحابي بعدى زلة يغفرها الله لهم لسابقتهم ثم ياتي من بعدهم قوم يكبهم الله على مناخرهم في النار" \_(المجم الأوسط مديث ٣٢٣٣ مكتبة المعارف رياض ١٣٢٣ م الأواكد ١٣٢٧ مكتبة

ترجمہ:۔'' قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گااس سابقہ کے سبب جوان کو میری سرکار میں ہے، پھران کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالی ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دے گا''۔

## نيز فرمايا:

"إذا ذكر أصحابي فأمسكوا" (المجم الكبير حديث ١٣٢٧ المكتبة الفيصلية بيروت (٩٦/٢)

ترجمه: ـ "جب مير اصحاب كاذكرآ ئوبازر مو" ـ

مجدداعظم سیدنااعلی حضرت امام احمدرضا قدس سره فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام کے بارے میں یادر کھنا چاہئے کہ وہ حضرات رضی اللہ تعالی عنہم انبیانہ سے فرشتے نہ سے کہ معصوم ہوں ان میں سے بعض حضرات سے نغزشیں صادر ہوئیں مگران کی کسی بات برگرفت اللہ ورسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللَّهُ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہُ سیدالمرسلین صلی اللَّه تعالی علیہ وسلم کی دوشمیں فرمائیں:

(١) ﴿ مَنُ أَنْفَقَ مِنُ قَبُلِ الْفَتُحِ وَقَتَلَ ﴾ [الحديد- ٥٥: ١٠]

(٢) ﴿ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعُدُ وَقَتْلُوا ﴾ [الحديد- ١٥: ٥٠]

یعنی ایک وہ کہ بل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے ،راہ خدامیں مال خرج کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و در ماندہ بھی تھے، انھوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہد ہے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال کر بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کی نذر کر دیا یہ حضرات مہاجرین وانصار میں سے سابقین اولین ہیں ان کے مراتب کا کیا یو چھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے ،راہ مولا میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا ان اہل ایمان نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی وقتالی سے دیا جب اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے جران کا بھی عظیم ہے کیکن ظاہر ہے کہ ان سابقون اولون کے درجہ کا نہیں۔
اسی لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کوان پچھلوں پر تفضیل دی اور پھر فر مایا:

﴿ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسُنَى ﴾ [الحديد - ٥٤: ١٠]

ترجمہ:۔''ان سب سے اللہ تعالی نے بھلائی کا وعدہ فرمایا''۔

کہا پنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گاسب ہی کو مجروم کوئی ندرہے گا۔

اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیاان کے حق میں فرما تاہے:

﴿ أُولَٰذِكَ عَنْهَا مُبْعِدُونَ ﴾ [الانبياء-۱۰۱۰]

رجمه: 'وه جَهْم سے دورر کھے گئے ہیں'
﴿ لَا يَسُمَعُونَ حَسِيْسَهَا ﴾ [الانبياء-۱۰۲۰]

رجمه: 'وه جَهْم کی جَنک تک نسین گئ

رجمه: 'وه جَهْم کی جَنک تک نسین گئ

﴿ وَهُمْ فِی مَا اللهُ تَهَتُ أَنفُسُهُم خَلِدُونَ ﴾ [الانبیاء-۱۰۲۰]

رجمه: 'وه بهیشه النه نَق بی بھائی مرادوں میں رہیں گئ۔
﴿ لَا يَحْوُنُهُمُ الْفَوْعُ الْاَ كُبُو ﴾ [الانبیاء-۲۳۰۰]

رجمہ: 'قیامت کی وہ سب سے بڑی گھراہٹ انھیں تم گین نہ کرے گئ

رجمہ: 'و تقیامت کی وہ سب سے بڑی گھراہٹ انھیں تم گین نہ کرے گئ

رجمہ: 'و تقیامت کی وہ سب سے بڑی گھراہٹ انھیں تم گین نہ کرے گئ

رجمہ: 'و تقیامت کی وہ سب سے بڑی گھراہٹ انھیں تم گین نہ کرے گئ

رجمہ: 'و شِت ان کا استقبال کریں گئ

رجمہ: 'دو شِت ان کا استقبال کریں گئ

رجمہ: 'دو شِت ان کا استقبال کریں گئ

رجمہ: 'دو ہو کہ کہ کہ میہ ہوئے کہ ہیہ ہے تبہاراوہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا''۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہرصحابی کی بیشان اللہ عزوج کی صحابی بیر سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہرصحابی کی بیشان اللہ عزوج کی صحابی بیر

طعن کرے اللہ واحد قیمار کو جھٹلاتا ہے۔

اوران کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبہ ہیں ارشادالہی کے مقابل پیش کرنااہل اسلام کا کامنہیں۔

ربعز وجل نے اسی آیت' حدید' میں اس کا منہ بھی بند کر دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ مہی ارشا دفر مایا:
﴿ وَ اللّٰهُ بِهَا تَعُمَلُونَ خَبِیرٌ ﴾
ترجمہ:۔''اوراللہ کوخوب خبر ہے جوتم کروگ'

بایں ہمہاس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت بے عذاب وکرامت وثواب بے حساب کا وعدہ فرما چکا ہے۔

تواب دوسرے کوکیاحق رہا کہ ان کی کسی بات پرطعن کرے، کیاطعن کرنے والا اللہ تعالی سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چا ہتا ہے اس کے بعد جوکوئی کچھ کجوہ اپنا سرکھائے اورخود جہنم میں جائے، علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

''جوحفرت معاویه رضی الله تعالی عنه پرطعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے'' (نسیم الریاض الباب الثالث ۲۳۰۰ مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات) (احکام نثریعت وغیرہ)

فأوى رضوية مترجم ٣٦١/٢٩ تا ٣٦٣ مركز البل سنت بركات رضا بور بندر گجرات رساله اعتقاد الأحباب في الجميل و المصطفى و الأل و الأصحاب ماله عنقاد الأحباب في الجميل و المصطفى و الأل و الأصحاب ما المسلم عمل المسلم المسلم

#### مزيد فرمايا:

''اور (ہم)ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کوحرام جانتے ہیں اوران کے اختلافات کو ابوصنیفہ وشافعی جبیبااختلاف سیجھتے ہیں تو ہم اہل سنت کے نزد کیک ان میں سے کسی ادنی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں''

( فقاوی رضویه مترجم ۳۷۵/۲۹ تا ۳۷۷ رساله مذکوره ) مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات ایک دوسرے مقام برفر مایا:

''اہل سنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی الله تعالی عنهم کی تعظیم فرض ہے اوران میں سے کسی پرطعن حرام اوران کے مشاجرات میں خوض ممنوع ، حدیث میں ارشاد ہے: اِذا ذکر أصحابي فأمسکو الله مجم الكبير حدیث ١٩٦/٢،١٣٢٤ المكتبة الفصلية بيروت) ترجمہ:۔''جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے (بحث وخوض سے )رک جاؤ''۔ (فاوی رضو بیمتر جم ۲۲۷۲۹ مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات)

سیدنااعلی حضرت امام احمد رضاقد س سره نے ابن تیمید کی اضیں گستاخیوں کے سبب اسے ضال و مضل کہا۔ قائل کی کب تکفیر وضلیل کی جاتی ہے اور کب خاطی وآثم کہا جاتا ہے اس سلسلے میں ایک ضابطہ تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

مانی ہوئی باتیں جا الفتم کی ہوتی ہیں:

(۱) ضروریات دین: ان کاثبوت قرآن عظیم، یا حدیث متواتر، یا جماع قطعی قطعیات الدلات واضحة الا فادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شبہ کی گنجائش نہ تاویل کوراہ اوراوران کامنکریاان میں باطل تاویلات کامر تکب کا فرہوتا ہے۔

(۲) <u>ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت:</u> ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی ہے ہوتا ہے مگران کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوع شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لیے ان کا منکر کا فرنہیں بلکہ مگراہ ، بدمذہب، بددین کہلاتا ہے۔

(۳) ثابتات محكمہ: ان كے ثبوت كودليل ظنى كافى، جب كه اس كامفادا گررائے ہوكہ جانب خلاف كومطروح وضمل اورالتفات خاص كے نا قابل بنادے، اس كے ثبوت كے ليے حديث احاد، سيح ياحسن كافى، اور قول سواداعظم وجمہور علما كاسندوا فى فيان يد الله على الجماعة (الله تعالى كادست قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت)

ان کامنگروضوح امرکے بعد خاطی و آثم خطا کاروگناہ گار قرار پاتا ہے، نہ بددین وگمراہ نہ کا فروخارج ازاسلام۔

( ) ظنیات محتملہ: ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل طنی بھی کافی جس نے جانب خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہوان کے منکر کوصرف مخطی وقصور وار کہا جائے گانہ گناہ گار، چہ جائیکہ گمراہ، چہ جائیکہ کا فر۔ ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جوفرق مراتب نہ کرے اور اور ایک مرتبے کی بات کواس سے اعلی درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل ہیوتوف ہے یا مکار فیلسوف ع

برشخن وقنع هرنكته مقامے دار د

(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا خاص مقام ہوتا ہے۔ت)

گرفرق مراتب نه کنی زندیقی

(اگرتومراتب کے فرق کو کوظ نهر کھے تو زندیق ہے۔ ت)

(قاوي رضويه مترجم ٢٩ مهر ١٥ ساله اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والأل

#### والأصحاب)

ایک دوسرے مقام پراس کی تفصیل وتوضیح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''مسائل تین قتم کے ہوتے ہیں:

اول : ضروریات دین،ان کامنکر بلکهان میں ادنی شک کرنے والا بالیقین کا فرہوتا ہے ایسا کہ جواس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کا فر۔

دوم: ضروریات عقائدالل سنت ان کامنکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم: وه مسائل كه علمائ الل سنت مين مختلف فيه هول ان مين كسي طرف تكفير وتصليل ممكن نهيس ـ

یه دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے خیال میں کسی قول کوران جم انے خواہ تحقیقا لیعنی دلیل سے اسے وہی مرجے نظر آیا خواہ تقلیداً کہ اسے اپنے نز دیک اکثر علمایا اپنے معتمد علیہم کا قول پایا کبھی ایک ہی مسئلہ کی صور توں میں یہ بینے نول قسمیں موجود ہوجاتی ہیں مثلا الله عزوجل کے "ید وعین" کا مسئلہ قبال الله تعالى: ﴿یَدُ اللّٰهِ فَوُقَ اَیْدِیْهِمْ ﴾ [الفتح ۸۰: ۱۰] (ترجمہ: الله تعالی نے فر مایا، ان کے ہاتھوں پر الله کا ہاتھ ہے)

وقال تعالى: ﴿وَلِتُصُنَّعَ عَلَى عَيْنِي﴾ [طر-٣٩:٢٠]

ترجمہ:۔اوراللّٰدتعالی نے فر مایا:اوراس لیے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو۔

"ید" ہاتھ کو کہتے ہیں، "عین" آنھ کو۔اب جویہ کے کہ جیسے ہمارے ہاتھ آنھ ہیں ایسے ہی جسم کے کئر سالٹرعزوجل کے لیے ہیں وہ قطعا کا فر ہے،اللہ عزوجل کا ایسے "ید وعین" سے پاک ہونا ضرریات دین سے ہے۔اور جو کہے کہ اس کے "ید وعین" بھی ہیں توجسم ہی مگر خش اجسام، بلکہ مشابہت اجسام سے پاک ومنزہ ہیں وہ مگراہ بددین کہ اللہ عزوجل کا جسم وجسمانیات سے مطلقاً پاک ومنزہ ہونا ضروریات عقائد اہل سنت و جماعت سے ہے،اور جو کے کہ اللہ عزوجل کے لیے "ید وعین" ہیں کہ مطلقاً جسمیت سے بری و مراہیں وہ اس کی صفات قدیمہ ہیں جن کی حقیقت ہم نہیں جانتے نہ ان میں تاویل کریں وہ قطعاً مسلم شی سے العقیدہ ہے اگر چہ یہ عدم تاویل کا مسلم اہل سنت کا خلافیہ ہے، متا خرین نے تاویل اختیار کی پھراس سے نہ یہ مگراہ ہوئے نہ وہ کہ اجراعلی المظا ہر بمعنی نہ کورکرتے ہیں جس کا حاصل صرف اتنا کہ "امنیا به کل من عند دبنا" (ہم اس پرایمان الرائم میں ہی متنول قسم کے البیان مسلک موجود ہیں:

- (۱) الله عزوجل ہی عالم بالذات ہے ہاس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔
- (۲) رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اورديگرانبيائے كرام عليهم الصلاۃ والسلام كوالله عزوجل نے اپنے بعض غيوب كاعلم ديا۔
- (۳) رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلم كاعلم اورول سے زائد ہے، ابلیس كاعلم معاذ الله علم اقدس سے ہر گزوسیع تزمین -
- (۴) جوعلم الله عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اس کے حبیب محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم کوشریک کرنا بھی شرک ہو،وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہوسکتا، جوابیا مانے قطعاً مشرک کا فرملعون بند و ابلیس ہے۔
- (۵) زیدوعمر ہر بچے، پاگل، چو پائے کوعلم غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضورا قدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی صرح تو بین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے بین

اوران کامنکران میں ادنیٰ شک لانے والاقطعاً کا فرہے۔ بیتم اول ہوئی۔

- (۲) اولیائے کرام نفعنااللہ تعالی ببر کاتھم فی الدارین کوبھی کچھاوم غیب ملتے ہیں گر بوساطت رسل علیہ معتزلہ خذلھم اللہ تعالی کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنهم کاعلوم غیب کا اصلاحصہ نہیں مانتے گراہ ومبتدع ہیں۔
- (۷) الله عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصا سیدالحبوبین صلی الله تعالی علیہ وسلم کوغیوب خمسہ سے بہت جزئیات کاعلم بخشا جو بیہ کہ کہ میں سے کسی فرد کاعلم کسی کونہ دیا گیا ہزار ہاا حادیث متواترہ المعنی کامٹکر اور بدند ہب خاسر ہے بیشم دوم ہوئی۔
  - (۸) رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تعيين وقت قيامت كالجهي علم ملا ـ
    - (9) حضور کو بلااستناجمیع جزئیات خمس کاعلم ہے۔
- (۱۰) جمله مکنونات قلم ومکتوبات لوح بالجمله روزاول سے روز آخر تک تمام ماکان وما یکون مندرجه لوح محفوظ اوراس سے بہت زائد کاعلم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جمله افرادخس داخل اور دربار و قیامت اکثر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تواسے بھی شامل ور نہ دونوں احتال حاصل ۔
  - (۱۱) حضور پرنورصلی الله تعالی علیه وسلم کوحقیقت روح کا بھی علم ہے۔
    - (۱۲) جمله متشابهات قرآنیه کابھی علم ہے۔

یہ پانچوں مسائل شم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علما وائمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں جس کا بیان بعونہ تعالی عنقریب واضح ہوگا ، ان میں مثبت و نافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یافسق کا بھی حکم نہیں ہوسکتا جب کہ پہلے سات مسلول پر ایمان رکھتا ہوا ور ان پانچ کا انکاراس مرض قلب کی بنا پر نہ ہوجو وہا بیہ قیاتلہ م اللہ تعالی کے جس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ تعالی علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص و کمی کی راہ چلتے ہیں فی قلو بھے مرض فزادھم اللہ مرضا و لا ھل السنة من اللہ أحمد رضاامین! (ان کے دلوں میں بیاری اور بڑھ گئی اور اہل سنت کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے بہترین رضا ہو، آئین! ۔ ت

( فآوی رضویه مترجم ۲۹ سر۱۶۱۳ مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات )

اس طرح سے ابن تیمیہ کی بہت ہی گراہیاں ہیں جن کی طویل فہرست ہے جواس کی کتابوں سے صاف ظاہر ہیں جن کے سبب علمائے امت نے اسے گراہ ،گراہ گر اور بدمذہب قرار دیا خاتمۃ الفقہا والمحدثین علامہ احدشہاب الدین بن جربیتی کمی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"وإياك أن تصغي إلى ما في كتب ابن تيمية وتلميذه ابن القيم الجوزية وغيرهما ممن اتخذ إلهه هواه وأضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة فمن يهديه من بعد الله وكيف تجاوزهؤلاء الملحدون الحدود وتعدُّوُ الرسوم وخرقوا سياج الشريعة والحقيقة فظنوا بذلك أنهم على هدى من ربهم وليسوا كذلك بل هم على أسوأ الضلال، وأقبح الخصال وأبلغ المقيت والخسران وأنهى الكذب والبهتان فخذل الله متبعيهم وطهر الأرض من أمثالهم". (فآوى مديثيم ٢٠٣٠)

ترجمہ:۔''ان باتوں کی طرف کان نہ لگانا جوابن تیمیہ اوراس کے شاگرد ابن قیم کی کتابوں میں ہیں جضوں نے خواہش نفس کواپنا خدابنایا اورعلم کے باوجود اللہ تعالی نے انھیں گمراہ کردیا اوران کے کان اور دل پر مہر لگادی اوران کی آئھوں پر پردہ ڈال دیا تواللہ کے بعداسے کون ہدایت دے یہ بے ایمان دین کے حدود اور شریعت کے مراسم کو کس قدر پارکر گئے اور شریعت وحقیقت کی دیوار توڑ دی انھوں نے یہ مجھا کہ اپنے رب کی جانب سے پارکر گئے اور شریعت وحقیقت کی دیوار توڑ دی انھوں نے یہ مجھا کہ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہیں حالال کہ ایسانہیں بلکہ بدترین گمراہی فتیج ترین خصلت اور حدد رجہ خسارے اور غایت درجہ جھوٹ اور بہتان میں ہیں اللہ ان کے پیروکاروں کورسوا کرے اور ایسے لوگوں سے اپنی زمین یاک فرمائے''۔

ابن تیمیہ کے ہم عصراوراس کے بعد کے علمانے ان باطل افکار وعقا کدکار دزبان وقلم کی قوتوں سے کیا اور اسے اسے اسے کے اس کے ٹھکانہ تک پہنچایا، آج یہ فتنہ زوروں پر ہے بہت سے علمانے اس کی گمراہیوں کا پر دہ فاش فر مایا جن کی ایک طویل فہرست ہے۔

"أخطاء ابن تيمية في حق رسول الله صلى الله تعالى عليه و سلم و أهل بيته" ابن تیمیہ کے باطل افکار وعقا کداوراس کے ردیرایک گراں قدرمحققانہ کتاب ہے، ڈاکٹر سیرمحمود میں (مصر) نے محکم اورروثن دلیلوں کے ذریعیابن تیمیہ کے گمراہ کن افکاروعقا ئد کاردفر ماہااور یہ واضح فر ماہا کہابن تیمیہ جسےاس کے نیاز بردارشیخ الاسلام اور نہ جانے کیا کیا گہتے ہیںاس کا دل نبی اکرم صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم اور دیگرانبیائے کرام اورآ ب کے اصحاب اور اہل بیت اطہار کے کینہ سے پراگندہ وآ لودہ ہے،اس نے ان مقدس بارگا ہوں کے اندرایسی جرأت وجسارت کی ہے کہ کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ یہ کتابع کی زبان میں تھی ضرورت اس بات کی تھی کہ اسے واضح اردو زبان میں منتقل کیا جائے تا کہ لوگ ابن تیمیہ کی گنتاخی ویے یا کی برآ گاہ ہوں۔استاذ العلما، جلالة العلم ابوالفيض سيدنا سركار حافظ ملت عليه الرحمه كے عظيم علمي دانشكد ه جامعه اشر فيه مبارك بورجس كي ضوبارشعاعوں سے عالم اسلام مستنیر ہور ہاہےاس کے موقر استاذ شہبازعلم فن تئس العلما حضرت علامہ مفتی شس الہدی خاں صاحب قبلہ رضوی دامت برکاتہ نے اس بے مایہ کو پہتھم فرمایا کہ اس کتاب کو واضح اردومیں منتقل کریں تا کہاس کا فائدہ عام تر کیا جاسکے، میں اپنی بے مائیگی کے سبب اس کام کی ہمتے نہیں کریار ہاتھا مگراللّٰدرب العزت كى تائيدونو فيق سےاس كام كا آغاز كيااور بجمدہ تعالى وبفضل رسولہ الاعلى بدكام ياية بحميل كوپہنچا،ايك زبان كو دوسری زبان میں منتقل کرنا کتناد شوار کام ہے بیہ وہی جانتا ہے جو اس د شوار گز اروادی میں قدم رکھتا ہے، میں نے اللّٰدربالعزت کے فضل اوراس کے بیارے حبیب صلی اللّٰد تعالی علیہ وسلم کی عطا کے سہارے نیک نیتی اورخلوص وللہت کے ساتھ افادہ کی غرض سے بیکام کیا ہے، ترجمہ کے ساتھ جا بجاحسب ضرورت تعلیقات وتحقیقات بھی تحرير كيا ہے اللّٰدرب العزت كى بارگاہ ميں دعا كرتا ہوں كەرب عز وجل اپنے پيار بے حبيب سيدعالم صلى اللّٰد تعالى علیہ وسلم کےصدیے میں اسے قبول خاص وعام بخشے اوراس کے فائدہ کوعام وتام فرمائے۔

میں اس مقام پرشمس العلما حضرت علامہ مفتی شمس الہدی خال صاحب قبلہ رضوی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پورکا صمیم قلب سے شکر بیادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس عاجز و بے مایہ کواس کام کا اہل سمجھا اور موقعہ بموقعہ حوصلہ افزائی فرمائی میرے پاس آپ کاشکر بیادا کرنے کے لیے کلمات نہیں آپ کی ذات ارباب علم وضل کے خوصلہ افزائی فرمائی میرے پاس آپ کاشکر بیادا کرنے کے لیے کلمات نہیں آپ کی ذات ارباب علم وضل کے نزدیک آ فقاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے تحقیق و تدقیق، تدریس و تبلیغ اور تحریر وتصنیف میں آپ یکتائے روزگار ہیں حدیث کی عظیم الشان ، معرکۃ الآراء، شہرہ آ فاق کتاب "مؤطامام محمد" کی گرال قدر شرح اوردیگرا ہم علمی کارنا موں سے آپ کی علمی شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ نے فقیہ عصر حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ سے فقاوی رضو بیجلداول خریدا تو حضرت فقیہ عصر علیہ الرحمہ نے عربی میں بیکلمات تحریفر مائے: "بسم البرحہ من البرحیم أخبی فی اللدین ذی العز المتین و البحاہ المبین مو لاناصو فی شمس الهدی لکل الودی". (معارف شارح بخاری ص ۲۸۲)

میں ساتھ ہیں ساتھ ہی ساتھ ان موقر حضرات علائے کرام کا بھی تہددل سے شکر بیادا کرتا ہوں جواس اہم علمی کام

کے لیے کمر بستہ رہتے اور غنا ہے عثمانی کے وارث نظر آتے ہیں اور دین اور قوم کی ضرورت کے لحاظ سے بہتر سامان فراہم کرنے کے لیے اپنا گراں قدر سرما بیراہ خدا میں خرچ کرتے اور دنیاوی نام ونمود سے دوررہ کرخالص اللہ عزوجل کے اجرو ثواب کے طالب ہوتے ہیں ، یہ بہت بڑی سعادت ہے آج ہماری جماعت میں سرمایہ کی کی نہیں اور نہ کام کرنے والے افراد کی ،ان حضرات پر اللہ رب العزت کا خاص فضل ہے کہ اس نے ان کے دلوں کے نہیں اور نہ کام کرنے والے افراد کی ،ان حضرات پر اللہ رب العزت کا خاص فضل ہے کہ اس نے ان کے دلوں کے اندر قوم و ملت کا در دبیدا کیا افول نے قوم و ملت کی ضرورت محسوس کی اور اس علمی کام کے لیے آگے بڑھے اللہ عزوم اسے خوا و ان کے باز و میں قوت بخشے اور ان کے عزم موسل میں استحکام واستقلال عطافر مائے اور اپنی بارگاہ خاص سے اضیں خاص جزاعطافر مائے اور اہم دینی کاموں کی توفیق رفیق رفیق بخشے۔

میں اس مقام پر جامعہ اشر فیہ مبارک پور کے لائق وفائق فاضل مولا نامجہ جاویدا حمر مصباحی زید مجدہ کے لیے خاص دعا کرتا ہوں کہ اللّٰہ عز وجل اپنے حبیب یاک کے صدیقے ان کے علم وضل کواستحکام و بلندی بخشے

اوراسلام وسنیت کی اشاعت اور جامعه اشر فیمکانام روشن کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے ، مولا ناموصوف اس کام میں میرے دست وباز و ثابت ہوئے اور میں اپنی جماعت کے ظیم محقق ومصنف، مناظر اہل سنت ، ناشر مسلک اعلی حضرت ، قاطع نجدیت حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی صاحب قبلہ دام ظلم کا تہد دل سے شکر گرار ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہم کر دارا دافر ما کراس کتاب کے افا دے وعام فرما کر قوم کوا کی عظیم سرمایہ بخشا اور میرے حوصلہ کو بلندی بخشی ، اور میرے حب مخلص جناب محمصطفیٰ رضا رضوی صاحب زادہ محمطفیٰ رضا نوری صاحب زادہ محمطفیٰ رضا نوری صاحب زادہ محمطفیٰ رضا رضوی اساحب (مبئی) ، مہبارا شئر ) ، افتخار مری اور کی معامر رضوی (بھیونڈی) طلبہ جامعہ اشر فیہ مبارک پور کا بیحد مشکور ہوں کہ انھوں نے اپنے گرال قدر تعاون کے ذریعہ میرے دست و باز و میں قوت بخشی اور اس کتاب کواشاعت ہوں کہ ایک ماحب اولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدتے این کی سعادتوں سے مالا مال فرماے اور میری اس حقیم علمی کاوش کو تو ایس کے ویشان کو عام و تام فرماے ، اور استاذ العلما، جلالۃ العلم ، ابوالفیض سیرنا سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ کے لگائے ہوئے گشن کو سر سبز وشاداب رکھے اور شی کی ضوبار شیاعوں سے مستنی و مستفیض ہوتار سے اسلام اس کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتار ہے اور اور اس کی ضوبار شعاعوں سے مستنی و مستفیض ہوتار ہے۔ اور اور اس کی خشمہ فیض سے سیراب ہوتار ہے اور اور اس کی ضوبار شعاعوں سے مستنی و مستفیض ہوتار ہے۔ اور اور اس کی چشمہ فیض سے سیراب ہوتار ہے اور اور اس کی ضوبار شعاعوں سے مستنی و مستفیض ہوتار ہے۔

المين يارب العالمين بجاه النبي الأمين الكريم عليه أفضل الصلاة وأكمل التسليم الدائر ويركز الثاني المرابع على رضوى مصباحي محمد ناظم على رضوى مصباحي الستاخ

الجامعة اللشرفيه مبارك پوراعظم گده (يو پي،الهند)

#### باليمال المحالين

#### الحبد لله العلي العلى وأزكى الصلاة وأسبى السلام على رسوله البصطفى و على اله و صحبه نجوم الهدى

#### تمهيد

الله عزوجل کی عطافر مودہ طاقت وقوت سے اس کتاب کا آغاز کررہے ہیں،سب سے پہلے ابن تیمیہ کے متعلق اعیان امت کے ارشادات ذکر کریں گے،اس کے ساتھ ائمہ کرام کی تنبیبہات وہدایات پر بھی کامل توجہ رہے گی تا کہ سادہ لوح عوام اورانصاف پیند طالبان علم اس کی گمراہیوں میں مبتلانہ ہوں۔

بعض حلقوں اور علاقوں میں ابن تیمیہ کو'شخ الاسلام' کہاجا تا ہے حالاں کہ بیصرف اس کا وصف نہیں کیوں کہ بہت سے علمائے امت شخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب نزہۃ الابواب فی الالقاب میں''شخ الاسلام' کی تعریف میں یوں فرمایا ہے کہ:''ابواسا عیل عبداللہ بن محمد انصاری صاحب''منازل السائرین و ذم الکلام''کوسب سے پہلے اس لقب سے شہرت حاصل ہوئی، پھر آپ کے بعددوسرے حضرات کو بیروشن لقب حاصل ہوئی، پھر آپ کے بعددوسرے حضرات کو بیروشن لقب حاصل ہوئی۔

اب ہم ابن تیمیہ کے مبعین کے کلمات واقوال تفصیلی نوٹ اور تبصرہ کے ساتھ ذکر کررہے ہیں:

### (۱) ابن تیمیه کوقطب اور صاحب نور محری کے اوصاف سے شار کیا جانا:

ابن عبدالهادی المقدی (ان کاشارابن تیمیه کے ان تلامذه میں ہوتا ہے، جواس کے اقوال کی حمایت میں ہمدوقت جنگ وجدال کے لیے آمادہ رہتے ہیں )نے اپنی کتاب 'العقود الدریة ''(ار۳۲۵) میں ابن تیمیه کے ایک پیروکار کا کلام ذکر کرتے ہوئے لکھا:

''اللہ نے اس شخص (ابن تیمیہ ) کے ذریعہ اپنے اس محبوب دین کی حقیقت ہم پرروشن فرمائی جسے اپنے بندوں کی مراہیوں اوران کی بندوں کی مراہیوں اوران کی

یےاعتدالیوں کوواضح فر مایا۔

اوراسی کتاب (۳۲۵) میں اس کے ایک دوسر منتبع کا قول ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:

''اس زمانہ میں ابن تیمیہ کے سوا کوئی الیاشخص نظرنہیں ہتا جس کے اقوال وافعال سے نبوت محمدی اورآ ب کی سنت روشن ہو،اگرتمہارےاندراس کی محبت ہوگی تواس کی برکت سے مجھے امید ہے کہ تہمیں ایک ایسی خاص فضیلت ہوگی جسے میں پوشیدہ رکھوں گااورذ کرنہ کروں گاممکن ہےتم میں سے ہوشیاراورذ ہین لوگ اپنی ذ ہانت وفطانت سےاسے جان لیں اور اور ایسابھی ہوسکتا ہے کہ میں خود ہی اس خاص فضیلت کو بتا دوں تا کہتم پر میری نصیحت پوشیدہ نہ رہے۔وہ خصوصیت ہہہے کہ اس کے خاص حصہ محمدی سے تمہیں بھی کچھ (حصہ ) ملے گا۔

اوراسی عقو د (۱۷۹۸) میں پہھی ہے کہ:

"الله تعالی کے ساتھ بیساری چیزیں صرف اس وسیلہ سے حاصل ہوسکتی ہیں کہ شنخ کارشتہ محت مرید سے قائم رہے، اور مریدکوبھی اپنے شیخ کی محبت کا حظ وافراسی طرح حاصل رہے جبیبا کہ شیخ کارشتہ محبت مرید کے ساتھ ہے، اورقلب وخیال کی گلہداشت اورمحت ووافگی کی مخصیل برقرارر ہناضروری ہے، جب یہ ساری چز س حاصل ہوں گی تو مجھے امید ہے کہ اس کی برکت سے مابینہ و مابین اللہ سے تمہیں ایک خاص حصہ حاصل ہوگااور بیاس کے ماسواہوگا جواس کے علم وافادہ اور سیاست سے انشاء اللہ تعالی تہہیں ملے گااوراور مجھے بیہ بھی امیدے کہ جب تمہارے رب سے تمہاراصحیح معاملہ رہے گا، پنج وقتہ نمازوں کی بابندی کروگے اور تبجد کے اوقات ولمحات میںاس کی اطاعت وعبادت کروگے، توان شاء اللہ تعالیٰ اس شخص (ابن تیمیہ) کی حقیقت وخبر بھی تہہیں حاصل ہوجائے گی۔

اوراسی عقو د (ار۳۷۳) میں بہجی ہے:

''اورآ بجیسی شخصیت ہے کوئی ایسی چیز صا در نہ ہوگی جس کاان سے انتقام لیاجائے ، مال ہمکن ہے کہ ان پرکوئی چیزمشتبہ ہوجائے اوران کی طرف ایسی چیزمنسوب کر دی جائے جس کی نسبت اس جیسی شخصیت کو زیبا نہیں اور بلند ہارگاہ میں زبان درازی لائق ومناسب نہیں ،اگر د نیامیں کوئی قطب ہےتو درحقیقت قطب وہی ہیں''

اوراسی عقو د (۱۷۲ میں ہے کہ:

''وہ ہمارے زمانہ میں تاج العارفین اور شخ الهدی ہیں۔غیرت وحمیت سے ہٹ کر کہیے وہ ایسے عالم وقطب ہیں جن کا ہر جگہ چرچا ہور ہا ہے ، جب ہم ان کے اوصاف واقوال ذکر کرتے ہیں توان کے ذکر کی خوشبو عزبر کی طرح پھیلتی ہے''

اسی عقود (ارکسا) میں ہے کہ:

'' ایک جماعت نے ان کے خسل کا بچاہوا پانی پیااوراور پچھ لوگوں نے ان کے خسل کے بچے ہوئے بیر کے بچے کو باہم تقسیم کیا۔اور بیجھی کہا گیا ہے کہ: ان کے سرکی ٹو پی کا ہدیہ پانچ سو درہم پیش کیا گیا اوراور بعض لوگوں نے کہا کہ کھٹل سے حفاظت کے لیے ان کی گردن میں ایک دھا گہ تھا جس میں پارہ تھا اس کی قیمت ایک سو پچاس درہم ادا کی گئی اور جنازہ میں چیخ و پکار، گریہ وزاری اور آہ و فغال خوب رہی ،اور صالحیہ اور دوسر سے شہروں میں ان کے حق میں بہت سے ختم پیش ہوئے اور اور طویل زمانہ تک شب وروزان کی قبر پرلوگوں کی آ مدور فت کا سلسلہ جاری رہا، اور ان کے متعلق بہت سے اجھے خواب دیکھے گئے۔''

میں کہتا ہوں: ظاہریہ ہے کہ ابن تیمیہ کے اصحاب یہ ہیں جانتے کہ ابن تیمیہ کوتصوف ناپیند تھا، اوریہ لوگ اپنی اس بے خبری میں اس کے اقوال کے خلاف اس کی امتباع کررہے ہیں۔

## (٢) ابن تيميد كي قبر كي تعظيم:

ابن تیمیہ کے متعلق اس کے تبعین کے بچھ مرشیے ہم قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں: صاحب العقو دالدریة (۱،۱۷۲) نے اس کے ایک پیروکار کا کلام پیش کرتے ہوئے لکھا:

قد أو دع القبر الشريف علومه عجب الوسع القبر بحرا سائلا ومجاور قبر الإمام مؤملايا رب وارحمناو كل مشيع صلى عليه أو أتاه مقبلا ترجمه: ين اس كى قبرشريف ميں اس كے علوم ود يعت كرديے گئے ہيں، قبر كى وسعت پرچرت و تعجب ہے كہ بحرسائل اس كى وسعتوں ميں ساگيا ہے ''۔

"اے رب! امام کی جوار قبر میں فروکش امید واروں پر دم فرما، اور ہم پراور ہراس شخص پر رحم فرما، اور ہم پراور ہراس شخص پر رحم فرما، اور ہم پاس آئے"۔ فرماجس نے اس کی نماز جنازہ اواکر کے اسے رخصت کیا، یا آئندہ اس کے پاس آئے"۔ اوراسی عقود (۱۷/۱ سے میں کہا:

عبجبت لقبر ضمّ جسمک تربه أيحوي الثرى في تربه الشمس والبحر نقب الثرى في تربه الشمس والبحر نقب من الدنيا إلى ظل روضة وحزت الذي أملت بالمقلة السهرا ترجمه: "مُح تير جمم سے پيوسته خاک قبر پرتعجب مي كياز مين اپني آغوش خاک ميں شمس و بح كوليے ہوئے ہے"۔

" تجھے دنیاسے ایک باغ کے سامیہ کی طرف منتقل کردیا گیا ہے، اورتواس نعمت سے بہرہ ورہوگیا جس کی تیری شب بیدارآ تکھوں نے امیدر کھی تھی'۔

اوراسی عقو د (۱۴۴۱م) میں کہا:

"میں قاسیون میں ایک ایسی سرز مین سے گزراجہاں عالم یکانہ کی قبرہے، مجھے اس قبر پر حیرت ہوتی ہے جس میں فضیلت کا بحرذ خاراوراور سیادت وبلندی کا پیکر جلوه آراہے"۔

اوراسی العقو د (۵۲۶۱) میں کہا:

''اے تربت انور! تو کس قدریا کیزہ ومبارک ہے،اس زاہدونیکوکاراوریا کیزہ و پر ہیزگار کی وجہ سے جو تجھ میں سایا ہوا ہے اور تو اس کی وجہ جنت خلد کا باغیچہ ہوگئ جب سے اس نے تیرے اندریناہ کی تو تو اس عالی جاہ سرداریر جتنا فخر کر سکے کر''

میں کہتا ہوں: نبی کریم ﷺ کی قبرشریف کے متعلق ابن تیمیہ کے اقوال بہت جلد آئیں گے، اوراس کا بھی ذکر آئے گا کہ ابن تیمیہ کے نزدیک حضورا قدس ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس صحابۂ کرام کوسلام پیش کرنے کی چندال ضرورت نہیں، حضور کی قبراطہر کی زیارت کا کوئی فائدہ نہیں۔

اورتعجب کی بات توبیہ ہے کہ ابن تیمیہ کی کتابوں (زیارۃ القبوراورمجموع الفتاوی) میں حضور اقدس کے

روضۂ اطہر کے لیے' قبر شریف' کالفظ صرف دوہی مرتبہ آیا ہے اور ابن قیم کی کتابوں میں تو سرے سے اس لفظ کا نام ونشان ہی نہیں۔

ذراابن تیمیہ کے تبعین کا کلام اس کی قبر کے بارے میں ملاحظہ بیجئے کہ اس کی قبرتو'' قبرشریف' ہے، پھر یہ کہ اس (ابن تیمیہ) نے ایک باربھی بیذ کرنہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ''رفیق اعلیٰ''میں جلوہ آرا ہیں!

## (۳) ابن تیمیه کی ایک کرامت بیه به کهاس کی نظرلوح محفوظ پر بے:

ابن قیم نے مدارج السالکین (۲۸۹۰۲-۴۹ ) میں کہا:

'' اورامیروں کو یہ خبردی کہ: شکست و ہزیت آخیں کی ہوگی اور فتح وکامیا بی مسلمانوں کو حاصل ہوگی ،اس نے اس اورامیروں کو یہ خبردی کہ: شکست و ہزیت آخیں کی ہوگی اور فتح وکامیا بی مسلمانوں کو حاصل ہوگی ،اس نے اس پرستر بارسے زائد قسمیں کھائیں۔ابن تیمیہ سے کہاجا تا کہ آپ ان شاء اللہ کہیں تو وہ ان شاء اللہ تحقیق کے لیے کہتا تعلیق کے لیے نہیں اور اور میں نے اس سے یہ کہتے سنا کہ جب لوگوں نے میرے پاس اس (ان شاء اللہ) کی کثر سے کی تو میں نے کہا تم لوگ ان شاء اللہ زیادہ نہ کہو، اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ اس بار آخیں کی شکست ہوگی اور اشکر اسلام فتح یاب ہوگا۔

اورابن قیم نے یہ بھی ذکر کیا کہ: ''ابن تیمیہ کہتا تھا: میرے اصحاب اور دوسرے لوگ میرے پاس آتے ہیں تو میں ان کے چہروں اور اور اور اور ان کی آئکھوں میں پچھالیی چیزیں دیکھتا ہوں جنھیں ان سے ذکر نہیں کرتا۔ اس پر میں نے اس سے کہا کہ: میرے علاوہ کسی اور کوآپ خبر دے دیتے ، تو اس نے کہا کیا تم بیر چاہتے ہو کہ میری شہرت ما کموں اور والیوں کی طرح ہوجائے۔ میں نے ایک دن اس سے کہا کہ اگر آپ ہمارے ساتھ الیا معاملہ کرتے تو استقامت وصلاح کومزید قوت ملتی ، تو اس نے کہا کہ تم میرے ساتھ ایک جمعہ یا یہ کہا کہ ایک مہینہ اس پرصبر نہ کرسکو گے۔

ابن تیمیہ نے بار ہا مجھے کچھالیں باطنی چیزوں کی خبر دی جن کا تعلق خاص مجھ سے ہی تھا، میں ان کا عزم کر چکا تھا، مگر اپنی زبان سے کسی سے ذکر نہ کیا،اسی طرح مستقبل میں ہونے والے بعض اہم حوادث اور عظیم

واقعات کی خبر دی اوران کے اوقات خاص و معین نہ کیے ، میں نے بعض حوادث سر کی آئکھوں سے دیکھے اور بعض کا تنظار ہے ،اس کے قطیم اصحاب نے جوحوادث دیکھے ہیں وہ میر بے مشاہدات سے کئ گونازیادہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ رسول اکرم ﷺ پرتوبیہ بہت لگا تا ہے کہ آپ کوسیدہ عائشہ کے معاملہ میں شک تھا، آپ کو مدینہ منورہ کے منافقوں کا حال معلوم نہ تھا، آپ اس کی ان کشف آمیز باتوں میں غور وفکر کیجئے اور خود فیصلہ کیجئے۔

### (۴) ابن تیمید کے بعین ہیں جانے کہان کاشخ کیا کہدرہاہے:

مجموع الفتاوی (۲۰۰/۲۷) اورالعقو دالدریة (۳۹۴۸) میں ہے کہ اس کے ایک پیروکارنے اس کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ:

''اس پرطعن و شنیج اوراعتراض کرنے والے یا تو جاہل ہیں جنھیں اس کی با توں کاعلم ہی نہیں ، یا جان ہو جھ کر جاہل بن رہے ہیں ، نھیں ان کا حسد اور جاہلیت کی حمیت وغیرت اس پر آ مادہ کررہی ہے کہ علما کے نزدیک جو چیز مقبول ہے اسے رد کریں ، اللہ تعالی حسد کی ہلاکت خیز یوں اور برائیوں سے ہمیں پناہ بخشے اور سیدنا محمد اور آپ کی پاکیزہ و ستھری آل کے ساتھ بخل کے گمان و خیال سے بچائے ، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

"كتبه الفقير إلى عفوربه ورضوانه عبدالمومن بن عبدالحق الخطيب غفر الله له وللمسلمين أجمعين" (ايخ ربكي بخشش وخوشنودى كالختاج عبرالمومن ابن عبدالحق خطيب نے اسے لكھا۔)

اورابن عبدالهادي في العقو دالدرية (٢٨١١) مين يرجمي كها:

''ایک روزان کے متعلق ایک مجلس قائم ہوئی، ابن عطانے ان کے خلاف ایسی چیزوں کا دعوی کیا جن میں سے کسی چیز کا ثبوت فراہم نہ ہوسکا، البتہ انھوں نے بیضرور کہا کہ صرف اللہ ہی سے استغاثہ وفریاد کیا جائے ہیں سے کسی چیز کا ثبوت فراہم نہ ہوسکا، البتہ انھوں نے بیضرور کہا کہ معنی ہو، ہاں انھیں اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ اور شفیع میہاں تک کہ نبی سے بھی ایسا استغاثہ نہ کیا جائے جس میں عبادت کا معنی ہو، ہاں انھیں اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ اور شفیع

بنایا جائے ،اس پر بعض حاضرین نے کہا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں اور قاضی القصناۃ بدرالدین کی رائے بیٹھی کہ اس میں بےاد بی ہے'۔

میں کہتا ہوں: ظاہریہ ہے کہ ابن تیمیہ کی صفائی پیش کرنے والے بینہیں جانتے کہ ابن تیمیہ نبی اکرم سے توسل کرنے والوں کو متہم بالشرک قرار دیتا ہے اسی لیے عبدالمومن نامی شخص نے اپنے گزشتہ کلام:''بحمد وآلہ''میں حضوراورآپ کی آل پاک سے توسل کیا۔

### (۵) ابن تیمیه کے احوال:

ترجمه:

ابن تیمیہ کے بعین اس کے احوال کو نبی پاک ﷺ کے احوال جیسا قرار دیتے ہیں ،اس کے ایک پیروکار نے درج ذبل اشعار کیے جیسا کہ العقو دالدریة (۳۹۸/۱) میں ہے:

لقد حاولوا منه الذي كان رامه من المصطفى قد ما حيي بن أخطب ولكن رأى من بأسه مثلما رأى من المصطفى في حربه رأس مرحب جنودهم من طامع ومذلل مسيلمة منهم يلوذ بأشعب وجند من أهل السماء ملائك يمدك منهم موكب بعد موكب

- (۱) ان لوگوں نے اس (ابن تیمیہ) کے ساتھ اسی چیز کا قصد وارادہ کیا جس کا اس سے پہلے جی بن اخطب نے مصطفیٰ سے قصد وارادہ کیا تھا۔
- (۲) مگرانھیں اس کی وہی قوت و شجاعت دیکھنے میں آئی جوراً س مرحب (جگہ کا نام) میں مصطفیٰ سے ان کی جنگ میں دیکھا۔
- (۳) ان لوگوں کے شکر طبع کرنے والے ، ذلیل وخوار تھے جن میں سے مسیمہ بھی تھا جوطمع وحرص میں مشہور زمان شخص'' اشعب'' کا پرتو تھا۔

ہرمحاذیران کے مقابل تیری مدد کے لیے آسان سے ملائکہ کی فوجیس آتیں۔ اور الشهادة الذكية (١٧٦١) مين اس كايك نياز بردار في بها:

يا وارثا من علوم الأنبياء نهي أورثت قلبي نارا وقدها الفكر يا و احدا لست أستثنى به أحدا من الأنام و لا أبقى و لا أذر يا عالما بنقول الفقه أجمعها أعنك تحفظ زلات كما ذكروا

ترجمه:

- اے علوم انبیا کے وارث کامل انعقل تونے میرے قلب کوالی آگ کا وارث بنایا جسے فکرنے روش کیا۔ (1)
- اے وہ ذات جوساری مخلوق میں یکتا ویگانہ ہے جس کے ذریعہ میں کسی مخلوق کا نہاستثنا کرتا ہوں اور نہ کسی کو یا قی رکھتااور جھوڑ تا ہوں ۔
- (٣) اے فقہ کے تمام نقول کے عالم جبیبا کہ لوگوں نے ذکر کیا تیرے عنان قلم لغز شوں سے محفوظ ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابن تیمہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنها کی شان میں بیکہا کہان کے بارے میں عیب اورطعن کی با تیں منقول ہیں اور اور حضرت علی نے اپنی کتاب کے بہت سے مقامات پر خطا کی ہے،ان کے اصحاب ان کے بارے میں بہاعتقا در کھتے ہیں کہوہ ...

اورالعقو دالدرية (٣٣٢،١٨) مين اس كايك نياز برداركا بيقول مذكور يك،

''وہ احمد کی امت کے ایک ایسے عالم ہیں جن کے جلیل القدر درست فیصلوں کو دیکھ کر نگاہیں خیرہ مورین مورین -

میں کہنا ہوں: اے ابن تیمہ کے نیاز بردارو! حبر امت عبداللہ بن عباس ہی ہیں۔

## بعض مقامات پراہن تیمیہ کی تعریف اور بعض مقامات پراس کی مذمت کرنے والوں کے اقوال

جن ائمہ نے بیکہا کہ ابن تیمیہ کا ثاران حضرات میں ہے جنھیں شخ الاسلام کے لقب سے سرفراز کیا گیا ،افھوں نے اس کی تعریف میں یہ کہا کہ وہ علم وزہدوغیرہ میں وسعت کا حامل ہے، لیکن ہم اس مقام پر بیہ ذکر کریں گے کہ ابن تیمیہ ایسی خطاؤں میں گرفتار ہوا جن پرخودان ائمہ عظام نے تنبیہ فرمائی، ان ائمہ اعلام کی تنبیہات ہم اس لیے ذکر کریں گے کہ کہیں مسلمان ان خطاؤں میں مبتلانہ ہوں، ابن تیمیہ کے تلمیذ حافظ ذہبی، اور صلاح صفدی، اور ابن حجرعسقلانی، اور سخاوی وغیرهم نے بعض باتوں میں ابن تیمیہ کی تعریف اور بعض امور میں اس کی فدمت کی۔

حافظ ابن حجرنے الدررا لکامنة (١٠٢١) میں ذہبی کا یقول ذکر کیا:

''اللہ کے دین اوراس کی راہ میں حق کے ساتھ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اسے لاحق نہ ہوتی ، جس شخص کا ابن تیمیہ سے رابطہ وتعلق رہا اور جو اس کی حقیقت سے آشنا ہے وہ میرے بارے میں کہے گا کہ میں نے اس کی شان میں کمی اور کوتا ہی کی ہے اور جو اس کا مخالف اور دشمن ہے وہ یہ کہے گا کہ میں نے اس کے بارے میں غلوکیا ہے، اس کے موافق و مخالف دونوں فریق کی اذیتوں اور تکلیفوں سے مجھے دو چار ہونا پڑا، میں اس کے بارے میں میاک کہ وہ خطاو ک اور لخز شوں سے محفوظ ہے بلکہ میں تو فرعی اور اصلی مسائل میں اس کے بارے میں یہ اوروں کہ وہ اپنی وسعت علم ، کمال شجاعت ، تیزی ذہن اور دین کی حرمتوں کی تعظیم کے باوجود محض کا مخالف ہوں کہ وہ اپنی وسعت علم ، کمال شجاعت ، تیزی ذہن اور دین کی حرمتوں کی تعظیم کے باوجود محض ایک انسان تھا جو بحث میں غضب کا شکار ہوجاتا ، اور خصم پرسخت غصہ وناراض ہوجاتا ، جس کے سبب لوگوں کے دلوں میں اس کی عداوت و دشنی پیدا ہوجاتی ''۔

اورآپ (حافظ ابن حجر) نے اسی "الدر دالکامنة" (۱۵۸۱) میں ذہبی کا یقول بھی ذکر کیا ہے کہ:

"اوراس (ابن تیمیه) نے اپنے موافق الیی دلیلوں اورالیی چیزوں سے استدلال کیا جن کی طرف اس سے پہلے کسی کی رسائی نہ ہوئی، اورالیی مطلق عبارتیں تحریر کیس جن سے دوسر بےلوگ بازر ہے، یہاں تک کے علمائے مصراس پر برافروختہ ہوئے اور اسے مبتدع اور بدمذہب قرار دیا"۔

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب 'زغل العلم ''(ص:١٨) میں کہا:

''جس مسئلہ میں تہمیں اذعان واعتقادنہ ہواس میں نزاع اور خالفت نہ کرواوراورا ہے عمل پر تکبر وغرور سے بچو ہمہاری سعادتوں کا کیا کہنا اگرتم اس سے بقدر ضرورت حاصل کر کے نجات پالو کہ نہ ہمہارانقصان ہو نہ فع ۔ بخدا جسے ابن تیمیہ کہاجا تا ہے میں نے اس سے زیادہ کشادہ علم ،اور بلندذکاوت والاند دیکھا، اسے کھانے نہ نفع ۔ بخدا جسے ابن تیمیہ کہاجا تا ہے میں نے اس سے میں کوشش کرتا، مجھے اس کے موازنہ اور تلاش کہنے اور عورتوں سے کوئی رغبت نہ تھی، وہ حق و جہاد میں ہمکن کوشش کرتا، مجھے اس کے موازنہ اور تلاش وجو میں کافی مشقتوں کا سامنا کرتا ہا آخر طویل عرصہ کی جائے پڑتال اور تحقیق تو خص سے میں اکتا گیا اور اور میں نے دیکھا کہ اہل مصروشام میں کوئی ایسا شخص نہیں جس سے اس کا پایئے علم کم ہو، ان حضرات کواس سے نفرت میں ، نصول نے اس کی تحقیر و تکلذیب اور تکفیر کی، یہ ساری چیزیں انکارو فخر فراور و دور بینی کا نتیجہ تحقیں ، نصول نے اس کی تحقیر سے کامل شخف تھا، ذراد یکھیے !وعووں اور شہرت و ناموری کی محبت کاوبال کیا ہوتا ہے، ہم اللہ تعالی سے عفوو درگذر کا سوال کرتے ہیں ۔ اس کی مخالفت میں ایسے لوگ کھڑ ہے ہو خطا و کیا اور انظر شول کو درگذر رکا سوال کرتے ہیں ۔ اس کی مخالفت میں ایسے لوگ کھڑ ہے ہو خطا و کیا اور انور خوالت و درگد میں اس کے تعقیر کی اور اس کے تبعین کی اللہ نے خوب مدافعت فرمائی، ان کے ہاتھ صرف و بی آ یا چوان کا نصیب تھا اس لیے کئی کو شبہ میں نہ پڑنا چا ہے ''۔

اورحافظ ذہبی نے (ص:۲۲) کہا:

اصولین کے درمیان تکفیر وصلیل کی تلوارہے جو بھی اس کی تکفیر وصلیل کرتی ہے تو بھی اس کے طواہراور آ ٹار پر وقوف واطلاع رکھنے والے اصولین اپنی مخاصمت کے وقت اسے مجسم، حشوی اور بدند ہب (مبتدع) کھہراتے ہیں، اور دوسروں کی تاویل کا انکار کرنے والے اصولیین جہمی ،معتز کی اور گمراہ کہتے ہیں اور جن اصولیوں نے نے بعض صفتوں کو ثابت مانا اور بعض کا انکار کیا اور اور بعض مقامات کی تاویل کی خودان کے اقوال میں تناقض ہے، اور سلامتی اور عافیت تہمارے لیے بہتر ہے۔

اگراصول اوراس کے توابع منطق وحکمت وفلسفہ، اور متقد مین کی رایوں، اور عقلوں کے مجازات کے بارے میں تہہیں مہارت و کمال ہے اوراس کے ساتھ کتاب وسنت اوراصول وسلف کا دامن تہہارے مضبوط ہاتھوں میں ہے، اور عقل فقل میں تم نے مطابقت رکھی تو میں سمجھتا ہوں کہ تم ابن تیمیہ کے مقام کو حاصل نہیں کر سکتے۔ بخداتم اس کے مقام کے قریب نہیں پہنچ سکتے۔

ان کے ساتھ پیش آنے والے معاملات ہماری آئھوں کے سامنے ہیں، انھیں ان کے مقام سے فروتر کر کے تن تنہا چھوڑ دیا گیا، ان کی تصلیل و تکفیر، اور ق وباطل کی تکذیب کی گئی۔ اس صنعت وانڈسٹری میں قدم رنجہ ہونے سے پہلے ابن تیمیہ کے چہرے پرسلف کے آثار روشن و تاباں تھے، بعد میں ان کا رخ تاباں تاریک اور گہن آلود ہو گیا، پھلوگوں کے نزدیک ان پرسیاہی اور تاریکی خیمہ زن ہوگئی، وہ اپنے اعدا کی نظروں میں دجال وکذاب وکا فراور بعض کی نظروں میں بد مذہب فاضل محقق ماہر نظر آئے، ان کے عام اصحاب نے آئھیں فاضل عاقل، اسلام کا علمبر دار، دین کی سرحدوں کا محافظ ویا سباں اور سنتوں کوزندہ کرنے والا جانا، وہ بس وہی ہیں جو میں تم سے کہدر ہاہوں'۔ (ان کے ٹمیذ حافظ ذہبی کا کلام ختم ہوا۔)

اور حافظ سخاوی نے اپنی کتاب 'الإعلان بالتوبیخ ''میں ایک مکتوب کامتن ذکر کیا ہے جسے حافظ ذہبی نے ابن تیمیہ کے پاس ان کی حیات میں بھیجا تھا، اس مکتوب میں بھی قریب قریب گزشتہ سیحتیں ہیں۔

ان کے جائزہ میں ابن تیمیہ کے بچھ مدح خواں لوگ ہیں۔

علامہ نبہانی نے شواہدالحق (۱۸۸،۱۸۸) میں کہااور صلاح صفدی شافعی انھیں (مدح خوال) لوگوں میں سے ہیں، انھوں نے اپنی شرح' لامیة العجم'' میں طغرانی کا بیقول ذکر کیا:

''اوریه بیان کیاجا تاہے کہ خلیل بن احمد رحمہ اللہ تعالی اور عبد الله بن مقفع ایک رات اکٹھا ہوئے توضیح

تک سلسلهٔ کلام درازرہا، جب مجلس برخواست ہوئی توخلیل سے پوچھا گیا کہ آپ نے انہیں کیسا پایا؟ توانھوں نے کہا کہ میری نظر میں ان کاعلم ان کی عقل سے بلندہے اور ابن المقفع کا یہی حال تھا، کیوں کہ ان کی کم عقلی اور بسیار گوئی نے انہیں بری طرح قتل کیا، اور بدتر موت کے گھاٹ اتارا''۔

صلاح صفدی نے طغرانی کا یہ قول ذکر کر کے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ: اسی طرح شخ امام عالم علامہ تقی اللہ بن احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی تھے،ان کاعلم حددرجہ وسیع تھا،اوران کی عقل ناقص تھی جو انہیں ہلاکت گاہوں اور تنگ وادیوں میں گرادیتی۔'(صفدی کا کلام ختم ہوا۔)

حافظ ابن جمرن "الدر والكامنة" (١٩٠١-١٨٢) مين كها:

''طوفی نے کہا: ہیں نے ابن تیمیہ سے یہ کہتے سنا کہ جس نے جھے سے بغیراستفادہ سوال کیا ہیں نے اس کے حاسے نئے تحقیق پیش کی ، اور جس نے میری ایذ ارسانی اور تلبیس کی خاطرسوال کیا ہیں نے اس کی مخالفت کی تو جلد ہی اس کا سوال ( کلام ) ختم ہو جا تا ہے ، اور اس کی مشقت دفع ہو جاتی ہے اور انھوں نے اپنی تصانیف ذکر کی .....اور اسی وجہ سے اس کے اصحاب کی نسبت یہ کہا جا تا ہے کہ انھوں نے اس کے بارے میں غلوکیا ہے ، اور اسی کاباعث اور کھڑ و تکبر کیا اور یہ کہا جا تا ہے کہ انھوں نے اس کے بارے میں غلوکیا ہے ، اور اسی کاباعث اور محرک یہ بنا کہ اسے اپنے اور پوخر و رقع ، یہاں تک کہ اس نے اپنے ہم جنسوں پرفخر و تکبر کیا اور یہ گمان کیا کہ وہ مجتبہ ہے اور چھوٹے بڑے اور معاصر علما کار دکر نا شروع کیا ، یہاں تک کہ عمرضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچ گیا تو آپ کے متعلق کسی معاملہ میں خطاکی تو یہ خبر شخ ابر اہیم رتی تک پہو نچی ، آپ نے اسے فتیج اور شنچ کہا ، اور اس خطاکی تو یہ خبر شکالی عنہ کہا ، اور اس خطاکی تو یہ خبر کی اس جا کر معذرت اور استغفار کیا ۔ اور حضرت علی کے بارے میں کہا کہ: سترہ چیز وں میں ان سے خطام وئی ہے ، جن میں کتاب اللہ کے نص کی مخالفت کی ہے ، ان سترہ میں سے ایک یہ ہی جہا کہ اس نے اشاعرہ کے بارے میں ہجو آ میز کلام کیا یہاں تک کہ امام غزالی کی گستا خی و ہے ادبی کی تو پھھولگ اسے و نے اسی کو گسول اسے نے اشاعرہ کے بارے میں ہجو آ میز کلام کیا یہاں تک کہ امام غزالی کی گستا خی و ہے ادبی کی تو پھھولگ اسے قبل کرنے کے لیے آ مادہ ہو گے ، لوگوں نے ذکر کہا ہے کہ ابن تیمیہ '' صدیفنزول''ذکر کر کر منبر سے دوزینہ شیخے قبل کرنے کے لیے آ مادہ ہو گے ، لوگوں نے ذکر کہا ہے کہ ابن تیمیہ '' تو بعض لوگوں نے اس کا یہ قول فرقہ مجملہ کا عقیدہ ان الور کہا کہ ۔ '' اللہ کا نزول میرے اس اتر نے کی طرح ہے'' تو بعض لوگوں نے اس کا یہ قول فرقہ مجملہ کا عقیدہ ان الور کہا کہ ۔ '' اللہ کا نزول میں کہ تو اس کا یہ قول فرقہ مجملہ کا عقیدہ ان الور کہا کہ ۔ '' اللہ کا نزول میں کے ، ان میں تو کر کر کے منبر سے دور نینہ شیخ

قرار دے کراہے مجسمہ کہا ،علاوہ ازیں اس شخص نے نبی پاک سے توسل یااستغاثہ کرنے والوں کارد کیابالآخر رمضان ۵ و کے میں دمشق سے باہر کردیا گیا، بہر حال اس کے خلاف جو ہونا تھا ہوا، اسے بار بار قید کیا گیا تقریبا چار سال یااس سے زیادہ قید میں رہا''

اس کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہے بعض لوگوں نے اسے مجسمہ کہااس لیے کہ اس نے ''العقیدۃ الحمویۃ والواسطیۃ''اوردوسری کتابوں میں تجسیم کاعقیدہ ذکر کیا ہے انہیں میں سے اس کا یہ قول ہے: کہ ید (ہاتھ) اور قدم (پاؤل) اور ساق (پنڈلی) اور وجہ (چہرہ) اللہ کی حقیقی صفتیں ہیں، وہ بالذات عرش پرمستوی ہے، اس عقیدہ کے سبب ابن تیمیہ سے کہا گیا کہ اس سے تو اللہ کا حیز ومکان میں ہونا ، اور اس کا منقسم ہونا لازم آئے گا، تو اس جواب دیا: میں پہیں مانتا کہ حیز ومکان میں ہونا اور منقسم ہونا اجسام کا خاصہ ہے، تو اس پر بیالزام وارد کیا گیا کہ اللہ کی ذات کے متعلق اس کا بیعقیدہ ہے کہ وہ حیز ومکان میں ہے۔

اوربعض لوگ ہے کہتے ہیں کہ: وہ زندیق ہے دراصل اس کی وجہ ہے کہ وہ ہے کہ وہ ہے کہ نبی پاک سے استغاثہ نہ کیا جائے اوراس میں نبی کی تعظیم کی تنقیص ہے،اس معاملہ میں اس پرسب سے زیادہ سخت نور بکری تھے کیوں کہ ابن تیمیہ کے ان معاملات وخرافات کے سبب اس کے لیے ایک مجلس قائم کی گئی تو بعض حاضرین مجلس نے کہا کہ وہ لائق تعزیر ہے، تو نور بکری نے کہا کہ یہ بے معنی اور بے مطلب بات ہے۔اگریہ نقیص ہے تواسے قل کیا جائے اوراگر تنقیص نہیں تو پھر تعزیر نہیں۔

اوربعض لوگ اسے منافق کہتے ہیں اس لیے کہ وہ حضرت علی کے متعلق گزشتہ خیالات رکھتا ہے، اوراس لیے کہ وہ حضرت علی کے متعلق گزشتہ خیالات رکھتا ہے، اوراس لیے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ علی جہال گئے کسی نے ان کی مدونہ کی ۔ اور یہ بھی کہا کہ انھوں نے بار ہاخلافت کا قصد کیا تواس میں کا میا بی نہ ملی ، اورانھوں نے ریاست وسر داری کے لیے قال کیا دیانت کے لیے نہیں ، اوراس لیے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ انہیں سر داری پیندھی ، اورعثان کو مال محبوب تھا ، اوراس نے یہ کہا کہ ابوبکر بڑھا ہے میں اسلام لائے انہیں اپنی باتوں کا علم تھا ، اور علی بجین میں اسلام لائے ، اورایک قول کے مطابق بچے کا اسلام لانا صحیح نہیں ۔ اوراس وقعہ سے جو پچھ وجہ سے کہ ابوجہل کی بیٹی کے پیغام نکاح اور ابوالعاص ابن الربیع کے واقعہ میں اسے کلام تھا ، اس واقعہ سے جو پچھ

ماخوذ ومفہوم ہوتا ہے اس میں اس نے حضرت علی پرطعن وشنیع کی ہے انہیں تمام وجہوں سے لوگوں نے اس پر نفاق کا الزام لگایا کیوں کہ حضورا قدس نے فر مایا: 'ولا یبغض کے الا منافق''ک' منافق ہی تم سے بغض رکھے گا'۔ اور بعض لوگوں نے اس کے متعلق بیہ کہا کہ: ''وہ امامت کبری کے لیے کوشاں تھا کیوں کہ وہ ابن تو مرت کے ذکر کا شیفتہ وفریفتہ تھا، اور اس کی تعریف میں مبالغہ کرتا اور بیہ بات بالکل صحیح و درست ہے، اور اس کے علاوہ اس کے بہت سے مشہور واقعات ہیں۔ جب اس کی شدید مخالفت ہوئی اور اس پر الزام لگایا گیا تو وہ کہنے لگا میرا مقصد بینہ تھا صرف میر اار ادہ یہ تھا، اس طرح سے بعید احتمال ذکر کرتا''اھ ۔ (حافظ ذہبی کا کلام حرف بحرف خم موا۔)

حافظ ابن جرنے فتح الباری (۱۳۱۰/۱۳) میں یہ بھی کہا:

''کان اللہ ولم یکن شيء قبلہ'' (اللہ تعالی موجود تھا اوراس سے پہلے کوئی چیز موجود نہ تھی) اوراس سے پہلے کوئی چیز موجود نہ تھی) اوراس سے پہلے''باب بدء المخلق'' میں پیلفظ گزرا:''ولم یکن شيء غیرہ'' (اوراللہ کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی) اورا بومعاویہ کی روایت میں''کان اللہ قبل کل شيء '' ہے یعنی (اللہ ہر تی سے پہلے موجود تھا) ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ موجود تھا اوراس کے ساتھ کوئی شی نہ تھی، اس میں ان لوگوں کا کھلا ہوارد ہے جواس باب کی روایت سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ کچھا یسے حوادث موجود ہیں جن کے وجود کی ابتدانہیں ،ابن تیمیہ کی طرف منسوب شنیع مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے۔

اورحافظا بن جمرنے فتح الباری (۲۲،۳) میں مزید کہا:

" حاصل ہے ہے کہ ان لوگوں کا ابن تیمیہ پر بیالزام ہے کہ وہ سید نارسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر کرنا حرام قرار دیتا ہے اور ہمیں اس کا ظاہر پیند نہیں ،طرفین نے اس کی طویل شرح کی ہے اور یہ بدترین مسئلہ بھی ابن تیمیہ سے منقول ہے'۔

حافظ ابن ججرنے "الدرد الكامنة" (۳۱۲،۲) ميں ابن تيميہ كے ايك تنبع كے احوال ميں كہاكہ: "شہاب ابن جى نے كہاكہ وہ اچھى فہم والا مشہور ذہين شخص تھا، آخر ميں اس نے مدہب ظاہرى كو

پندکیا،اوراجتهاد کاطریقه اختیار کیااورابن تیمیه کے طریقے پڑھلم کھلاا کابرفقها کی جماعت کوخطا کارٹھہرانے لگا''۔ اورابن حجرنے اللیان (۳۱۹،۲) میں ابن مطہر (ابن تیمیه ابن المطہر کے کلام کاسخت ردکرتا تھا) کے حالات میں ابن تیمیه پرتبھرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

''لیکن میں نے اسے (ابن تیمیہ کو) ابن المطہر کی ذکر کردہ حدیثیں رد کرنے پر کلمل متوجہ پایا اگر چہاس کا عظیم حصہ موضوعات اور واہیات سے ہے لیکن اس نے اس کے رد میں بہت سی جید حدیثوں کو بھی رد کیا، وہ مقامات بحالت تصنیف مجھے متحضر نہیں، وہ اپنی وسعت حفظ کے سبب اپنے سینے میں محفوظ معانی پراعتما د کیا کرتا تھا، اور انسان نسیان کا قصد کرتا رہتا ہے (قصد اُ بھول جاتا ہے)۔

اوررافضیوں کے کلام کی اہانت کے لیے بار ہاایسے مبالغے کیے جن سے بسااوقات حضرت علی رضی اللہ تعالی عنه کی تنقیص شان کی نوبت آئی ،اس سوانح میں اس کی توضیح وتمثیل کی گنجائش نہیں 'اھس (حافظ ذہبی کا کلام بعینه مکمل ہوا۔)

### اکثر مقامات برابن تیمیه کی مذمت کرنے والے

ابن الرفعه، باجی، ابن الزملکانی مفی الدین مندی، اور ابن المرحل، تقی الدین کی، اور تقی الدین صفی اور علاء بخاری اور دیگر حضرات نے ابن تیمید کی فرمت کی براه اختصار بعض حضرات کے اقوال نقل کررہے ہیں:

شام کے زعیم الاشراف (معزز لوگوں کے رہنما و پیشوا) تقی الدین صفی نے ابن تیمید کے ردمیں ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ۔'' د فع شبه من شبه و تمر د و نسب ذلک إلی السید الإمام أحمد'' ہے آپ نے اس کتاب (۲۵۰۱) میں کہا:

''شامیوں نے بھی ابن تیمیہ کے متعلق فتوے لکھے کیوں کہ سب سے پہلے ابن تیمیہ نے اس مسلہ کا اختر اع کیا، بیاسی خص کا کارنامہ ہوسکتا ہے جوسیدالا ولین والآخرین سے دلی کینہ رکھتا ہو''۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ (۱-۹۰۱،۱۱) میں کہا: ''دمشق میں تقی الدین ابن تیمیہ ظیم حنبلی فقیہ، شام کے معزز اشخاص میں سے تھا مختلف علوم وفنون میں ملکہ کلام رکھتا تھا، مگراس کی عقل میں کچھ کی تھی، میں دمشق میں جمعہ کے دن اس کے پاس پہنچاوہ جامع مسجد کے منبر پرلوگوں کو وعظ وضیحت کررہا تھا، دوران وعظ اس کے کلام کا ایک حصہ بیتھا کہ:"إن المله بینبزل من مسماء منبر پرلوگوں کو وعظ وضیحت کررہا تھا، دوران وعظ اس کے کلام کا ایک حصہ بیتھا کہ:"ان الملہ بینبر رہا ہوں، بیکہہ المدنیا کنزولی ھذا" اللہ آسان دنیا سے اس طرح نزول فرمائے گا جبیبا کہ اس منبر سے میں اتر رہا ہوں، بیکہہ کرمنبر کی سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی اترا''۔

اورحافظ ولی الدین عراقی نے بھی حافظ ابن فہد کے سوال کے جواب میں ایک کتاب 'الأجـــوبة المحرضية عن الأسئلة المالکية ''لکھی جس میں انھوں نے حسب ذیل مضمون پر شتمل عبارت کھی:

'' شخ تقی الدین ابن تیمیہ، جیسا کہ اس کے بارے میں کہا گیا کہ اس کاعلم اس کی عقل سے بڑھ کر ہے،

اس نے اپنے اجتہا د کے سبب بہت سے مسائل میں خرق اجماع کیا، ایک قول کے مطابق تقریباً ساٹھ مسائل میں خرق اجماع کیا، ایک قول کے مطابق تقریباً ساٹھ مسائل میں خرق اجماع کیا، ایک قول کے مطابق تقریباً ساٹھ مسائل میں اور آن اجماع کیا۔ اسی وجہ سے اس کے خلاف چے میگوئیاں ہوئیں، اس کا رد کیا گیا، اس کی فدمت و ملامت ہوئی اور آن مائش وامتحان سے گزرا۔

اس کے زمانہ کے علمانے اس کا ہرملا ردکیا، اور اسے گستاخ ومبتدع اور بد مذہب قرار دیے میں سبقت کی ، اسی وجہ سے قید خانہ میں اس کی موت ہوئی ، اور اس کی نفرت وجمایت اور موافقت کرنے والے دوسرے ائمہ کی مارح اسے ایک امام قرار دیتے ہیں کہ مسائل فروع میں اس کی مخالفت مصر نہیں جب کہ مخالفت کی بنیا واجتہا د ہو، لیکن اس کی مخالفت کرنے والے علما فرماتے ہیں کہ اس کے تمام مسائل فروع ہی سے متعلق نہیں ، بلکہ ان میں سے اکثر مسائل اصول سے متعلق ہیں ، اور جن مسائل فروع پرامت کا اجماع ہو چکا ہے ان میں اس کے لیے مخالفت کی گنجائش نہیں ، روگئی پیشواائم کہ کی مخالفت تو یہ ان مسائل میں سے نہیں جن پر پہلے ہی سے اجماع ہو چکا ہے ان میں اس کی جاخلفت کی گنجائش نہیں ، روگئی پیشواائم کی مخالفت اجماع سے پیشتر ہے اجماع کے بعد نہیں جیسا کہ بہت سارے ائم ہے نہو چکا ہے ، بعض اسلاف کرام کی مخالفت اجماع سے پیشتر ہے اجماع کے بعد نہیں جیسا کہ بہت سارے ائم ہے نہیں واضح تصریح فرمادی ہے ۔ ابن تیمیہ نے طلاق اور زیارت کے سلطے میں نہایت برترین مسائل ذکر کیے ہیں ۔ شیخ امام تھی الدین بیلی نے ان دونوں مسکوں میں اس کا سخت ردفر مایا ہے ، اور اس موضوع پر مستقل اور بہترین میں نہا ہے ، اور اس موضوع پر مستقل اور بہترین

كتاب تصنيف فرمائي-' (حافظ ولى الدين كاكلام يورا بهوا\_)

عبدالحي كتاني نے فھرس الفہارس (۱۷۱-۲۰۲۶) میں ابن تیمیہ کے حالات کے تحت ذکر کیا:

''ابن تیمیہ سے جو بدترین چیزیں منقول ہیں ان میں سے ایک بیہ ہے کہ اس نے قاضی عیاض کی شفاکے بارے میں کہا''غلا ہذا المغیر ہی'' کہ اس حقیر وذلیل مغربی نے غلوکیا۔

افریقہ کے شیخ الاسلام امام ذی شان ابوعبداللہ بن عرفہ تونسی نے اس سلسلے میں کہا:

شفاء عياض في كمال نبينا كواصف ضوء الشمس ناظر قرصها

فلا غروفي تبليغه كنه وصفه وفي عجزه عن وصفه كنه شخصها

وإن شئت تشبيهاً بذكر إمارة بأصل ببرهان مبين لنقصها

وهذا بقول قيل عن (زائغ)غلا عياض فتبت ذاته عن محيصها

قاضی عیاض کی شفاہمارے نبی کے کمال میں ایسے ہی ہے جیسے کو کی شخص قرص خور شید کو آئکھوں سے دیکھ کراس کی روشنی کا حال بیان کرے۔

توبی تعجب کی بات نہیں کہ آپ کے اوصاف کی کنہ تک ان کی رسائی ہو،اور آپ کی ذات کی کنہ اور حقیقت بیان کرنے سے عاجز رہیں۔

اگرآپ کوئی علامت ونشانی ذکر کرے روش دلیل کے ذریعیکسی چیز کو سنسی اصل سے تشبیہ دینا چاہیں تو اس کی شان میں کمی واقع ہوگی۔

اوریہاں قول کی بناپر جوایک حق سے انحراف کرنے والے نے کہا کہ: عیاض نے غلوکیا تو وہ معترض برگشتہ حق ہوا اور اپنے مقام (ٹھکانہ)سے منحرف ہوکر ہلاک وہرباد ہوا۔

ان کے تلمیذ بسلی نے اپنی تفسیر، اور مقری نے (از ہار الریاض)، اور فاس کے شیخ الجماعة ابوالسعود عبدالقادر فاسی نے اینے حواشی بخاری میں انہیں ذکر کیا۔

اورعلامه احمد ابن حجريتي في "الجوهر المنظم في زيارة القبر الشريف النبي المكرّم" يس

فرمایا:

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ کون ہے جس کی طرف نظر کیا جائے، یادین کے معاملات میں اس کو معتمد جانا جائے؟ وہ تو صرف وہی ہے جو ائمہ کی جماعت نے فر مایا، ان حضرات نے اس کے فاسد کلمات اور اس کی کھوٹی دلیوں پر سخت گرفت فر مائی، یہاں تک کہ اس کی لغز شوں کا عیب، اور اس کے فتیج او ہام واغلاط کی حقیقت بے نقاب کرکے رکھ دیا، ان ائمہ کی صف میں عزبن جماعہ ہیں جھوں نے کہا:

"وہ ایسابندہ ہے جسے اللہ نے گراہ اور برگشتہ راہ فر مایا اور اس پرذلت وخواری کی چا درڈالی، اوراس کی کثرت کذب وافتر اکے سبب اسے ایسے مقام پر پہنچایا جس کا انجام رسوائی اور محرومی کے سوا کچھ نہیں، ابن تیمیہ سے مذکورہ چیزوں میں سے جو کچھ بھی واقع ہواوہ اگر چیلغزش وخطاہے مگراسے درگذر نہیں کیا جاسکتا، یہ اس کی الیم مصیبت ہے جس کی نحوست ہمیشہ اس پر چھائی رہے گئ'۔

علامه زرقانی نے علامة سطلانی کی المواهب اللدنیه کی شرح (۸-۱۵،۳۱۴) میں تحریفر مایا:

''کیااس شخص کواس چیز کی تکذیب سے حیانہیں آئی جواس کے احاط علم سے باہر ہے،اس کی عقل فاسد نے جس چیز کااختر اع کیاا گرکوئی اس کی مخالفت کرد ہے تو وہ حملہ آور قرار پاتا ہے،اسے اس کی پرواہ نہیں کہوہ کس چیز کود فع کرر ہاہے،اگرکوئی کمزور شبہ اس کے ہاتھ نہیں آتا جس کے ذریعہ وہ اسے اپنے زعم کے ذریعہ دفع کر سے تو وہ بلٹ کریہ دعوی کرتا ہے کہ جس نے اس پر بہتان باندھااور اس کی طرف بے تکی باتیں منسوب کیس اس نے سراسر جھوٹ کہا۔ تو جس عالم نے اس شخص کے بارے میں سے کہا کہ: اس کاعلم اس کی عقل سے بڑھ کر ہے اس نے عدل وانصاف کیا''۔

علامه نبهانی نے شواہدالحق (ص:۱۸۵) میں کہا:

''نہیں حضرات میں سے ملاعلی قاری حنفی ہیں جنھوں نے اپنی شرح شفامیں کہا: ابن تیمیہ حنبلی نے دوسروں کے افراط کی طرح تفریط اور کوتا ہی کی کیوں کہ اس نے نبی پاک ﷺ کے سفر زیارت کو حرام قرار دیا۔ انھوں نے کہا: اس پر علما نے فرمایا کہ: زیارت کا دین کی قربت مخصوصہ ہونا بدیہی چیز ہے اس کے منکر پر حکم کفر ہے،

اورامید کہ ثانی در تگی کے زیادہ قریب ہے اس لیے کہ جس امر کے استحباب پرعلا کا اجماع ہے اسے حرام قراردینا کفر ہے، کیوں کہ اس باب میں اس کی تحریم کا حکم منفق علیہ مباح کی تحریم سے بڑھ کرہے'۔

اورانہیں میں شہاب الدین خفاجی حفی رحمہ اللہ تعالی ہیں جھوں نے شرح شفامیں فرمایا: نبی پاک اللہ اورانہیں میں شہاب الدین خفاجی حفی رحمہ اللہ تعالی ہیں جھوں نے شرح شفامیں فرمایا: 'لعن اللہ او و مساجد''، ''اللہ ان لوگوں پرلعنت فرمائے جھوں نے اپنے انبیا کی قبرول کو مسجد بناڈ الا' اس کے بعد فرمایا کہ: یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ یہی حدیث ابن تیمیہ اوراس کے متبع جیسا کہ ابن قیم کے لیے اس بات کا داعی اور محرک بنی کہ انھوں نے وہ بری باتیں کہیں جن کے سبب علمانے ان کی تکفیر کی ،اورامام بنی نے اس سلسلے میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ۔ ابن تیمیہ نے یہ شنیع بات کہی کہ نبی اکرم کی کے روضۂ اقدس کی زیارت ،اوراس بارگاہ عالی کا سفر کرنا ممنوع ہے حالاں کہ آپ کی ذات اقدس اس کا حسین مصداق ہے:

"لمهبط الوحيحقا ترحل النجب وعند ذلک المرجی ينتهي الطلب" مهبط وحی کی طرف خوش رفآراونٹنیاں رواں دواں ہیں۔ اسی امیدگاہ کے پاس امید وتمنا پوری ہوتی ہے۔

دراصل ابن تیمیہ کو یہ وہم ہوا کہ اس نے بے جاخرافات کرکے جانب تو حید کی حمایت کی ہے، ایسے خرافات عاقل سے صادر نہیں ہوتے چہ جائے کہ فاضل سے ۔سامحہ اللہ تعالیٰ'۔شہاب الدین خفاجی کی عبارت ختم ہوئی۔

اورانہیں میں امام عبدالرؤف مناوی شافعی (صاحب فیض القدیر رحمہ اللہ تعالی) نے شرح شائل میں فرمایا: ابن قیم نے کہا کہ اس کے شخ ابن تیمیہ نے یہ ذکر کیا کہ:'' مصطفی کی نے اپنے رب کو اپنے دونوں ہاتوں شانوں کے درمیان رکھے ہوئے دیکھا تو اس مقام کوزلف سے مزین و مکرم فرمایا''۔شارح ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالی نے اس کار دیوں فرمایا کہ یہ ان دونوں کی فتیج گمراہی ہے، اس کی بنیا دان دونوں کے اس باطل مذہب پر ہے کہ وہ اللہ تعالی کے لیے جہت اورجسم ثابت مانتے ہیں، اللہ تعالی ظالموں کی بکواس سے ب

حد برتر وبلندہے۔

مناوی نے بیدذ کر کر کے فرمایا: میں کہتا ہوں: ان دونوں کا مبتدع اور بد مذہب ہونا تولائق تسلیم ہے کیکن اس کی بنیاد خاص مسکلہ تجسیم کو قرار دینا درست نہیں۔

## (۱) ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وصال پر ملال کاغم کیوں نہ ہو؟

ابن تیمیہ نے اس بات کی تصریح کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ثم وصال کا کوئی فائدہ نہیں، اگر آپ کے ثم وصال کا کوئی فائدہ نہیں، اگر آپ کے ثم وصال کا کوئی فائدہ ہوتا تو آپ کا غم وصال ابو بکررضی اللہ تعالی عنہ کو کمز ورونا تواں کر دیتا، حالاں کہ نبی پاک ﷺ کے وصال کے وقت آپ کوالیا غم نہ ہوا جسیا کہ غار میں ہوا تھا، دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے خم وصال کا کوئی فائدہ نہیں۔

بهلامدینه کیوں کرتاریک نه ہوگاجب که الله تعالی کا ارشادہے: ﴿ قَدُجَآءَ كُمُ مِنَ اللّٰهِ نُوُرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيُنٌ ﴾ [المائده-١٥:۵]

<sup>(</sup>۱) انس کی حدیث میں ہے: لما کان الیوم الذی قدم فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم المدینة اضاء منہا کل شیء" رسول اللہ بین جارہ میں جارہ ماہاں ہوئ آپ کے انوار سے سارامہ بین روثن ہوگیا۔امام احمہ نے اس کی تخ تع کی (۲۲۸/۳) اور ترفری (۵۸۸/۵) نے بیحد بیث تخ تع کی ،اور ترفری نے بیکہا کہ بی حدیث غریب صحیح ہے۔اورابن ماجہ (۱۲۲۸) نے تخ تع کی ،اورابن حبان نے اس کوضیح کہا (۱۲۱۰۲) اور حاکم نے مشدرک (۱۲۹۸ میں تخ تع کر کے کہا کہ: مسلم کی شرط پرضیح ہے، اوران دونوں (شیخین) نے اس کی تخ تع نہ کی ۔اور الفیاء نے الحقارۃ میں (۱۲۸۷ میں جو کہا کہ: مسلم کی شرط پرضیح ہے، اوران دونوں (شیخین) نے اس کی تخ تع نہ کی ۔اور الفیاء نے الحقارۃ میں (۱۲۸۲ میں ۱۳۸ میں اس کی تھیج کی اور کہا کہ اس کی سند صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔اورابولیعلی (۱۲۰۱۱)،اورعبد بن حمید (۱۲۸۳) اور ابن سعد نے طبقات سند صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔اورابولیعلی (۱۲۰۱۱)،اورعبد بن حمید (۱۲۸۳) تخ تع کی اورحافظ نے فتح الباری (۱۲۵۸ میں کہا کہ: بزاز نے سند جید کے ساتھا س حدیث کی تخ تع کی ۔

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب۔

ائمہ سلف وخلف کے ارشاد کے مطابق اس آیت کریمہ میں نورسے مراد نبی پاک ﷺ کی ذات پاک ہے۔ (۱)

آپ پرلوگ کیوں اشک بار اورغم ناک نہ ہوں گے جب کہ آپ کے رب نے آپ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمُ وَ أَنْتَ فِيْهِمُ وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمُ وَهُمُ يَسْتَغُفِرُونَ ﴾ [الانفال-٨: ﴿وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمُ وَهُمُ يَسْتَغُفِرُونَ ﴾ [الانفال-٨: ٣٣] اور الله کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے مجبوبتم ان میں تشریف فرما ہوا ور اللہ انہیں عذاب کرنے والانہیں جب تک وہ بخشش ما نگ رہے ہیں۔ (کنز الایمان)

''ستارے آسان کے لیے امان ہیں جب ستارے روپوش ہوجا کیں گے تو آسان کووہ پنچے گاجس کا اس سے وعدہ ہے، اور میں اپنے اصحاب کے لیے امان ہوں، جب میں رفیق اعلی سے جاملوں گا تو میرے صحابہ پروہ گزرے گاجس کا ان سے وعدہ ہے، اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں جب میرے صحابہ چلے جاکیں گے تو میری امت پروہ پہنچے گاجس کا اس سے وعدہ ہے'۔ (۲)

<sup>(</sup>۱) ائکہ مفسرین نے اس کی تصریح فرمائی مثلا طبری نے اپنی تفسیر میں (۱۲۱۲۱) اور جعفر نحاس نے معانی القرآن میں (۱۲۸۲۲) اور المسیر میں (۱۲۵۳) اور المسیر میں (۱۲۵۳) اور المسیوطی (۱۳۹۳) اور آلوی نے روح شعالی (۱۲۷۲) اور بیضاوی (۱۲۷۲) اور نفی (۱۲۷۲) اور المعانی (۱۲۲۲) میں اور شوکانی نے فتح القدیر میں (۲۲/۲)۔

<sup>(</sup>۲) احمد نے اس حدیث کی تخریخ کی (۳۹۸،۴۳) اور مسلم (۱۹۲۱،۴۳) اور ابن حبان (۲۳۲،۱۲) وغیر ہم نے ، اور پیٹمی نے مجمع الزوائد (۳۱۲،۱۲) میں کہا: طبرانی نے ثلاثہ (صغیر واوسط و کبیر تینوں کتابوں) میں اسے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

اور عمر بن محمد بن زید بن عبدالله بن عمر نے فر مایا: ابن عمر جب بھی رسول الله کا ذکر فر ماتے آپ کی آئیسیں اشک بار ہوجا تیں اور اس ارض مقدس سے جب بھی گذرتے اپنی آئیسیں بند فر مالیے۔ (۱)

اور امام احمد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ زہری نے فر مایا: مجھے انصار کے ایک ثقة مخص نے بیخبردی کہ انھوں نے عثمان بن عفان رحمۃ الله تعالی علیہ سے یہ بیان کرتے سنا کہ نبی پاک کے اصحاب میں سے پچھلوگ آپ کے وصال پر عددرجہ مگین ہوئے ، ایسا لگ رہاتھا کہ بعض صحابہ وسوسہ میں بڑجا ئیں گے۔ (۲)

اور عبدالله بن مسعود نے فر مایا: میر کے گمان میں عمر کی شہادت کے دن بر کے گھر انوں کو چھوڑ کر مسلمانوں اور عبدالله بن مسعود نے فر مایا: میر کے گمان میں عمر کی شہادت کے دن بر کے گھر انوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کا کو کئی گھر انسانہ تھا جو سو گوار نہ ہوا ہو۔ (۳)

ان حقائق وشواہد کے بعدرسول اللہ ﷺ کے وصال کاغم نہ منانے والوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال

?~

<sup>(</sup>۱) عمر بن محمد بن زید بن عبدالله بن عمر کے اثر کی روایت بیہق نے المدخل الی اسنن الکبری (۱۴۸۱) میں کی ، اور حافظ ابن جمر نے الاصابة (۱۸۵،۷) میں بیہق کی طرف اس کی نسبت زید میں کی اور پیکھا کہ: سیح سند سے مروی ہے اور پیکھی کہا کہ: دارمی نے تاریخ ابوالعباس سراج میں سند جید کے ساتھ اس کواس طریق سے تخریج کیا۔

<sup>(</sup>۲) احمد نے اس کی تخریخ کی (۱۰۱) اور معمر بن راشد نے اپنی جامع (۱۱ر۲۸ ۲۸۱) اور ابویعلی (۲۱۱)، اور ابن سعد نے طبقات میں (۳۱۲،۲ تخریخ کی اور میٹمی نے مجمع الزوائد میں (۱–۱۵،۱۴) کہا: ''احمد وطبر انی نے اختصار کے ساتھ اوسط میں ، اور ابویعلی نے بتمامہ اور برزاز نے اسی طرح روایت کیا، اور اس میں ایک نامعلوم راوی ہیں زہری نے ان کی توثیق کی ہے، اور ان کو جہم کہا، اور میں نے اسے ان کی سند کے ساتھ ذکر کیا تا کہ منقطع سند سے میری کتاب کا آغاز نہ ہو۔ اھ

ا) ابن ابوشیبہ (۲۸۵۷) اور طبر انی نے کبیر میں (۱۲۱۷) اس کی تخریخ کی ، اور هیٹی نے مجمع الزوائد (۲۵۵۷) میں کہا:

''طبر انی نے اس کو ایس سندوں اور ایسے راویوں سے روایت کیا جن میں بعض صحیح کے رجال ہیں ، میں کہتا ہوں: اور ابن ابو
شیبہ کی اسناد بھی صحیح ہے ، اور اس کے رجال ، رجال صحیح کے ائمہ اعلام سے ہیں اور وہ تقریبا طریق طبر انی ہے جس کو ہیٹٹی نے
صحیح کہا ، مگر حسین بن علی جعفی رجال صحیح سے ہیں اصحاب ستہ نے ان کی روایت لی ہے اور حافظ مزی نے (تہذیب الکمال صحیح کہا ، مگر حسین بن علی جعفی رجال صحیح سے ہیں اصحاب ستہ نے ان کی روایت لی ہے اور حافظ مزی نے (تہذیب الکمال کے بارے میں کہا: ثقہ عابد ہیں ، احمد نے کہا: میں نے ان سے بہتر نہ دیکھا اور تکی بن معین

# (٢) افضل الخلق ﷺ، سيره فاطمه اور سيرنا صديق اكبررضي الله تعالى

## عنهما كي شان اقدس ميں ابن تيميد كي گستاخياں

ابن تیمیہ نے درج ذیل امور کی تصریح کی:

- (۱) ابوبکرکورسول اللہ ﷺ کغم وصال سے یک گونہ ضعف لاحق ہوتا۔

  - (٣) رسول الله ﷺ برمحض غم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔
- (۳) رسول الله ﷺ برغم کرنے والا مذموم انسان ہے،اس لیے کہ وہ ایسی فوت شدہ چیز برغم کر رہا ہے جسے واپس لوٹا مانہیں حاسکتا۔
- (۲) بلاشبہ ابوبکر کاغم فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہائے غم سے کامل تر ہے،اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ پرآپ کاغم بلاشبہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہائے م سے بہت کم ہے۔
- ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۸۸۹ ۲۵۹-۲۵) میں حضورا قدس ﷺ پرسیدہ فاطمہ اور سیدنا صدیق اکبررضی اللّٰد تعالیٰ عنہما کے فیم کا جائزہ لیا ، اور شہد میں زہر چھیائے ہوئے کہا:
- ''نبی ﷺ پرآپ کاغم اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کوحضور سے کامل دوستی اور محبت وخیرخواہی تھی ، آپ ہمیشہ حضور کی مکمل حفاظت و پاسبانی اور آپ کا دفاع فرماتے ، اور آپ سے ایذاد فع فرماتے اور بیرایمان کاعظیم ترین حصہ ہے۔

وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا اور سفیان بن عیدنہ سین جعفی کی دست بوسی کرتے اور کہتے: مجھے اس پر تعجب ہے جو کوفہ سے گذرے اور حسین جعفی کی پیشانی کونہ چو ہے،اور تکی بن تکی نیشا پوری نے کہا:اگر کوئی ابدال رہ گئے ہیں تو وہ حسین جعفی ہیں۔المخ

- ا) ان ساری چیزوں کے باوجود آپ کو حضور کے م کے سبب یک گونہ ضعف لاحق ہوتا۔
- ۲) سیاس بات کی دلیل ہے کہ آپ کواس بات کا حکم ہے کہ ان اوصاف سے متصف رہیں اورغم نہ کریں۔
- ۳) کیوں کم محض غم کا کوئی فائدہ ہیں ،اور بیاس بات کی بھی دلیل ہے کئم نہ کرنا کوئی مذموم جرم و گناہ ہیں۔ پھر کہا:
- '' یہ شیعہ وغیرہ فاطمہ کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ: آپ کونبی کے وصال کا ایساغم ہوا جونا قابل بیان ہے، آپ نے فمول کے گھر کی عمارت تغیر فرمائی بیلوگ فاطمہ کے اسٹم کو فدموم نہیں کہتے۔
  - ۴) حالانکه بیفوت شده چیز کاغم ہے جسے واپس ہونانہیں۔
- ۵) اورابوبکرکوآپ کی حیات میں صرف اس خوف کے سبب غم ہوا کہ کہیں آپ جام شہادت نوش نہ فرما جائیں آپ کا دیا ہواتو آپ جائیں آپ کا دیا ہواتو آپ کا دیا ہواتو آپ کو ایساغم نہ ہوااس لیے کہ اس غم کا کوئی فائدہ نہیں۔
  - ٢) اس سے معلوم ہوا كہ ابو بكر كاغم بلا شبہ فاطمہ كے فم سے كامل ترہے۔

### ابن تیمید کے تبعین سے ہمارے مواخذے:

کیارسول الله ﷺ ضعیف و کمزورہوگئے تھے، یا آپ کوضعف لاحق ہوگیا تھاجب آپ اپنے فرزند ارجمند، لخت دلبند حضرت ابراہیم کے وصال پر کبیدہ ورنجیدہ ہوئے؟

انس ابن ما لك فرمات بين كم نبى الله في غرمايا: "إن العين تدمع، والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضى ربنا، وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون "-

''یقیناً آئکھیں اشک بار ہیں، اور قلب رنجیدہ وغم ناک ہے، اور ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پیند ہے، اوراے ابراہیم! ہمیں بلاشبہ تمہاری جدائی کاغم ہے''(ا)

علاوہ ازیں ابن تیمیہ کے زغم کے مطابق یہ فوت شدہ چیز ہے جسے واپس ہونانہیں۔

(۱) بخاری (۱۸۳۹،۴۳۸) اورسلم (۱۸۰۷-۱۸) نے بیحدیث تخ یکی۔

ابن تیمیہ کے پیروکارہمیں بتائیں:

جب زید بن حارثہ جعفر بن ابوطالب، اور عبداللہ بن رواحہ غز وہ موتہ میں شہید ہوئے تو ان کی شہادت کے غم کی وجہ سے کیار سول اللہ ﷺ کر ور ہوگئے تھے، یا آپ کو ضعف لاحق ہوگیا تھا؟ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے سیدہ عائشہ صدیقہ فر ماتی ہیں کہ: جس وقت رسول اللہ ﷺ بیٹھے آپ پڑم کے آثار نمودار تھے۔(۱) علاوہ ازیں ابن تیمیہ کے خیال کے مطابق یہ فوت شدہ چیز ہے جس کووایس ہونا نہیں۔ ہم ابن تیمیہ کے ریزہ خواروں سے کہتے ہیں:

بئے معونہ میں قرائے صحابہ کی شہادت کے تم کے سبب کیار سول اللہ ﷺ کمزور ہوگئے تھے، یا آپ کوضعف لاحق ہوگیا تھا، امام بخاری نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ: رسول اللہ ﷺ نے قرائے صحابہ کی شہادت کے وقت ایک ماہ تک قنوت پڑھی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی ایسا شدیدر نجیدہ وغم ناک نددیکھا۔ (۲)

حالاں کہ ابن تیمیہ کے گمان کے مطابق بیایک فوت شدہ امرہے جسے واپس ہونانہیں۔

### ره گياسيده فاطمه رضي الله تعالى عنها كاغم واندوه:

توامام بخاری نے اپنی صحیح وغیرہ میں ثابت سے بروایت انس تخریج کی کہ جب نبی کریم کیے سخت بیار ہوئے تو آپ پڑشی طاری ہونے لگی تو فاطمہ نے کہا: ہائے اباحضور کی تکلیف، یہ س کرحضور نے فاطمہ سے فرمایا: ''آج کے بعد تمہارے والدکو بھی تکلیف نہ ہوگی''جب آپ کا وصال ہوگیا تو فاطمہ نے کہا: ہائے اباحضور آپ کا مقام جنت الفردوس بنا، ہائے اباجان ہم اباحضور آپ کا مقام جنت الفردوس بنا، ہائے اباجان ہم جبریل کو آپ کے وصال کی خبردیں گے، تدفین کے بعد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہانے کہا: اے انس! کیارسول اللہ جبریل کو آپ کے وصال کی خبردیں گے، تدفین کے بعد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہانے کہا: اے انس! کیارسول اللہ

<sup>(</sup>۱) بخاری نے اس کی تخ تئے کی (۱/ ۳۳۷) باب من جلس عندالمصیبة یعرف فیه الحزن اور سلم (۱۳۳/۲) نے بھی تخ تئے کی۔

<sup>(</sup>۲) بخاری نے بہ حدیث تخ تابح کی (۱ر۳۲۷)

#### الله كوسير دخاك كرناتهبين احيمالكا؟

حاکم نے متدرک میں اضافہ کر کے کہا: سعید بن منصور نے اپنی حدیث میں بروایت اسامہ اضافہ کرکے کہا: میں نے ثابت بنانی کو اس حدیث کی روایت کے وقت اس قدرروتے دیکھا کہان کی پہلیاں مضطرب ہوجا تیں۔(۱)

اور محمد بن علی نے سیدہ فاطمہ کا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ: رسول اللہ کے وصال کے بعد آپ کو ہنتے ہوئے نہ دیکھا گیا سوااس کے کہلوگوں کو آپ کے دانت کے کنارہ کے بارے میں شک ہوا ہو۔ (۲) ہنتے ہوئے نہ دیکھا گیا سوااس کے کہلوگوں کو آپ کے دانت کے کنارہ کے بارے میں شک ہوا ہو۔ (۲) اور عبداللہ بن حارث فرماتے ہیں: بی کریم کی کے بعد فاطمہ آپ کے غم میں پیھلتی ہوئی چھ ماہ زندہ رہیں۔ (۳)

# سيدناابوبكرصديق رضى الله تعالى عنه كاغم:

''آپ نے حضوراقدس ﷺ پر نوحہ خوانی کی، حضور کے وصال کے بعد جب آپ کے پاس پنچے تو اپنادہن آپ کی چشمان مبارک پر، اور اپنے ہاتھ آپ کی دونوں کنپٹی پررکھ کرعرض کیا: ہائے اللہ کے نبی، ہائے اللہ کے خلیل، ہائے اللہ کے صفی ۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے: یا نبیاہ یاصفیاہ، اے اللہ کے نبی، اے اللہ کے صفی ۔ (م)

## اورر ہاحضرت عمر بن خطاب رضی الله تعالی عنه کاغم واندوہ تو آپ اس قدر کبیدہ خاطر ہوئے کہ

- (۱) امام بخاری (۱۲۹۱/۳) ابن حبان (۱۱۸۱۹ه)، اور حاکم نے مشدرک میں (۱۷۳۱) تخ تح کیا، اور حاکم نے یہ کہا: سعید بن منصور نے اپنی حدیث میں بروایت اسامہ اضافہ کر کے کہا کہ: میں نے حماد بن یزید سے یہ کہتے سنا کہ میں نے ثابت بنانی کواس حدیث کی روایت کے وقت اس قدرر وتے دیکھا کہان کی پسلیاں مضطرب ہوجا تیں۔
- (۲) طبرانی نے مجم کبیر (۳۹۹/۲۲) اور ابونغیم نے حلیۃ الاولیاء (۳۳/۲) میں اس کی تخریج کی، اور میثمی نے مجمع الزوائد (۲) در الر۲۱۲) میں کہا: طبرانی نے بیحد بیث روایت کی اور اس کے رجال میں۔
  - (۳) زہی نے سیرا علام النبلاء (۱۲۸/۲) میں اسے ذکر کیا۔
    - (۴) طیالی نے (۱ر۲۱۷)اسے تخ تج کیا۔

فرمایا:من قال إن محمدا قد مات قتلته'' جو شخص بیے کے گا کہ محمدکا وصال ہو گیا میں اسے تل کردوں گا''(ا)
مجھے نہیں معلوم کہ ابن تیمیہ نے کیسے بی تھم لگایا اور کس شیطان نے اس کو بیہ بتایا کہ حضور کے وصال کے
بعد ابو بکررضی اللہ تعالی عنہ آپ پر کبیدہ ورنجیدہ نہ ہوئے جیسا کہ غار میں کبیدہ ورنجیدہ ہوگئے تھے؟

حضور کے وصال کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے ثابت قدم رہنے کا یہ معنی نہیں کہ آپ کو سخت رہے وغم نہ ہوا۔ امت کو ضیاع اور افتر اق وانتشار سے بچانے کے لیے آپ ہی کا بیاہم موقف تھا کہ خاص اہل اللہ میں سے ایک اہم شخص کی ضرورت ہے، سید ناعمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کا یہی حال تھا، اللہ عز وجل نے آپ کو آپ کو آپ کے اہم موقف پر قائم رکھا، اور اس پر آپ کی مدوفر مائی ۔ تو کیا ابن تیمیہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عناکی اس شات قدمی کو یہ جھتا ہے کہ آپ حضورا قدس کے پر کبیدہ ورنجیدہ نہ ہوئے، یا یہ کہ بہت کم غم ناک ہوئے اس لیے کہ آپ رفتی اعلی سے جاملے؟

ابن تیمیہ نے اس تکتہ کی طرف التفات نہ کیا کہ جس طرح رسول پاک کے اہل میں جگر گوشئہ رسول سیدہ فاطمہ، رسول پاک سے سب سے پہلے جاملیں، اسی طرح کبار صحابہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ کے وصال کے بعد آپ سے سب سے پہلے جاملے، اگر آپ چا ہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ شدت غم کی وجہ سے ایسا ہوا، یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضور اقدس کے کمال شوق میں ایسا ہوایا دونوں کی وجہ سے۔

رسول پاک کی امت آپ پر کیون غم ناک اوراشک بارنه ہو جب کہ خود آپ نے ارشا وفر مایا:

''من أصيب بمصيبة فليذكر مصيبته بي فإنها من أعظم المصائب، جس پركوئي مصيبت آئوايني مصيبت مين اوكرلياكر على كيول كه بيسب سے برئي مصيبت ہے''۔ (۲)

<sup>(</sup>۱) اصل واقعه یخاری (۱۳۲۱/۳)، این ماجه (۵۲۰/۱) اور حاکم (۳۱۸/۳) وغیر بهم میں موجود ہے۔

<sup>(</sup>۲) حدیث "من أصیب بسمصیبة فلیذ کر مصیبته بی فإنها من أعظم المصائب "حدیث حسن ہے۔ اگراپ تمام طرق سے حیج نہیں بھی ہو، تو بطریق عا نشرضی اللہ تعالی عنہا ابن ماجہ نے (۱۸۰۱۵) اور طبر انی نے اوسط (۳۱۵/۲۳) اور صغیر میں (۳۲۵/۱۱) اور بیہق نے شعب الایمان میں (۲۳۹/۷) اور ابن عبدالبر نے تمہید میں (۱۲۲۸) اس کی تخ بیج کی

اورسلمان اورابودردامسلسل مغموم رہے، ان دونوں حضرات نے خودکہا: تین چیزوں نے مجھے کبیدہ واشک بارکیا: مجمد ﷺ اورآ ہے کی جماعت کا فراق الخ'' (ا)

اور عمار بن ياسركوا بني شهادت كوفت كامل خوشى بموئى خودانهول في مرايا: "اليوم ألقى الأحبة محمدا وحزبه" آج اين دوست واحباب محمدا وحزبه "آج اين دوست واحباب محمدا وحزبه "آج اين دوست واحباب محمدا وحزبه "آج اين دوست واحباب محمدا و حزبه "آج اين دوست واحباب محمدا و حزبه "آج المحمد و المحم

جبرسول الله ﷺ نے ککڑی کامنبراختیار فر مایا تو تھجور کا تنا (آپ کے فراق سے) مغموم ہوا تورفیق اعلی کی طرف حضور کے انتقال کے بعدتمہارا کیا خیال ہے؟

سنن داری میں ہے کہ انس بن مالک نے فر مایا: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن مسجد میں ایک کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑ ہے ہوتے ، توایک روی نے آ کرعرض کی: کیاحضور کے لیے کوئی ایسی چیز بنادیں جس پر جلوس فر مائیں اور ایسامعلوم ہو کہ آپ قیام میں ہیں تواس نے آپ کے لیے ایک منبر بنایا جس کی دوسیر ھیاں تھیں اور تیسرا درجہ بیٹھنے کے لیے تھا، جب حضور اقدس ﷺ منبر پر جلوہ بار ہوئے تو آپ کے میں کھجور کے تنے سے اور تیسرا درجہ بیٹھنے کے لیے تھا، جب حضور اقدس ﷺ منبر پر جلوہ بار ہوئے تو آپ کے میں کھجور کے تنے سے

ہے،اورہیثی نے مجمع الزوائد (۱۵۲۹) میں اس کوضعیف کہا،اورعبراللہ بن جعفروالدعلی بن مدینی کے سبب معلل کہا کہ وہ ضعیف ہیں جین جیں جیس جیسا کہ مجلو نی نے کشف الحفا (۱۸۵۸) میں ان کوضعیف کہا، اور بطریق ابن عباس، پہتی نے شعب الایمان (۱۲۹۸) میں اس کی تخ ت کی ،اور بطریق سابط تجمی طبرانی نے بیر (۱۲۷۷) میں اور پہتی نے شعب الایمان (۲۳۹۸) میں اس کی تخ ت کی ، اور حافظ نے اصابہ (۳/۳) میں اس کوتتی بن مخلداور باور دی اور ابن شاہین کی طرف (۲۳۹۸) میں اس کی تخ ت کی کی ، اور حافظ نے اصابہ (۳/۳) میں اس کوتتی بن مخلداور باور دی اور ابن شاہین کی طرف منسوب کیا اور کہا: اس کی سندھن ہے لیکن اس میں علقمہ پراختلاف ہے، اور عبد الرزاق نے بطریق عبد الرحمٰن بن سابط مرسلا اس کو بسند جیر تخ ت کی کیا (۵۲/۳ میں اسد جیر تخ ت کی کیا (۵۲/۳ میں اور ابودر دا کی تخ ت کی اور اثر ابودر دا کی تو تن بیش نے نہ میں دوروں میں اس کور وایت کیا۔

(۲) حاکم نے متدرک (۳۲۵/۳) اورطبرانی نے اوسط (۲/۱۳۰) اورابونعیم نے حلیہ (۱۲۲۱) اورابن عبدالبر نے استیعاب (۲) حاکم نے متدرک (۱۳۹۸) میں اس کی تخ تئ کی ،اور شیٹمی نے مجمع الزوائد (۲۹۲،۲۹۵) میں کہا کہ:طبرانی نے اوسط میں اوراحمہ نے اختصار کے ساتھ اس کوروایت کیا ،ان دونوں کے رجال حیج کے رجال ہیں۔

بیل کی می آ وازنمودار ہوئی جس سے پوری مسجدگونج گئی، حضور نے منبر سے انز کراس کواپنے سے لگالیا جب آپ نے اس کو چمٹالیا تواس پرسکوت طاری ہوگیا پھر آپ نے فرمایا: ''والمذی نیفسسی بیدہ لولم ألتز مه مازال هلک خدا حتی تقوم الساعة حزنا علی رسول الله ﷺ '' ''قتم ہے اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے اپنے (سینے، گلے) سے نہ لگالیتا تواللہ کے رسول ﷺ کے نم میں قیامت قائم ہونے تک مسلسل اس کی بہی حالت و کیفیت رہتی' اس کے بعدرسول پاک کے تھم پراسے فن کر دیا گیا''() ابن تیمیداوراس کے حامیوں کو چھوڑ کرتمام انسان و جنات اور جمادات ونبا تات، حضور کے وصال جا نکاہ الیک میں سے ان تمام حضرات کا احاط کرتا ،

ی یی بیدہ ہو گئے،اگر گفتگوطویل ہونے کا خوف نہ ہوتا تو صحابہ و تابعین وغیر ہم میں سے ان تمام حضرات کا احاطہ کرتا، جواپئے آبااوراولا دیاا پنے کسی عزیز کے فراق ووصال پڑم ناک ہوئے اور کسی نے اس پر کئیر نہ کی۔

# (۳) ابن تیمینہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہاہے، اوراگر جانتا تو علماس کے قول کے سبب اس کی تکفیر کرتے:

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۸۸۸ ۲۹۰۴۲) میں کہا:

"رسول الله الله على الله على الله على الله على الله على الله عزوجال كے منع فرمانے سے قبل آپ كى بيد طاعت وفر مال بردارى تھى، جيسا كەسركاركے منع فرمانے سے پہلے ابوبكركى كبيدگى طاعت وفر مال بردارى تھى، جيسا كەسركاركے منع فرمادياس كے بعدسے ابوبكركبيدہ ورنجيدہ نه موئة قرمادياس كے بعدسے ابوبكركبيدہ ورنجيدہ نه موئة تو پھريد كيسے ہوسكتا ہے كہ ابوبكر سركار پركبيدہ ہوئے ہوں جب كه يمكن ہے كه آپكواس روز سرے سے فم ہى نہ ہوا ہو، خود الله عزوجال نے حضور كوكبيدہ خاطر اور رنجيدہ دل ہونے سے منع فرمايا اور ارشاد فرمايا:

﴿ وَ لَا تُطِعُ مِنْهُمُ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴾ [الانسان-٢٨:٢٣] اوران مين كسى گنه گارياناشكر \_ كى بات نيسنو\_

<sup>(</sup>۱) دارمی (۳۲۷) اور ضیامقدی نے مختارہ (۳۵۷/۳)، اور لا لکائی نے اعتقادا ہل السنة (۳۸/۷۹۹،۷۹۹) میں اس کی تخریخ سج کی۔

میں کہتا ہوں:

(۱) ابن تیمیه کاحال یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو ورط ُ ہلاکت میں ڈالتا ہے اس لیے کہ اس کے گزشتہ کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اکثر اللہ عز وجل کی نافر مانی کی ہے، اس لیے کہ وہ یہ کہتا ہے :''رسول اللہ ﷺ کا فرول کے کفروا نکار کے سبب کبیدہ ورنجیدہ ہوتے تھے اور اللہ عز وجل کے منع فر مانے سے قبل یہ اللہ کی اطاعت وفر مال برداری تھی''۔

ابن تیمیہ سے ہمارا کہنایہ ہے کہ چلیے مان لیتے ہیں کہرسول کے بھی کبیدہ ہوئے اور یہاللہ تعالیٰ کی اطاعت تھی، پھراس کے بعد اللہ عزوجل نے آپ کواس رنج وغم سے منع فرمادیا تواس وقت کیا تھم ہو گاجب سرکار بار بارکبیدہ ورنجیدہ ہوتے کیا آپ گناہ گار قراریا کیں گے والعیاذ باللہ تعالی ،اللہ تعالی بار آپ کومنع فرمار ہاہے اور آپ اس کونہیں مان رہے ہیں یکسی کجونہی ہے۔

الله تعالیٰ کاارشادہے:

﴿ وَلَا تَحْزَنُ عَلَيْهِمُ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمُكُرُونَ ﴾ [الخل-١١-١٢]

ترجمہ: ۔اوران کاغم نہ کھا ؤاوران کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔

اورالله تعالی فرما تاہے:

﴿ فَلا يَحُزُنُكَ قَوْلُهُمُ ﴾ [يُس-٢١:٣٦]

ترجمه: ـ توتم ان کی بات کاغم نه کرو ـ

اورالله تعالیٰ کاارشادہے:

﴿ وَمَنُ كَفَرَ فَلا يَحُزُنُكَ كُفُرُهُ ﴾ [لقمان-٢٣:٣١]

ترجمہ:۔اورجوکفرکرےتوتم اس کے کفریے ثم نہ کھاؤ۔

اس کےعلاوہ اور بہت سی آبیتیں ہیں۔

کیارسول ﷺ نے اللہ عزوجل کے باربار منع فرمانے کے باوجود بارباراس کی نافرمانی کی؟ یا"لاتحزن

علیہم" سے نبی کریم کی کی تسکین خاطراور تسلی قلب مقصود ہے، ابن تیمیہ کے ہم کے مطابق طاعت و معصیت مقصود نہیں ورندایک دوسری مصیبت پیدا ہوگی ، کیکن ابن تیمیہ کے یہاں یہ آفت ومصیبت نہیں اس لیے کہ اس کے نزدیک انبیا معصوم نہیں ، ان سے معاصی کا وقوع ممکن ہے جبیبا کہ ہم عنقریب درج ذیل ان آیوں کے تحت ذکر کریں گے:

آیت کریمه:

﴿ وَوَضَعْنَا عَنُكَ وِزُرَكَ 0 الَّذِي أَنْقَضَ ظَهُرَكَ ﴾ [الشرح-٣،٢:٩٣] اورتم پرتے تہاراوہ بوجھا تارلیاجس نے تہاری پیڑتوڑی تھی۔

اورآیت شریفه:

﴿إِنَّا فَتَحُنَا لَكَ فَتُحًا مُّبِينًا ٥ لِيَغُفِرَلَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنُ ذَنُبِكَ وَمَا تَأُخَّرَ ﴾ [الله مَا تَقَدَّمَ مِنُ ذَنُبِكَ وَمَا تَأُخَّرَ ﴾ [الله مَا تَقَدَّمَ مِنُ ذَنُبِكَ وَمَا تَأُخَّرَ ﴾ [الله مَا تَقَدَّمَ مِنُ ذَنُبِكَ وَمَا تَأُخَّرَ ﴾

بے شک ہم نے تمہارے لیے روش فتح فر مادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے تمہارے چھلوں کے۔ تمہارے پچھلوں کے۔

ابن تيميه كايد خيال به كدرسول الله الله الله الله الله الله وإنّا إلله وإنّا الله وزغم الوكيل [آل عمران-٣:٣] رصح من المعرف من الله ويغم الوكيل الله والمعران-١٥٣] رصح من المن الله والمناه و

(۲) ابن تیمیدکاید کہنا: ''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ابو بکر سرکار پر کبیدہ ہوئے ہوں، جب کہ بیمکن ہے کہ آپ کواس روز سرے سے غم ہی نہ ہوا ہو، خود اللہ عزوجل نے حضور کو کبیدہ خاطر اور رنجیدہ دل ہونے سے منع فرمایا''
ایک الگ مصیبت ہے اس لیے کہ گزشتہ سطور میں اس کا یہ خیال گذر چکا کہ حضور کے یوم وصال پر ابو بکر کوایسارنج نہ ہوا جیسا کہ غار میں ہوا تھا، اور اس وقت وہ یہ کہدر ہاہے کہ مکن ہے کہ اس روز ابو بکر کو

سرے سے پیچھم ہی نہ ہوا ہو' بیعنی حضور کے وصال کے بعد ابو بکر کورسول اللہ ﷺ پر بالکل پیچھم نہ ہوا۔ ناظرین کرام غور وفکر کے بعد خود فیصلہ کریں ، اس سے پیشتر ارباب علم ودانش کا فیصلہ گذر چکا کہ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ (۱۰۹) میں بیکھا:

''وہ مختلف فنون میں کلام کرتا ہے مگراس کی عقل میں کمی ہے''۔

اورحافظ ولى الدين عراقى نے حافظ ابن فهد كے سوال كے جواب "الأجوبة المرضية عن الأسئلة المكية" ميں فرمايا:

''لیکن وہ و بیابی ہے جبیبا کہ اس کے بارے میں کہا گیا کہ: اس کاعلم اس کی عقل سے زیادہ ہے'۔
اور علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی نے شرح زرقانی علی المواہب اللد نیہ (۳۰۵۸۸) میں فرمایا:
''اس شخص نے انصاف کیا جس نے اس کے بارے میں بید کہا کہ: اس کاعلم اس کی عقل سے زیادہ ہے'
اور صلاح صفدی نے کہا: شیخ امام علامہ تقی الدین احمد بن تیمید رحمۃ اللّہ علیہ کاعلم حد درجہ وسیع تھا، اور ان کی عقل ناقص تھی، جس کے سبب وہ ہلا کت گاہوں اور تنگیوں میں پڑ جاتے اھے شواہد الحق ۱۸۹ میں علامہ نبہانی نے الیہ ای نقل کیا۔

# (٢) ابن تيميه كا فلسفه

ابن تیمیہ کے فلسفہ کے شمن میں میہ بات ثابت ہو چکی ہے کئم کا کوئی فائدہ نہیں،اس نے اپنے فیاوی کے مجموعہ (۱۷/۱–۱۷) میں کہا:

(اورابیااس لیے ہے کہ اس کا نہ تو کوئی نفع ہے، اور نہ اس سے کوئی تکلیف و مصیبت دور ہوتی ہے اس لیے اس میں کوئی فائدہ نہیں، اور جس چیز کا کوئی فائدہ نہ ہواللہ اس کا حکم نہیں فرما تا، ہاں ایسا شخص گناہ گار نہ ہوگا جب کہ اس کے غم میں کسی حرام چیز کی آمیزش نہ ہوجسیا کہ مصیبتوں پرغم منایا جاتا ہے، جیسا کہ نبی کریم کے فرمایا:"إن الله لایو اخد علی دمع العین و لاعلی حزن القلب و لکن یو اخذ علی هذا فرمایا:"إن الله لایو اخد علی دمع العین و لاعلی حزن القلب و لکن یو اخذ علی هذا أویس حسم" نی بیشک اللہ آئکھوں کے جاری ہونے اور دل کے رنجیدہ ہونے پرمواخذہ نہیں فرما تالیکن اس پر مواخذہ فرمائے گامگریہ کہ وہ درخم فرمائے" سرکارنے اپنے ہاتھ سے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا: تدمع العین و یحزن القلب "آئکھا شک بار ہوتی ہے اور دل غم گین ہوتا ہے")

میں کہتا ہوں: کون کہتا ہے کہ م کا کوئی نفع نہیں اور نہ اس سے کوئی تکلیف ومصیبت ٹلتی ہے؟ انسان کے لیے کافی ہے کہ وہ قہرالٰہی کا شعور رکھے اور دل میں رحمت اور خشوع وخضوع پیدا کرے، اور اپنے رب کے ساتھا پنی ذات کا ادراک کرے، معصیت کا قصد نہ کرے، تزک دنیا کرے اور اس کے فضول معاملات سے الگ رہے، آخرت کی طرف متوجہ رہے، اور کسر شہوت کرے، آگ کی طرف لے جانے والے معاصی جیسے کبروغرور، جبر وتشدد، ریا اور نمائش کی محبت کو کمز ور کرکے ہمیشہ عبرت حاصل کرے، اور فکر وتواضع اور کمز ور پر حم کرے، یہاں تک کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے والا اچھا قاری قرآن شار کیا گیا ہے۔

امام شافعی فرماتے تھے کہ:حضوراقدس کے ارشاد:''لیس منا من لم یتغن بالقران'' کامعنی ہے کہ جو تخص قر آن کوغم کے ساتھ نہ پڑھے،اوراپی تلاوت سے نم پیدانہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ اور حافظ ابن جم عسقلانی نے فتح الباری (۹٫۷۶) میں فرمایا: ابن ابوداود نے باسناد حسن ابو ہر ریرہ سے روایت کیا کہ انھوں نے ایک سورت تلاوت کی تواس کی تلاوت سے مرثیہ خوال کی طرح غم ناک ہوگئے .......

تو کیارسول اللہ ﷺ کے متعلق تمہاری بیرائے ہے کہ آپ کے لیے ایسی چیز کی جاتی ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ، یا آپ بے فائدہ چیز کرتے ہیں؟ ﴿إِنَّا لِللّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴾ [البقرہ-۲:۲۵] ہم اللہ ہی کا مال ہیں اوراسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

بہرحال ابن تیمیہ امت کا نبی نہیں، ہاں ان لوگوں کا ہوگا جواسے بنانا چاہیں۔ نبی امت کا ارشادہے:''إن الله یحب کل قلب حزین'' ''اللہ ہررنجیدہ دل کو پیند فرما تا ہے''()

اس مقام پر ابن تیمیہ کے بہت سے فلسفیانہ بے معنی مغالطے ہیں، حضوراقد سے کا ارشادگرامی ہے:

'إن أحبكم إلى الله وأقربكم مني أحاسنكم أخلاقا، وإن أبغضكم إلى الله وأبعدكم مني الشرث ارون المتفیقهون المتشدقون '' كتم میں اللہ کا زیادہ مجبوب اور مجھ سے قریب تروہ خص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ اور تم میں اللہ کو زیادہ ناپندیدہ اور مجھ سے دور تروہ لوگ ہیں جو تکلف سے زیادہ زیادہ با تیں کرتے ہیں، اور دوسروں پر اپنے کلام کی فضیلت وفصاحت اور برتری وبلندی ظاہر کرنے کے لیے منھ باتیں کرتے ہیں، اور دوسروں پر اپنے کلام کی فضیلت وفصاحت اور برتری وبلندی ظاہر کرنے کے لیے منھ

<sup>(</sup>۱) حاکم نے اس کی تخریج کی اوراس کوشیح کہا (۳۵۱۸۳) اورطبرانی نے مندالشامیین (۲۸۱۵۳) اورابونعیم نے حلیۃ الاولیاء (۹۰/۲) اورقضاعی نے مندالشہاب میں (۱۲۹۰۲) اوربیہتی نے شعب الایمان (۱۸۵۱) اوردیلی نے مندالفردوس (۱۸۲۱) اورهیثمی نے مجمع الزوائد (۱۲۰۹۰ ۳۰۰۳) میں تخریج کی جیشمی نے کہا: ہزاراورطبرانی نے اس کوروایت کیااوران دونوں کی اسناد حسن ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ جان لینے کے بعد آپ پر یہ روش ہوگیا ہوگا کہ ابن قیم کاقول غلط ہے جواس نے مدارج السالکین (۱۸۵۰ میں اپنے اس کلام کے ذریعہ ایس چیزی تکذیب کی ہے جس کا اسے المنہیں: یعن 'اس حدیث مروی 'إن المله یہ حب کل قلب حزین '' کے متعلق اس کا یہ کہنا غلط ہے کہ اس حدیث کی اساد غیر معروف ہے، اور نہ اس کا روای معروف ہے اور نہ اس کا پہتے ہے' انہی کلامہ اس کے لیے یہ کہنا مناسب تھا کہ جھے معلوم نہیں، اور اپنے شخ کی مصیبتوں میں پروی نہ کرتا۔

کھر کرمتکبرانہ ماتیں کرتے ہیں۔<sup>(1)</sup>

رہ گئے ابن تیمیہ کے تبعین تو مجھے نہیں معلوم کیاان کا وہی اعتقاد واذ عان ہے جوابن تیمیہ کہتا ہے، یااس کے پیچھے احمقوں کی طرح چلتے ہیں، یاابن تیمیہ کی اتباع میں وہ یہ کہتے ہیں کہ رسول یاک برغم نہ کیا جائے،مگر خودابن تیمیہ برخوب خوب غم کرتے ہیں۔

ابن تیمیہ کے تبعین نے اس کے مرثیہ میں جو کھ کہاانہیں خود بڑھ کر فیصلہ سیجئے، ابن عبدالہادی کی العقو دالدرية (١/١٤) ميں ابن تيميہ كے مرثيه ميں درج ذيل اشعار كيے گئے ہيں:

ومجاور قبر الإمام مؤملا يارب وارحمنا وكل مشيع صلى عليه أو أتاه مقبلا

من كان مسروراً به وبعلمه من بعده فالحزن أضحى عاجلا

ترجمہ:۔ اے پروردگار!امام کے جوارقبر میں پرامیدہوکررہنے والوں، اورہم پررحم فرمااوران لوگوں پر بھی جنھوں نے اس کی نماز جناز ہ پڑھ کراسے رخصت کیا، یا جواس کی بارگاہ میں آئندہ آئے۔

جواس سے اور اس کے علم سے خوش تھے انھیں جلد ہی غموں نے گھیر لیا۔

اورابن تیمیہ کے ایک دوسرے پیروکار کے دوسرے مرثیہ میں بداشعار ہیں جبیبا کہ ابن عبدالہا دی نے "العقو دالدرية" (١-٣٣٥، ٣٢٥) مين نقل كما:

بكاء حزين حزنه متتابع

إمام بكته أرضه وسماء ه

''وہ ایساامام ہےجس پرزمین وآسان نے پیھم غموں کے آنسو بہائے''۔ اوراسی کتاب(۱۸۹۸) میں بدرالدین مغیثی کے قصیدہ میں ہے:

احمد نے اس کی تخ یج کی (۱۹۳/۲) اور این حیان نے (۲۸ ا۲۳) اور الفاظ انہیں کے ہیں، اور طبر انی نے کبیر میں (1)(۲۲۱/۲۲) تخ تیج کی اوران کے رحال صحیح کے رحال ہن جیسا کہ منذری نے الترغیب والتر ھیب میں کہا (۲۷۷/۳) اور پیشی نے مجمع الزوائد (۲۱/۸) میں تخ تنج کی اور کہا: بروایت حابراس کی دوسری سند ہے جس کوتر مذی نے روایت کیا، اوراس کوچسن کہا ( ۳۷ م/۷ ۳۷ )اورامام احمد نے بروایت ابوہر پرہ (۳۲۹/۲ )روایت کیا۔

ولمؤمنين الجن حزن شامل ونياحم نطقت بهاالأحلام

وما لهما لا يبكيان لفقد من عن الله لم يقطعه في الكون قاطع

وتـزلـزلـت كـل الـقـلوب لفقـده وتـوا تـرت مـن بـعـده الألام

اوروہ دونوں کیوں نہاس کے فراق میں اشک بارہوں جس کاعالم وجود میں کسی رشتہ توڑنے والے نے الله سے رشتہ قطع نہ کیا۔

جس وقت اس کی رحلت ہوئی سارے دلوں پرزلزلہ طاری ہو گیا،اوراس کے بعد سلسل در دوالم کا سلسلہ

ر ہا۔

مومن جنوں پر بھی اس کاغم حیصایار ہا،اورخوابوں نے بھی اس کی نوحہ خوانی کی۔

اورابن عبدالہادی نے العقو دالدریة (۱۸۱۱–۵۲۱) میں عبدالله بن حامد نامی شخص کے مها قوال نقل

کیے:

جے بھی میرے دل ود ماغ میں اس کا تصور و خیال آتا ہے تو اس کاغم کہنہ غم نو کی شکل میں نمو دار ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں:

> مجھے معلوم نہیں کہاں حماقت، یا ابن تیمیہ، یا ہر روز ضائع ہونے والے شاب پر ماتم کریں۔ ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴾ [البقره-٢:١٥٦]

# سیده فاطمه رضی الله تعالی عنها کی شان میں ابن تیمیه کی نازیبا جرأت و جسارت

ابن تیمیدرسول الله ﷺ کے مقام اور آپ کی خصوصیت پر پیهم حملے کرتار ہتا ہے، اور جگر گوشئہ رسول سیدہ فاطمہ رضی الله تعالی عنها کی شان میں زبان درازی کرتا ہے، اس نے اپنی کتاب منهاج (۲۲۳/۳ – ۲۲۳) میں ابن مطبر شیعی کار دکرتے ہوئے لکھا کہ:

ابن مطهر نے فاطمہ رضی اللہ تعالی عنها کے متعلق بید ذکر کیا کہ: '' آپ نے بیشم کھالی تھی کہ ابو بکر صدیق اور آپ کے ساتھی سے کلام نہ کریں گی یہاں تک کہ اپنے والد سے ملا قات کر کے ان کی شکایت کریں گی' اس کار د کرتے ہوئے ابن تیمیہ نے کہا: '' فاطمہ رضی اللہ تعالی عنها کے متعلق اس کا ذکر زیبانہیں کیوں کہ شکایت صرف اللہ تعالی ہی سے ہوتی ہے جبیبا کہ بندہ صالح (یعقوب پینمبر) نے کہا: ﴿إِنَّمَ اَ أَشُکُو اَبَقِی وَحُزُ نِنِی إِلَی اللّٰهُ ﴾ [یوسف-۱:۲۸] (میں تواپی پریشانی اور م کی فریا داللہ ہی سے کرتا ہوں۔)

اور حضرت موسى عليه السلام في عرض كيا: "أللهم عليك التكلان" (اك الله تجمى يرجم وسهب) اور خضرت موسى عليه التكلان" (الدائم الله وإذا استعنت فاستعن بالله" جبتم ما نكوتو الله سي ما نكوتو الله سي ما نكوتو الله سي ما نكوتو الله سي مدحيا موسى مدحيا موسى الله و إذا استعنت فاستعن بالله"

آپ نے بین فرمایا کہ مجھ سے مانگواور مجھ سے مددلو۔ اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا فَرَغُتَ فَانُصَبُ ٥ وَ إِلَى رَبِّكَ فَارُغَبُ ﴾ [الشرح-٩٣: ٨٠] توجب تم نماز سے فارغ ہود عامیں محنت کرواور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو میں کہنا ہوں:

ابن تیمیدرسول الله ﷺ اورسیدہ فاطمہ رضی الله تعالی عنها کی شان میں اپنی حدسے بڑھرہا ہے، ابن تیمیہ کون ہوتا ہے جوخاتون جنت شنرادی رسول سیدہ فاطمہ کاملہ کے حق میں یہ کہنا ہے کہ انہیں یہ کہنا اور کرنا چاہئے

اوراییا نہ کرنا اور نہ کہنا جا ہے ، آخروہ سیدہ فاطمہ اوران کے والدخیر خلق اللہ کے درمیان کیوں مداخلت کررہا ہے اور سیدناصدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ اور آپ کے بارے میں کیوں غلط تصور پیش کررہا ہے۔

ہماری بیساری گفتگواس تقدیر پرہے جب کہ اس سے صرف نظر کریں کہ اس کا کلام مغالطہ پر بہنی ہے اور معاملات میں الٹ پھیراور خلط سے کام لے رہا ہے، ہم دوسروں کی طرح صرف نظر کرنے والے نہیں ان شاء اللہ تعالی ہم مستقل ایک محققانہ بحث قائم کریں گے کہ نبی پاک شی سے سوال کرنا جائز ہے، خود آپ نے اپنی بعض احباب سے فرمایا:"سل "ما نگ، نیز فرمایا:"سلونی" مجھ سے مانگو، آپ کے اس ارشاد سے ابن تیمیہ کے فلسفیانہ کلام کا جھوٹ روز روشن سے زیادہ واضح ہوجاتا ہے اور یہ حقیقت بھی الم نشرح ہوجاتی ہے کہ اس نے حضورا قدس کی شان میں بیہ کہ کر حدسے تجاوز کیا ہے کہ آپ نے نہیں فرمایا:"سلونی" مجھ سے مانگو، ابن تیمیہ جمہورا مت مجمد بیکی تنفیر و تجہیل کا دائرہ و سیع کرنے ، اور انہیں بدمذ ہب اور بدعتی قر اردینے کے لیے مشہور و متعارف چیزوں کی تحریف کررہا ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہ معاملہ کہ آپ نے ابو بکر صدیق سے قطع تعلق فر مالیا ایک خاص مسئلہ ہے، ہم مسلمانوں کو یہ عظم نہیں کہ اس بارے میں لب کشائی کریں، ہمارے ائمہ عظام اور اسلاف کرام کے ارشادات ہمارے لیے مشعل راہ ہیں کہ ان بلند بارگا ہوں میں لب کشائی سے احتراز کیا جائے، اللہ عزوجل کا ارشادہ: ﴿ تِلْکُ اُمَّةٌ قَلْدُ خَلَتُ لَهَا مَا کَسَبَتُ وَلَکُ مُ مَّا کَسَبُتُمُ وَ لَا تُسَأَلُونَ عَمَّا کَانُوا لَا مُعْمَلُونَ ﴾ [البقرہ - ۲: ۱۳۳] وہ ایک گروہ ہے کہ گررگیاان کے لیے ان کی کمائی اور تہمارے لیے تہماری کمائی اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی۔

سیدہ فاطمہ کا ابو بکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے قطع تعلق کرناایک ثابت شدہ اور مشہور معاملہ ہے<sup>(۱)</sup>،

<sup>(</sup>۱) أقبول ببالمله التوفيق: جگر گوشتەرسول سىدە فاطمەرضى الله تعالى عنها كادم وصال تك سيدناابو بكرصدىق رضى الله تعالى عنه سيقطع تعلق ركھنااور آپ سے ناراض رہنامير ئے زديك سخت محل نظر ہے اس ليے كه سيده فاطمه رضى الله تعالى عنها نے جس وقت سيدناصديق اكبررضى الله تعالى عنه سے رسول پاك صلى الله تعالى عليه وسلم كى ميراث كامطالبه فرمايا تو آپ نے فرمايا:

امام بخاری (۱۵۴۹/۴) مسلم (۱۳۸۰/۳) اورا بن حبان (۱۱۷۳۱) نے رسول الله ﷺ کی میراث کے مسئلہ میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیقول ذکر فرمایا:

''میں نے اس سلسلے میں فاطمہ کو ابو بکر کے خلاف پایا، فاطمہ نے آپ سے قطع تعلق کر لیا اور آپ سے بات چیت بند کر لی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اور نبی کریم ﷺ کے بعد چھواہ تک آپ زندہ رہیں، آپ کے وصال کے وقت آپ کے شوہر علی نے رات میں آپ کو دفن کیا، ابو بکر صدیق کو اس کی خبر نہ دی، اور خود آپ کی نماز جنازہ پڑھائی'۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا جگر گوشئہ رسول ﷺ ، چار با کمال عور توں میں سے ہیں، آپ جنتی عور توں کی سردار ہیں۔اور سیدنا صدیق اکبر، رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں اس لیے امت مسلمہ کے لیے مناسب اور شایاں یہی

... میں نے رسول اللہ سلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے بی فرماتے سنا کہ ہمارا کوئی وار شنہیں ہوتا ہم جو پچھ پچوڑیں وہ صدقہ ہے ، اہال ہیت کی روایتوں کے مطابق سیدہ فاطمہ نے جس وقت رسول الله صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بیار شاد سنا آپ نے پچھ نہ فرمایا، نہ حضرت علی نے ، نہ حضرت عباس نے ، بیاس بات کی روش دلیل ہے کہ آپ نے اس حدیث کی صحت کو سلیم کیا ور نہ آپ حضور کا بیار شادوں کر ضاموش نہ رہتیں اب جب کہ بی ثابات ہوگیا کہ آپ نے اس حدیث کی صحت کو سلیم فرمایا تو پھر رسول کا کا کیا معنی اس ارشاد کی صحت تسلیم کرنے کے بعد آپ کا ناراض ہونا اگر مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ سیدہ فاطمہ رسول پاک کے ارشاد کے مطابق یہ فیصلہ کرنے والے اور اس پڑل کرنے والے سے ناراض ہوکر حضورا قدس کے ارشاد سے منحرف ہوگئیں اور ارشاد رسول کے مطابق فیصلہ کرنے والے اور اس پڑل کرنے والے سے ناراض رہنا در حقیقت اللہ و رسول سے ناراض ہو کہ مطابق فیصلہ کے مطابق فیصلہ کے اور اس بنا پر سیدنا ابو بکر صدیت رضی اللہ تعالی عنہ سے قطع تعلق و ملم کے ارشاد اور اس کے مطابق فیصلہ سے مناراض ہول اور اس بنا پر سیدنا ابو بکر صدیت تو فیت "کا یہ معنی ارشاو فر مایا کہ سیدہ فاطمہ نے اس کے بعد میراث کا مطالبہ چھوڑ دیا ، اور سیدنا ابو بکر صدیت و فیت "کا یہ معنی ارشاو فر مایا کہ سیدہ فاطمہ نے اس کے بعد میراث کا مطالبہ چھوڑ دیا ، اور سیدنا ابو بکر صدیت رضی اللہ تعالی عنہ سے پھر اس بارے میں کچھ نہ کہا جیسا کہ امام ترین کے نے مشائخ سے نقل فر مایا ہو کہ الممال "کیسیدہ فاطمہ نے پھر اس مال کے بارے میں گھی گفتگونہ فر مائی۔ "فلم تک لمعہ تک لمعہ قد فیلک الممال "کیسیدہ فاطمہ نے پھر اس مال کے بارے میں گھی گفتگونہ فر مائی۔

ہے کہ ان عظیم الشان شخصیتوں کے باہمی اختلاف میں لب کشائی کرنے سے پر ہیز واجتناب کریں، ورنہ ان میں سے کسی ایک کے حق میں ضرور خطا ہوگی ان حضرات کو تو درگز رکر دیا جائے گا، کیکن ان کی شان میں زبان درازی کرنے والوں کو بھی کیا بخشا جائے گا؟ امت مسلمہ کو پچھ کہنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ وہ کیا، اورکس کی شان میں کہدر ہی ہے۔

...رہ گیاسیدنا ابو بمرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے گفتگو نہ فر مانا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا فطری طور پرایک گوشہ نشین خاتون تھیں لوگوں سے بہت کم ملتی جلتی تھیں احادیث کے اوراق پر غائز انہ نظر ڈالنے سے بیا نکشاف ہوتا ہے کہ آپ کی پوری مقدس زندگی اس طرح گزری کہ لوگوں سے بہت کم ملتی جلتی تھیں آپ کی سیرت پاک کا مطالعہ کرنے والے بھی بینیں دکھا سکیں گے کہ آپ لوگوں سے ملتی جلتی رہی ہوں حضورا قدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وصال جا نکاہ کا آپ کوالیاغم ہوا کے مجہ بن علی نے آپ کے حالات ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ما رؤيت ضاحكة بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إلا أنهم قد امتروافي طرف نابها". (مجم كيرللط بر اني ٣٩٩،٢٢، الله وليا ٣٣٠٢)

ترجمہ:۔رسول اللہ ﷺ کے وصال جا نکاہ کے بعد آپ کو بھی بہنتے نہ دیکھا گیا سوائے اس کہ آپ کے دانت کے کنارہ کے بارے میں لوگوں کوشیہ ہوا ہو۔

اور عبدالله بن حارث في فرمايا:

"مكثت فاطمة بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ستة أشهروهي تذوب"

(سيرأعلام النبلاء٢-١٢٨)

تر جمہ:۔ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت فاطمہ آپ کے فم وصال میں کیکھلتے ہوئے جھے ماہ زندہ رہیں۔

حضورا قدس ﷺ کے وصال جا نکاہ کے بعد آپ کو آپ کی جدائی کا ایباغم ہوا کہ آپ اس قابل ندر ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق سے ملاقات کے لیے تشریف لاتیں۔

سیدنا ابو بکرصدیق کے دورخلافت میں مانعین زکات ،مرتدین ،کذاب مدعیان نبوت شورش مجائے ہوئے تھے آپ ان فتول کے مقابلہ میں اس قدرمصروف رہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں آپ کو حاضری کا موقع نیل سکا سیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ رابع ہیں جن کی اتباع کا ہمیں تھم دیا گیا، رسول پاک ﷺ نے آپ کی امت پرنص فر مایا، ذرا آپ کے بارے میں غور فر مایئے آپ نے تواصحاب جمل سے قبال فر مایا جب کہ ان میں طلحہ اور زبیر جیسی دوعظیم شخصیتیں تھیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت بخشی گئی، توان حضرات کوتو بخش دیا جائے

...جس سے راوی نے یہ مجھا کہ سیدہ فاطمہ سیدنا صدیق اکبر سے ناراض رہیں اورا پنے طور پر بیروایت کیا" فسو جسدت فاطمة ""فغضیت فاطمة"۔

بهلايد كيسے ہوسكتا ہے كہ جگر گوشئەرسول سيده فاطمه رضى الله تعالى عنها رسول اكرم صلى الله تعالى عليه وسلم كروشن ارشاد:

"إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهمًا و لكن أورثوا العلم"

انبیاءکرام دینارودرہم میراث نہیں چھوڑتے، ہاں علم ان کی میراث ہے۔

کے مقابلہ میں سیدنا ابو بحرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ناراض ہوں آپ کے پاس جب تک بیصدیث نہ پنچی آپ نے سیدنا ابو بحرصدیق سے مطالبہ فر مایا مگر جب کہ آپ کا ارشادس لیا آپ نے سکوت فر مایا اور اس کی تر دید میں پچھ نہ کہا اس سیدنا ابو بحرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ناراض رہیں آپ سے قطع تعلق کر لیا سخت کی لیے یہ کہنا کہ سیدہ فاطمہ دم وصال تک سیدنا ابو بحرصدیق رضی اللہ تعالی نظر ہے اس کی تائیداس سے بھی ہوتی ہے جسے امام بیہی نے امام معمی سے روایت کیا کہ: سیدنا ابو بحرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے ۔ حضرت علی نے سیدہ فاطمہ سے فر مایا: یہ ابو بکر ہیں عاضری کی اجازت دے دی حضرت علی سے بوچھا کیا آپ کو پہند ہے؟ آپ نے فر مایا: ہاں ، جب سیدہ فاطمہ نے حاضری کی اجازت دے دی حضرت صدیق اکبر عاضر ہوئے اور آپ نے سیدہ فاطمہ کو راضی کرنے کی کوشش کی اور آپ ان سے راضی ہوگئیں ۔

حضرت علی کا حضرت ابو بکر صدیق کوسیدہ فاطمہ کے وصال کی خبر نہ دینا اس بنا پر نہ تھا کہ آپ ان سے ناراض تھیں شارحین حدیث نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ سیدہ فاطمہ نے خود کسی کواطلاع دینے سے منع فر مایا تھا دراصل اس وقت وہاں کا دستوریہ تھا کہ عورت کے جنازے پرصرف ایک کپڑا ڈال کرلے جاتے تھے جس سے اس کے جسم کا حجم ظاہر رہتا حضرت سیدہ فاطمہ کو غایت حیا اور پردہ کے سبب یہ بخت نا پہند تھا اس لیے ایسا فر مایا اس کی تائیداس سے ہوتی ہے جو الاستیعاب ۲۸۸۳ مرب ہم ما میں اصابہ میں ہے کہ: حضرت سیدہ نے حضرت صدیق اکبر کی المید حضرت اساء بنت عمیس سے فر مایا: مرنے کے بعد عورتوں کے ساتھ جو کیا جاتا ہے وہ مجھے سخت نا پہند ہے کہ ان کے بدن پر ایک کپڑا ڈال کر ان کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے جس

گا، کین حضرت طلحهاورزبیر کوشهپد کرنے والا تو اہل نار ہی ہے اس سلسلے میں بہت سے آثار وار دہیں۔

ابن تیمیہ کے گزشتہ اسلوب میں غور وفکر کرنے سے ظاہر و باہر ہے کہ وہ اس اسلوب کے ذریعہ عوام کواس بات پر آ مادہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ خیر البشر بعدر سول اللہ ﷺ کی شان میں جرائت و جسارت کریں ، آ پ اور آ پ کے افعال اور جو کچھ آ پ سے صادر ہوئے سب کا معیار مقرر کریں ، امت مسلمہ پرلازم ہے کہ وہ اس سے ہوشیار

...ہے جسم کا حجم ظاہر رہتا ہے، تو حضرت اساء نے تھجور کی گیلی ٹہنیوں کوموڑ کراس پر کپڑ اڈال کر ہودج نما بنایا اور بتایا کہ میں نے حبشہ میں اسے دیکھاہے، اسے دیکھ کر حضرت سیدہ فاطمہ بہت خوش ہوئیں اور فرمایا: میرے لیے بھی ایسا ہی بنادینا سیدہ فاطمہ کے وصال کے بعد آپ کا جنازہ مبار کہ اسی ہودج نما گہوارہ میں چھیا ہوالے جایا گیا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی کا حضرت ابو بمرصدیق کوآپ کے وصال کی خبر نہ دینا سیدہ فاطمہ کی آپ سے ناراضی کی بنا پر نہ تھا بلکہ غایت حیااور پر دہ کے لحاظ سے تھا۔

حضرت علامها بن حجرعسقلانی فرماتے ہیں:

'' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت ابو بکر انتظار میں رہے ہوں کہ ان کو بلایا جائے گا ،اور حضرت علی نے یہ خیال کیا ہو کہ وہ خود آئیں گے اور رات کا وقت تھا اس لیے ان کی شرکت کے بغیر جمہیز وقد فین کر دی گئ''۔ کے ذا ذکو ہ المسمهودي في تاریخ المدینة اشعة اللمعات ۴۵۴۳س۔

علاوہ ازیں آپ کے نماز جنازہ میں صرف سات آ دمیوں نے شرکت کی ابو ذر ،سلمان ، کمار، حذیفہ ،عبداللہ بن مسعود ، مقداد ،اور حضرت علی ان حضرات کے علاوہ حضرت امام حسن ،حضرت امام حسین ،حضرت عبداللہ بن عباس ،حضرت مشار بن طالب ،حضرت جعفر بن طالب ،حضرت قیس بن سعد ،حضرت ابوب انصار کی ،حضرت ابوسعید خدر کی ،حضرت بہل بن حنیف ،حضرت بلال ،حضرت مبلل ،حضرت براء بن عازب ،اور حضرت ابورافع (رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ) شریک نہ سختے ، مجھے بتایا جائے کہ سیدہ فاطمہ اپنے گخت ارجمند حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین سے بھی ناراض تھیں ہرگز نہیں جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر کو وصال کی اطلاع نہ دینا اور آپ کا جنازہ میں شریک نہ ہونا اس بنا پر نہ تھا کہ آپ ان جسے ناراض تھیں ورنہ حسین کریمین کے بارے میں بھی یہی کہنا پڑے گا اور بیکوئی سوچ نہیں سکتا۔

علاوہ ازیں ایک روایت میہ ہے کہ حضرت سیدہ کی نماز جنازہ حضرت عباس نے پڑھائی تھی میہ بخاری کی اس روایت کے مناسب ہے۔حضرت علی اور حضرت عباس دونوں نے نماز پڑھی مگر حضرت عباس حضرت علی کے چھااوران سے معمر تھے

اورمتنبهر ہیں۔

#### میں کہنا ہوں:

ابن تیمیہ کا یہ کہنا: '' فاطمہ نے بیشم کھالی تھی کہ ابو بکر اور ان کے صاحب سے کلام نہ کریں گی یہاں تک کہ اپنے والد (رسول اللہ ﷺ) سے ملاقات پر آپ کی بارگاہ میں شکایت کریں گی'' فاطمہ کے متعلق اس کا ذکر لائق ومناسب نہیں اس کا یہ اسلوب کلام شہد میں زہر چھیانے کے مرادف ہے، اس لیے کہ اس نے شکایت کا عطف

... اس لیےامامت آپ نے فرمائی ، بلکہ ایک روایت بی بھی ہے کہ حضرت صدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ نے سیدہ فاطمہ کی نماز جناز ہ پڑھائی تھی جبیبا کہ طبقات ابن سعد میں امام تعمی اوراما منحفی سے دوروایتیں مروی ہیں:

"عن الشعبي قال صلى عليها أبو بكر رضي الله تعالى عنه وعن إبراهيم قال صلى أبو بكر

الصديق على فاطمة بنت رسول الله وكبر عليها أربعا "

حضرت اما شعمی اورابرا ہیم خعی نے فر مایا کہ:حضور کی صاحبز ادی حضرت فاطمہ کی نماز جنازہ حضرت ابو بکرنے پڑھائی،اور نماز جنازہ میں چارتکبیریں کہیں۔

اس روایت کے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق کا آپ کی نماز جنازہ پڑھانادین کے اصول کے عین مطابق ہے اس لیے کہ خلیفة المسلمین صرف اس کا نائب نماز جنازہ کی امامت کا سب سے زیادہ حق دار ہوتا ہے اس لیے حضرت امام حسن تبھی رضی اللہ تعالی تعالی عند کی نماز جنازہ حاکم مدینہ منورہ مروان بن حکم یا سعید بن عاص نے پڑھائی حالاں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عند موجود تھے، انھوں نے کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ فر مایا اگر شریعت کا حکم ایسانہ ہوتا تو میں تہمیں جنازہ کی نماز نہ پڑھانے دیتا (اشعة اللہ معات سا – ۲۵۴)

بہر حال دم وصال تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ناراض رہنا آپ سے قطع تعلق رکھنا اور آپ سے بات چیت نہ کرنا سخت محل نظر ہے بلکہ سچائی ہے ہے کہ شارع امت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد کے سامنے آپ نے اپنا سر شلیم خم کر دیا اور سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے حضور کے میراث کے مسئلہ میں اس کے بعد پھر کلام نہ فر مایا اس لیے فدک کے مسئلہ کو دم وصال تک آپ کی ناراضی کی بنیا د بنانا سرا سر غلط ہے۔ رہ گیا ہے کہ حدیث میں "فو جدت ف اطمہ قضہ ونا راض رہیں بیراوی کا اپنا استخراج ہے ۔ انھوں نے اپنی دانست کے مطابق بیہ فرمایا ورنہ حقیقت حال واضح ہے ۔ (مترجم)

بات نہ کرنے پرکیااور ہم اس سے پہلے ذکر کرآئے کہ سیدہ فاطمہ کے سیدناصدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ سے قطع تعلق کا معاملہ بخاری و سلم وغیرہ میں منصوص ہے۔ رہ گئ شکایت کی بات تو دوسری روایتوں میں اس کا ذکر ہوگا، شکایت کے نقطہ پر جب ابن تیمیہ کاردکیا جاتا ہے تو ابن تیمیہ کی محبت کادم بھرنے والے فورایہ سوال کرتے ہیں رسول پاک سے فاطمہ کی شکایت کی روایت کہاں ہے؟ اگر ہوگی توضعیف ہوگی، ابن تیمیہ کے اسیران الفت سے ہماراسوال بہے کہ ابن تیمیہ نے اپنے کلام: "لات کہ لمه و لاصاحبه حتی تلقی أباهاو تشت کی إليه "میں عدم کلام پر شکایت کا عطف کیوں کیا؟

جب بیر حقیقت روش ہوگئ کہ ابن تیمیہ کے نزدیک رسول پاک سے سیدہ فاطمہ کی شکایت کا واقعہ ایک مسلم امر ہے تواس کا افکار اور اس پر شہادت طلب کرنار وانہیں ، ابن تیمیہ کام شہر میں زہر چھپانے کے مرادف ہے ، کیوں کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اور امت مسلمہ رسول پاک کے کی بارگاہ میں شکایت وعرض حال نہ کریں کہ بیتو اللہ عزوجل ہی کی بارگاہ میں شایاں ہے جیسا کہ اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا: ﴿إِنَّمَ اللَّهُ کُو بَقِی وَحُوزُنِی إِلَی اللَّهَ ﴾ [یوسف-۱۱۲۸] میں تواپی پریشانی اورغم کی فریاداللہ کے عرض کیا: ﴿إِنَّمَ اللَّهُ کُو بَقِی وَحُوزُنِی إِلَی اللَّهَ ﴾ [یوسف-۱۱۲۸] میں تواپی پریشانی اورغم کی فریاداللہ ہی کے کرتا ہوں۔

شیطان اپنی اس کامیا بی پرضرورخوش ہوگا کہ اس نے رسول پاک کی اہمیت اور آپ کے تصرف واختیار کوسلب کرلیا،اور آپ کی امت میں بیشعور بیدار کیا کہ آپ اپنی امت کے ماوی و ملجا اور فریا درس نہیں، آپ کی امت کو آپ سے قلبی رابطہ اور وجدانی تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ ذراسو چوتو سہی جوامت اپنے عظمت والے نبی کی قدر ومنزلت سے نا آشنا ہوگی اللہ عزوج ل اس کی طرف نظر عنایت کیوں کر فرمائے گا۔

شیطان کامعاملہ توبلعم بن باعورائے معاملہ جیسا ہے کہ وہ اپنی قوم کونصیحت کررہا ہے، بہرحال ابن تیمیہ جو کچھ کہہرہا ہے وہ دوحال سے خالی نہیں یا تو وہ بغیر کسی علم کے کہدرہا ہے، لیکن ابن تیمیہ کے ریزہ خوارا سے ماننے کو تیار نہیں کیوں کہ اس کے متعلق ان کا یہ تصور ہے کہ وہ مطلقاً علم میں بکتائے روزگار ہے۔ یارسول پاک بھے کے حق میں علم یا جہل کی بنا پر اس سے ایساوا قع ہوا اور آپ اور آپ کے اہل بیت اطہار سے دل میں کینہ رکھتا ہے، یہی

وہ آخری احتمال ہے جس کا فیصلہ اس کے حق میں ہوا ، اور اسی بنا پراسے قید کیا گیا ، بلکہ اس کے زمانہ ، اور اس کے بعد کے علمانے اسی سبب سے اسے بدمذہب کہا ، اور اس کی تکفیر کی۔

ہم کہتے ہیں: بیسبابن تیمیدی بکواس ہے اس لیے کہ امت، اور خیرامت صحابہ کرام نے حضورافترس کی بارش کی کی بارگاہ میں بھوک، پیاس، فاقد ،سکونت کی تگی ، بارش کی کی ، اور نرخ کی گرانی کی شکایت کی ، بلکہ ان حضرات کے دلوں میں وسوسہ ہوتایا شیطان وسوسہ پیدا کرتا اس کی بھی آپ سے شکایت کرتے ،بعض صحابہ تو بیشکایت کرتے ،بعض زبان کہ گھوڑ وں پر انہیں ثبات وقر ارحاصل نہیں ہوتا، بعض دائی بیاری کی شکایت کرتے جوانہیں نہ چھوڑ تی ،بعض زبان کی تیزی کی شکایت کرتے ،اور بعض حضرات رسول پاک سے بعض لوگوں کی شکایت کرتے بہاں تک کہ سیدناعلی میں کو تیزی کی شکایت کرتے ،اور بعض حضور سے امت کی شکایت کی ۔ نبی پاک نے ان حضرات سے ہرگز بین فرمایا کہ مجموسے شکایت نہ کر واللہ ہی سے شکایت کر و ۔ ان حقائی کے ہوتے ہوئے ابن تیمیہ کے لیے یہ کیوں کر مناسب ہے کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے اس کلام سے استدلال کرے جو آپ نے اپنی اولا د کے سامنے فرمایا تھا: ﴿إِنَّمَاۤ مِنْ وَحُورُ نِنِی ۚ إِلَی اللّٰهُ ﴾ [یوسف-۲۱:۲۸] میں تو اپنی پریشانی اورغم کی فریا داللہ ہی کرتا ہوں۔

رحت دوجہاں، ہادی انس وجال مونس بیسال، چارہ ساز و دردمنداں ﷺ سے سیدہ فاطمہ کی شکایت کا قیاس اس پر کیسے کیا جاسکتا ہے صحابہ کرام اور اسلاف عظام خوب جانے تھے کہ رسول پاک کی بارگاہ میں شکایت اللّه عزوجل ہی سے شکایت ہے اس لیے کہ اللّه عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللّهَ فِي اَنْ مَا يُبَايِعُونَ اللّهَ ﴾ [اللّه کی [الفتح - ۴۸: ۱۰] جوتمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللّه ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

نیزارشادی:

﴿ وَمَارَمَیْتَ إِذْ رَمَیْتَ وَلَکِنَّ اللَّهُ رَمِی ﴾ [الانفال-۸: ۱۵]

ترجمہ: ۔اورا ہے محبوب وہ خاک جوتم نے چینگی تم نے نہ چینگی تھی بلکہ اللہ نے چینگی ۔

اس کی تصدیق درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ایک تقدراوی موسی بن عقبہ دوسر نے تقدراوی کریے ابن عباس کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ: حضرت عمر بن خطاب

پردات میں سوجانے کے بعد جب کہ روزہ واجب ہو چکا تھا آپ نے بحالت روزہ اپنی اہلیہ سے جماع فرمالیا،
پراللہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کیا کہ میں اللہ عزوجل اور آپ سے اس چیز کی شکایت
کرتا ہوں جو مجھ سے سرزد ہوئی۔ سرکار نے فرمایا: کیا چیز سرزد ہوئی ؟ آپ نے عرض کیا میر نے فس نے جاہا کہ
میں جماع کروں تو نیند سے بیدار ہونے کے بعد میں نے اپنی شریک حیات سے جماع کرلیا اور میں روزہ کے ارادہ
سے تھا، صحابہ کا بیان ہے کہ سرکار نے ارشاد فرمایا: تمہیں ایسانہ کرنا تھا، است میں بی آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿أُحِلُّ لَكُمُ لَيُلَةَ الصِّيَامِ الرَّفُثُ إِلَى نِسَآءِ كُمُ ﴾ [البقرہ -۲: ۱۸۵] روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا۔ (تفیر ابن کثیر ابن کثیر ار ۲۲۱)

ابوداود (۲۲۲/۲) نے تخ ت کی کہ خولہ بنت مالک بن نظبہ نے فرمایا کہ: میر ہے شوہراوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ سے شکایت کرنے آئی، رسول پاک مجھ سے اس معاملہ میں بحث فرمار ہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: ''اللہ سے ڈرکہ وہ تیرا پچازاد بھائی ہے'' میں سرکار سے بارباریہی کہتی رہی یہاں تک کہ قرآن پاک کی ہے آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿ قَدُ سَمِعَ اللَّهُ قَولَ الَّتِي تُجْدِلُكَ فِي زَوجِهَا ﴾ [الحجادله- ١:٥٨]

ترجمہ: بے شک اللہ نے سی اس کی بات جوتم سے اپنے شو ہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے۔

اس سے بیانکشاف ہوتا ہے کہ رسول پاک سے خولہ کی شکایت اللّه عز وجل سے شکایت ہے، اللّه عز وجل نے خود بیآ بت ناز ل فر مائی اور ارشا د فر مایا:

﴿وَتَشْتَكِيُ إِلَى اللَّهِ ﴾ [المجادله- ١:٥٨]

ترجمہ:۔اوراللہ سے شکایت کرتی ہے(ایضاً)

﴿ وَ تَشُتَكِيُ إِلَى اللّهِ ﴾ كابرگزیمعن نہیں کہ رسول پاک ﷺ سے شکایت نہ کرے معاندین کے پاس کوئی نص یا دلیل نہیں جس سے اس کا ثبوت فراہم ہو، رہ گئ وہ روایت جس میں بیر فرور ہے کہ: ''جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے یعقوب! اللّه عزوجل نے آپ کوسلام پیش فرمایا ہے اور بیفر مایا ہے کہ کیا تمہیں میرے

علاوہ اور کسی سے شکایت کرتے حیانہیں آتی ''تواس روایت کے متعلق هیثمی نے مجمع الزوائد (۷۰٫۷) میں فرمایا: طبرانی نے صغیراوراوسط میں اینے شخ محمد بن احمد باہلی بھری سے روایت کی جوحد درجہ ضعیف ہیں۔

افت ول: سجان الله خود انبيائي كرام يهم السلام رسول پاكى بارگاه عالى جاه مين شكايت پيش كري گري گيت پيش كري گري گري گري گري گري گري گري گري گري الله تعالى عنه فرمات بين كه مجموع الله كان بيا كه مجموع الله عنه وجل به الم نبياء قد جاء تك يا محمد يشتكون أوقال يجتمعون إليك و يدعون الله عز وجل "

''میں کھڑے ہوکراپنی امت کا نظار کرتار ہوں گا کہ میری امت بل صراط سے گزرے اسی درمیان میرے پاس عیسلی آ کرعرض کریں گے:اے محمد (صلی الله علیہ وسلم)! بیا نبیا آپ کے پاس شکایت لے کرآئے ہیں، یا بیفر مایا کہ وہ آپ کی خدمت میں جمع ہوکراللہ عزوجل سے دعا کریں گے'(امام احمد ۱۷۸۸۳)

ہم اس مقام کا ایک تحقیق جائزہ پیش کریں گے اور بیواضح کریں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے رسول یاکﷺ کی بارگاہ میں شکا بیتیں کیس۔

#### (۱) سيده فاطمه رضى الله تعالى عنهانے گھركى خدمت كى شكايت كى:

حضرت علی فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ نے شکایت کی کہ مجھے چکی پینے میں کافی زحمت ومشقت ہوتی ہے،
آپ کوخبر ملی کہ سرکار کی بارگاہ میں کچھ قیدی پیش ہوئے ہیں تو آپ سرکار کی خدمت میں ایک خاد مہ کی درخواست لے کرحاضر ہوئیں لیکن حضور سے ملا قات نہیں ہوئی تو حضرت عائشہ سے ذکر کیا، جب سرکارتشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ سے ذکر کیا، حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور ہمارے یہاں تشریف لائے اور ہم دونوں اپنی خواب گا ہوں میں داخل ہو چکے تھے ہم آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے لگے آپ نے فرمایا: آپ دونوں اپنی جگہ پر ہیں، میں نے آپ کے قدم پاک کی ٹھنڈک اپنے سینے پرمحسوں کی آپ نے فرمایا: ''کیامیں تم دونوں کواس سے بہتر چرنہ بنادوں جو مجھ سے مانگا تھا جب تم بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو ۱۳۳ باراللہ اکبراور ۱۳۳۳ بارالحمد للہ اور ۱۳۳۳ بارسونے کے لیے جاؤ تو ۱۳۳۲ باراللہ اکبراور ۱۳۳۳ بارالحمد للہ اور ۱۳۳۳ بارسونے کے لیے جاؤ تو ۱۳۳۲ باراللہ اکبراور ۱۳۳۳ بارالہ مسلم )

# (٢) صحابه کرام نے گرانی نرخ کی شکایت کی:

ابن حبان نے اپنی تھیج میں روایت کیا (۱۱-۳۴)

# (٣) بعض صحابہ نے قحط کی شکایت کی :

# (۴) صحابه نے فقر و تنگدستی اور حاجت کی شکاییتی کیں:

ابن حوالہ نے کہا: ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فقر ونگی اوراشیا کی کی گئا یہ یہ یہ سی کتابیت کیس تو آپ نے فرمایا:"ابشہ و افو الله لأنا لکثر ةالشیئ أخو ف منی علیکم من قلته" تم لوگ خوش ہوجاؤ اس لیے کہ خدا کی فتم کسی چیز کی کمی سے زیادہ مجھتم پراس کی کثرت کا ڈر ہے۔" شیثمی نے مجمع الزوائد (۲۱۲/۲) میں کہا: اس حدیث کے رجال میں ۔

ابن ابو عاصم نے الآ حادوالمثانی (۲۷۳ مر ۲۷ اورضیا مقدی نے مختارہ (۱۲۵ مر ۲۵ و ۲۵ اورابن حبان نے اپنی صحیح (۲۱ مر ۳۵ مر بن حاتم سے روایت کی ، انھوں نے فر مایا: میں رسول اللہ کی کی خدمت میں تھا آپ کے پاس دوآ دمی آئے: ان میں سے ایک نے عیال کی (تنگی کی) شکایت کی اور دوسرے نے راہ زنی کی شکایت کی تورسول اللہ کی نے فر مایا کہ: راہ روکنے والے (راہ زن) تہمارے پاس صرف کچھلوگ جائیں گے بہاں تک کہ قافلہ جرہ سے مکہ بلاکسی محافظ و پاسبان کے چلا جائے گا، رہی مختاجی تو قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ انسان اپنے مال کا صدقہ نکالے گا تواسے لینے والانہ یائے گا۔

امام احمد نے بسند سیحے روایت کیا (اس حدیث کے رجال سیحے کے رجال ہیں جیسا کہ یثمی نے مجمع الزوائد (۲۷ مرم ۱۷) میں کہا) سعید ابن ابوسعید نے فرمایا کہ: ابوسعید خدری نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی حاجت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:' ابوسعید! صبر کروکیوں کہ جوذات مجھے محبوب رکھتی ہے تمہارا فقراس کی بارگاہ میں اس سیلاب سے بھی جلد پہنچتا ہے جووادی اور پہاڑکی بلندی سے نیچے کی طرف آتا ہے۔

# (۵) بعض غزوات میں صحابہ نے پیاس کی شکایت کی:

صیح بخاری (۱۷۰۳،۱۳۱) اور منداحمد (۱۳۷۴ میل ۱۳ میل ۱۳ میل ۱۳ میل ۱۳ کا میل ۱۳ میل ۱۳ کا متعلق دوایتی مذکور میں ،صحابہ نے حدیبید میں پیاس کی شکایت کی صحیح بخاری (۱۲/۲ میل ۱۳ میل متعلق دوایتی مذکور میں ،صحابہ نے حدیبید میں پیاس کی شکایت کی صحیح بخاری (۱۲/۲ میل ۱۳ میل ۱۳

رسول اکرم علی نے ان پیاسے صحابہ سے کیابیہ فرمایا کہ اللہ ہی سے شکایت کرو، یابیفرمایا:

"ء أنتم أنزلتموه من المزن أم نحن المنزلون" كياتم في السياتارايا مم المنزلون" كياتم في السياتارايا مم المنزلون" كياتم في المنزلون المنزلون" كياتم في المنزلون" كياتم في المنزلون" كياتم في المنزلون" كياتم في المنزلون المنزلون" كياتم في المنزلون المنزلون" كياتم في المنزلون المنزلون

# (۲) عثمان بن عفان نے شکایت کی کہ شیطان آپ کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے،اورابو بکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ سے بیفر مایا:

''والله میں نے رسول الله ﷺ سے اس بات کی شکایت کی'' ضیامقدی نے مختارہ (۱۸۰۸) میں اسے روایت کیا۔

#### (2) جربر رضی الله تعالی عند نے شکایت کی کہوہ گھوڑوں پر تھم نہیں یاتے:

جریر نے فرمایا کہ: میں جب سے اسلام لایار سول اللہ ﷺ مجھ سے جاب نہ فرماتے، آپ جب مجھے و کیھتے میرے چہرہ کو دیکھ کرتبسم فرماتے ۔اورابن نمیر نے اپنی حدیث میں بروایت ادریس یہ اضافہ فرمایا: "اور میں نے آپ سے شکایت کی کہ گھوڑوں پر مجھے ثبات وقر ارنہیں رہتا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس مارااور یہ دعافر مائی: "السلھم ثبته، و اجعله ها دیا مھدیا" "اے اللہ! تو انہیں ثابت قدم رکھاور ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ فرما"۔ (بخاری ۱۹۲۸ مسلم ۱۹۲۸)

#### (٨) حذيفه رضى الله تعالى عنه كي شكايت:

آ پ نے فرمایا: میں نے رسول پاک ﷺ ہے اپنی زبان کی تیزی کی شکایت کی تو فرمایا: " أیس أنت من الاست خفاد " تم است خفاد سے کہاں غافل رہتے ہو۔ اس کے بعد سے میں نے ہرروز سو ۱۰۰ ابار اللہ سے است خفار کرنا

شروع کردیا (احمد ۲۷۵ ، نسأی ۲۷ ما۱، این ابوشیه ۲۸ م

#### (٩) عبدالرحمان بن عوف كي خالد كي شكايت:

عبدالرحمٰن بن عوف نے رسول پاک کے خالد بن ولید کی شکایت کی تورسول پاک نے فرمایا:

"یا خالد الم تو ذي رجلا من أهل بدر، لو أنفقت مثل أحد ذهبا لم تدرک عمله" "اے خالد! اہل بدر میں سے ایسے شخص کو کیوں ایڈا دیتے ہوکہ احد بہاڑ کے برابرا گرسونا خرچ کروتواس کے ممل کو نہ پاسکو" تو خالد نے عرض کیایارسول اللہ! وہ لوگ میری عیب جوئی اورغیبت کرتے ہیں تو میں آئہیں جواب دیتا ہوں، تورسول پاک نے فرمایا: "لاتؤ ذوا خالداف اِنے سیف من سیوف اللہ صب علی دیتا ہوں، تورسول پاک نے فرمایا: "لاتؤ ذوا خالداف اِنے سیف من سیو ف اللہ صب علی الکے فار " خالدگی ایڈارسانی نہ کروکیوں کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایسی تلوار ہیں جے کا فروں پراس نے مسلط فرمایا۔ ابن حبان نے اس حدیث کو ترخ کیا (۵۱م ۵۲۵)، اور شیشی نے مجمع الزوائد (۳۲۹۸ میں کہا: طبرانی نے صغیر و کبیر میں مختصراً روایت کیا، اور طبرانی کے رجال ثقہ ہیں۔

#### (۱۰) بعض صحابہ نے اپنی شخت دلی کی شکایت کی:

ابوہریرہ نے فرمایا کہ: ایک شخص نے رسول پاک کی خدمت میں اپنی شخت دلی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: "امسح د أس الیتیم و أطعم المسکین" بیتیم کے سر پردست شفقت پھیرواور مسکین کو کھانا کھلاؤ" منذری نے ترغیب وتر ہیب (۲۳۷۳) اور میٹی نے مجمع الزوائد (۱۲۰۸۸) میں کہا: امام احمد نے اس حدیث کوروایت کیا۔ اور اس حدیث کے رجال میں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۱۱/۱۵) میں کہا: اس حدیث کی سندھن ہے۔

#### (۱۱) عثمان بن ابوالعاص نے اپنے بدن کے درد کی شکایت کی:

عثمان بن ابوالعاص تقفی نے فرمایا کہ انھوں نے رسول پاک ﷺ سے اس درد کی شکایت کی جووقت اسلام سے آپ کے بدن میں ہوتا، رسول پاک نے فرمایا:'' اپناہاتھ بدن کے درد کی جگہ رکھ کرسار بارہم اللہ اورسات مرتبہ''أعوذ بالله و قدرته من شرّ ماأجدو أحاذر''پڑھے (مسلم ۱۸۲۸/۲)۔

### (۱۲) صحابہ نے مشرکین کے ظلم کی شکایت کی:

خباب ابن الارت فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول پاک کے سے شکایت کی جب کہ آپ کعبہ کے سایہ میں سراقدس کے نیچا پنی چا دراقدس کا تکیہ لگا کرجلوہ فرما تھے، ہم نے آپ سے عرض کیا آپ کیوں ہمارے لیے مدد خبیں طلب فرماتے اور اللہ سے دعائمیں کرتے، آپ نے فرمایا : تم سے پیشتر ایک شخص کے لیے زمین میں گڈھا کھود کراسے اس میں کھڑا کیا جاتا پھراس کے سرپر آرہ رکھ کر چلایا جاتا اور اس کے جسم کے دوگڑ ہے کردیے جاتے اور یہ چیز اسے اس کے دین سے نہ پھیرتی، اس کے گوشت کو پار کر کے اس کی ہڈی یا پیٹھے میں لوہے کی کنگھیاں کی جاتیں اور یہ چیز اسے اس کے دین سے نہ پھیرتی، اس کے گوشت کو پار کر کے اس کی ہڈی یا پٹھے میں لوہے کی کنگھیاں ک جاتیں اور یہ چیز اسے اس کے دین سے نہ پھیرتی، بخدا یہ امر دین ضرور ضرور پورا ہوگا یہاں تک کہ سوار صنعاء سے حضر موت چلا جائے اسے صرف اللہ کایا اپنی بکریوں پر بھیڑیا کا ڈر ہوتا لیکن تمہارا حال تو یہ ہے کہ تم جلد بازی کررہے ہو ( بخاری ۱۳۲۲/۳ مسلم ار۳۳۷)

### (۱۳) بعض محابہ نے نماز میں خیال آنے کی شکایت کی:

بخاری (۲۲۵/۲) ومسلم (۲۷۱۷) نے سعید اور عباد بن تمیم سے روایت کیا وہ اپنے بچاسے راوی کہ انھوں نے نبی پاک ﷺ سے شکایت کی کہ آ دمی کو خیال آتا ہے کہ وہ اپنی نماز میں کوئی چیز محسوس کرتا ہے تو آپ نے فرمایا: وہ اس کی طرف توجہ نہ کرے جب تک کہ آوازنہ بن لے یا بومحسوس نہ کرے'۔

#### (۱۴) عورتول نے اپنے شوہروں کی زدوکوب کی شکایت کی:

مروی ہے کہ بہت می عورتوں نے رسول اللہ کے کا زواج مطہرات کے پاس جا کراپیخ شوہروں (کے مار نے پیٹنے) کی شکایت کی تو نبی کریم کے نے فرمایا: ''لقد طاف بال محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اُولئک بخیار کم'' بہت می عورتوں نے محمد کی ازواج کے پاس آکراپیخ شوہروں کی شکایت کی ہے تم میں ایسا کرنے والے اچھے لوگ نہیں ہیں۔ ابوداؤد (۲۲۵/۲) ابن ماجہ (۱۲۸۸۲) دارمی (۱۹۵/۲)

#### (١٥) تابعين نے تجاج كي مشقتوں كي شكايت كى:

بخاری (۲ر۵۵) واحمد (۱۳۲۳) نے تخ تخ کیا کہ زبیرابن عدی نے فرمایا ہم نے انس ابن مالک سے جاج کی مشقتوں اور مصیبتوں کی شکایت کی تو فرمایا: صبر سیجیے کیوں کہ تمہارے پاس کوئی سال یا کوئی دن نہ آئے گا مگروہ پہلے سے بدتر ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرومیں نے تمہارے نبی بھی سے ایساہی سنا ہے۔

میں کہنا ہوں: جو شخص رسول پاک بھی کی بارگاہ میں اس طرح کی کی جانے والی شکا بیوں میں غور وفکر کرے گاس کو بہت می شہاد تیں ملیں گی، اگر سیدہ فاطمہ رضی للد تعالی عنہا کا مقصود یہ تھا کہ وہ اپنے والد سے ابو بکر صدیق کی شکایت کریں گی تو عشرہ مبشرہ میں سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ نے حضورا قدس سے خالد بن ولید کی شکایت کریا گاہ میں شکایت کی ، اور آگر سیدہ فاطمہ نے تنگی دنیا کی شکایت کرنا چا ہا تو سب سے پہلے اپنے والد کی بارگاہ میں شکایت کی ، اور آپ نے فاطمہ سے یہ نہ فرمایا کہ شکایت کرنا حرام ہے، یا صرف اللہ ہی کی بارگاہ کے ساتھ خاص ہے۔ و ھکذا

ابن تیمیہ کے نیاز برداروں پرہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں شکایت وعرض حال کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ہردور میں مسلمانوں کی میرمحکم عادت رہی، بعض خلفائے راشدین جن کی اتباع کا تھم دیا گیاان کے حالات پرنظرڈالنے سے میرانکشاف ہوتا ہے کہ انھوں نے خواب میں حضورا قدس سے شکایت کی۔

ابویعلی نے اس کوروایت کیا،اور میثمی نے مجمع الزوائد (۱۳۸۸) میں کہا:ابویعلی نے اسے روایت کیا، اوراس کے رجال ثقہ ہیں فیض القدریر (۹۹/۳)۔

فریب خوردہ لوگ جب اس اثر کود کھتے ہیں تواس کی تضعیف کرتے ہیں، یااس کی کمزورترین تاویل

کرتے ہیں، یاامام علی کوخطا کاراورقصور وارتھہرانے کی پوری کوشش کرتے ہیں جیسا کہان کے پیشواا بن تیمیہ کا یہی

ابن تیمیہ کے ریزہ خواروں سے ہم یہ بھی کہتے ہیں: انسان توانسان بہائم نے بارگاہ رسالت میں شکایتیں کیس ہیں تو کبتم لوگ آپ کی بارگاہ میں شکایت کروگے ہاآ ہی ہارگاہ سے کمل بے نیاز ہو؟

امام احمد (۱۷۳/۳) نے بسند جیدروایت کی (جبیبا کہ منذری نے ترغیب وتر ہیب (۱۴۴/۳) میں کہا) کہ نبی پاک ﷺ نے اونٹ کے مالک سے فر مایا:تمہارے اونٹ کا کیا معاملہ ہے کہ وہتمہاری شکایت کرر ہاہے اس نے تمہاری شکایت کی ہے کہتم اس پریانی لا دیتے ہواور بوڑ ھا ہونے پراسے ذیح کر دو گےاونٹ کے مالک نے آپ سے عرض کیا قتم ہےاس ذات کی جس نے آپ کوت کے ساتھ بھیجا میں ایسانہ کروں گا۔

اورا یک دوسری روایت میں ہے (جس کے متعلق حافظ ضیامقدسی کی مختارہ (۱۵۸٫۹) میں ہے کہ وہ صحیح کی شرط یر ہے ) کہ نبی یاک ﷺ نے ارشا دفر مایا کہ:''اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہتم اسے بھوکار کھتے ہواور تھکا ڈالتے ہو( جانفشانی میں ڈالتے ہو)

عاشقان رسالت مآب ﷺ ہے میری بیگز ارش ہے کہ وہ ایک اہم نقطہ کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں وہ بیہ ہے کہ اہل اللہ میں سے جوائمہ اعلام اپنے مریدین کی تربیت فرماتے ، اورانہیں سلوک کے منازل طے کراتے ہیں وہ مریداورسا لک الی اللّٰہ کو ہمیشہ اس بات کی نصیحت فر ماتے ہیں کہ مخلوق سے کسی چیز کی شکایت نہ کریں،ان حضرات کا مقصود بہنیں ہوتا کہ خودمریدیاسا لک ان کے پاس شکایت لائے بلکہ ان کامطمح نظریہ ہوتا ہے کہ مريدياسا لك اپيخ رب كي طرف كامل توجه ر كھے اور جب اسے كوئى معاملہ يا شكايت درپيش ہوتو سالك برلازم ہے کہاہے آگاہ کرے اس لیے کہوہ اس کی تربیت کررہاہے اوراسے سلوک کے منازل طے کرارہاہے،ان کے دل میں ہرگز پنہیں ہوتا کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے شکایت نہ کرےاپیا کیوں کر ہوسکتا ہے جب کہ یہ حضرات لوگوں کوقر ب رسالت سے سرفراز فرماتے ہیں اور آپ کی طرف ان کی راہ نمائی فرماتے ہیں۔ ابن تیمیه اوراس کے تبعین کامیخیال ہے کہ حضوراقدس سیدعالم ﷺ ایک عام امتی کی طرح ہیں کوئی شخص آپ کی بارگاہ میں اپنی حاجت وضعف وغیرہ کی شکایت پیش نہ کرے بلکہ اس سے بچنالازم ہے و المعیاذ باللہ تعالی فی اعتقاد هم (ان کے اعتقاد سے اللّٰہ کی پناہ)

بھلایہ کیسے مجھے ہوسکتا ہے جب کہ آپ امت کے مربی اوران کی جائے پناہ ہیں اور مومنوں کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

ابن تیمیه اوراس کے ہم نواہمیں بتائیں کیااللہ کے نبی یعقوب علیه السلام نے نبی پاک کے کو پاکر آپ سے شکایت نہ کی، یا آپ کو ایسے نافر مان اولا دیلے جھوں نے آپ پریتہمت لگائی کہ بڑھا پے کے سبب آپ کی عقل میں فساد آگیا ہے۔ لاحول و لاقوۃ إلا بالله العلی العظیم۔

وصل اللهم وسلم وبارك على من يقول أنا لها أنا لها حينما يستغيث به الناس يوم القيامة

ترجمہ:۔اے اللہ! اس نبی پررحت وبرکت وسلامتی نازل فرماجو اپنی امت کے لیے اس دن'انالھا''فرمائیں گے جب قیامت کے دن آپ کی امت آپ کی بارگاہ میں فریاد بخشش لائے گی۔

# (۲) ابن تیمیه نبی یاک اکی مدد کا مطلقاً منکر ہے

ابن تیمید حضورا قدس سیدعالم ﷺ کی ظاہری حیات میں بھی آپ سے سوال اور استغاثہ کا انکار کرتا ہے، جب کہ اس سے پہلے کسی نے ایسانہ کہا۔

ابن تیمیدگی عادت ہے کہ وہ حضورا قدس ﷺ کوایک عام انسان کی شکل میں پیش کرتا ہے جبیبا کہ وہ آپ کی خصوصیت وفضیلت اور قدرت وقوت کا انکار کرتا ہے حالاں کہ آپ کے رب عزوجل نے آپ کو بے شار اختیارات وتصرفات اور گونا گوں کمالات سے سرفراز فرمایا ہے۔

اس نے اپنی کتاب منہاج (۲۲۲،۲۲۳ ) میں کہا:

'' نبی پاک ﷺ نے ابن عباس سے فر مایا: جبتم سوال کروتو صرف اللہ سے سوال کرو، اور جب مدد مانگوتو اللہ ہی سے مانگو'

- (۱) ہےنہ فرمایا مجھ سے مانگو
- (۲) اورنه پیرکهامجھ سے مدد مانگو
- (۳) اورالله تعالی کاارشاد ہے:

﴿ فَإِذَا فَرَغُتَ فَانُصَبُ ٥ وَإِلَى رَبِّكَ فَارُغَبُ ﴾ [الشرح-٨٠٤:٥٨] ترجمه: ـ توجب نماز سے فارغ ہود عامیں محنت کرواورا پنے رب سیکی طرف رغبت کرو۔' او میں کہتا ہوں:

مسلمانوں کی ججت ودلیل نبی پاک کی سنت شریفه اور آپ کا ارشادومل ہے، ابن تیمیہ کی بکواس نہیں، امام مسلم نے اپنی سیح میں اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے ربیعہ بن کعب اسلمی سے تخریج کیا آپ نے فرمایا: میں حضورا قدس کے ساتھ رات گزارتا تھا، میں حضور کے وضواور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا تو آپ نے فرمایا: "سل،" ماگئو "اوراحمراورابوداوداورنسا کی اور طبر انی میں ہے فرمایا: "سلنسی" مجھسے

مانگو'۔ پھر میں نے عرض کیا: میں جنت میں آپ کی صحبت طلب کرتا ہوں آپ نے فر مایا: اور پچھ؟ میں نے عرض کی بس یہی ، آپ نے فر مایا: توتم اینے اوپر کثرت ہجود سے میری مدد کرو<sup>(1)</sup>

اورطبرانی نے مصعب اسلمی سے تخریخ کی انھوں نے فرمایا: ہم میں سے ایک اڑکا نبی پاک کے خدمت میں صاضر ہوااس نے عرض کی حضور آپ سے ایک سوال کرنا چا ہتا ہوں فرمایا: کون ساسوال ہے؟ عرض کیا: میری خواہش یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ میری شفاعت فرما ئیں، فرمایا: تمہیں کس نے سکھایا، یا تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا میر نے نفس کے سوا مجھے کسی نے اس کا حکم نہ دیا فرمایا: میں تمہیں قیامت کے دن اپنی شفاعت کے سایہ میں لول گا۔ (۲)

میں کہتا ہوں:

نى پاك ﷺ نے فرمایا:"سلنی"" مجھے مانگو 'یا"سل" انگ' نبی پاک كايدارشاد (۳) اس بات

(۱) امام سلم نے اپنی میچی (۱۳۵۳) اور ابوداود (۳۵۲۳) اور نسأی (۲۳۲۷) اور ابن ابوعاصم نے آ حادومثانی (۳۵۲/۳) میں تخریخ کی۔

اورامام احمد (۳۰۰۳) زیاد بن ابوزیاد مولی بنی مخز وم سے راوی که نبی پاک کے ایک خادم (مردیاعورت) نے روایت کی کہ نبی پاک کے ایک خادم نے عرض کی کہ نبی پاک کے ایک دن خادم نے عرض کی کہ نبی پاک کے ایک دن خادم نے عرض کی حضور میری ایک حاجت ہے فرمایا: کون می حاجت ہے؟ عرض کیا ہے کہ قیامت کے دن آپ میری شفاعت فرما ئیں فرمایا: دن کس نے تمہیں یہ بتا دیا؟"عرض کی میر سے رب عز وجل نے ، فرمایا: تم سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو میشی نے مجمع الزوائد (۲۲۹/۲) میں کہا: امام احمد نے روایت کی اور اس کے رجال میں۔

(۲) طبرانی نے کبیر (۳۲۵/۲۰) میں روایت کی میثمی نے مجمع الزوائد (۳۲۹/۱۰) میں کہا:اس کے رجال سیح کے رجال ہیں اورزین عراقی نے اس کو سیح کہا،اس کے رجال سیح کے رجال ہیں (فیض القدیر ۱۸۰۵)

(٣) حضرت ملاعلى قارى عليه رحمة البارى مرقاة مين فرماتي بين:
"يوخذ من إطلاقه صلى الله تعالى عليه واله وسلم الأمر بالسؤال أن الله تعالى مكنه من إعطاء كل ماأد اد من خزائن الحق"

کی روش دلیل ہے کہ ابن تیمیہ کا قول ساقط الاعتبارہے، لائق اعتاداور قابل التفات نہیں، صحابی رسول کا حضور اقدس سے جنت میں رفافت کا سوال اور آپ کا اس پر سکوت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بیشرک و بدعت نہیں۔

نبی پاک نے صحابی رسول سے بین نہ ارشاد فرمایا تم مجھ سے ایسا سوال کررہے ہو جو صرف اللہ کی قدرت میں ہے، اور آپ نے بین فرمایا تم مجھ سے نہ مانگوبس اللہ عزوجل ہی سے سوال کرو، آپ نے بین فرمایا کہ تم نے شرک کر ڈالا اور بین کہا کہ بیتہاری تو حید کے منافی ہے۔

یعنی حضورا قدر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے جو مانگنے کامطلق حکم دیااس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عز وجل نے حضورصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو بیقد رہ بخش ہے کہ اللہ تعالی کے خزانوں میں سے جو کچھ چپاہیں عطافر مائیں۔

پهرکهجا:'' وذکرابن سبح في خصائصه وغيره أن الله تعالى أ قطعه أرض الجنة يعطي منهاما شاءلمن بيثاءُ''

ا مام سبع وغیرہ علانے حضورا قدی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ اللہ عز وجل نے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو جنت کی جا گیرداری کر دی ہے کہ اس میں سے جوچاہیں جسے جاہیں بخش دیں۔

امام اجل سیدی ابن حجر کمی قدس سره الملکی جو ہرمنظم میں فرماتے ہیں:

"أنه صلى الله تعالى عليه و آله وسلم خليفة الله الذي جعل خزائن كرمه، وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطي منها من يشاء ويمنع من يشاء "

ترجمہ:۔ بے شک نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالی نے اپنے کرم کے خزانے، اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور اقد س صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے دست قدرت کے فر ماں بردار، اور حضور کے زیر حکم وارادہ واختیار کردیے ہیں کہ جسے چاہیں عطافر ماتے ہیں، اور جسے چاہتے ہیں نہیں دیتے ہیں۔

ان سب سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث پاک میں حضورا قدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ اعظم اور نائب مطلق ہیں اس لیے آپ نے مطلق ارشاد فرمایا کہ: ''ما نگ' سوال کا اطلاق بتارہا ہے کہ سائل حضور سے جو چاہے مائل حضور سے جو چاہے مائل حضور سے جو چاہے مائل اللہ عزوجل کے خوان کرم کے مالک ہیں اللہ عزوجل نے آپ کوا پنے خزانوں کا مالک بنادیا ہے، اگر غیر اللہ سے استمد ادشرک و بدعت ہوتو پھر حضورا قدس ہر گزیدارشاد نہ فرماتے اور صحابی رسول آپ کی بارگاہ میں اپنی حاجت بیش نہ فرماتے آپ کا بہ تصرف واختیار صرف آپ کی ظاہر کی حیات طیبہ ہی کے ساتھ خاص نہیں کہ حدیث میں وارد ہے: بیش نہ فرماتے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ، مسلم شریف میں ہے کہ نبی یاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بنی اسرائیل کی پیرزن کا واقعہ بھی اس کی روشن دلیل ہے۔

ابوموی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کے پاس آئے تواس نے آپ کی تعظیم کی ، پھر آپ نے ان سے فرمایا اپنی حاجت کا سوال کرو ان سے فرمایا اپنی حاجت کا سوال کرو انھوں نے عرض کیا: سواری کے لیے ایک اوٹٹی جا ہے اور پچھ بکریاں جن کا دودھ میرے گھر کے لوگ حاصل کریں تو

"أتيت موسى ليلة أسرى بي عندالكثيب الأحمر وهو قائم يصلي في قبره"

(مسلم كتاب الفضائل باب فضائل موسى)

ترجمہ: میں شب اسری موتی کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ ریت کے سرخ ٹیلہ کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مسلم کے علاوہ بخاری ونساً می ودیگر کتب احادیث میں بیحدیث وارد ہے امام بیبق نے ان حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

'وفي كل ذالك دلالة على حياتهم''

یہ ساری حدیثیں اس بات کی روش دلیل ہیں کہ انبیائے کرام زندہ ہیں۔

خودا بن قیم نے لکھا:

"وقد صح أنه صلى الله تعالى عليه وسلم رأى موسى عليه السلام قائما يصلي في قبره ليلة الإسراء" (الروح ٢٢٠)

ترجمہ: صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شب اسرامیں حضرت موسی علیہ السلام کوان کی قبر میں کھڑے ہوکرنماز ریڑھتے دیکھا۔

ابوداؤد نے اوس بن اوس سے تخریج کی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن الله حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء" (سنن ابودا ود، باب الصلاة ١٩/٢١) و (١٩/٢٢)

ترجمہ: ۔ بے شک اللہ نے زمین پر انبیا کے جسموں کو کھانا حرام فر مادیا ہے۔

امام نساً ی نے باب الجمعہ، ابن ماجہ نے باب الإقامۃ اور جنائز میں بیحدیث تخریج کی ہے امام دارمی نے باب الصلاق، امام احمد بن خنبل نے اپنی مسند میں اس حدیث کو ذکر کیا، امام بیہ فی نے دعوات کبیر، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اس حدیث کوروایت کیا، امام حاکم نے مسدرک میں اس حدیث کوروایت کرنے کے بعد فرمایا کہ: بید حدیث رسول پاک نے فرمایا: کیاتم اس سے عاجز ہو کہ بنی اسرائیل کی پیرزن کی طرح ہو؟ انھوں نے عرض کی یارسول اللہ! بنی اسرائیل کی پیرزن کا کیا واقعہ ہے؟ فرمایا: موسی علیہ السلام جب بنی اسرائیل کومصرسے لے کرچلے تو وہ لوگ

... بخاری کی شرط پرضیح ہے، امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ، اور امام نو وی نے اس کوشیح قر اردیا (شرح حیاۃ الأنبیاء لفرید عبد العزیز الجندی ص۲۳)

علامه محمر عباس نے اس حدیث کی مزید درج ذیل تخریجات قلم بند کیس۔

(۱) ابونعیم نے دلائل نبوۃ میں (۲) امام بیہ قی نے شعب الایمان سنن کبری وسنن صغری میں (۳) ابن عسا کرنے تاریخ دمشق میں (۴) حکیم تر ذری نے نوادرالاصول میں (۵) امام قاضی اساعیل نے اپنی کتاب میں (۲) امام نسأی نے سنن کبری میں (۷) طبرانی نے مجم کبیر میں تخ تے کیا۔

قاضی شو کانی نے تصریح کی:

"جن حدیثوں میں جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر کمڑت سے درود بھیجنے کا ذکر ہے اوراس بات کا ذکر ہے کہ آپ پر درود پیش ہوتا ہے، اور آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں، انھیں حدیثوں کی روشنی میں محققین کی ایک جماعت نے اس بات کا قول کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد وفات بھی زندہ ہیں، اپنی امت کی نیکیوں پرخوش ہوتے ہیں، اور ریہ کہ انبیا دائی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہوجب کہ طلق ادراک مثلا علم، سماع سارے مردوں کے لیے ثابت ہے'' (نیل الأوطار ۲۸۲۷۳)

ابوعبرالله ابن احمد ابن عبرالها وى جوابن تيميرك شاكره بين انهول نے اس مديث كى صحت كے بارے بين تحريركيا:
"فيكون حديث الذي رواه حسين بن جابر عن أبي الأشعث عن أوس صحيحا لأن رواته كلهم مشهورون بالصدق والأمانة والثقة والعدالة ولذلك صححه جماعة من الحفاظ كأبي حاتم بن حبان، والحافظ عبدالغني المقدسي، وابن دحية وغيرهم ولم يات من يتكلم فيه" \_(السارم المنكى ٢٧١،٢٧٥)

ترجمہ:۔جو حدیث حسین ابن جابر نے ابوالا شعث سے روایت کی اور ابوالا شعث نے اوس بن اوس سے روایت کی وہ صحیح ہے کیوں کہ اس کے تمام راوی صدافت وامانت اور ثقات وعدالت میں مشہور ہیں اس لیے حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کو تحج قرار دیا جیسے ابوحاتم ابن حبان ، حافظ عبدالغنی مقدسی ، اور ابن دھیہ وغیر ہم اور اس حدیث کے راویوں میں کوئی ایساراوی نہیں جس پرجرح وطعن ہے۔

راستہ بھٹک گئے تو آپ نے کہایہ کیا ہے؟ توان کے علانے کہایوسف علیہ السلام نے اپنے وصال کے وقت ہم لوگوں سے ایک پختہ بیان لیا تھا کہ ہم لوگ مصر سے باہر نگلیں جب تک آپ وہاں سے منتقل ہونے کا حکم نہ دیں،

علاوہ ازیں اس حدیث کے چندشواہد بھی ہیں جنھیں ابن ماجہ نے ابو درداء سے ثقہ راویوں سے روایت کیا، امام بیہ قی نے ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا، طبر انی نے جھم کبیر میں روایت کیا۔

ا مام بیہی نے تفد سے روایت کی ، انھوں نے ابوعمر وابن حمدان سے روایت کی ، انھوں نے ابویعلی سے ، انھوں نے ابوالجہم ازرق ابن علی سے ، انھوں نے حجاج سے ، انھوں نے انس بن مالک سے کہ انس بن مالک نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون" (حياة الأنبياء ص ١١)

ترجمہ: ۔ انبیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

فرید جندی نے اس حدیث کی سند کے بارے میں کہا:

"هذا إسناد جيد رجاله كلهم ثقات غير الأزرق"

ترجمہ: اس حدیث کی سندعمرہ ہے ازرق کے سوااس کے تمام راوی ثقد ہیں۔

حافظ نے تقریب میں کہا:

"صدوق يغرب"

ترجمہ:۔ازرق سے ہیں بھی غریب لاتے ہیں۔

قاضی شو کانی نے کہا:

"وقد ثبت في الحديث أن الأنبياء أحياء في قبورهم" (رواه المنذري وصححه البيهقي) ( نيل الأوطار ٢٣٨/٣)

اس حدیث سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ انبیاا پنی قبروں میں زندہ ہیں،منذری نے اسے روایت کیااور بیہ قی نے اسے مجے کہا۔

قاضی شوکانی نے مزید تصریح کی:

"إنه صلى الله تعالى عليه وسلم حي في قبره بعد موته كما في حديث:"الأنبياء أحياء في

آپ نے فرمایا: آپ کی قبرکاعلم کے ہے؟ کہا: بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کوتو آپ نے انھیں بلا بھیجا، وہ پیرزن کوتو آپ نے انھیں بلا بھیجا، وہ پیرزن کوتو آپ کی خدمت میں حاضر آئیں، آپ نے فرمایا: مجھے یوسف کی قبر بتا ئیں، انھوں نے عرض کیا میں اس وقت تک نہ بتاؤں گی جب تک کہ آپ میری درخواست قبول نہ فرمائیں، فرمایا تمہاری درخواست وحاجت کیا ہے؟ عرض کی میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں، آپ نے اسے قبول فرمانا نہ چاہا تو اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وی فرمائی کہاس پیرزن کی درخواست قبول کرلیں (۱)

بیاس امرکی روشن دلیل ہے کہ نبی پاک ﷺ جب کسی سے بیفر مائیں:''مجھ سے مانگو'' تواس سے آپ کی

قبورهم" وقد صححه البيهقي وألف في ذلك جزء اقال الأستاذ أبو منصور البغدادي: قال المتكلمون المحققون من أصحابنا أن نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم حي بعد وفاته" (نيل الأوطار)

ترجمہ:۔ نبی علیہ السلام وصال فرمانے کے بعدا پنی قبر میں زندہ ہیں، جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہے: ''الأنبیاء أحیاء في قبور هم ''امام بیہی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور اس موضوع پرایک مستقل کتاب کھی ، استاذا بومنصور بغدادی نے کہا ہمارے اصحاب میں سے جو متحکمین محققین ہیں انھوں نے فرمایا: ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وفات کے بعد بھی زندہ ہیں۔

ان ساری شہادتوں سے روز روثن کی طرح عیاں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے وصال کے بعد زندہ ہیں، آپ اپنے وصال کے بعد بھی اپنی حیات کی طرح تصرف فرماتے ہیں تو جس طرح آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں آپ سے سوال واستعانت جائز ہے آپ کے وصال کے بعد بھی ہے تھم باقی ہے، مزید شہادتوں کے ذریعہ انشاء اللہ الرحمٰن ہم آئندہ صفحات میں اس پرمزیدروثنی ڈالیں گے۔

(۱) بنی اسرائیل کی پیرزن کی حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح (۲/۰۰۵-۱۰۵)، اور حاکم (۲/۲۲،۲۳۳۹) اور ابولیعلی (۱۱۸ ۲۲۳۷) اور ابولیعلی (۱۱۳ ۲۲۳۷) اور خطیب نے تاریخ بغداد (۱۳۲۹) میں ابوموسی اشعری سے تخ تئ کی، اور طبر انی نے اوسط (۲/۷۵،۳۷۷) میں ابن ابو حاتم اور ابن حبان اور حاکم کی طرف نسبت میں علی سے تخ تئ کی، اور سیوطی نے الدر المنثور (۹۸/۱۵۹۱) میں ابن ابو حاتم اور ابن حبان اور حاکم کی طرف نسبت کی ۔ اور هیثمی نے مجمع الزوائد (۱۷/۰۱–۱۷۱) میں کہا: ابو یعلی کے رجال میں اور بید حدیث صحیح ہے ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا۔

مرادیہ ہوتی ہے کہ آپ کی امت آپ سے جنت میں رفاقت ومعیت کا سوال کرے، یہ ان لوگوں کا کھلا ہوارد ہے جن کا یہ خیال ہے کہ عام انسان جس چیز کی طاقت ووسعت نہیں رکھتا اس میں نبی پاک ﷺ سے بھی مدد مانگنا، ماستغا شرکایا آپ سے ایسی چیز طلب کرنا کفروشرک ہے۔

ذراغورفرمائیں پیجلیل الثان صحابی رسول پاک ﷺ سے جنت میں صحبت ورفاقت کا سوال کررہے ہیں اور نبی پاک نے ان سے بینہ فرمایا بیصرف اللہ عزوجل ہی کی قدرت وبس میں ہے اوران سے بیجی نہ فرمایا کہ عہمیں کیا معلوم کہتم جنت میں جاؤگے۔

اس مقام کو بیجھنے اوراس میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے، مسلمانوں کوان لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے سخت اجتناب کرنا چاہئے جولوگ شرک و کفر کی رٹ لگا کر مسلمانوں کورسول پاک ﷺ کی بارگاہ اور آپ کے توسل واستغاثہ سے ڈراتے ہیں۔

اس مقام پرکوئی بیشبہ کرسکتا ہے کہ رسول اللہ نے توبینہ کہا کہ: مجھ سے مدد مانگواور ابن تیمیہ کا مقصودیہ ہے کہ دعااور طلب کرناممنوع ہے، اس کا جواب بیہ ہے کہ صحافی نے نبی پاک ﷺ سے جنت طلب کی اور بیا یک واضح معاملہ ہے جس میں کسی التباس کی کوئی گنجائش نہیں۔

کیا منکرین زیادہ جانتے ہیں یا نبی پاک ﷺ کاعلم ارفع واعلی ہے؟اس مقام پر ایک سوال بیرہ جاتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ابن عباس سے بیفر مایا:''جبتم مانگوتو اللہ سے مانگوت

ہم اس حدیث کی صحت کے متعلق گفتگونہ کریں گے اس لیے کہ بعض علمانے اس حدیث کے متعلق اضطراب کا دعوی ہوتا تو یہ اضطراب کا دعوی فرما کرکلام کیا،اگر نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے باب میں اضطراب کا دعوی ہوتا تو یہ لوگ ضروراس کوضعیف قرار دیتے۔

بہرحال اس حدیث ابن عباس کامعنی واضح ہے وہ اس طرح کہ بیر حدیث ' غلام کی حدیث' سے مشہور ہے نبی پاک کامقصود بیتھا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو بجین میں اس بات کی تعلیم فرما کیں کہ اللہ عز وجل سے اپنا تعلق قوی رکھیں کہیں ایبا نہ ہو کہ سبب سے رشتہ قائم کر کے مسبب کو بھول جا کیں اور اسے بالکلیہ

حیور دیں، جب آپ پروان چڑھے اور بڑے ہوئے تو آپ کو یہ بھی تعلیم فرمایا کہ کس طرح اسباب سے وابستگی رکھیں اوران سے تعلق ورشتہ رکھیں اس لیے کہ اسباب تو اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ سے ہیں۔

یہ ایک روش حقیقت ہے کہ بکری کے شانہ کا گوشت سرکارکومجبوب تھااور ہسن اور مسوراور پیاز آپ کو ناپیند تھا۔

نی پاک ﷺ نے ارشادفر مایا:"من لم یشکر الناس لم یشکر الله""جو بندوں کاشکر گزار نہیں وہ الله گزار نہیں وہ الله کاشکر گزار نہیں اوران سے اللّٰہ کاشکر گزار نہیں 'آپ کے اس ارشاد میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسباب سے وابستگی رکھیں اوران سے رشتہ وتعلق قائم رکھیں۔

# 

صحابہ کرام نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے مددطلب کرتے ہیں،اورابن تیمیہ اوراس کے متبعین حضوراقدس ﷺ سے مددطلب کرنے والوں کی تکفیر کرتے ہیں۔

ابن تیمیدکایہ کہنا کہرسول اللہ ﷺ نے یہ نہ فرمایا'' مجھ سے مدد مانگو' معاملات کوخلط ملط کرنا ہے خصوصا عوام پرجیسا کرتی حصنی نے اپنی کتاب (دفع شبه من شبه و تمرد) میں کہا کہ: یہ عوام پران کے معاملات کو مشتبہ کرنا ہے اور انھوں نے مزید رید کہا: اس کی باطل با توں سے پر ہیز لازم ہے۔

ابن تیمیه کایه کهنا که رسول پاک نے بینه کها:''اور مجھ سے مدد مائکو' بیابیاہی ہے جبیبا کہاس نے مجموع الفتاوی (۳۱۹/۱۸) میں کہا:

''الله سبحانه تعالی نے رسولوں کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ الله کے سواکوئی معبود نہیں تو الله سے محبت رکھے، اور اس سے امید کر ہے، اور دلوں کو ماسوی الله کی محبت وامید اور سوال سے خالی رکھے۔ اور اللہ کے لیے کوئی عمل اور اس سے استغاثہ کر بے تو ماسوی الله کے لیے عمل نہ کر بے اور نہان سے استغاثہ کرے بلکہ دلوں کوان چیزوں سے خالی رکھے۔

میں کہنا ہوں:

ہمارے قلوب اللہ اور اس کے رسول کے ماسوی کی محبت سے خالی ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں تخ بے کی کہ:''جس شخص میں تین خصالتیں ہوں گی وہ ان کی برکت سے ایمان کی شیرینی پائے گا، ان تینوں میں سے پہلی خصلت میہ ہے کہ:''اللہ اور اس کے رسول کے اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں''۔ ذرااللہ کے رسول کے اس ارشادیاک کی طرف نظر سیجے کہ:''اللہ اور اس کے رسول اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں''اور ابن

تیمیہ کے کلام کودیکھیے وہ کہنا ہے کہ اللہ کی محبت میں دل اس کے ماسوا کی محبت سے خالی رکھے۔

رہ گیامدارج السالکین (۲۲۱) میں ابن القیم کا بہ کہنا کہ:''چوتھی چیز یہ ہے کہ اللہ سے مدد مانگی جائے کیوں کہ جس کے پاس کوئی اختیار اور مشیت وقدرت نہیں اس سے مدد مانگنامحال ہے'' تو یہ بھی ابن تیمیہ ہی کے کلام جبیبا ہے۔

ابن تیمیہ اوراس کے تبعین کا حال ہے ہے کہ بے کل کلام استعال کرتے ، اور متعارف چیزوں کو باطل کی طرف پھیرتے ہیں ،اس سے ان کا مقصود امت کو گمراہ کرنا ،اورا پنے اختر اع کر دہ عقیدہ میں رنگنا ہوتا ہے ،اس لیے ابن تیمیہ کے رد کے لیے ہم چند چیزیں ذکر کریں گے۔

- (۱) الله عزوجل نے حضرت ذوالقرنین کے قصہ میں ذکر فرمایا کہ انھوں نے بیکہا:
  ﴿ فَأَعِینُونِی بِقُوَّةٍ أَجْعَلُ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدُمًا ﴾ [الکہف-۱۸-9۵]
  ترجمہ: ہم میری مدد طاقت سے کرومیں تم میں اوران میں مضبوط آٹر بنادوں (کنز الایمان)
  ذوالقرنین نے بینہ کہا کہ جس کے پاس اختیار اور مشیت وقدرت نہیں اس سے مدد مانگنا محال ہے اور نہ
  ر کہا کہ مدد مانگنا صرف اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔

ذراغور وفکر کریں خودرسول پاک ﷺ نے''أعسنسی'' (میری مدد کرو) ارشادفر مایا اور بین فر مایا کہ میں اللہ کےعلاوہ کسی سے مدد نہلوں گا۔

امام احمد (۳۷۳/۵) نے بیر حدیث تخ تح کی اور میثمی نے مجمع الزوائد (۲۵/۴) میں فرمایا: اس حدیث کے رجال شخصے کے رجال بیں اور حافظ ابن حجرنے فتح الباری (۱۹/۱۰) میں فرمایا: اس کے رجال ثقه بیں۔

- (۳) سلمان نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اےسلمان! اپنے مالک سے کتابت کرلو، تو میں نے اپنے مالک سے تین سوکھور کے درخت پراس شرط کے ساتھ کتابت کرلی کہ میں عفیر (طعام) اور چالیس اوقیہ کے بدلے ان درختوں کی آبیاری وشادا بی کروں گا، تورسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''اپنے بھائی (سلمان) کی (بدل کتابت میں) مدد کرؤ'۔
- امام احمد نے اسے تخ تئے کیا (۴۳۳/۵) اور مجم کبیر (۲۲۵/۲) میں بھی بیروایت موجود ہے، پیٹمی نے مجمع الزواکد (۳۳۲/۵) میں کہا: احمد نے اس کو مکمل روایت کیا اور طبر انی نے کبیر میں اسی طرح مختلف سندوں سے روایت کیا، اور احمد وطبر انی کے نزدیک پہلی روایت کی اسناد کے رجال سیح کے رجال ہیں۔ اور محمد بن اسحاق نے ساع کی تصریح کی ہے، اور دوسری روایت کے رجال تنہا احمد کے ہیں، اور اس کے رجال عمروبن ابی قروبن ابی قروبن ان قروبن ان قروبال ہیں جو ثقہ ہیں۔
- (۴) ابن عباس (جواس حدیث ' جبتم مدد مانگوتواللہ سے مانگو' کے راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ شخص نے فرمایا کہ: ' زمین پر حفاظت کرنے والے فرشتوں کے علاوہ کچھاور فرشتے ہیں جو درخت سے گرنے والے پتوں کو لکھتے ہیں توجبتم چٹیل سنسان بیابان میں راستہ بھٹک جاؤتو یہ ندا کرو: ' اے اللہ کے بندو! مدد کرو' اس حدیث سے بی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ مدد مانگنا جائز ہے۔
- ابن ابوشیبہ نے اس حدیث کوروایت کیا (۲ را۹) اور بیہ قی نے شعب الایمان میں (۱۸۳۸) روایت کیا، اور بیٹ کیا کہ اور بیٹ کیا دوایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اور بیٹ کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔
- (۵) وحشی بن حرب فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "امید کہتم لوگ میرے بعد بڑے شہروں کوفتح کرو گے اور ان شہروں کے بازاروں میں مجاسیں منعقد کرو گے، توجب ایسا ہوتو سلام کو پھیلاؤ آور نگاہیں پیت رکھو،اور نابینا کی راہ نمائی کرواور مظلوم کی مدد کرؤ"
- میثمی نے مجمع الزوائد( ۲۲/۸) میں کہا:اس کے تمام رجال ثقہ ہیں، اور بعض راویوں میں ضعف ہے، اور مناوی نے فیض القدیر (۲۲۷۸) میں کہا:مصنف (سیوطی) نے اس کے حسن ہونے کی طرف

اشارہ کیا،اوروہ ویباہی ہے جبیبا کہ فرمایا، یااعلی ہے، پھر میشی نے کہا:اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور بعض راویوں میں ضعف ہے۔

اور براء سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزر بے تو فر مایا:''اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے تو سلام کو پھیلا وَ،مظلوم کی مدد کرواور مسافر کی راہ نمائی کرو''احمد نے اس حدیث کی تخ تنج کی (۲۹۳٬۲۸۳)

- (۲) وحثی بن جنادہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے غدر نِیم کے دن فرماتے سنا: ''اے اللہ!

  میں جس کا مولی ہوں ،علی اس کے مولی ہیں ،اے اللہ! تواسے دوست رکھ جسے وہ دوست رکھیں ،اوراس

  کودشمن رکھ جس کووہ دشمن رکھیں ،اوراس کی مد دفر ما جس کی وہ مدد کریں ،اوراس کی اعانت فر ما جس کی وہ اعانت کریں''۔
- میثمی نے مجمع الزوائد (۱۰۲/۹) میں کہا: طبر انی نے اس کوروایت کیا اور محدثین نے اس حدیث کے رجال کی توثیق کی ہے۔
- (2) حبیب بن سیاف کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم واپس جاؤ کیونکہ ہم کسی مشرک کی مدنہیں لیتے''
  اس کامفہوم مخالف بیہ ہے کہ اگر حبیب مسلمان ہوتے تو حضورا قدس ان سے ضرور مدد لیتے۔
  امام احمد وطبرانی نے بیر حدیث تخریخ کی اور میثمی نے مجمع الزوائد (۳۰۳/۵) میں کہا: احمد کے رجال ثقه
  ہیں، اورابن حبان نے اپنی سے (۱۲۸۲) میں عائشہ سے، اور حاکم (۱۳۳/۲) نے ابوجمید ساعدی سے اس طرح روایت کیا۔
- (۸) نسأی نے مجتبی (۲۹۳۷) میں عمر وبن شعیب بروایت عن ابیان جدہ تخریج کی وہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس قبیلہ ہوازن کے وفد آئے ، انھوں نے عرض کی اے محمد! ہم لوگ عرب کے اصول وقبائل سے ہیں، اور ہم پر جومصیبت نازل ہوئی ہے آپ پر پوشیدہ نہیں اس لیے آپ ہم پر احسان فرمائیں آپ پر اللہ احسان فرمائے ، آپ نے فرمایا: تم لوگ اپنے اموال یااپی

عورتوںاور بچوں میں سے جسے حامو اختیار کرلو، انھوں نے عرض کیا آپ نے ہمیں ہمارے حسب اور مال کے درمیان اختیار بخشاہے ہم اپنی عورتوں اورا پنے بچوں کواختیار کرتے ہیں، اس پررسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''سنو جو کچھ میرااور بنوعبدالمطلب کا ہے وہ سب تمہاراہے ،جب تم نماز سے فارغ ہوتو کھڑے ہوکر یہ کہو کہ ہم اپنی عورتوں اور اپنے مالوں میں سے مومنوں پامسلمانوں پررسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرتے ہیں''جب وہ نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوکروہی کہا جورسول اللہ ﷺ نے فر مایا: ''جو کچھ میر ااور بنوعبدالمطلب کا ہے وہ سبتمہاراہے'' تومہاجرین نے کہا: جو کچھ ہماراہے وہ سب رسول الله ﷺ کا ہے،اورانصار نے کہا: جو کچھ ہماراہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے،تواقرع بن حابس نے کہا: رہامیں اور بنوتمیم تو اییانہیں ،اورعیدنہ بن حصن نے کہا: رہامیں اور بنوفزار ہ تو ابیانہیں ، اورعباس ین مرداس نے کہا: رہامیں اور بنوسلیم تو اپیانہیں، تو بنوسلیم نے کھڑے ہوکرعماس بن مرداس سے کہا: تونے جھوٹ کہا، جو کچھ ہماراہے وہ سب رسول اللہ ﷺ کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فر مایا:''اے لوگو!ان کی عورتوں اوران کے بیٹوںکو ان کے حوالے کردوجو شخص اس مال غنیمت میں سے بلاعوض کسی کو دینا چاہے تواس کے لیے چھفرائض (اونٹنیاں) ہیںاس پہلی چیز میں سے جواللہ عز وجل نے ہمیں مال غنیمت عطافر مایا ہے''اورآ ب اپنی سواری بر سوار ہوئے اور دوسر بے لوگ سوار ہوئے اوراس میں پہجمی ہے کہ لوگوں نے کہا: آ ب ہمارا مال غنیمت ہمیں تقسیم کر دیجئے ، پھروہ لوگ آ پ کوایک درخت کی پناہ گاہ میں لے گئے اور انھوں نے آپ کی جا درا چک لی، آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! مجھے میری جا دروایس دو، بخداا گرتہامہ کے درختوں کی طرح تمہارے لیےاونٹ ہوتے تو میں آخیس تم پرتقسیم کر دیتا، پھرتم مجھے بخیل وبزدل اورجھوٹانہ پاتے'' پھرایک اونٹ کے پاس آپتشریف لائے تواس کے کوہان سے تھوڑ اسابال ا بنی دوانگلیوں کے درمیان لیا، پھرفر مایا:''سنومیرے باس کچھبھی مال غنیمت نہیں اور نہ رہ گریا نیجواں حصہ اور یانچواں حصہ' تو آپ کے پاس ایک شخص بال کا ایک حصہ لے کر کھڑا ہوااورعرض کی پارسول الله! میں نے اسے اس لیے لیاہے تا کہ اس کے ذریعہ اپنے اونٹ کی جھولوں کی اصلاح کروں پھر فر مایا: ''سنومیرے اور بنوعبدالمطلب کے پاس جو پچھ ہے وہ تمہارے لیے ہے'' پھر فر مایا: کیا تمہارے پاس میہ پہنچی ایسا ہے تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں پھر آپ نے اسے پھینک دیا، اور فر مایا:''اے لوگو! چھوٹی اور بڑی سوئی سب اداکر دو کیوں کہ خیانت خائن پر قیامت کے دن عیب وعار ہوگی'۔ ذراغور کیچئے کیا امام نسائی شرک و کفر نقل کرس گے؟

(۹) ابوموی فرماتے ہیں میرے پاس اشعرین میں سے کچھ لوگ آئے، انھوں نے کہارسول اللہ کے رسول!

پاس چلیں کیوں کہ ہمیں آپ سے کام ہے، تو میں ان کے ساتھ چلا، انھوں نے کہااے اللہ کے رسول!

آپ کام میں ہم سے مدد لیجئے، ابوموی نے کہا تو میں نے ان کی با توں سے معذرت کی اور میں نے عرض

کیا کہ مجھے ان لوگوں کا حال معلوم نہیں، آپ نے میری با توں کی تصدیق فرمائی اور میرا عذر قبول

کیا اور فرمایا: ہم اپنے کام میں اپنے سائل سے مدنہیں لیتے۔

اس حدیث سے بھی پیثبوت فراہم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام میں مدد لیتے ہیں کیکن اپنے سائل سے نہیں۔

امام احمد (۱۲/۸) نسأى (۱۲/۳ م) اورابوغوانه (۱۲/۹ سر۱۳۷ نے بیحدیث تخ یخ کی۔

- (۱۰) ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ کے فرمایا: "و اللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون العبد ماکان العبد فی عون أخیه" "اللہ اللہ عنہ عنہ بندے کی مد فرما تا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے "۔

  اس حدیث کواحمد (۲۵۲/۲) مسلم (۲۰/۲ ۲۰۷) ، ابوداود ، تر مذی ، نسأ کی ، ابن ماجہ ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں ، اور حاکم نے اس کوروایت کیا ، اور حاکم نے فرمایا : شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔
- اا) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہانے فرمایا: جب رسول اللہ کے پاس غزوہ بنومصطلق کے قدی لائے گئے توجو پر بیہ بنت حارث بن قیس بن شاس اپنے چپازاد بھائی کے حصہ میں آئیں۔ انھوں نے اپنے آپ کوم کا تبہ بنالیا، آپ شیریں اخلاق اور حسین وجمیل وخوب رقیس، جو بھی انہیں دیکھا پیند کر لیتا، وہ رسول اللہ کے خدمت میں بدل کتابت کی امداد کے لیے آئیں تو بخدا جیسے ہی آپ کے لیند کر لیتا، وہ رسول اللہ کے خدمت میں بدل کتابت کی امداد کے لیے آئیں تو بخدا جیسے ہی آپ کے

جمرہ شریفہ کے دروازہ پر میں نے انہیں کھڑی ہوتے دیکھا جھے نا گوارلگا اور میں نے محسوں کیا کہرسول اللہ!
اللہ ان کاحسن و جمال مشاہدہ فرمائیں گے جومیں نے دیکھا ہے، جویریہ نے عرض کی یارسول اللہ!
میرا حال آپ کوخوب معلوم ہے میں مکا تبہ ہوں اس لیے آپ سے بدل کتابت کی مدد مانگئے آئی ہوں، حضور نے فرمایا: میں تمہار ابدل کتابت ہوں، حضور نے فرمایا: میں تمہار ابدل کتابت اداکر کے تم سے نکاح کرلیتا ہوں، انھوں نے عرض کی، جھے بسروچشم قبول ہے، آپ نے فرمایا: میں نے اداکر کے تم سے نکاح کرلیتا ہوں، انھوں نے کہا کہ قیدی رسول اللہ کے قرابت دار ہیں ان کے ہوتھوں میں بومصطلق کے جتنے قیدی شھے سب آزاد کردیے گئے، جویریہ ہتی ہیں: حضور کے مجھے کوئی الی فرما لینے کے بعد بنومصطلق کے جی ہوریہ سے نکاح کردیے گئے، جویریہ ہتی ہیں: حضور کے مجھے کوئی الی عورت معلوم نہیں جوانی قوم کے لیے جویریہ سے زیادہ بابرکت ثابت ہوئی ہو۔

نبی پاک کی از واج میں بیدوالی ہیویاں ہیں جن کے واقعہ سے بیثبوت فراہم ہوتا ہے کہ حضورا قدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مدد لینا جائز ہے۔

احمد (۲۷۷۷) ابن حبان (۹۷۱۷۳) بیهق نے سنن کبری (۹۷۹۷) اورطبرانی نے کبیر میں (۲۲۷۱۲) اس کوروایت کیا۔

- (۱۲) بخاری (۸۲۷۲) و مسلم (۱۵۲۹۳) نے روایت کیا کہ علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میں نے بدر کے دن رسول اللہ کے ساتھ مال غنیمت میں ایک اونٹنی پائی رسول اللہ کے نے موادر مائی تو میں نے ان دونوں کوایک انصاری صحابی کے دروازہ پر بٹھادیا، مجھے ایک دوسری اونٹنی بھی عطافر مائی تو میں نے ان دونوں کوایک انصاری صحابی کے دروازہ پر بٹھادیا، میں ان پراذخر (گھاس) لا دنا چا ہتا تھا تا کہ اسے بیچوں، میرے ہمراہ بنوقینقاع کا ایک سونار بھی تھا، میں فاطمہ کے ولیمہ میں اس سے مدولیتا الخ۔
- (۱۳) ابودائل سے مردی ہے انھوں نے روایت کیا کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں ایک شخص آئے انھوں نے عرض کی امیر المونین میں اپنابدل کتابت اداکر نے سے عاجز ہوں آپ میری مدوفر مائیں ، تو

على رضى الله تعالى عنه نے فرمایا: کیاتمهیں ایسے کلمات نه سکھا دوں جنہیں رسول الله ﷺ نے مجھے سکھایا اگرتم پر جبل صیر کی طرح دینار ہوں تو اللہ تعالی تم سے ادا فرمادے گا، انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، فرمایا بید عایر طو:

"اللهم اكفني بحلالك عن حرامك وأغنني بفضلك عمن سواك" ترجمه: ــائ الله مجھ حلال عطافر ماكر حرام سے دور فرما، اوراپنے فضل كے ذريعه دوسروں سے بے نياز فرما۔

علی رضی اللہ تعالی عنہ نے بیے نہ فر مایا مد دصرف اللہ ہی سے مانگو،اورا گرفر ماتے بھی تو آپ کی مرادیہ ہوتی کہ حقیقی مدداللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔

امام احمد (۱۷۳۱) اورتر ندی (۵۲۰/۵) نے اسے تخ ت کی اورتر ندی نے کہا: حسن غریب ہے، اور حاکم (۱۸۳۷) نے تخ ت کی کرکے کہا: صحیح ہے، علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی اور ضیاء مقدسی نے مختارہ (۱۱۸/۲) اور مناوی نے فیض القدیر (۱۱۸/۳) میں تخ ت کیا۔

ان اکتثافات وتحقیقات کے بعدابن رجب حنبلی کے اس کلام کامعنی واضح ہوجا تا ہے جسے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم (۱۹۳۱) میں ذکر کیا:

''اوراللہ سے مدد مانگواور عاجز نہ ہو'' جوشخص اللہ سے مدد نہ مائلے اور دوسروں سے مدد طلب کرے، اسے اللہ اسی شخص کے حوالہ کر دیتا ہے جس سے مدد لیتا ہے تو پھروہ مدد سے محروم ہوجا تا ہے۔ حسن نے عمر بن عبدالعزیز کوکھا:''اللہ کے علاوہ کسی سے مدد نہ مانگو کہیں اللہ تمہیں اسی پر نہ چھوڑ دے''۔

یہ جملہ: ''جو تحض اللہ سے مددنہ مائگے اور دوسروں سے مددطلب کرے اسے اللہ اسی کے حوالہ کردیتا ہے جس سے مددلیتا ہے' بہت ہی واضح ہے، اس لیے کہ اس کا معنی مقصود سے ہے کہ جو حقیقی مدداللہ سے نہ مائگے اور مخلوق سے مدد طلب کرے اسے اللہ عز وجل اسی کے سہارے چھوڑ دیتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب اللہ میں مرد طلب کرے اسے اللہ عز وجل اسی کے سہارے چھوڑ دیتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب اللہ میں ارشاد فر مایا کہ: (رسول اللہ بھے نے ۸ جے میں غز وہ کنین کے موقعہ پر صفوان بن امیہ سے

مدد طلب کی اس سے ارباب فہم پر استمد ادواستعانت کی حقیقت خوب روش ہوجاتی ہے۔

امام بخارى نے اپنی می (۱/۲۵۱) میں ایک باب قائم فرمایا جس کاعنوان بیہے: "باب الاستعانة بالنجاد و الصناع في أعواد المنبر و المسجد" (منبر و مسجد کی ککڑیوں میں بڑھی اور معمارے مدولینے کا باب) اور یہ بھی فرمایا (۱۰۲۱/۳) باب من استعان بالضَّعَفاء و الصالحین فی الحرب (جنگ میں کمزوروں اور نیکوں سے مدولینے والوں کا باب)۔

علامہ نووی نے اپنی شرح صحیح مسلم (۱۹۸۱-۱۹۹) میں فرمایا: حضورا قدس سید عالم اللہ نے فرمایا: فاد جع فلن أستعین بمشرک" (والیس جاوَمیں کسی مشرک سے مددنہ لوں گا) اورا یک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی پاک کے نفوان بن امیہ سے ان کے اسلام لانے سے پہلے مدد طلب کی علما کی ایک جماعت نے پہلی حدیث کو اطلاق پر جاری رکھا، اور امام شافعی اور دوسر بے حضرات نے فرمایا: اگر کا فرمسلمانوں کے اندراچھی رائے والا ہے اور اس سے استعانت کی حاجت ہوتو اس سے مددلی جائے ورنہ مددحاصل کرنا مکروہ ہے اور دونوں حدیثیں انہیں دونوں حالتوں پر مجمول ہوں گی۔

الله تعالى نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَإِذَا فَرَغُتَ فَانُصَبُ ٥ وَإِلَى رَبِّكَ فَارُغَبُ ﴾ [الشرح-١٩٨]

ابن تیمیہ نے اس آیت سے استشہاد کر کے کہا کہ اللہ کے رسول نے یہ نہ فر مایا: ''مجھ سے مانگواور مجھ سے مدد طلب کرو'' مجھے معلوم نہیں اس شخص کا طریقہ استدلال کیا ہے اگر اس کی مرادیہ ہے کہ انسان صرف اللہ تعالی ہی کی طرف رغبت کر بے تو ہم اس سے یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے لیکن اس معنی مراد پر کسی کلمہ کی دلالت ضروری ہے ورنہ یہ معنی مراد لیناباطل ہے اس لیے کہ کلمہ ''رغب '' کے لغوی اشتقاق اور استعال پر نظر ڈالنے سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اس کا استعال مختلف سیاق میں ہوتا ہے، اور وہ صرف اللہ عز وجل کی بارگاہ ہی کے ساتھ خاص نہیں جیسا کہ ابن تیمیہ کی مراد ہے اور وہ قاری کو یہی ذہن دینا چا ہتا ہے، اس کی روشن دلیل اور واضح شہادت وہ روایت ہے جسے امام بخاری (۵۸ مے 1918) نے تخ تے کیا کہ ثابت بنانی نے فرمایا: میں انس کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بایش

تھیں انس نے فر مایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک خاتون آئیں، انھوں نے اپنے آپ کوحضور کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیایا رسول اللہ! کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ توانس کی بیٹی نے کہا: کس قدر کم حیاہے، ہائے بری عادت! ہائے بری خصلت! اس پر آپ نے فر مایا: وہ تم سے بہتر تھیں اس لیے کہ انھوں نے رسول پاک کی طرف راغب ہوکرایے آپ کوحضور کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

# (۸) سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے جوتصر فات ابن تیمیہ کے فہم سے بالاتر ہیں ان میں وہ آپ پر جرحیں کرتا ہے۔

بخاری و مسلم کے حوالہ سے بیرگذر چکا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہانے اپنے وصال تک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے قطع تعلق (۱) رکھا، اس سلسلے میں ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۲۴۲) میں لکھا:

(سیدہ فاطمہ کا صدیق رضی اللہ تعالی عنہا سے قطع تعلق رکھنا کوئی ایسی چیز نہیں جس پر حکم لگانے والا مدح وذم کرے بلکہ مدح کے اعتبار سے اس کا قابل جرح ہونا قریب ترہے۔) اھ

ہم مسلمانوں پریدلازم ہے کہ سیدناابو بکرصدیق وسیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہمادونوں کی نصرت وحمایت کریں اوران میں سے کسی کی شان میں جرح وطعن سے اجتناب کریں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی البہم اجمعین کے باہمی مشاجرات ومنازعات میں توقف کرنا چاہیے اوران کی شان میں جرح سے احتر از کرنا چاہیے۔ اللہ تعالی قیامت کے دن ان کے مشاجرات کے متعلق ہم سے پرسش نہ فرمائے گاکیوں کہ اس نے ہمیں امت پر گواہ بنا کرنہ بھیجا، شاہدامت تو حبیب مصطفیٰ بی ہیں ہاں ان کے آداب اوران کی تعظیم و تکریم کے متعلق ہم سے ضرور پوچھا جائے گا، رسول اللہ بی کے اصحاب کے مشاجرات میں کثرت کلام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ متعلم کسی ایک طرف مائل ہوجا تا ہے جسیا کہ ابن تیمیداس چاہ میتی میں گرا نسسال اللہ سبحانہ العفو و العافیة.

اب ہم رسول اللہ ﷺ کے بعض ان احباب کے ارشادات عالیہ مدیہ قارئین کررہے ہیں جھوں نے امت کوان خرافات سے ڈرایا جن میں ابن تیمہ گرفتار ہوا۔

(۱) اس کی کامل تحقیق ماسبق میں گزر چکی۔

ثابت بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: مہدی نے کہا: صحابہ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں فرمایا: وہ لوگ زندیق ہیں اس لیے کہ وہ لوگ رسول اللہ کی صریح تنقیص نہیں کر سکتے تو آپ کے اصحاب کی تنقیص کرتے ہیں گویا وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ: آپ کے ساتھ برے اصحاب تھے۔

(حسینی نے اکمال میں اس کوروایت کیا (۱۷۰۶)

ابوعروہ نے کہا: ہم لوگ مالک بن انس کے پاس جمع تھے، آپ کے پاس لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی تنقیص کرنے والے ایک شخص کا تذکرہ کیا توامام مالک نے یہ پوری آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿مُحَمَّدُ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ...﴾ ﴿... يُعُجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارِ﴾ [الفتح -٣٨: ٢٩]

ترجمہ:۔'' محمداللہ کے رسول ہیں اوران کے ساتھ والے (ان کے اصحاب) کا فروں پر سخت ہیں'' کسانوں کو بھلی گئی ہے تا کہ ان سے کا فروں کے دل جلیں۔ ( کنز الایمان )

بھرآپ نے فرمایا:'' جواپنے دل میں رسول پاک کے اصحاب سے ذرابھی غیظ وغضب رکھے وہ اس آیت کامصداق ہے''۔

> '' ابونعیم نے حلیہ (۳۲۷/۲) میں اس کی تخریخ کی۔

ایک شخص نے امام احمد بن خنبل سے کہا: میرے ماموں معاویہ کی تنقیص کرتے ہیں امام احمد نے فورافر مایا اس کے ساتھ کھانا ترک کردو۔

خلال نے السنة (۴۸۸۲) میں اس کی تخریج کی۔

اورامام احمد نے یہ بھی فرمایا: جورسول پاک کے اصحاب میں سے کسی صحابی کی تنقیص کرے گا وہ بلا میں گرفتارر ہے گا اوراس کا انجام برا ہوگا۔

خلال نے النة (۲۷۷۲) میں اس کی تخ یج کی۔

اورامام احمد سے کہا گیا آب اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کا پی خیال ہے کہ رسول اللہ

ﷺ کے اصحاب کے فروگذاشت میں اس کے لیے کلام کرنامباح ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ گھٹیااور بے کاربات ہے ایسے لوگوں سے اجتناب کریں،اوران کے ساتھ نہ بیٹھیں،اوران کامعاملہ لوگوں پرواضح کردیں۔

خلال نے النة (٣/١١٥١ميں اس کی تخریج کی۔

خطیب نے کفایہ (۱۸۹۷) میں امام احمد کے شاگر دابوز رعد کایہ قول نقل کیا:

در کسی شخص کو صحابہ کی تنقیص کرتے ہوئے دیکھوتو سمجھ لوکہ وہ زندیق ہے'اہ۔

حافظ لا لکائی نے اعتقاداہل السنة (۱۲۲۱) میں کہا: جوکسی صحابی کے فروگذاشت کے سبب ان کی تنقیص کرے، اوران سے بغض رکھے، یاان کے فروگذاشت کا ذکر کرے وہ مبتدع ہے یہاں تک کہان کے لیے دعائے رحمت کرے، اوراس کا دل ان کے لیے صاف وشفاف ہوجائے۔

وصل اللهم على أبي الزهراء وسلم تسليماكثيرا

## (۹) ابن تیمیه نے سیرہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے فضائل کا انکار کیا۔

الله عزوجل نے اپنے نضل سے اہل بیت رضی الله تعالی عنهم کو جوفضائل بخشے ہیں ابن تیمیہ مسلسل ان کا ازکار کرتا ہے، حضرت علی رضی الله تعالی عنه نے فر مایا کہ: رسول الله کی نے فاطمہ سے فر مایا: ''إن السلسه یغضب کی وجہ سے فضب فر ما تا ہے، اور تمہاری یغضب کی وجہ سے فضب فر ما تا ہے، اور تمہاری رضا کی وجہ سے راضی ہوتا ہے'' ابن تیمیہ نے اس حدیث کے تعلق ابن المطہر کارد کرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج رضا کی وجہ سے راضی ہوتا ہے'' ابن تیمیہ نے اس حدیث کے تعلق ابن المطہر کارد کرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج

"ابن مطہر کا یہ کہنا کہ سارے محدثین نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی اللہ تمہاری رضا کے سبب راضی فرمایا: "اے فاطمہ بے شک اللہ تمہارے غضب کے سبب غضب فرما تا ہے، اور تمہاری رضا کے سبب راضی ہوتا ہے"۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔

- (۱) محدثین نے نی کریم ﷺ سے اس صدیث کوروایت نہ کیا۔
  - (۲) حدیث کی کسی معروف ومشهور کتاب میں اس کاپیتہیں۔
    - (۳) نبی ﷺ سےاس کی کوئی معروف سندنہیں نہ تیجے نہ حسن۔
- (۴) جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی ہوں کسی مخلوق کا اس سے ناراض ہونا مصر نہیں ،کوئی بھی شخص ہوا ہد میں کہتا ہوں:
- (۱) ابن تیمیه کااس میں کیاجا تاہے کہ اللہ عز وجل جگر گوشئہ رسول خاتون جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ناراضی کے سبب ناراض ہو،اوران کی رضا کے سبب راضی ہوآ خراس انکار پر عجیب وغریب اصرار کیوں؟
  - (۲) کیانبی یاک ﷺ سے مروی تمام احادیث ابن تیمیہ کی نظر میں ہیں؟
- (٣) ابن تیمید کی گستاخی و بے ادبی اور خطاوا شگاف کرنے کے لیے ہم یہ گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ: بلاشبہ بیصدیث، صدیث کی تمام کتابوں میں مروی نہیں، مگر مجھے بتایا جائے کہ کیا کوئی ایسی حدیث ہے

جوحدیث کی تمام کتابوں میں مروی ہے؟ پھر مزیداور سنیے:

کیا ابن ابوعاصم کی آحاد ومثانی مجم ابویعلی ، حاکم کی کتاب مشدرک ، اور مجم طبر انی حدیث کی عظیم الشان معروف ومشهور ومعتبر کتابول میں سے نہیں؟ یا ابن تیمیه کامقصو دتمام اہل بیت خصوصا سیدہ فاطمہ اور سیدناعلی بن ابوطالب رضی الله تعالی عنهما کی تجہیل ہے؟

یہ حدیث کہاں کہاں مروی ہے ابن تیمیہ کے تبعین ہم سے سنیں اور سردھنیں اور اپنے نام نہا دپیشوا ابن تیمیہ پر ماتم کریں ، اور فیصلہ کریں کہ ابن تیمیہ کذاب ہے کہ نہیں اور تمام حدیثوں پراسے دسترس حاصل ہے بیغلط ہے کہ نہیں ؟

ابن ابوعاصم نے اس حدیث کوآ حادومثانی (۳۱۳/۵) میں تخریج کیا، اور ابو یعلی نے تخریج کیا (۱۹۰۱) اور حاکم نے مشدرک میں تخریج کی (۱۹۰/۱۰۸۱) اور طرانی نے کبیر میں تخریج کی (۱۲۲،۱۰۸۱) اور حاکم نے مشدرک میں تخریج کی (۱۲۲،۱۰۸۱) اور ابن عساکر نے تاریخ دشتی (۱۵۶/۳) میں تخریج کی، نیزیہ حدیث جزء ابن الغطریف (۱۸/۱) اور تدوین فی أخبار فزوین (۱۱/۳) میں مذکور ہے۔

اور محبّ طبری نے ذخائر العقبی (۱۷۹۱)، اور ابوسعد نے شرف النبو ق، اور امام علی بن موسیٰ رضانے اپنی مند، اور ابن ثنی نے اپنی مجم میں ذکر کیا۔

اور ہیثمی نے مجمع الزوائد (۲۰۳/۹) میں کہا: طبر انی نے اس کوروایت کیااوراس کی سندھن ہے،اور حافظ معیثمی نے کہا: بیحدیث حسن ہے۔

اورابن تیمیہ کے تلمیذ حافظ ذہبی نے متدرک میں حاکم کی روایت کوضعیف کہا،اور یہ کہا کہ: حسین بن زید مشکر الحدیث ہے، جس سے استدلال جائز وحلال نہیں اھ۔ یہ ذھبی کی تعلیق غریب اور جرح مبہم ہے اس لیے کہ انھوں نے اس جرح کا سبب ذکر نہ کیا اور نہ ہی اپنے اس قول (اس سے استدلال جائز وحلال نہیں) کی وجہ بتائی حسین بن زید کامنتہائے حال یہ ہے کہ ان کی حدیث میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ ابن عدی نے کامل (۱۲ مرا ۲۵) میں کہا: اہل ہیت کے متعلق ان کا حاصل کلام یہ ہے اور مجھے امید ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں سوائے اس کے کہ

ان کی بعض حدیثوں میں نکارت یا ئی جاتی ہے۔

اورحافظ نے تقریب التہذیب (۱۷۲۱، نمبر ۱۳۲۱) میں کہا: وہ صدوق (زیادہ سچے) ہیں بھی خطا کرتے ہیں۔ بیان کامنتہائے حال ہے۔

حافظ ناقد بصیردارقطنی نے اپنی سوالات برقانی (۲۲/) میں حسین بن زید بن علی بن حسین عن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیه عن جدہ عن علی (اس سند) کے متعلق فر مایا: سب ثقه ہیں اور آپ کی بیتو ثیق کافی ہے، امام حاکم اور ضیاء مقدی نے بھی آپ کی توثیق فر مائی کیوں کہ آپ الاحادیث المختارہ میں ان کی روایتیں ذکر کرتے ہیں توان کی حدیث کم از کم حسن ہے جبیبا کہ حافظ میٹمی نے اس کو حسن کہا۔

اور ذہبی پریہ تہمت والزام ہے کہ وہ فضائل اہل بیت میں وار دحدیثوں میں شدت اختیار کرتے ہیں اور کبھی بے غبار اور پاک وصاف وسالم راویوں کی بھی تضعیف کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے علی بن صالح انماطی کے ترجمہ کے تحت لسان (۲۳۵/۴) میں ذکر کیا کہ ذہبی نے انہیں ایک ایس حدیث میں متہم کیا جس سے وہ پاک اور بری ہیں،ان کی اصل عبارت کا معنی وضمون ہے: '' ذہبی سے پیشتر ان محدثین کی تحقیق ہونی جا ہے جن کی ذہبی تضعیف کرتے ہیں''

ذہبی کے شخ حافظ مزی نے تہذیب الکمال (۲۵۰/۳۵) میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مناقب میں اس حدیث سے استشہاد کیا ہے، اور حافظ ابن حجرنے الاصابة (۵۶/۸) میں استدلال واجتماع کے طور پرذکر کیا ہے اور ان دونوں حضرات نے ان کی تضعیف نہ فر مائی۔

(۴) ابن تیمیه کامیه کلام ابھی گزرا: ''جس سے اللہ اوراس کے رسول راضی ہوں اس سے کوئی ناراض ہوجائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا، ناراض ہونے والا کیسا ہی ہو' ہم کہتے ہیں: کہ یہا یک ایسا کلمہ حق ہے جس سے باطل کاقصد وارادہ ہے، کیوں کہ یہاں پر یہ معاملہ ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ناراضی سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا کچھ بگڑنے والانہیں، بلکہ جس کواپنے بارے میں خود یہ معلوم نہیں کہ اس کا ٹھکانہ جنت ہے، یا دوز خ السے یہ تھم نہیں کہ ان حضرات کے مشاجرات میں کلام کرے اوران کے بارے میں فتوی دے جن کا جنتی ہونا قطعی

ویقینی ہے، اور جن کے جنتی ہونے کی بشارت وشہادت موجود ہے، خاص کرجگر گوشئہ رسول ﷺ اور آپ کے صاحب صدیق رضی اللہ تعالی عنہما کے مشاجرات میں، دراصل یہاں معاملہ بیہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی آل کے آ داب کا یاس ولحاظ لازم وضر وری ہے۔

بخاری (۱۳۲/۳) ومسلم (۱۳۸/۳) کی روایت میں ہے، کہ سیدہ فاطمہ کے وصال کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فر مایا:' قشم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے''

بخاری (۱۳۲/۳) میں بی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ار قبوا محمدا صلی الله تعالی علیه وسلم فی أهل بیته'' محمد الله تعالی علیه وسلم فی أهل بیته'' محمد الله علیہ کا آپ کے اہل بیت کے بارے میں پاس ولحاظ رکھو۔

اللَّهُ عز وجل نے سور وُ ہیّنہ میں فر مایا:

رضي الله عنهم ورضوا عنه (البيّنة ۸) الله ان سے راضی ہے اور وہ الله سے راضی ہیں۔ صرف بینه فرمایا'' رضی اللہ عنهم ''(الله ان سے راضی) بلکه اس کے ساتھ بیتھی فرمایا ''ورضو اعنه'' (اور وہ الله سے راضی)

کیااس ارشاد کے بعد بید گمان کیا جاسکتا ہے کہ اللہ کے رسول کے حبیب اور آپ کے خلیفہ، اللہ کے حبیب اور آپ کے خلیفہ، اللہ کے حبیب کی شخرادی اور آپ کی پار ہُ جگر کی رضا جوئی نہ فر مائیں گے، یااس اختلاف کے سبب آپ کبیدہ خاطر نہ موں گے اگر چہ آپ کے ساتھ حق ہو۔ تو پھر ابن تیمیہ کے اس کلام: ''ناراض ہونے والا کیسا ہی شخص ہو'' کا کیا مقصد ہے؟

## (۱۰)ابن تیمیه کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں جرأت ویے با کی کہ اس نے آپ سے متعلق دوفرضی چیزوں کی صحت تسلیم کر کے اس پر تبصرہ کیا۔

ابن تیمیدکو پرتسلیم ہے کہ صحابیہ جلیلہ ام ایمن رضی اللّٰد تعالی عنها حجمو ٹی اور دروغ گوہیں۔

فرض اول: اگرکوئی شخص میہ کے کہ ابن تیمیہ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں عمد اخطا کی ہے اس لیے وہ زندیق ہے تو اس براس کے تبعین جراغ یا ہوتے ہیں،اوران کا جوش غضب اس درجہ عروج پر ہوتا ہے کہ وہ ابن تیمیہ کوخاطی اور گستاخ و بے ادب قرار دینے والے کو گستاخ وخطا کارتھ ہراتے ہیں، کیکن جب ابن تیمیہ سیدہ فاطمہ رضی اللّٰہ تعالی عنہا کو خطا کارٹھہرا تاہے اورآ ب کی شان میں تو ہن آ میز کلمات استعمال کرتا ہے تواس پر ان کا جوش غضب نظر ہیں آتا۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۳۷،۲۳۷) میں بعض ان اقوال کا جائزہ لیاجن میں یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ نے فرمایا که رسول اللہ ﷺ نے انہیں فدک ہیہ فرمایا ، اورسیدہ جلیلہ ام ایمن نے اس کی شہادت بھی دى، جبيها كهان اقوال كا جائزه ليتے ہوئے اس نے اپنی مذکورہ بالا كتاب میں كہا:

('' چوتھی وجہ: پیکہنا کہ: آپ ام ایمن کو لے کرآئیں تو انھوں نے آپ کے حق میں شہادت دی، اس پر ابو بکرنے فرمایا: کیکسی عورت کا قول نہ لیا جائے گا ، حالاں کہ تمام محدثین نے بدروایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ام ایمن جنتی عورتوں میں سے ہیں")

ابن تیمیہ نے اپنی اسی کتاب منہاج (۲۳۸/۴) میں ایک صفحہ یادوصفحہ کے بعداس کاردکرتے ہوئے کہا:

''اگرخدیجه وفاطمه وعائشه اوران کی طرح ایسی عورتیں جن کاجنتی ہونامعلوم ہے شہادت دیں توان

میں سے کسی کی شہادت کسی مرد کا نصف میراث، اوراس کی دیت کسی مرد کا نصف دیت ہوگی، اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

توکسی عورت کا جنتی ہونااس بات کو واجب نہیں کرتا کہ اس کی شہادت بھی لی جائے اس لیے کہ اس سے غلطی ہوسکتی ہے، ایسا کیوں نہ ہوگا کبھی انسان جھوٹ بول کرجھوٹ سے تو بہ کر کے جنتی ہوجا تا ہے'۔

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ کے اس کلام میں دوخرابیاں ہیں جونہایت فتیج اور سخت تر ہیں۔

کیملی خرابی: یہ ہے کہ اس میں ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا کی شان میں سخت بے ادبی ہے، کیوں کہ ابن تیمیہ نے آپ کی شان میں یہ سلیم کیا اور کہا'' کہ سی عورت کا جنتی ہونا اس بات کو واجب نہیں کرتا کہ اس کی شہادت بھی لی جائے، اس لیے کہ اس سے غلطی ہو سکتی ہے، ایسا کیوں نہیں ہو سکتا بھی انسان جھوٹ بول کر جھوٹ سے تو بہر کے جنتی ہوجائے'۔

دوسری خرابی: جب ام ایمن نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہما کے حق میں مجھوٹی شہادت دی تواس کامعنی بیزنکلا کہ ابن تیمیہ کے نزدیک یہاں دو<sup>17</sup>احتالوں میں سے ایک احتال ضرور ہے:

بہلااحتمال: یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا والعیاذ باللہ تعالی جھوٹی ہیں، اورام ایمن نے بھی آپ کے حق میں غلط اور جھوٹی شہادت دی، اور ابن تیمیہ کی نظر میں یہ کوئی بڑی بات نہیں اس لیے کہ وہ خود ہی کہدر ہاہے: "دلیمی انسان جھوٹ بول کر جھوٹ سے تو یہ کرلے اور جنتی ہوجائے''۔

دوروغ سے کام لیا اور فاطمہ نے اس کذب کی تصدیق کی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جھوٹا اور غلط دعوی نہ کیا الیکن ام ایمن نے کذب ودروغ سے کام لیا اور فاطمہ نے اس کذب کی تصدیق کی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بیہ بنہ تھا کہ کیا کریں اور کیسا تصرف کریں اور معمولی شبہ کی بنا پر کافی مشقتیں اور دشواریاں پیدا ہو گئیں ، اور امام علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہا کی بھی تنقیص شان عنہ بھی آپ کی موافقت ومطاوعت کر بیٹھے اس میں سیدہ فاطمہ اور سیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہا کی بھی تنقیص شان ہے۔

بہر حال ابن تیمیہ کے نز دیک ان دونوں احتالوں میں ام ایمن صحابیہ جلیلہ جھوٹی ہیں جب کہ آپ کو نبی

پاک ﷺ کی پرورش کی سعادت حاصل ہے۔اور پہلے احتمال میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا والعیاذ باللہ تعالی حجو ٹی ہیں، یہ دونوں احتمال تنقیص شان سے خالی نہیں۔

ہم اس مقام پر ابن تیمیہ کی غلط باتوں میں اس کی اتباع کرنے والوں سے بیضر ورکہیں گے کہ اے قلب وبصیرت کے اندھو! ذرادیکھوابن تیمیہ تصمیں کہاں لے جارہا ہے۔

ہم قارئین کرام سے بیون کریں گے کہ صحابیہ جلیلہ ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا وہ ہیں جنہیں نبی کریم کے پرورش کا شرف حاصل ہوا، اور زید بن حار شرضی اللہ تعالی عنہ نے حضورا قدس کی بعثت کی را توں میں آپ سے عقد فر مایا، اور آپ ہی کے شکم اطہر سے حضورا قدس کے محبوب نظر اسامہ ابن زید پیدا ہوئے، اور ام ایمن نے جب ہجرت کی تو آپ کو بیاس کا احساس ہوا اور آپ کے پاس ذرا بھی پانی نہ تھا آپ روز سے تھیں آپ مشقت و جا نفتانی میں پڑ گئیں تو سفیدر سی لے کر آسان سے آپ کے اوپر پانی کا ایک ڈول کھینچا گیا جس سے آپ نے اپنی پیاس بجھائی، آپ کہتی تھیں: اس کے بعد سے مجھے بیاس کا احساس نہ ہوا، اور تخت کڑی دو پہر میں جب روز سے میں پیاس گئی تو بھی آپ کو پیاس کا احساس نہ ہوتا۔ (مصنف عبدالرزاق ۱۲۹۸۹)، اور ذہبی کی سیراً علام النبلاء (۲۲۳۲۲)، اور حافظ کی الإصابہ (۱۲۹۸۸)۔

جگر گوشئەرسول صلى الله تعالى علىيە وسلم كى جرح سے كياابن تيميدكى بياس بجھ جائے گى؟

#### فرض ثاني:

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۲۴/۴) میں کہا:''فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے متعلق لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے مہادت وغیرہ کا دعوی کیا ،اگر میر صحیح ہے تو استدلال کرنے والوں کی جرح مدح سے بہتر ومناسب ہے''۔

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ نے جگر گوشئر سول کے کہ جو پھے تنقیص شان کی ہے اس کے متعلق ابن تیمیہ کے اصحاب کیا کہیں گے؟ کیا یہ کہیں گے کہ ہبہ اور شہادت مذکورہ کا دعوی بے اصل و بے بنیاد ہے، اگر وارد بھی ہوتو اس کی اسناد باطل، یا حدد رجہ ضعیف ہے، اور سیدہ فاطمہ نے یہ دعوی نہ کیا کہ رسول اللہ کے انہیں فدک ہبہ فر مایا،

اورا گراسناد سے ہے ہم پر بیدواجب ہے کہ سیدہ فاطمہ اور سیدنا ابو بکر صدیق کے مشاجرات کے بارے میں توقف کریں۔

ذرامتانت و شجیدگی سے غور فرمائیں'' کیا ابن تیمیہ کا بیکلام جگر گوشہ رسول کے کا شان میں احترام وادب کا ہے، کیا کوئی شخص ابن تیمیہ کولگام لگانے والانہیں کہ اس کے نزد یک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں جرح کرنا ہی بہتر ہے جسیا کہ ابھی اس کا بیکلام گزرا: اگر بیوا قعہ بھی ہوتو استدلال کرنے والوں کے لیے مدح کی بنسبت جرح کرنا زیادہ لائق اور مناسب ہے،،۔

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہرسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت کے لیے یہ غیرت کا مقام ہے، جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ ابن تیمیہ نے نبی ﷺ اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے اصحاب کو ایذادی ہے تو اس کا حکم کم از کم یہ ہونا چاہئے کہ وہ زندیق ہے جیسا کہ اس کے زمانے کے علما اور حکام وسلاطین اسلام نے اس پر یہی حکم لگایا ہے کہ وہ زندیق ہے۔

ہم قارئین کرام کے یہ بھی گوش گذار کردینا چاہتے ہیں کہ جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ کوفدک عطافر مایا وہ حدیث بہت ضعیف ہے اس کوابو یعلی (۳۳۲/۲) اور ابن سعد نے طبقات کبری کے سیدہ فاطمہ کوفدک عطافر مایا وہ حدیث کہت ضعیف کہا ، اور کا اور حافظ سیٹمی نے مجمع الزوائد (۷۲/۲۵) میں ابو یعلی کی حدیث کوضعیف کہا ، اور حافظ ابن حجر نے میزان الاعتدال (۱۲۵/۱۲۵) میں ایسا ہی ذکر کیا اور کہا: یہ باطل ہے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی ہے حدیث روایت کی۔

رہ گئی طبقات میں ابن سعد کی حدیث تو اس میں مجمہ بن عمر واقعد ی ہیں اور وہ اپنی جلالت شان کے باوجود متر وک <sup>(۱)</sup> ہیں جولائق استدلال نہیں جبیبا کے علم رجال میں ثابت ہو چکا ہے۔

<sup>(</sup>۱) أقبول وبالله التوفيق: شخ الاسلام والمسلمين، مجدداعظم سيدنااعلى حضرت امام احمد رضا قدس سره فرماتے ہيں كه محمد بن عمر بن واقد اسلمى ہمارے علما كے نزديك ثقة ہيں كه ان حضرات كے نزديك ان كى توثيق ہى راجج ہے اگر چهجمهوراہل اثر نے ان پر كلام كيا محقق على الاطلاق امام ابن ہمام نے يہى افاده فرما يا جيسا كه رقم طراز ہيں:

وصل اللهم على من أنزل عليه ﴿وَقُلُ لِّعِبَادِيُ يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحُسَنُ إِنَّ الشَّيُطْنَ يَعُنُو كُوا الَّتِي هِيَ أَحُسَنُ إِنَّ الشَّيُطْنَ يَعَنُو كُو اللهِ إلى اللهِ عَلَى من أنزل عليه الله إلى الله على الله على الله وسلم تسليما كثيرا" اورآي كآل يرخوب سلامتى فرما -

"امام واقدی ہمارے علما کے نزدیک ثقہ ہیں، امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنیں و چنال کہا جس کی تفصیل میزان وغیره کتب فن میں مذکور، لاجرم تقریب میں کہا: متروک مع سعة علمه (علمی وسعت کے باوجود متروک ہے)۔ اگر چہ ہمارے علما کے نزدیک ان کی توثیق ہی رائ ہے کے ما افادہ الإمام المحقق فی فتح القدیر (فتح القدیر، باب الماء الذي یجوز به الوضوء، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر، ار ۲۹)" جبیبا کہ امام محقق نے فتح القدیر میں اس کو بیان کیا ہے"۔ بایں ہمہ بجرح شدید مانے والے بھی انصی سیرومغازی واخبار کا امام مانے، اور سلفاً وخلفاً ان کی روایات سیر میں ذکر کرتے ہیں کے ما لایہ خفی علی من طالع کتب القوم (جبیبا کہ اس شخص برخ فی نہیں جس نے قوم کی کتب کم طالعہ کیا ہے)۔ میزان میں ہے:

"كان إلى حفظه السمنتهي في الأخبار والسير والمغازي والحوادث وإمام الناس والفقهه وغير ذكان إلى حفظه السمنتهي في الأخبار والسير والمغازي والحوادث وإمام الناس والفقهه وغير ذلك " (ميزان الاعتدال نمبر٩٩٣٥ ترجم محمد بن عمر بن واقد الاسلمي مطبوعه دارالمع فق بيروت لبنان ٢٦٣٥٣) يد اخبار واحوال علم سير ومغازى حوادثات زمانه اوراس كى تارت أورعلم فقه وغيره كے انتهائي ما هراور حافظ بين ـ

"حيث قال في باب الماء الذي يجوز به الوضوء عن الواقدي قال كانت بئر بضاعة طريقا للماء إلى البساتين وهذا تقوم به الحجة عندنا اذا وثقنا الواقدي

ترجمہ:۔جہاں انھوں نے باب السماء اللذي يجوز به الوضوء ميں واقدى سے قال كيا كہ بضاعة كے كوئى سے باغوں كو پانى ديا جاتا تھا ہمارے نزديك جت كے ليے يہى كافى ہے كيوں كہ ہم نے واقدى كى توثيق كردى ہے۔

أما عند المخالف فلا لتضعيفه إياه اهو قال في فصل الأسار قال في الإمام جمع شيخنا أبو الفتح الحافظ أول كتابه المغازي والسير من ضعفه ومن وثقه ورجح توثيقه وذكر الأجوبة عما قيل فيه اهر ١٢ منه (م)

ترجمہ:۔ باقی مخالف کے نزدیک ججت نہیں کیوں کہ وہ اس کی تضعیف کا قائل ہے اھداور فصل الاسار میں کہا کہ امام کے

وارضَ اللهم على أحبابه الذين قالو امحبة وأدب وصول بلاتعب ترجمه: \_ا حالله! رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كان احباب سے راضى ہوجنھوں نے كہا: محبت وادب بے مشقت حاصل ہوتی ہے۔

۔ بارے میں ہمارے شخ ابوالفتح حافظ نے اپنی کتاب المغازی والسیر کی ابتدامیں ان تمام لوگوں کو جمع کیا ہے جنھوں نے ان کی توثیق کی یاان کی تضعیف کی اور ان کی توثیق کوتر جیجے دیتے ہوئے ان پر وار دشدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اھ ۱۲منہ

اب جب کہ بدروشن ہو گیا کہ محمد بن عمر بن واقد اسلمی ہمارے علما کے نز دیک ثقه ہیں اوران کی توثیق راجے ہے تو پھراخییں متروک قرار دے کرہم اس پر کلام نہ کریں گے بلکہ در حقیقت معاملہ بیہے کہ حضورا قدس سیدعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سيده فاطمه رضى الله تعالى عنها كوفدك مهيه نه فر ماما جبيها كهاس كى تائيد درج ذيل ابوداؤ دشريف كى حديث سے ہوتى ہے: "عن المغيرة قال إن عمر بن عبدالعزيز جمع بني مروان حين استخلف فقال إن رسول الله صلى الله تعالى عليه و سلم كانت له فدك فكان ينفق منها و يعو د منها على صغير بني هاشم ويزوج منها أيمهم وأن فاطمة سألته أن يجعلها لها فأبي فكانت كذلك في حياة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم حتى مضى لسبيله فلما أن ولّي أبو بكر عمل فيها بماعمل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في حياته حتى مضى لسبيله فلما أن ولّي عمر بن الخطاب عمل فيها بمثل ما عملا حتى مضى لسبيله ثم أقطعها مروان ثم صارت لعمر بن عبدالعزيز فرأيت أمرا منعه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاطمة ليس لى بحق وإني أشهدكم أني رددتها على ماكانت يعنى على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وأبي بكو و عمو ". (مشكوة المصابيح ص ٢ ٣٥٥ مجلس بركات جامعه اشر فيرمبارك يور) ترجمه: ۔'' حضرت مغیرہ رضی اللّٰدعنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰدعنہ کی خلافت کا ز مانہ آیا توانھوں نے بنی مروان کو جمع کیا اور ان سے فر مایا کہ فدک رسول الله صلی الله تعالی علیہ وسلم کے پاس تھا جس کی آمدنی وہ اپنے اہل وعیال برخرچ کرتے تھے اور بنو ہاشم کے بچوں کو پہنچاتے تھے اور اس سے مجر دمر دو عورت کا نکاح بھی کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضور سے سوال کیا کہ فدک اضیں کے لیے مقرر کردیں تو حضور نے انکار کردیا تو ایسے ہی آپ کی زندگی جرر ہا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا چھر جب حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے فدک میں ویسا ہی کیا جیسا کہ حضور اور ابو بکر نے کہوہ بھی رحلت فرما گئے ، پھر جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ویسا ہی کیا تھا جیسا کہ حضور اور ابو بکر نے کیا تھا یہاں تک کہوہ بھی انتقال فرما گئے پھر مروان نے (اپنے دور میں) فدک کواپی جا گیر میں لے لیا یہاں تک کہوہ عمر بن عبدالعزیز کی جا گیر بنا پس میں نے دیکھا کہ جس چیز کوحضور نے اپنی بیٹی فاطمہ کو نہیں دیا اس پر میراحق کیسے ہوسکتا ہے لہٰذا میں آپ لوگوں کو گواہ بنا تا ہوں کہ میں نے فدک کواسی دستور پر واپس کر دیا جس دستور پر کہوہ کو بہنے تھا یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے زمانہ مبارک میں ''۔

پیر حدیث اس بات کی روش دلیل ہے کہ حضورا قدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو باغ فدک ہمیہ نیفر مایا تھا۔

سیدناابوسعیدخدری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ سقیفہ بنی ساعدہ کی بیعت کے بعد حضرت صدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے مجمع پر نگاہ ڈالی تو حضرت زبیر کوند دیکھا، انھیں بلوانے کے بعد فرمایا: کہا جاتا ہے کہ تم رسول اللہ سلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پھوپھی کے صاحبزا دے، اور حوار ہواور تم بیر چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی لاٹھی ٹوٹ جائے ، حضرت زبیر نے کہا خلیفہ رسول اللہ! پھر کھڑے ہو کہ ورکر آپ کی بیعت کی ، پھر حاضرین پر نظر ڈالی تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کوند دیکھا آپ کو بلوانے کے بعد فرمایا: کہا جاتا ہے کہ تم رسول اکرم سلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بچپا کے صاحبزا دے، اور حضورا قدس کے داماد ہو پھر بیج ہو کہ مسلمانوں کی لاٹھی ٹوٹ جائے ، یہن کر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: اے خلیفہ کے رسول اللہ! پھر بیعت کرلی۔ (تاریخ المخلف مصری بحوالہ ابن سعد حاکم ، بیہتی ص ۱۹)

حضرت عبدالرحمٰن بنعوف رضی الله تعالی عنه کی روایت میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت زبیر رضی الله تعالی عنهمانے بیفر مایا که'' ہمیں اس بات کی تکلیف ہوئی کہ ہمیں مشورہ میں شریک نہ کیا گیا جب کہ ہم ابو بکر کوسب سے زیادہ خلافت کا حق دار جانتے تھے اس لیے کہ آپ رسول اللہ تعالی علیہ وسلم کے یا رغار ہیں، ہم آپ کافضل وشرف خوب جانتے ہیں، رسول الدُّصلى الله تعالى عليه وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں انھیں نماز پڑھانے كاحكم فر مایا''۔ (تاریخ الحلفا مصری بحواله مغازی موسی بن عقبه وحاكم ص ٢٠)

علاوہ ازیں خود سیرناعلی رضی اللہ تعالی عنہ نے بیفر مایا: کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ابو بمرکونماز پڑھانے کا حکم فر مایا، اور میں موجود تھا، غائب نہ تھا، اور نہ مجھے کوئی بیاری تھی، اس لیے ہم نے اپنی و نیا کے لیے وہی پسند فر مایا جورسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فر مایا۔ (تاریخ الخلفا مصری بحوالہ ابن عساکر ص۲۴)

ان سب سے صاف صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے شروع ہی میں حضرت صدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت تسلیم کر کی تھی نہ کہ چھ ماہ بعد بیعت کی اس کی دلیل بیروایت بھی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فر مایا کہ'' جب مرتدین سے قبال کے لیے ابو بحر باہر نکل پڑے اور اپنی سواری پر بیٹھ گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا: اے خلیفہ رسول اللہ! کہاں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جورسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے احد کے دن فر مایا تھا اپنی تلوار نیام میں کریں، اپنی ذات سے ہمیں رنجیدہ نہ کریں، مدینہ منورہ لوٹ چلیں، بخدا اگر ہم آپ کو کھو کر رنجیدہ وغم گین ہو گئے تو پھر بھی بھی اسلام کا نظام درست نہ ہوگا''۔ (تاریخ النظاف مصری بحوالہ دار قطنی صدے)

ہر خص جانتا ہے کہ لشکراسامہ کی روائگی کے بعد حضرت ابو بکرصدیق بلاتا خیر مرتدین سے جہاد کے لیے نکلے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اس وقت آپ کورسول اللہ کا خلیفہ کہا، کیا بیان کی خلافت کو تسلیم کرنا اور ان کی بیعت کرنا نہیں؟ خلیفہ تسلیم کر لینے کے بعد بیعت نہ کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللدا بن عمر رضی الله تعالی عنهم کی روایتوں سے بیثابت ہے کہ حضرت علی رضی الله تعالی عنه نے چھ ماہ کے بعد بیعت نہ کی بلکہ شروع ہی میں آپ کی بیعت فر مالی تھی اور آپ کاخلیفہ رسول ہونات کیم کرلیا تھا اس لیے اب انکار کی کوئی راہ نہیں۔

پھر بیگزر چکا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے خود بیفر مایا کہ: ابو بکر کوسب سے زیادہ خلافت کاحق دار جانتے ہیں،رسول الله صلی الله تعالی علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں میری موجودگی میں اضین نماز پڑھانے کا حکم فر مایا جب کہ مجھے کوئی یماری بھی نتھی اس لیے ہم نے اپنی و نیا کے لیے اسے پندکیا جے رسول الله صلی الله تعالی علیہ وسلم نے ہمارے وین کے لیے پند فرمایا، بیاس بات کی روش دلیل ہے کہ حضرت علی رضی الله تعالی عنہ سید ناصد این اکبر کواپنے سے زیادہ خلافت کا اہل جانتے تھے، ان ساری چیز وں کے باو جودا بتدا میں بیعت نہ کرنے کا کیا معنی ؟۔

ر الله جانے تھے، اور آپ کی خلافت کو برحق جانے تھے، ان ساری چیز وں کے باو جودا بتدا میں بیعت نہ کرنے کا کیا معنی ؟۔

ر الله جانے تھے، اور آپ کی خلافت کو برحق جانے تھے، ان ساری چیز وں کے باو جودا بتدا میں بیعت نہ کرنے کا کیا معنی ؟۔

ک تھی یہ انھوں نے اپنے علم ودانست کے اعتبار سے فرمایا، حضرت عبدالله ابن عمر رضی الله تعالی عنہما کی حدیث ابھی گزری کی تھی یہ انھوں نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر کہا اے خلیفہ کرسول الله تعالی عنہما کی حدیث ابھی گر کر کہا اے خلیفہ کرسول الله تعالی عالیہ وہلی کہاں جانے کہ سبب اسے منوا بھی لیے بھی کررسول الله تعالی عنہا کی حضرت علی آمدور فت رکھتے کہ سبب اسے منوا بھی لیے بھی کرسول الله تعالی علیہ وہلی کے وصال و جدائی کا کافی اثر تھا آپ کے تم جال گسل کے سبب چوں کہ سیدہ فاطمہ رضی الله تعالی عنہا سخت بیار پڑ گئیں اور علالت کا بیاسلہ کا کافی اثر تھا آپ کے جس سے لوگوں نے سیاس کے سبب چوں کہ سیدہ فاطمہ رضی الله تعالی عنہا سخت بیار پڑ گئیں اور علالت کا بیاسلہ موقعہ نہ پاسکے جس سے لوگوں نے اس سے لوگوں کے اس سوئے ظن کور فع کرنے کے لیے حضرت فاطمہ کے وصال کے بعددو بارہ بیعت فر مائی ورند آپ ابتدائی میں بیعت فر ما چھے جہیا کہ گزرا۔

بفرض غلط اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت علی نے چھ ماہ تک بیعت نہ فر مائی تو اس سے بیہ کہاں لازم آتا ہے کہ آپ کے نزدیک سیدناصدیق اکبر کی خلافت باطل تھی اس لیے بیعت نہ کی ایسی کوئی روایت نہیں جس سے بی پند چلے کہ حضرت علی نزدیک سیدناصدیق اکبر کی خلافت کے اہل نہیں ، یا ان کی خلافت باطل و نا درست ہے ، ہاں بعض روایوں سے بی پند چلتا ہے کہ آپ خانہ شین ہوگئے تھے گر بیناراضی کی بنا پر نہ تھا بلکہ سیدہ فاطمہ زہرارضی اللہ تعالی عنہا کی شدت علالت اور ان کی دلجوئی اور تیارداری کے سب تھا ظاہر ہے سیدنا ابو بکر صدیق کی خلافت کا معاملہ کوئی پوشیدہ اور راز دارانہ نہ تھا بلکہ آپ کی خلافت کا معاملہ کوئی پوشیدہ اور راز دارانہ نہ تھا بلکہ سکوت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک آپ کی خلافت سے و درست تھی اگر آپ کے نزدیک آپ کی خلافت سکوت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک آپ کی خلافت سکوت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک آپ کی خلافت سے و درست تھی اگر آپ کے نزدیک آپ کی خلافت

باطل ونادرست ہوتی تو ضروراس کا اعلان فرماتے ایک دینی مقتداایک باطل امر پرساکت و خاموش ندر ہے گا، شرع میں کتنے ایسے مقامات ہیں جہاں سکوت، خوشی و رضا کے قائم مقام ہوا کرتا ہے بلکہ شرع کی ایک اہم بنیا دحدیث تقریری ہے جس کی بنیا داس پر قائم ہے کہ صحابہ کرام نے حضورا قدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ کہایا کیا اور حضور نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ سکوت فرمایا تو اسے بھی حدیث رسول ہی کا مقام حاصل ہے اور احکام میں قابل ججت اور لائق استدلال ہے۔

علاوہ ازیں اگر حضرت علی کے نزدیک سیدنا ابو بکرصدیق کی خلافت باطل ہوتی تو وہ چپر ماہ کے بعد قطعی بیعت نہ فرماتے جب کہ سیدناصدیق اکبر کے خلاف آپ کوآ مادہ کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔

'' حضرت ابوسفیان کو جب بیخبر ملی که سید ناصدیق اکبر خلیفه منتخب ہوگئے ہیں تو حضرت علی کے پاس مدین طیبہ آئے اور کہا کیا معاملہ ہے کہ خلافت قریش کی اس شاخ میں ہے جوسب سے کم اور کمزور ہے یعنی ابو بکر کا خاندان بنی تمیم، اگر آپ چاہیں تو ان کے خلاف سواروں اور پیادوں کو بھر دوں ، حضرت علی نے بیس کر فرمایا: تو نے عرصہ دراز تک اسلام کی مخالفت کی اس سے اسلام کا کوئی نقصان نہ ہوا، ہم نے ابو بکر کواس کا اہل یا یا''۔ (تاریخ الحلفا مصری ص ۲۲)

اس روایت نے اس وہم کا دروازہ ہی بند کردیا کہ آپ نے اپنی کمزوری اور بے بسی کے سبب ازراہ تقیہ بیعت فرمالی،اگرآپ کوآپ کی خلافت کا فرمالی،اگرآپ کوآپ کی خلافت کا افت کا انکار کرتے اور چھاہ کے بعدلوگوں کی بدگمانی دور کرنے کے لیے دوبارہ بیعت نہ فرماتے۔

ان روایتوں سے بیٹا بت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ابتدا ہی میں سید نا ابو بکر صدیق کی بیعت فر مالی تھی اور آپ کا غلیفہ برحق ہونات لیم کر لیا تھا آپ نے چھ ماہ بعد بیعت نہ فر مائی بلکہ حضرت فاطمہ کی تیار داری کی غایت مصروفیت کے سبب لوگوں کے مابین چھیلی ہوئی بد گمانی دور فر مانے کے لیے چھ ماہ کے بعد عام بیعت فر مائی تا کہ لوگوں کے شبہات زائل ہوجا کیں۔

(مترجم)

## (۱۱) ابن تیمیه امت کو ہلا کت میں ڈالتا ہے

ابن تیمیه انچی طرح جانتا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قطع تعلق فر مالیا، اور آخری دم تک آپ سے کلام نہ کیا جیسا کہ بخاری ومسلم وغیرہ میں ام المومنین عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے۔

ابن تیمیکویہ بھی معلوم ہے کہ سیدہ عاکشہ نے خودائی حدیث میں فر مایا علی فاطمہ کے نقطہ حیات پر تھے۔

کہ جب فاطمہ کا وصال ہو گیا تو آپ نے لوگوں کے چیرے سے اظہار نفر سے محسوس کی ،اس لیے ابو بکر

سے بیعت ومصالحت کی درخواست کی ،ان مہینوں تک آپ نے بیعت نہ کی تھی ،ابو بکر کے پاس آپ نے پیغام بھیجا

کہ آپ ہمارے پاس تشریف لا کیں اور آپ کے ہمراہ آپ کے ساتھاور کوئی نہ آئے ، حضرت عمر کی آمد کی نالپندید

گی میں آپ نے ابیا کہا، حضرت عمر نے ابو بکر سے کہا بخدا آپ تنہاان کے پاس نہ جا کیں ،ابو بکر نے فر مایا: میر سے
ساتھ وہ کچھ بھی نہ کریں گے ، بخدا میں ضروران کے پاس جاؤں گا، بہر حال ابو بکر آپ کے پاس پنچے تو علی بن ابو
طالب نے فر مایا: اے ابو بکر آپ کی فضیلت اور جو کچھ اللہ نے آپ کوعطافر مایا جمحیح خوب معلوم ہے اور اللہ نے آپ
کو جو بھلائی بخشی اس میں ہمیں آپ سے کوئی حسد نہیں ،لین آپ نے امر خلافت میں ہم پر اپنے آپ کوتر جے دی
جب کہ ہم میں بھی اس میں ہمیں آپ سے کوئی حسد نہیں ،لین آپ نے امر خلافت میں ہم پر اپنے آپ کوتر جے دی
جب کہ ہم میں بھی اس میں ہمیں آپ سے کوئی حسد نہیں ،لین آپ نے امر خلافت میں ہم پر اپنے آپ کوتر جے دی
قب کہ ہم میں بھی اس کے حق دار ہیں اس لیے کہ رسول اللہ بھی سے ہمیں رشتہ وقر ابت حاصل ہے ،
جب کہ ہم میں بھی اس کے حق دار ہیں اس لیے کہ رسول اللہ بھی سے ہمیں رشتہ وقر ابت حاصل ہے ،
آپ ابو بکر سے بر ابر گفتگو فر ماتے رہے یہاں تک کہ ابو بکر کی آئٹھیں ڈبڈ باگئیں پھر ابو بکر نے فر مایا جسم سے دیا دہ محبوب
ذات پاک کی جس کے قبصہ فدرت میں میری جان ہے رسول بھی کی قر ابت فیصا پی قر ابت سے دیا دہ محبوب

اورز ہری سے باسناد سیح مروی ہے کہ سی شخص نے آپ سے کہا:علی نے چھہ ماہ تک ابوبکر کی بیعت نہ کی تو زہری نے کہا:

نہیں نہیں بنو ہاشم کے سی شخص نے آپ کی بیعت اس وقت تک نہ کی جب تک کھلی نے ان کی بیعت نہ

کی۔

بھی بڑھ کر ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ کو وہ ساری چیزیں معلوم ہیں جو گزریں اس کے باوجود اپنی کتاب منہاج اس کے میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ کو وہ ساری چیزیں معلوم ہیں جو گزریں اس کے باوجود اپنی کتاب منہاج (۲۵۸،۲۵۷ ) میں سیدہ فاطمہ اور سیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہما ظالم شے، انھوں نے مال کو اپنے لیے خاص کر رکھاتھا، کین اس کے باوجود ان کی اطاعت اور ان کے ظلم پر صبر ضروری ہے'۔

اس شخص نے سیدناعلی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہما وغیر ہما کی شان میں بیطون کیا کہ ان حضرات نے صبر سے کام نہ لیا بلکہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا، اور جماعت سے الگ تھلگ رہ کر جماعت میں رخنہ اندازی کی ، اور یہ بہت بڑی مصیبت ہے اس لیے کہ شخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شنیع سے اور یہ بہت بڑی مصیبت ہے اس لیے کہ شخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شنیع سے اور یہ بہت بڑی مصیبت ہے اس لیے کہ شخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شنیع سے اس کے کہ شخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شنیع سے اس کے کہ شخین رضی اللہ عنہما کی شان میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شان میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شنیع سے اس کے کہ شنین میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شان میں اس شخص کی یہ شنیع رافضیوں کی شنیع سے اس کے کہ شخیر ہوں کی سیسیت ہوں کی مصیب سید کا میں اس شخص کی سید کی سیار کی ہوں کی سید کی سیار کی کی سید کی کر کھا تھا کی شان میں اس شخص کی کے تشکیل کی سید کی کھلے کو سید کی کے کہ کے کہ کور سید کی کی کور سید کی کھلے کی کھلے کی کھلے کی سید کی کھلے کی سیار کی کھلے کیا گوئی کھلے کے کہ کھلے کی کھلے کی کھلے کہ کی کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کہ کے کہ کے کہ کھلے کی کھلے کی کھلے کہ کی کی کی کھلے کی کھلے کی کے کھلے کے کہ کے کہ کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کے کہ کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کے کہ کھلے کے کہ کھلے کی کھلے کے کہ کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کے کہ کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کی کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کے کہ کے کہ کے کہ کھلے کے کہ کھلے کے کہ کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کے کہ کھلے کی کھلے کے کہ کھلے کی کھلے کی کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کھلے کے کہ کھلے کی کھلے کی کھلے کے کہ کے کہ کے کہ ک

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ کو بیہ معلوم ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیّ ایں سے قطع تعلق فر مالیا تھا اور آخری دم تک کلام نہ فر مایا اور امام علی نے چھ ماہ تک آپ کی بیعت نہ کی جیسا کہ اس پرسیدہ عائشہ اور امام خری دم تک کلام نہ فر مایا اور امام علی نے چھ ماہ تک آپ کی بیعت نہ کی جیسا کہ اس پرسیدہ عائشہ اور امام دیث زہری وغیر ہما کا قول نص صرح ہے، جیسا کہ خود اس نے اپنی کتاب منہاج (۳۳۲،۳۳۳ میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے، جب ابن تیمیہ کو بیسارے تھائق معلوم ہیں تو اس اسلوب کا کیا معنی ہے؟ اور اس کے پس پردہ اس کا کیا مقصود ہے؟ وہ صراحتہ کیا کہنا جا ہتا ہے اور نہیں کہہ مار ہاہے؟

اس پیچیده اسلوب کاسکین اورخطرناک پہلویہ ہے کہ وہ جاہل اور عام طبقہ کے لوگوں میں پیشعور بیدار کرنا چاہتا ہے کہ جب کوئی عام انسان ابن تیمید کی گزشتہ عبارت مطالعہ کر ہے تو یہ کہنے کی جرائت وجسارت کرے کہ واقعی سیدہ فاطمہ اور حضرت علی کا حال و بیاہی ہے جسیا کہ ابن تیمید نے کہا کہ: ''انھوں نے صبر سے کام نہ لیا بلکہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا، اور جماعت سے الگ تھلگ رہ کر جماعت میں رخنہ اندازی کی''اس لیے کہ فاطمہ نے دنیا سے کوچ فر مایا اور ابو بکر سے آپ کا قطع تعلق برقر ار رہا، اور علی نے چھو ماہ تک ابو بکر کی بیعت نہ کی ، یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔

اسی ابن تیمید نے کہا: 'فاطمہ اور علی وغیرہ کے بارے میں عیب وطعن کی بہت ہی باتیں ہیں ان میں سے بعض تو گناہ ہیں اس لیے یہ حضرات معصوم نہیں، بلکہ یہ لوگ اولیاء اللہ اور جنتی ہوتے ہوئے گنہگار ہیں، اللہ عزوجل ان کے گناہ بخش دے گا' اس کلام سے ابن تیمیہ کا مقصود عوام میں بے چینی اور بدامنی پیدا کرنا، اور انھیں تباہ وہرباد کرنا اور اہل بیت اطہار کی تنقیص شان پر آمادہ کرنا ہے، اس طرح فساد کے ایسے راستے کھل جائیں گے جنھیں بند کرنا بس سے باہر ہوگا جیسا کہ امام قرطبی نے اپنی تفسیر (۲۹۱۸ ۲۹۹) میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''بعض لوگ جن کااعتداد و شارنہیں اس طرف گئے کہ صحابہ اور غیر صحابہ کا حال برابر اور یکساں ہے اس لیے ان کی عدالت کی تفتیش لازم و ضروری ہے بعض لوگوں نے ان کے ابتدائی حالات میں فرق کیا، اور یہ کہا: کہ وہ لوگ شروع میں عادل سے بعد میں ان کے حالات بدل گئے، ان کے درمیان جنگیں ہوئیں، اور خونریزیاں دیکھنے میں آئیں اس لیے تفتیش و تحقیق ازبس لازم و ضروری ہے'۔

افسوس کامقام یہ ہے کہ بہت سے عوام اس بلا میں گرفتار ہیں اور اس وقت سب سے اہم چیز یہ ہے کہ کیا اس تو ہین آ میز اسلوب سے خدائے رحمٰن کی رضا وخوشنو دی حاصل ہوگی یا شیطان قیمین کی؟ ابن تیمیہ کی خرافات آ میز بحثوں میں امعان فکر اور تعمق نظر کی ضرورت ہے۔

### (۱۲) ابن تیمیه منافقول اورزندیقول کادل مطنڈ اکرر ہاہے۔

اس نے ایسی فکر پیش کی ،اورایسے کلام کی جرأت کی جوکسی منافق نے نہ کی ،وہ جرأت وجسارت ہیہ ہے کہ شخراد کی رسول ﷺ میں عیب وطعن کی بہت ہی باتیں ہیں۔

ابن تیمیہ نے سیدناابو بکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے قطع تعلق پر تبصرہ کیا، اورعوام کوالیں دعوت فکر دی جس میں انہیں پڑنا جائز نہیں،اس کی کتاب منہاج (۲۲۲،۲۲۳ کے حوالہ سے ابھی گزرا کہ اس نے کہا:

''ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ فاطمہ، اوران کے علاوہ صحابہ کرام کے بارے میں عیب وطعن کی بہت سی باتیں منقول ہیں'':

ا۔ان میں سے ایک توان کا جھوٹ ہے۔ ۲۔ بعض کے متعلق تاویل کی جاتی ہے۔ ۳۔ بعض جرم اور گناہ ہیں اس لیے بیلوگ معصوم نہیں، بلکہ اولیاء اللہ اور جنتی ہوتے ہوئے ایسے گناہ گار ہیں جن کے گناہ اللہ بخش دے گا'۔

#### میں کہنا ہوں:

(۱) میں نہیں جانتا شہرادی رسول ﷺ کے بارے میں کون سے کشرعیب وطعن منقول ہیں، چاہے کذب ودروغ ہو، یاجس کی تاویل کی جاتی ہو، یا جرم وگناہ ہو، کس بدکار نافر جام نے انہیں ذکر کیا۔

کیاا بن تیمیہ کا بیاعتقا نہیں کہ اللہ عز وجل اپنے نبی پاک ﷺ کی آپ کی شنم ادی کے معاملہ میں ستر پوشی فرمار ہاہے اس لیے آپ کسی عیب وطعن میں گرفتار نہ ہوں گی۔

بر بنائے مذہب ابن تیمیہ مجھے بتایا جائے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف منسوب عیب وطعن

کے بارے میں اللہ تعالی آ ب سے کیا معاملہ فرمائے گا؟

ابن تیمید کی شہادت ضرور کھی جائے گی، اور خدائے قادروقہار عزیز وجباراس سے ضرور ضرور سوال

فرمائے گا۔

(۲) میں نہیں جانتا کہ ابن تیمیہ اپنے اس گزشتہ کلمہ "نصحن" (جم) سے کیا مراد لے رہا ہے، کیا قاری کو پھھ خبر ہے کہ "القادح"کامعنی ومفہوم کیا ہے؟

ابن منظور نے لسان العرب (۵۵۵/۲) میں کہا: القدح اور المقادح کامعنی کھانے والا کیڑ اجودرختوں اور دانتوں میں لگ جاتا ہے، اور المقادح کامعنی گوشت کا بد بودار ہونا، یابد بودار کرنا، ید دونوں صفت غالبہ ہیں اور المقادحة: وه کیڑ اجود انت اور درخت کو کھائے بولا جاتا ہے: قد أسسر عت في أسنانه القوادح کیڑوں نے بڑی تیزی سے اس کے دانت کھالیے۔ اللح

اورصاحب المصباح المنير (٢٩١/٢) في اقدحاء

باب فتے سے ہے جس کامعنی ہے ہے کہ فلال نے فلال کوعیب لگایا، اوراس کی تنقیص کی، اوراس سے ہے: "قدح فی نسب وعدالت میں عیب وطعن "قدح فی نسب وعدالت میں عیب وطعن کیا جائے اوراس کی تنقیص کی جائے اورائی چیز ذکر کی جائے جس کا اثر انقطاع نسب اورا نکارشہادت پریڑے۔

- (۳) فراغور فرمائیں جب خالد بن ولیداور عمار بن یاسر میں تھوڑی سی مشاجرت (رنجش) ہوگئ تو خالد بن ولید سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"من یستقص عماد اینتقصه الله"جو عمار کی تنقیص کرے گااللہ اس کی تنقیص فرمائے گا"تواس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو جگر گوشئر سول ﷺ کی تنقیص شان کرے؟
- (۳) بر بنائے مذہب ابن تیمیہ جب خاتون جنت شہزادی رسول کے بارے میں عیب وطعن کی بہت سی باتیں منقول ہیں توامت کی باقی خواتین اسلام کا کیا حال ہوگا۔
- (۵) جب ابن تیمیہ خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں اس طرح بکواس کرر ہاہے تو حاکم بامراللہ بن کر بقیہ اولیا، اور صالحین کی شان میں نہ جانے کیسی گستاخی اور زبان درازی کرے گا، اور نہ جانے

كياحكم لكائے گا۔

ابن تیمیه کا طرز واسلوب مطالعه کرنے سے بیے حقیقت طشت ازبام ہوجاتی ہے کہ طعن وتشد دکرنے والے بدمذہبول کارشتہ محبت اس سے کیوں ہے؟

(۲) شایدابن تیمیہ کے بعین کوامام احمد کا بی تول معلوم نہیں جسے خلال نے السنة (۲/۷۷۲) میں ذکر فرمایا:

"امام احمد بن حنبل نے فرمایا: جورسول اللہ کے کسی صحابی کی تنقیص شان کرے گا وہ
بلامیں گرفتار رہے گا، اور اس کا انجام وحشر برا ہوگا جب اللہ کے رسول کے اصحاب

کا قصد وارادہ کیا جائے جو تمام انسانوں سے افضل و برتر ہیں تو وہ تمہیں (دوسروں کی بہ
نبیت) کافی ہیں'۔

خلال کی السنة (۵۱۲،۵۱۱/۳) میں ہے کہ امام احمد سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا میہ خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے فروگذاشت میں اس کے لیے کلام کرنا مباح ہے تو آپ نے فرمایا:

''یہ ایک بری اور گھٹیابات ہے ایسے لوگوں سے لوگوں کو اجتناب کرناچاہئے،ان کے ساتھ نشست و برخاست ختم کر دیناچاہئے۔ اور لوگوں پران کا معاملہ واضح کر دیناچاہئے۔ اور خلال نے البنة (۲۸۸۲) میں ہے بھی ذکر کیا کہ سی شخص نے آپ سے پوچھا:اے ابوعبداللہ! میرا ایک ماموں امیر معاویہ کی تنقیص شان کرتا ہے تو ابوعبداللہ (امام احمد بن حنبل) نے فورا فرمایا: اس کے ساتھ کھانا بینا نہ رکھو۔

(2) امام احمد بن صنبل کے پیش کردہ اقوال کی روشنی میں ہماراسوال ہیہ: جو شخص سیدہ فاطمہ کی شان میں عیب اور طعن و شنیع کی باتیں ثابت کرے، اور بیہ کے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللّٰہ تعالی عنہا کے بارے میں بہت سی طعن و شنیع کی باتیں منقول ہیں۔

**الف** آپ سے جھوٹ صادر ہوا۔

ب اوربعض طعن وتشنیع کی باتوں میں تاویل کی جاتی ہے۔

**ج**۔ اور بعض گناہ اور جرم بھی آپ سے سرز دہوئے اس لیے آپ معصوم نہیں ، ایسے خص کا کیا حکم ہے؟

ابن تیمیہ کایہ کہنا کہ آپ معصوم نہیں یہ ایسا کلمہ حق ہے جس سے ایک باطل کا قصد وارادہ ہے، ایسے دلیرو بے باک شخص کا کیا تھم ہے؟ برائے کرم ہمیں افادہ فر مائیں اللّٰء عزوجل آپ کوافادہ فر مائے۔

(۸) اگرکوئی شخص یہ جانا چاہے کہ ابن تیمیہ کے متبعین کس قدر تباہ وبرباد ہیں تواسے اس کے ریزہ خواروں سے یہ کہنا چاہئے کہ ابن تیمیہ کے بقول: ''سیدہ فاطمہ کے متعلق عیب وطعن کی بہت سی باتیں منقول ہیں'۔

**الف** آپسے جھوٹ صادر ہوا

**ب**. بعض عیب وطعن کی باتوں میں تاویل کی جاتی ہے

**ج**۔ ان میں بعض جرم اور گناہ ہیں۔

یہ کہنے کے بعدان کارڈمل ملاحظہ کرنا جاہئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھران سے یہ کہنا جاہئے کہ ابن تیمیہ کے بارے میں عیب وطعن کی بہت ساری باتیں منقول ہیں،اس میں سے بہت سی بلائیں، بدعتیں، خامیاں اور برائیاں ہیں۔

الف ان میں سے بعض تو جھوٹ ہیں،

ب اور بعض میں تاویل کی جاتی ہے،

ج۔ اور بعض جرائم وحقائق ہیں اس سے لغزش وخطا ہوئی اور فتنہ و فساد اور گستاخی و گمراہی ظاہر ہوئی، کیا اللہ تعالی اسے بخش سکتا ہے؟۔

اس کے بعداس کےان ریزہ خواروں کارڈمل اور شدت غیظ وغضب اور چبرہ کا جغرافید دیکھا جائے ، فوراً علما کے احترام پرمشمل وافرآیات واحادیث پیش کریں گے ، ان لوگوں کا عجب حال ہے رسول اللہ ﷺ اورآپ کے اہل بیت اطہار،اوراصحاب کرام کی شان میں اس کی ساری گستا خیاں، زبان درازیاں، بیبا کیاں اور بے ادبیاں بالکلیہ بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔

الیں صورت حال میں انسان کوراہ نجات اختیار کرنا، استقامت پرمضبوطی سے قائم رہنا، اور معاندین کی رہنا، دوانیوں سے دورر ہنا ازبس ضروری ولازم ہوجاتا ہے۔

و صل اللهم على سيدنا محمد و على ال بيته الطاهرين الحاللة! بمارك مردار محمل الله تعالى عليه وسلم اورآپ كابل بيت اطهار برصلاة وسلام نازل فرماد

# (۱۳) ابن تیمیه نے سیرنا ابو بکر صدیق سے سیرہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہما کی خطگی و ناراضی کومنافقین کی ناراضی وخفگی سے تشبیہ دی ہے۔

ابن تیمیہ نے جی بھر کرسیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شان میں طعن وتشنیع کی ، اوران طعن وتشنیع کے کلمات سے منافقوں اور گمرا ہوں کا سینہ خوب ٹھنڈا کیا ، اور بیکہا کہ آپ نے صبر کو بالائے طاق رکھ دیا اور مسلمانوں کی جماعت میں رخنہ اندازی کی۔

سیدناابو بکرصدیق رضی الله تعالی عنه سے سیدہ فاطمہ رضی الله تعالی عنها کے غصہ وغضب پر دل کھول کر تبصرے کیےاور رافضی کا کلام ردکرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج (۲۴۲۸۴) میں کہا:

''ہرعاقل جانتا ہے کہ جب عورت (ہم اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اے جگر گوشکہ رسول ﷺ
آپ کا حامی و نگہبان اللہ ہے، ذراا بن تیمیہ کا ادب اوراس کے الفاظ دیکھیے ) سی حاکم سے کوئی مال طلب کرے اوروہ اسے اس لیے نہ دے کہ وہ اس کی نظر میں اس مال کی مستحق ہی نہیں ،اس حاکم نے وہ مال خود بھی نہ لیا، اورا پنے خویش وا قارب کو بھی نہ دیا، بلکہ تمام مسلمانوں کو دیا، اور بیکہ اجا تا ہے کہ طالب کو حاکم پر جب غصہ آتا ہے تو اس کا انجام میہ وتا ہے کہ اس نے اسے مال نہ دیا اور حاکم نے اس سے بیکہا کہ وہ تہماراحت نہیں، بلکہ دوسرے کاحق ہے، تو کیا اس غصہ میں طالب کی تعریف ہوگی، اگروہ مظلوم محض ہے تو محض طلب دنیا کے لیے''۔

ہم کہتے ہیں: اے جگرگوشئہ رسول ﷺ آپ کا محافظ ویا سبان اللہ عز وجل ہے ابن تیمیہ کی نظر میں تو آپ محض مظلوم ہیں، اور آپ کا غصہ وغضب خالص طلب دنیا کے لیے ہے۔ اے جگرگوشئہ رسول ﷺ آپ کا کیا معاملہ ہے کہ آپ ابن تیمیہ کے زدیک ......

"اوراییا کیوں نہ ہوجب کہ اس حاکم پر تہمت جواپنے لیے کچھ نہ لے،اس طالب کی تہمت سے بعید ترہے جوطالب اپنے لیے کچھ لے رہاہے،اییا کیسے ہوسکتا ہے جواپنے لیے مال نہ مانگے اس پر تہمت لگائی جائے، اور جواپنے لیے مال مانگے اسے تہمت سے پاک اور بری کردیا جائے، حاکم تو یہ کہ درہاہے کہ میں اللہ کے لیے روک رہا ہوں اس لیے کہ میرے لیے یہ حلال نہیں کہ میں ستی کاحق اسے نہ دے کر غیر ستی کو دے دوں، اور طالب صرف یہ کہہ رہاہے کہ اس مال میں تھوڑ احصہ ہما را بھی ہے۔

ہم کہتے ہیں: شہزادی رسول سیدہ فاطمہ اپنے وصال تک ابو بکر صدیق سے نار (۱) اض رہیں، ابن تیمیہ کو بخاری وسلم کی حدیث کا اعتراف بھی ہے دراصل آپ کی ناراضی کا سبب بیا ختلاف تھا کہ آپ اپنے والد کے کا وارث ہیں، تو کیا سیدہ فاطمہ کی شان میں ایسی باتیں کرنے والا اور انہیں آپ کے مناقب میں شار کرنے والا جاہل انسان نہیں؟ کیا اللہ عزوجل نے منافقوں کی فدمت میں بیار شاد نے فرمایا:

﴿ وَمِنهُ مَنُ يَكُمِزُكَ فِي الصَّدَقَتِ فَإِنُ أَعُطُوا مِنْهَا رَضُواً وَإِنْ لَمْ يُعُطُواْ مِنْهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسُبُنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسُبُنَا اللَّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسُبُنَا اللَّهُ مَن فَصُلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴾ [التوبه – 9: 9] سَيُوتِينَا اللَّهُ مِن فَصُلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ﴾ [التوبه – 9: 9] ترجمہ: ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقہ بانٹے میں تم پرطعن کرتا ہے تواگران میں سے پھھ ملے تو راضی ہوجا کیں اور نہ ملے تو بھی وہ ناراض ہیں ۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللّٰد اور رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللّٰد کا فی ہے ۔ اب دیتا ہے ہمیں اللّٰد اپنے فضل سے اور اللّٰد کا رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللّٰد کا فی ہے ۔ اب دیتا ہے ہمیں اللّٰد اپنے فضل سے اور اللّٰد کا رسول نے میں اللّٰد ہی کی طرف رغبت ہے۔

ہم کہتے ہیں:اے جگر گوشہ رسول ﷺ آپ کا حامی ونگہبان،اور حافظ و پاسبان اللہ ہے،کیاا بن تیمیہ

<sup>(</sup>۱) ہم گزشته اوراق میں تحقیق و تفصیل کے ساتھ بیواضح کر چکے کہ شہرادی رسول سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنها کا دم وصال تک اصدق الصاد قین ،سید المتقین سیرنا ابو کمرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ناراض رہنا سخت کی نظر ہے۔ (مترجم)

کنز دیک آپ کا مقام ومرتبہ اور آپ کی شان یہی ہے؟ سیدنا ابو بکر صدیق ہے آپ کی کے معاملہ میں آپ کو کیسی چیز وں سے تثبیہ دے رہاہے

''اللّه عزوجل نے اس آیت میں ایک ایسی قوم کا ذکر فر مایا جو پانے پرخوش رہتی ہے، اور نہ ملنے پر ناراض وخفار ہتی ہے اللّٰہ نے اس پران کی ندمت فر مائی''۔

ہم کہتے ہیں: ابن تیمیہ کوخوب معلوم ہے کہ سیدہ فاطمہ غصہ و ناراض ہیں۔

آ خرکس نے فاطمہ کی اس پرتعریف کی جس میں ان منافقین سے انہیں مشابہت حاصل ہے کیا یہ فاطمہ کے بارے میں عیب وطعی نہیں؟۔

ہم کہتے ہیں:اے جگر گوشہ رسول ﷺ آپ کا اللہ ہے، بخداصرف آپ کے بیٹے حسین ہی شہید نہیں بلکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی ابن تیمیہ کے سنان قلم سے سالم و محفوظ نہیں۔

ہم کہتے ہیں: بخداہمیں نہیں معلوم کہ ابن تیمیہ اپنی ان عظیم گستا خیوں کے باوجود آپ کو کیوں رضی اللّٰد تعالی عنہا کہدرہا ہے، یہ تقیہ کے سوا کیجی ہیں۔

''فاطمہ نے نبی ﷺ سے مال طلب کیا تو آپ نے انہیں نہ دیا جیسا کے سیحین میں علی رضی اللہ تعالی عنہ سے '' خدیث الخادم'' (خادمہ طلب کرنے کی حدیث) میں یہ مذکور ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا حضورا قدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ،اور آپ کی بارگاہ میں ایک خادم کی درخواست پیش کی تو آپ نے انہیں خادمہ نہ دیا،اور شبیح سکھائی''۔

ابن تيميد كى بات ختم ہوئى۔

ابن تیمیہ کی ان گستاخانہ عبارتوں کے درمیان کہیں کہیں ہمارے جملہ معترضہ آگئے ہیں در اصل وہ ہمارے غم واندوہ کے کلمات ہیں، نہ کہ تعلیق وحسبنا اللہ وفعم الوکیل۔

وصلى الله على سيدنامحمدو بضعته الشريفة وجميع أهل بيته وسلم تسليماكثيرا وأخزى الله من جرحهم ومن اذاهم ومن تطاول عليهم.

ترجمہ:۔اللہ عزوجل ہمارے سردار محمداور آپ کی جگر گوشہ اور آپ کے تمام اہل بیت پرخوب خوب خوب صلاۃ وسلام نازل فرمائے اور آپ کی شان میں طعن وشنیع اور زبان درازی،اور آپ کی ایذار سانی کرنے والوں کوذلیل وخوار کرے۔

# (۱۴) کیاکسی مومن کے لیے بیرواہے کہ سیدہ فاطمہ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں جہالت کی تہمت لگائے؟

ابن تیمیہ نے ذکر کیا کہ امام علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تدفین رات میں فرمائی، اور شیخین کر بمین ابو بکر وعمر کواس وجہ سے خبر نہ دی کہ سیدہ فاطمہ نے ابو بکر صدیق سے قطع تعلق کر لیا تھا یہ ذکر کرنے کے بعد کہا:

"اس کی حکایت اوراس سے استدلال صرف جاہل انسان ہی کرےگا"

تد فین کا بیکام صرف نبی کریم ﷺ کے آل بیت علی ، آپ کے بھائی عقیل ، عباس ، آپ کے بیٹے عبداللہ اور فضل رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے سرانجام دیا۔

ابھی ہم ایک تحقیقی جائزہ پیش کریں گے کہ ابن تیمیہ کی یہ بہت بڑی گستاخی اور دریدہ ڈنی ہے، اور پیر تخص اہل بیت کی عداوت و گستاخی میں تنہا نہیں رہنا چاہتا، بلکہ صحابہ کے درمیان پیدا شدہ امور میں جہلا اورعوام کی کشر تعداد کو بھی شامل کرنا چاہتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی چیزوں میں غور وخوض سے منع فر مایا جیسا کہ اہل سنت و جماعت کے علمائے سلف وخلف نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔

ابن تیمیہا پنے دجل وفریب اورمکر و چالبازی کے ذریعہا پنے تلامٰدہ اورعام قارئین کوسیدہ فاطمہ یاسیدنا علی رضی اللّٰد تعالی عنہمایا دونوں کی تجہیل میں شریک کرنا جا ہتا ہے۔

لاحول و لاقوة إلا بالله العظيم برا هيه، اورابن تيميد كي منهاج (٢٢٨،٢٢٧) مين لكهي بوئ ان سطور كا بنظر غائر مطالعه يجيد:

''اوراسی طرح یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے وصیت فرمائی تھی کہ رات میں ان کی تدفین کی جائے ، اوران لوگوں میں سے کوئی ان کی نماز جنازہ نہ پڑھے۔ فاطمہ کے متعلق اس کی

حکایت اوراس سے استدلال جاہل انسان ہی کرے گا جو فاطمہ کی شان میں نازیبارا ہیں کھولنا چاہتا ہے، اگریے بھی ہوتو سعی مشکور کی بہ نسبت جرم بخشیدہ زیادہ بہتر ہے، کیوں کہ مسلمان کا دوسرے کی نماز جنازہ پڑھنا ایک مزید کارخیرہے جس کا اجروثو اب اسے ملتاہے اور افضل الخلق کا اس سے کچھنہیں بگڑتا کہ بدتر مخلوق اس کی نماز جنازہ پڑھے'۔

#### تعقىات

(۱) ابھی گذر چکا کہ فاطمہ کے متعلق مذکورہ واقعہ ایک ثابت شدہ تاریخی حقیقت ہے جس کاخودا بن تیمیہ کو بھی اقرار ہے، کیوں کہ اس نے کہا:''سیدہ فاطمہ کی تدفین رات میں ہوئی تا کہ ابو بکر کواس کاعلم نہ ہوا سیااس وجہ سے ہوا کہ سیدہ فاطمہ

کا آخری دم تک ابوبکر سے قطع تعلق رہا'اس ثابت شدہ تاریخی حقیقت کا انکار کرنے والا ابن تیمیہ کے نزدیک جب جاہل ہے توان حضرات کے بارے میں کیا خیال ہے جنھوں نے خود میکام کیا،اوراس کی وصیت فرمائی، یہی بیت القصید ہے کیوں کہ سیدہ فاطمہ یا حضرت علی یا دونوں نے یہ جپاہا کہ ابوبکر علی کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور انہیں بالکل اس کاعلم نہ ہو۔

ابن تیمیہ کو یقین سے یہ معلوم ہے کہ جگر گوشۂ رسول ﷺ نے جب داعی اجل کو لبیک کہا تو حضرت علی نے رات میں پوشیدہ طریقہ پر آ پ کی تدفین فر مائی، آ پ نے اہل بیت کے صرف مخصوص افرادہی کوخبردی جوتقریبا پانچ تھے عباس نبی پاک کے چچا، اور آ پ کے دونوں بیٹے عبداللہ اور فضل اور عقیل۔

علی زین العابدین نے کہا: ''میں نے ابن عباس سے پوچھا آپ حضرات نے فاطمہ کی تدفین کب فرمائی؟'' تو فرمایا: ''رات کے سناٹے میں آپ کوفن کیا گیا، اور آپ کی قبر پوشیدہ رکھی گئی، اسی لیے مورخین اور سیرت نگاروں نے بید کر کرنے کی کوشش کی کہ سیدہ فاطمہ کی قبر کہاں ہے جب کہ نبی پاک کی دیگر اولا داور آپ کی از واج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہم کی قبریں معروف ومشہور ہیں، اور اسی طرح کبار صحابہ کی قبریں کہ بید حضرات جنت البقیع میں آرام فرما ہیں، ان روشن حقائق کا یقینی علم رکھتے طرح کبار صحابہ کی قبریں کہ بید حضرات جنت البقیع میں آرام فرما ہیں، ان روشن حقائق کا یقینی علم رکھتے

ہوئے اسلوب میں پیچیدگی کیوں؟"

اس مقام پرابن تیمیه کاکوئی ریزه خواراس کی جمایت میں بیہ کہہسکتا ہے کہ ممکن ہے ابن تیمیہ کواس تاریخی حقیقت کاعلم ندر ہاہو، یا بھول گیا ہوتو اس کا جواب بیہ ہے کہ وہ بخاری (۱۵۲۹/۳) وسلم (۱۳۸۰) مسلم (۱۳۸۰) و فیر ہما کی اس روایت کو نہ بھولا ہے، اور نہ ہی اس سے غافل ہے جوسیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے رسول اللہ کی میراث کے اختلافی مسئلہ کے بارے میں فرمایا: '' فاطمہ اس معاملہ میں ابو بکر سے ناراض ہوئیں تو ان سے قطع تعلق کرلیا، اور آخری دم تک آپ سے بات چیت نہ کی میمال تک کہ فاطمہ کا وصال بھی ہوگیا، آپ نبی پاک کی کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں، جب آپ کا وصال ہواتو آپ کے شو ہر علی نے آپ کورات میں سپر دخاک فرمایا، اور ابو بکر کواس کی اطلاع نہ دی، خود حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کورات میں سپر دخاک فرمایا، اور ابو بکر کواس کی اطلاع نہ دی، خود حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کی نماز جنازہ ہو ھائی''۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۸-۳۳۴،۳۳۳) میں ایک دوسرے مقام پراسی حدیث مذکورسے استدلال بھی کیا جس سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ اسے اس روثن واقعہ کاعلم ہے، وہ اس سے غافل نہیں۔

- (۲) ابن تیمیه کااسلوب یہ ہے کہ وہ انکارکر کے سابقہ الفاظ سے گتا فی و بے اوبی کرتا ہے، اور بغیر محاسبہ کیے خطا کار اور قصور وارکھہرا تا ہے، پھر پلٹ کراپنے انکارکر دہ کو ثابت بھی کرتا ہے جبیبا کہ گذر چکا کہ جس کا نکار کیا ہے خود اسی کو اپنی کتاب منہاج (۳۳۳۸ سیس ہاج کی کیا ہے، تو کیا یہ خیط الحواس شخ الاسلام ہے؟ اے اللہ! یہ صرف اپنے اصحاب، اور ان لوگوں کا شخ الاسلام ہے جن پر اس کا حال روش نہیں، اور اس کے بارے میں اس لیے حسن ظن رکھتے ہیں کہ قدیم علمی خاندان سے اس کارشتہ ہے۔
- (۳) ابن تیمید کا قول مذکور: ''اگرید واقعه صحیح بھی ہوتو سعی مشکور کی بہ نسبت جرم بخشید ہ زیادہ بہتر ہے'' یہ مشحکہ خیز اور خندہ انگیز ہے اس لیے کہ اس نے آٹھویں صدی ہجری میں اچا تک تحدید و بشارت کا کام شروع

كرديا:

الف علی اور فاطمہ اور نبی پاک کے چیاعباس اور عبداللہ اور فضل اور عقیل رضی اللہ تعالی عنہم کے گناہوں کی تحدید کررہاہے۔

ب۔ اہل دنیاوآ خرت کے سرداروں کو یہ بشارت وخوش خبری دے رہاہے کہ ان کا گناہ بخش دیا جائے گا تو اہل ہیت کو ابن تیمید کی اس بشارت پرخوش ہونا چاہئے۔ماشاء اللہ کوئی عجب نہیں کہ ابن تیمید کی اندھی تقلید کرنے والے اس کی یہ بوکھلا ہٹ دیکھ کریہ بھھ بیٹھیں کہ ابن تیمیداس کے باوجود اللہ کی جانب سے مبعوث ہوا ہے۔

ابن تیمیہ کے تلمیذابن عبدالہادی کو دیکھیے اس نے اپنی کتاب ' العقو دالدریۃ' میں جب ابن تیمیہ کے متبعین کی تعریف وتوصیف ذکر کی تواس نے اس سے بھی زیادہ عجیب وغریب بات کہی جوانسان کے خیال میں آتی ہے، یہ سادہ لوح اہل میت کے جن فضائل وخصائص کا انکار کرتے ،اوریہ کہتے ہیں کہ یہ اہل میت کی شان میں مبالغہ آرائی ہے جب ان کے پیشواابن تیمیہ کی بات آتی ہے تو اسے اہل میت کے انہیں فضائل وخصائص کا مصداق بناتے ہیں۔

ابن تیمیہ کے ایک نیاز بردار نے کہا جیسا کہ ابن عبدالہادی نے العقو دالدریۃ (۱-۳۲۵،۳۲۲) میں نقل کیا: ''اللہ اس (ابن تیمیہ) کے ذریعہ دلوں کے تالے (بندشیں) کھولے،اورعقلوں سے شبہات کی تاریکیاں اور چیرت انگیز گمراہیاں زائل فرمائے، کیوں کہ عقل ان فرقوں کے درمیان چیرت واستعجاب میں ہے، اسے دین رسول کی حقیقت کا صحیح سراغ نہیں مل رہا ہے۔ہم کہتے ہیں: ہر شخص دعوی کرتا ہے کہ وہ دین رسول پرقائم ہے، یہاں تک کہ اللہ نے اس شخص کے وسیلہ سے این اس دین کی حقیقت روشن فرمادی جسے آسان سے اتارا اور اپنے بندوں کے لیے پیند فرمایا''۔

پھراس کے تھوڑ ہے بعد کہا:

اوراللہ نے اس نور محمدی (ابن تیمیہ کے نور )کے ذریعہ بندوں کی گمراہیوں اور بے اعتدالیوں کو واشگاف

فرمایا، توتم بیجانے گے کہ کون صراط متنقیم پر قائم ہے، اور کون برگشتہ راہ ہے، کس کا مذہب صحیح، اور کس کا فاسد ہے، ابن عبدالہادی نے العقو دالدربیۃ (۱۸۲۸) میں اس کے بعض متبعین کا بیکلام نقل کیا:

''ہمارے اس زمانہ میں اس شخص کے سوااور کوئی نظر نہیں آتا جس کے اقوال وافعال سے نبوت محمدی اوراس کی سنت روشن ہو''۔

اوراسی شخص نے اس کے تھوڑ ابعد کہا: اس کے دل کی حفاظت کرو، کیوں کہالیی شخصیتیں کبھی ملکوت السماء میں عظیم دعوے کرتی ہیں۔المخ

میں کہتا ہوں:اس آخری جملہ'' ملکوت السماء میں عظیم دعوے کرتی ہیں'' پرغور بیجئے اور فیصلہ بیجئے کہ کس کااسلوب ہے؟

میں کہتا ہوں: کاش ابن تیمیہ کے ریزہ خواراس کا خطبہ پڑھنے اور گن گانے کے بجائے رسول اللہ اللہ اور آپ کے اہل بیت اور صالحین عظام کی تعریف وتو صیف میں رطب اللمان رہتے ، مگریہ سعادت انھیں کہاں نصیب، ان کے نزدیک تورسول اللہ اللہ اور آپ کے اہل بیت کی تعریف وتو صیف اور اوب بر آری شرک و بدعت، اور ابن تیمیہ کی مدح خوانی سنت ہے۔ فلاحول و لاقوۃ إلا باللہ العلی العظیم

وصل اللهم على سيدنا محمد الذي قال لبضعته الشريفة فيما أسره لها "أنتِ أسرع أهلي لحوقابي" وسلم تسليما كثيراً

### (۱۵) ابن تیمیہ نبی پاک کھی کی شان گھٹانے کے لیے یہ دعوی کرتا ہے

کہ نبی پاک کی از واج مطہرات کا اجرعظیم اس وجہ سے نہیں کہ آپ نے انہیں اپنے حبالہ عقد میں لیا، اور اپنی زوجیت سے مشرف فر مایا، بلکہ بیان کے تقوی کی بدولت ہے۔

نبی پاک ﷺ کی عظیم نبیت، اور آپ کی قرابت ومصاہرت کو گھٹانے کے لیے ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۱۲۸) میں کہا:

''اسی تقوی کی بدولت نبی پاک کی از واج کواجرعظیم حاصل ہوااس لیے کہ انھوں نے اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت کی اوراعمال صالحہ کیے، یہ اجرصرف مصاہرت و ذکاح کے سبب نہیں، بلکہ کمال اطاعت کی بدولت ہے جبیبا کہ اگروہ کوئی کھلا ہوا برا کام کرتیں تو ہتے معصیت کے سبب ان کاعذاب بھی دونا دون ہوتا''۔

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ نے الی بات کہی کہ اس سے پہلے کسی مسلمان نے نہ کہی۔ کیا ابن تیمیہ کوخرنہیں کہ مسلمان نماز فرض کے اندرتشہد میں نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی از واج مطہرات پر ۵؍ بار درود بھیجة بیں نوافل وسنن مزید براں ہیں، اس وقت مسلمانوں کی تعداد کروڑوں کے قریب ہے توایک دن میں آپ کی از واج پر ۵؍ کروڑ درود بھیجا جاتا ہے ، ذرا دیکھیں ان از واج پر کس قدر درودوں کی ڈالیاں نچھا ور کی جارہی ہیں، درودوں کا یہ سین سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ زمین قائم رہے گی، اوراس پر اللہ کی وراثت باقی درودوں کا یہ سین سلسلہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ زمین قائم رہے گی، اوراس پر اللہ کی وراثت باقی درجے گی ۔ یہ شرف ان از واج کو کہاں سے ملاصر ف اور صرف حضورا قدس کی شرف زوجیت ہی کا صدقہ ہے۔ بخاری (۱۲۳۲/۳) اور مسلم (۱۲۳۱) میں ہے کہ ابوج یہ ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یارسول

بخاری (۱۲۳۲/۳) اور عمم (۳۰۹/۱) میں ہے کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں تو فر مایا: ''اللہم صل علی محمدو أزو اجه و ذریته کما صلیت علی ال إبر اهیم، و بارک على محمدوأزواجه و ذريته كماباركت على ال إبراهيم، إنك حميدمجيد" درود كري اليه الله مصل على محمدوعلى ال محمد كماصليت على إبراهيم وعلى ال إبراهيم إلى آخره، آپكازوان طابرات الدرود مين داخل بين -

ذراصحابہ کرام کے وفورعشق ومحبت، کمال شوق ووارفنگی اور دین کی شیفتگی ملاحظہ سیجئے انھوں نے غزوہ بنو مصطلق کے سارے قیدیوں کو آزاد کر دیا اور یہ کہا: یہ قیدی صحابہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار ہیں، یہاس وقت کا واقعہ ہے جب کہ نبی پاک نے جو پر یہ بنت الحارث سے عقد نکاح فرمایا (۱)

خلیفهٔ ثالث عثمان بن عفان رضی اللّه تعالی عنه نے رسول الله ﷺ سے اپنے رشتہ مصاہرت پر فخر فر مایا اور اسے اپنے مناقب میں شار کیا۔

بخاری نے اپنی صحیح (۱۳۲۹/۳) میں عروہ ابن زبیر سے روایت کیا کہ عبیداللہ بن عدی بن خیار نے انہیں یہ خبر دی کہ میں عثمان کے یاس پہنچا تو آ یے نے تشہدیڑھا پھر کہا:

"رہا حمد وصلاۃ کے بعد تواللہ نے محمد ﷺ کونبی برخق بنا کر بھیجا، اور میں ان لوگوں میں ہوں جفوں نے اللہ ورسول کی دعوت پر لبیک کہا، اور اس دین پر ایمان لائے جس کے ساتھ محمد ﷺ مععوث ہوئے، پھر میں نے دومر تبہ ہجرت کی ، اور مجھے رسول اللہ ﷺ کا داماد ہونے کا شرف حاصل ہوا، اور آپ کی بیعت کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوا، خدا کی قتم! میں نے آپ کے حاصل ہوا، اور آپ نہ کی اور نہ ہی آپ کے ساتھ دھو کہ اور خیانت کی یہاں تک کہ آپ رفیق اعلی سے جالے۔

بعض آثار مين آيا كم نبى كريم الله في فرمايا: "سألت ربي أن لا أتنزوج إلى أحد من

<sup>(</sup>۱) غزوهٔ بنی مصطلق کے قیدیوں کے واقعہ کی روایت درج ذیل محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کی ، امام محمد نے اپنی مسند (۲۷۷۲)، ابوداود نے اپنی سنن ، (۲۲/۴) اور ابن حبان نے اپنی صیحے ، (۳۱/۹)، ابن جارود نے منتقی ، (۱۷۲۱) اور ابن حجرنے دراید (۲۲/۲۲)۔

أمتي، و لا يتزوج إلى أحد من أمتي إلا كان معي في الجنة فأعطاني ذلك" "مين نے اپنے رب سے سوال كيا كہ ميں اپنى امت ميں سے كئى سے شادى و زكاح نہ كروں اور نہ ميرى امت ميں سے كؤى مجھ سے زكاح كر رہے مگر وہ مير بي ساتھ جنت ميں رہے تو اللہ نے مجھ يہ فضيلت وسعادت عطافر مائى (۱)۔

نى كريم ﷺ كى شان گھٹا نے والے مبتدعين كيوں نہيں عبرت حاصل كرتے اور سوچتے كہ اللہ كى بارگاہ سے انہيں كيا ہاتھ آئے گا۔

<sup>(</sup>۱) اس حدیث "سالت الله ألا أتروج إلى أحد" كی تخ تی حاکم نے ابن ابی او فی سے كی اوراس كوسیح کہا (۱۳۸۸) اور ذہبی نے ان كی موافقت كی اور بیثی نے مجمع الزوائد (۱۲۸۰) میں کہا كہ طبر انی نے اوسط میں اس كوروایت كیا اوراس میں ممار بن سیف ہیں اور ایک جماعت نے ان كوضعیف كہا اور ابن معین نے ان كی توثیق كی اوران كے بقیدرجال ثقد ہیں۔

# (۱۲) ابن تیمیہ نبی پاک ﷺ کی شان گھٹانے کے لیے یہ دعوی کرتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا نسب اور آپ کی قرابت کام نہ آئے گی۔

رسول پاک نے جس زمانہ کے بارے میں یہ بشارت بخشی کہ وہ زمانہ تمام زمانوں سے افضل ہے، اس زمانہ کے لوگ صالحین اور علما کی معرفت سے شرف وہرکت کا اکتساب کرتے ، ان کا فیض قرب حاصل کرتے ، ان کا فیض قرب حاصل کرتے ، ان کی دست ہوتی کرتے ، اور ان سے دعا کی خواہش و تمنا کرتے ۔ ان کے نزد یک بیا دب کا کم تر درجہ تھا، یہ حضرات رسول پاک ﷺ اور آپ کے اہل بیت کو تعظیم و تو قیر کی نظر سے دیکھتے ، اور جب یہ حضرات حضور کے اہل بیت کی نظر سے دیکھتے ، اور جب یہ حضرات حضور کے اہل بیت کی زیارت کو جاتے تو آپ نے اپنی بیت کے لیے جود عافر مائی تھی اس دعا سے شرف و ہرکت حاصل کرتے ، ان حضرات کی خواہش و تمنایہ ہوتی کہ آپ کے اہل بیت میں سے ہوتے ، مسلمانوں کی جماعت رسول پاک کی قرابت اور آپ کے مقدس نسب کی تعظیم کرتی ، یہاں تک کہ آٹھویں صدی ہجری میں ابن تیمیہ نکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضورا قدس سید عالم ﷺ اور آپ کے اہل بیت اور ابن تیمیہ کے درمیان کسی جرم اور خون کا بدلہ تھا کہ ہوتا ہے کہ حضورا قدس سید عالم ﷺ اور آپ کے اہل بیت اور ابن تیمیہ کے درمیان کسی جرم اور خون کا بدلہ تھا کہ شان کرتا ، یاس کے معنی میں تحریف کرتا ہے ، ان کی شان میں اس کے گتا خانہ کلمات و تعبیرات مزید ہراں ہیں کسی معالمہ میں اختلاط یا تا تو دل کھول کرخوب ہواس کرتا ہے ، ان کی شان میں اس کے گتا خانہ کلمات و تعبیرات مزید ہراں ہیں کسی معالمہ میں اختلاط یا تا تو دل کھول کرخوب ہواس کرتا ہے ۔

ابن تیمیہ نے نبی کریم ﷺ کے خصائص و کمالات، اور آپ کے اہل بیت کرام کے فضائل ومنا قب کے سلسلے میں خوب بڑھ چڑھ کرمو شگافیاں کیں۔

اس وقت ہمارا مطمح نظریہ واشگاف کرنا ہے کہ ابن تیمیہ کے نزدیک نبی پاک ﷺ ،اور آپ کے اہل بیت کرام ،اوراز واج مطہرات امہات المونین ،اور آپ کی ذریت اور آپ کے داماد میں سے کسی سے اکتساب برکت کا نہ کوئی فائدہ ہے نہ نفع ، جب کہ نبی یاک ﷺ اور آپ کے اہل بیت اور ذریت پرمسلمان فرض وفعل

نمازوں کے اندرتشہد میں درود بھیجتے ہیں،اور قیامت تک بھیجتے رہیں گے،ان حضرات کی برکت کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں ابن تیمیدان سے یکسرتجاہل کررہاہے۔

ابن تیمیہ نے د قائق النفسیر (۲۸۸۲) میں کہا:

''اللداوراس کے رسول کی اطاعت ہی کام آنے والی ہے،اس کے سوااورکوئی چیز کام نہ آئے گی، نہ قرابت اور نہ قرب و مجاورت وغیرہ جیسا کہ چیچ حدیث میں ہے کہ حضورا قدس ﷺ نے فرمایا: ''اے فاطمہ بنت محمہ! میں تمہیں اللہ سے کچھ نفع نہ دیسکوں گا،اے صفیہ: رسول اللہ ﷺ کی بھو بھی! میں اللہ سے تمہیں کچھ فائدہ نہ بہنچا سکوں گا،اے عباس رسول اللہ ﷺ کے چیا! میں اللہ سے تمہاری کچھ بھی کفایت نہ کرسکوں گا''۔

اوراینی کتاب منهاج (۷۸۷) میں کها:

''اسی لیے آپ افضل الخلق ہیں، آپ کے اولیا اصحاب تقوی ہیں، رہے آپ کے اقارب توان میں مومن وکا فراور نیک وفا جرلوگ ہیں، اگر ان میں کوئی صاحب فضیلت ہے جبیبا کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ ، جعفر ، حسن اور حسین توان کی یہ فضیلت ان کے ایمان وتقوی کے سبب علی رضی اللہ تعالی عنہ ، جعفر ، حسن اور حسین توان کی یہ فضیلت ان کے ایمان وتقوی کے سبب ہے، اور اسی لحاظ سے یہ حضرات نبی پاک کے اولیا ہیں، صرف نسب کی بنیاد پر فضیلت نہیں اس لیے کہ آپ کے اولیا کا درجہ آپ کی آل سے ظیم ترہے''

میں کہتا ہوں:

ذراابن تیمیه کامغالطہ ملاحظہ کریں اورغور فرمائیں کہ اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت سے کس درجہ کدورت ہے، ہم اس کے ردمیں کہتے ہیں:

(۱) اس نے یہ کہا کہ: ''آپ کے اولیا کا درجہ آپ کی آل سے فزوں تر ہے' مجھے بتایا جائے کیا حضور کی آل اولیا میں سے نہیں ہیں؟ لومجھ سے سنوسیدہ خدیجہ اپنے عالم کی ساری عور توں کی سردار، اور سارے عالم کی جار پرزگ ترین عور توں میں سے ایک ہیں، جگر گوشئہ رسول ﷺ سیدہ فاطمہ تمام جنتی عور توں کی

سردار ہیں، حسنین کریمین جنتی نو جوانوں کے سردار ہیں، اوران دونوں کے پدر ہزرگواران دونوں سے بھی ہزرگ ترین ہیں، اہل سنت و جماعت کے نزدیک بیساری چیزیں ٹابت شدہ ہیں۔
محبوبہ محبوب رب العالمین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تمام عورتوں پرفضیلت الیہ ہے جیسا کہ ٹریدکھانے کی فضیلت تمام کھانوں پر، آپ محبوبہ محبوب رب العالمین ہیں، حضورا قدس کی تمام سلمان از واج طیبات آپ کے ساتھ جنت میں جلوہ آرااور جمال شیں ہوں گی، آپ کی ذریت پرتمام مسلمان اینی نمازوں میں درود جھیجے ہیں۔

بخاری (۱۲۳۲/۳) وسلم (۳۰۱/۱) میں ابوحید ساعدی رضی الله تعالی عنه سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یارسول الله بم آپ پر کس طرح درود بھیجیں تورسول الله کے ارشاد فرمایا: یہ پڑھو"اللہ مصل علی محمد و أزواجه و ذریته کیماصلیت علی ال إبراهیم وبارک علی محمد و أزواجه و ذریته کیما بارکت علی ال إبراهیم إنک حمید مجید"

لواورسنونبی پاک ﷺ کے چچاعباس، اور آپ کی اولاد، اور جعفر بن ابوطالب اور آپ کی اولاد، اور نبی پاک ﷺ کے چچاعباس، اور آپ کی اولاد، اور جعفر بن ابوطالب اور آپ کی پاک کے قرابت پاک ﷺ کے چچاشیر خداحزہ کی فضیلت مزید برآں ہے، یہ سارے حضرات نبی پاک کے قرابت داراور آپ کے پاکیزہ نسب سے ہیں، مجھے بتایا جائے کیا کوئی الیمی دلیل ہے جس سے مین طاہر ہوکہ میہ حضرات اللہ عزوجل کے اولیانہیں۔

إبراهيم وعلى آل إبراهيم \_إلى آخر هذه الصيغة ياسابقه صيغه سے درود بھيجاجائے۔ ارباب عقل ودانش مجھے بتائيں کيانبی پاک ﷺ کی قرابت کا منہيں آرہی ہے؟ اے اللہ! تو مجھے حضوراقد س سيدعالم صلى اللہ تعالى عليه وسلم كے فيض كرم سے محروم ومجوب نه فر مااور آپ كے خير سے ہمارار شتہ وتعلق منقطع نه فرما۔

(۳) ابن تیمیہ جس نے امام احمد کے مذہب کے ساتھ براسلوک کیا، اور جس کے اصحاب کا یہ خیال ہے کہ ابن تیمیہ کارشتہ ادب تیمیہ کوام ماحمد کے اصحاب سے زیادہ امام احمد کے اقوال ونقول کا علم ہے۔ اے کاش! ابن تیمیہ کارشتہ ادب امام احمد کے اس قول کے ساتھ قائم رہتا جے خلال نے السنۃ (۲۲۲۲۲) میں نقل کیا کہ عبدالملک بن عبدالحمید میمونی کہتے میں نے امام احمد بن خبل سے سوال کیا۔ کہ کیا نبی کریم ﷺ نے یہ نہ ارشا وفر مایا: ''کل صهر و نسب یہ نقطع الاصهری و نسبی'' ''لیعنی میری قرابت ونسب کے سواتمام قرابت ونسب کا انقطاع ہوجائے گا' تو آپ نے فرمایا: کیول نہیں، میں نے پوچھا: اور یہ معاویہ کے لیے بھی کا انقطاع ہوجائے گا' تو آپ کی قرابت ونسب کا شرف حاصل ہے، وہ کہتے ہیں میں نے احمد ابن ضبل ہے ، تو فرمایا: ہاں انہیں بھی آپ کی قرابت ونسب کا شرف حاصل ہے، وہ کہتے ہیں میں نے احمد ابن ضبل سے بیفرماتے سا: آپ کی قرابت ونسب کا فیض معاویہ اور ان سب کے لیے ہے ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں'۔

جب سیدنا امیر معاویہ کو قرابت کا شرف حاصل ہے، اور امام احمد نے آپ کے بارے میں یہ فرمایا کہ: امیر معاویہ اور ان سب کے لیے شرف قرابت ہے اور آپ نے نبی پاک کے اہل قرابت کی شان میں گتاخی و بے ادبی سے عافیت کا سوال کیا تو پھر سیدہ فاطمہ میں گتاخی و بے ادبی سے عافیت کا سوال کیا تو پھر سیدہ فاطمہ ، سیدہ خدیجہ سیدہ عائشہ ، نبی پاک کی بقیہ از واج طاہرات ، حسنین کریمین ، رسول اللہ کے کی ذریت ، اور آپ کے بقیہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی بلندشان کا کیا کہنا۔

(۴) ابن تیمیہ اوراس کے ریزہ خوارسیدناعمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کی اس روایت کے بارے میں کیا کہیں گے جس میں بیہ ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بیفر ماتے سنا: "کیل سبب و نسب ینقطع

يوم القيامة إلا سببي ونسبي "لين قيامت كدن مير اسباب وانساب كعلاوه تمام اسباب وانساب كعلاوه تمام اسباب وانساب منقطع بهوجا كيس كرا)

یہ نص قطعی ہے جس میں تاویل کا حمّال نہیں، ابن تیمیہ نے بالکلیہ اس نص قطعی سے تجاہل کیا تقریبا جار ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی کتاب میں کہیں اسے ذکر نہ کیا۔

(۱) "کل سبب ونسب' والی حدیث کوامام احمد بن حنبل ،اورحاکم ،اورضیا مقدی ،حافظ ذہبی ،اورحافظ سیوطی وغیرہم نے صحیح کہا اور فضائل اہل بیت میں واردخاص احادیث کے بارے میں البانی نے اپنے تشدد کے باوجوداس کوصیح کہا جیسا کہ ابن بشیر نے کہا بیحدیث عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے کثیر طرق سے وارد ہے ،اورمسور بن مخر مہاورا بن عباس اورعبداللہ بن زبیر سے۔

رہی عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی حدیث تواس کو ہزار (۱ر ۳۹۷) اور ابن سعد نے طبقات (۲۲۳۸) اور طبرانی نے کبیر (۳۵،۳۲۳) اور اوسط (۲۷،۲۲۱) میں گہا: اور طبرانی نے کبیر (۳۵،۳۲۳) اور اوسط (۲۷،۲۲۱) میں گہا: اور اس کے رجال صبح کے رجال ہیں۔اور صیداوی نے مجم الشیوخ (۱۸۳۳) اور ابولتیم نے حلیة الاولیاء (۳۲،۳۲) اور اس کے رجال میں نے مندالفردوس (۳۵،۳۵۱) اور ضیانے مختارہ (۱۸۷۱،۱۹۸۱) میں جیسا کہ امام احمد نے اس کی تخ بے کی (۳۳۲،۳۲۳) اور حاکم نے اس کوسیح کہا اور ذہبی نے کہا صیح ہے۔

(۲) مسور کی حدیث طبرانی نے کبیر (۲۵،۲۵/۲۰)اور بیہتی نے سنن کبری (۱۲/۵/۲۰) میں تخ تئے کی اور عبداللہ بن زبیر کی حدیث طبرانی نے اوسط (۲۵/۲۵) اور ابن عباس کی حدیث طبرانی نے کبیر (۱۱/۳۳۳) میں تخ تئے کی اور سیثمی نے مجمع الزوائد (۱۳/۳) میں کہااوراس کے رجال ثقہ ہیں ، بیہتی نے کبری میں (۱۳/۷) تخ تئے کی۔

اور حافظ ابن عبدالبرنے الاستیعاب (۱۹۵۵/۴) اورا بن کثیر نے اپنی تفسیر (۲۵۷/۳) میں اوران دونوں کے علاوہ نے تخ تح تخ تنج کی کہ عمر بن خطاب نے ام کلثوم بنت علی بن الی طالب سے حیالیس ہزار مہریر نکاح فرمایا۔ (۵) مدارس کے طلبہ کوامام مسلم (۱۹۲،۱۹۵) وغیرہ کی وہ روایت معلوم ہے جس میں بیر ہے کہ نبی پاک کے فرمایا: ''اُھون اُھل النار عذابا اُبا طالب، و ھو منتعل بنعلین یغلی منهما دماغه'' ''تمام جہنیوں میں سب سے آسان اور ہلکاعذاب ابوطالب (۱) کا ہوگاان کے پیروں میں (آگ) کے دونعل ہوں گے جن سے ان کا دماغ البے گا' اور فرمایا: ''وجدته فی غمرات من النار فأخر جته اللہ و سحصاح'' ''میں نے اسے سرایا آگ میں ڈوبا ہوایایا تواسے میں نے کھنے کریاؤں تک کی آگئیف عذاب کا سبب آگ میں کردیا' سبحان اللہ! امام سلم کو بیاندیشہ تھا کہیں کوئی زندیق بینہ کے کہ تحقیف عذاب کا سبب عمل ہے اس لیے سابقہ دوحدیثوں کے بعد فرمایا: ''باب الدلیل علی اُن من مات علی الکفور لاینفعہ عمل'' کراس باب میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس کا غاتمہ کفر پر ہوااس کا کوئی ممل اس کے کام نہ آگے گا'۔

پر ذكر فرمايا كه عائشه صديقه نے حضورا قدس سيد عالم صلى الله تعالى عليه وسلم سے عرض كيا: يارسول الله! ابن جدعان دور جاہليت ميں صله رحمى كرتا، اور مسكين كوكھانا كھلاتا تو كيا اسے اس كانفع ملے گا، اس پر حضور نے فرمايا: "لا ينفعه إنه لم يقل يو ما رب اغفر لي خطيئتي يوم الدين" "اس كا يمل اسے كوئى

(۱) عباس بن عبد المطلب نے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے اپنے بچپا کوکیا فائدہ پہنچپایا؟ وہ آپ کی حمایت کرتے تھے اور حضور کے لیے لوگول سے جھڑتے تھے، حضور نے فرمایا: ''هو فسی ضحضاح من نار ولو لا أنا لکان فی الدرک الأسفل من النار'' وہ تُخنہ کے برابرآگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتے۔ فی الدرک الأسفل من النار'' وہ تُخنہ کے برابرآگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو جہنم کے نجلے طبقے میں ہوتے۔ (بخاری باب قصد ابوطالب)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضورا قدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سناحضور کے یاس ان کے چیا کا تذکرہ ہوا تو فر مایا قیامت کے دن ان کومیری شفاعت نفع دے گی۔

"فیجعل فی ضحضاح من النار تبلغ کعبیه یغلی منه دماغه، و فی روایة یغلی منه أم دماغه" ترجمہ: وہ جہنم کے اوپری حصہ میں کیے جائیں گے آگ ان کے ٹخنوں تک رہے گی جس سے ان کا دماغ البے گا۔ (بخاری کتاب المناقب باب قصہ ابوطالب) (مترجم) گا، اور ایک روایت میں ہے ان کا بھیجا البے گا۔ (بخاری کتاب المناقب باب قصہ ابوطالب)

فائدہ ندرے گا'اس نے کسی دن بینہ کہا:اب پروردگار! قیامت کے دن تو میرے گناہ بخش دے'۔
اور بی بھی وارد ہے کہ ہر دوشنہ کوابولہب کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اس لیے کہ اس نے رسول
پاک کے کی ولا دت مبار کہ کی خوشی میں اپنی لونڈی تو یبہ کوآ زاد کر دیا تھا، بخاری (۱۹۲۱/۵) اوراہیا ہی
عبدالرزاق (۲۲٫۹) نے بروایت عروہ زینب بنت ابی سلمہ سے تخ ت کی کہ ابولہب نے اپنی کنیز تو یبہ کو
آ زاد کر دیا تھا تو تو یبہ نے نبی پاک کے کو دودھ پلایا، ابولہب کے دنیاسے چلے جانے کے بعداس کے
بعض اہل قرابت نے خواب میں اسے بری حالت میں دیکھا تو اس سے بو چھا:تم نے کیا پایا؟ تو ابولہب
نے کہا: میں نے کچھ بھی نہ پایا البتہ میری اس انگلی کو اس وجہ سے سیراب کیا جا تا ہے کہ میں نے تو بیہ کو اس

اور حضور ﷺ کے ارشاد "فی اخر جتبہ إلى ضحضاح" میں نے اسے تھینج کر پاؤں تک کی آگ میں کردیا" میں غور کیجئے اوراجیمی طرح فکر کیجئے ، امید کہ اللہ عز وجل شبہات وظلمات کا از الدفر مادے۔

- (۲) امام احمد نے منداعباس سے تخ تنج کی کہ وہ رسول اللہ کے کی خدمت میں پنچے اور عرض کیا: یارسول اللہ جب ہم نکلتے ہیں تو قریش کو گفتگوکرتے دیکھتے ہیں پھروہ ہمیں دیکھ کرخاموش ہوجاتے ہیں، اس پرسرکار اس درجہ غضب ناک ہوئے کہ آپ کی چشمان مبارک کے درمیانی حصہ سے پسینہ نمودار ہوا پھر فرمایا: "والملہ لایدخل قلب امرئ إیمان حتی یحب کم لله ولقر ابتی "دقتم خداکی کسی مومن کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ کے لیے اور میری قرابت کے سب تم سے محبت کرے۔(۱)
- (۱) عباس کا قصہ اور نبی کریم ا کا قول امام احمہ نے (۱/۲۰۵) بطریق صحابی جلیل عبدالمطلب بن ربیعہ روایت کی اور ابن ابی شیبہ (۲۰۷۱) نے مسلم بن صبیح سے اور ابن ماجہ (۱/۵۰) اور بزار (۲۸۲/۲) اور حاکم نے متدرک (۲۸۲۸) میں اور ضیامقد میں اور ضیامقد میں کے مختارہ (۳۸۲/۸) میں مجمد بن کعب سے روایت کی مصباح الزجاجة (۱۲۱۱) میں کہا: اس امناد کے رجال ثقہ ہیں مگر عباس سے مجمد بن کعب کی روایت مرسل کہی جاتی ہے۔ الخ

میں کہتا ہوں:' یقال''( کہی جاتی ہے) کالفظ ضعف کے لیے آتا ہے اور یہ یقینی شی نہیں اور حاکم اور ضیانے اس کو سیح کہااور کم از کم بیمرسل صیح ہے پھر یہ مختلف طرق سے مروی ہے۔

- (2) عبدالله بن عباس رضی الله تعالی عنهما فرماتے ہیں که رسول الله ﷺ نے فرمایا: "اے بنوعبدالمطلب! میں نے الله سے تبہارے لیے تین چیزوں کا سوال کیا ہے:
  - (۱) وهمهین ثابت قدم رکھے۔
  - (۲) اورتم میں سے گمراہ کو مدایت بخشے۔
    - (۳) اور جاہل کوئلم سے سر فراز کرے۔

اور میں نے اللہ سے بیسوال کیا کہ تہمیں تنی وفیاض اور دلیرورحم دل بنائے ،اگرکوئی شخص رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان نماز پڑھے اور روزہ رکھے پھرمجر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اہل بیت کا بغض لے کر اللہ سے ملے وہ جہنم میں جائے گا'۔(۱)

بيابل بيت بى كى شان مين تو فرمايا گيا، اور كيا نبى پاك ﷺ كى بركت كام نه آئى؟

(۸) عبدالرحمٰن بن ابورافع فرماتے ہیں کہ ام ہانی بنت ابوطالب آ راستہ ہوکرنکلیں، اوران کی دونوں بالیاں دکھائی دے رہی تھیں، تو عمر بن خطاب نے ان سے فرمایا: نیکیاں بیجئے کیوں کہتم کو محمد سے بچھ نفع نہ ملے گا، انھوں نے نبی پاک کھی کے پاس آ کر خبر دی رسول اللہ کی نے فرمایا: "ما بال أقوام یز عمون ان شفاعتی لاتنال أهل بیتی، وأن شفاعتی تنال حاو حکم، حاو حکم قبیلتان" "ان لوگوں کا کیام عاملہ ہے جن کا بی خیال ہے کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کے کام نہ آئے گی، اور میری شفاعت میرے اہل بیت کے کام نہ آئے گی، اور میری شفاعت میں قبیلہ حاوح، اور حاوح کو حاصل ہوگی۔ (۲)

<sup>(</sup>۱) "سالت المله لحم ثلاثا"اس حدیث کوابن الی عاصم نے السنة (۱۳۲۲) میں اور حاکم نے متدرک (۱۲۱۳) میں اس کو تخ تخ ت کی اور کہا: بشرط مسلم پیر حدیث حسن صحیح ہے اور ان دونوں نے اس کی تخ تئی نہ کی اور ذہبی نے تلخیص میں اس کو برقر اردکھا اور بشرط مسلم کہا، اور طبر انی نے کبیر (۱۱۷۲) میں اور سیٹی نے مجمع (۱۷۱۹) میں ایسا کلام فر مایا جو اس حدیث سے استدلال کا افادہ کرتا ہے۔

<sup>(</sup>۲) ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث طبرانی نے کبیر (۳۳۴/۲۴) میں تخ تج کی اور شیثی نے مجمع الزوائد (۹۸۷۵) میں تخ سے میں کہا: بید مرسل ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں ہیں کہتا ہوں :معمر بن راشد (۱۱۷۱۵) نے بھی قادہ اور عبدالرحمٰن

ابن عمر، ابوہریرہ اور عمار بن یاسرسے مروی ہے کہ درہ بنت ابولہب ہجرت کر کے رافع بن معلی زرقی کے گھر اتریں، بنی زریق کی بچھ عورتوں نے آپ کے پاس بیٹھ کر کہا:تم تواس ابولہب کی بیٹی ہوجس کے بارے میں اللہ عزوجل نے قرآن میں فرمایا:

﴿ تَبَتُ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّتَبُ ٥ مَآ أَغُنى عَنهُ مَالُهُ وَمَاكَسَبَ ﴿ [المسد-١١:١١] مَرَان وَرَدَ وَكَالِ وَمَاكَسَبَ ﴾ [المسد-١١:١١] ترجمه: تباه ہوجا كيں ابولہب كے دونوں ہاتھ اور تباہ ہوبى گيا اسے پچھكام نہ آيا س كامال اور نہ جوكمايا۔ تہارى ہجرت تمہارے كام نہ آئى درہ نے نبى پاك الله كى خدمت ميں آكران عورتوں كى شكايت كى كہ انھوں نے ايبا كہا، رسول الله كے ذرہ كى تسكين غاطر فرمائى، اور فرمايا: "بيٹھ جائے" بھر صحابہ كو نماز ظہر بڑھائى، اور منبر پر تھوڑى دير كے ليے جلوہ سامال ہوئے اور فرمايا: "أيها الناس مالى أو ذي في أهلي وإن شفاعت كى لئنال حي حاو حكم، و صدا و سلهب يوم القيامة" "اے لوگوميراكيا معاملہ ہے كہ مجھے مير اہل كے بارے ميں ايذادى جارہى ہے، بخدا قيامت كے دن ميرى شفاعت قبلہ عاور 5 اور صدا اور سلم لوگا۔

(۹) صحابہ کے فقہ وعلم وادب پر غائرانہ نظر ڈالیے تا کہ یہ واضح ہوجائے کہ ابن تیمیہ کاسینہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اہل بیت کی گستاخی و بے ادبی اور ان کے کینہ سے س قدر آلودہ و پراگندہ ہے۔ واثلہ بن اسقع فرماتے ہیں: میں نے علی کے متعلق ان کے گھر میں یو چھا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ رسول اللہ

> \_\_\_\_\_\_\_ ابن جندہ سے مرسلا باسناد سیح تخریخ کی مگر قبادہ نے بیپندذ کر کیا کہ وہ ام ہانی ہیں۔

درہ بنت ابولہب رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث ابن ابوعاصم نے آ حاداور مثانی (۵٫۵ م) میں اور طبرانی نے کبیر (۲۵۹ مثل اللہ تعالی عنہا کی حدیث ابن ابوعاصم نے آ حاداور مثانی (۵٫۵ میں کہا: اس کو طبرانی نے روایت کی اور اس کو الروس کے باتی میں عبدالرحمٰن بن بشیروشقی ہیں جن کوابن حبان نے ثقہ کہا (۳۵۳ میں اور ابوحاتم نے ان کوضعیف کہا اور اس کے باتی رجال ثقہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: دحیم نے بھی عبدالرحمٰن بن بشیر کی توثیق کی ہے اور محمد بن عائذ نے ان کا ذکر خیر کیا ہے جسیا کہ حافظ کی لسان المیزان (۲۰۷۸) میں ہے اور بخاری نے تاریخ سیر (۲۲۳۸) میں ان کوذکر نہ کیا نہ جرح کے ساتھ نہ تعدیل کے ساتھ۔ کولینے گئے ہیں تھوڑی دیر میں آپ آئے، اور رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جلوہ نثیں ہوئے، اور فاطمہ کواپنے داہنے، علی کواپنے بائیں، اور حسن وحسین کواپنے سامنے بٹھا یا اور فر مایا ﴿إِنَّمَا يُوِیدُ اللَّهُ لِيَدُ اللَّهُ لِيَدُ هَبَ عَنْكُمُ الرِّ جُسَ أَهُلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطُهِيْرًا ﴾ [الاحزاب-٣٣:٣٣] أللهم هـ وَلاء أهـ السب "اور اللہ تو يہی جا ہتا ہے اے نبی کے هر والو! کہتم سے ہرنا پاکی دور فر مادے اور تمہیں پاک کرے خوب تقر اکردے، اے اللہ! بیریرے اہل بیت ہیں۔

واثله نے کہا: میں نے گھر کے گوشہ سے عرض کیا: اور میں بھی یارسول اللہ آپ کے اہل سے ہوں تو آپ نے فرمایا: "و أنت من أهلي" ' 'اورتم بھی میرے اہل بیت سے ہو' واثله نے کہا بیمیرے لیے بڑی امیدافزابات ہے۔

اس مدیث کوابن حبان نے میچ کہا (۳۳۲/۱۵) اور ذہبی نے السیو (۳۸۵/۳) میں کہا: بیمدیث حسن غریب ہے، اور طبر انی نے کبیر (۲۲،۲۲) میں اس کوروایت کیا۔

- (۱۰) ابوہریرہ نے فرمایا: کہرسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کسی منادی کو بیندا کرنے کے لیے کھم فرمائے گاسنومیں نے ایک نسب بنایا ہے ، اورتم نے ایک نسب بنایا ہے ، تومیں نے تمہار باندراسے زیادہ باعزت بنایا جوتم میں زیادہ پر ہیزگار ہے ، تو تم لوگوں نے اسے ناپند کیا، اور بیہ کہا فلال بن فلال بن فلال بن فلال سے بہتر ہے، آج میں اپنانسب بلندفر ماؤں گا، اور تمہار انسب پست کروں گا کہاں ہیں پر ہیزگارلوگ' بیحدیث باطل ہے شیٹمی نے مجمع الزوائد (۸۲/۸) میں کہا: طبر انی نے صغیر اور اوسط میں اس کوروایت کیا اور اس میں طلحہ بن عمر متروک راوی ہیں۔
- (۱۱) اس حدیث: "یا فاطمة بنت محمد صلی الله تعالی علیه و سلم أنقذی نفسک من النار فإنبی لاأملک لک ضراو لا نفعا" "اے فاطمہ بنت مُحد الله آپ آپ کوجہنم کی آگ سے بچاؤ کیوں کہ میں اپنے نقصان ونفع کا خود سے مالک نہیں "کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ ابن تیمیہ نے کس مقصد کے لیے اس سے استدلال کیا بی حدیث آیت کریمہ ﴿وَأَنُدِدُو عَشِیدُ وَتَکَ

الْأَقْ وَبِيْنَ ﴾ [الشعراء-٢١٣:٢٦] اورائ مجبوب اپن قريب تررشة دارول كو دُراؤ ـ كموقعه پر نازل ہوئى يہ مَم آپ كى دعوت كة غاز ميں تھا اور شفاعت كا تكم مدينه منوره ميں اترا ـ ابن حبان نے اپنی تحج (١٢/١٢) ميں يہ حديث روايت فرما كركہا: يہ منسوخ ہے اس ميں يہ ہے كه آپ كسى كى شفاعت نہ كريں گے حالال كه اس كے بعد مدينه منوره ميں آپ كوشفاعت كا اختيار بخشا گيا۔ اهـ

بعض ائمہ نے حضورا قدس کے ارشاد"فیانی لاأملک لک ضراو لانفعا""یعن میں تہمارے نقصان ونفع کاخود سے مالک نہیں"کے متعلق فرمایا کہ اس حدیث کامعنی بیہ ہے کہ: اللہ عزوجل کے اذن کے بغیر تہمارے نفع ونقصان کا مالک نہیں جیسا کہ حضورا قدس کے نیز مایا:

## (۱۷) ابن تیمیہ نبی پاک ﷺ اور آپ کی امت کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لیے خطرناک فکریں پیش کرتا ہے۔

#### ابن تيميه كنزد يكسيده خدى بجرضى الله تعالى عنها كاايمان كامل نهيس:

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۴۸٬۳۰۳٬۳۰۳) میں کہا:

" یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے خدیجہ سے فرمایا: "اللہ نے مجھے ان کے بدلے میں ان سے بہتر نہ عطا فرمایا "اگر یہ صحیح ہے تواس کا معنی یہ ہے کہ مجھے ان کے بدلے میں ان سے بہتر عطانہ فرمایا اس لیے کہ خدیجہ نے آغاز اسلام میں حضور کو ایبا نفع دیا کہ کوئی دوسرااس نفع میں ان کا قائم مقام نہ ہو سکا تو اس لحاظ سے خدیجہ حضور کے لیے افضل ثابت ہوئیں ،اس لیے کہ انھوں نے حضور کی ضرورت کے وقت حضور کو نفع دیا ،کین عائشہ کو نبوت کے آخری زمانہ اور دین کے کامل ہونے تک حضور کی صحبت حاصل رہی اس سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

- (۱) عائشہ کوملم وایمان کا وہ سر مایہ حاصل ہوا جو نبوت کا ابتدائی دوریانے والے کونصیب نہ ہوا۔
- (۲) اس فضیلت کے سبب عائشہ سب سے افضل ہیں کیوں کہ امت کوعائشہ سے جتنازیادہ نفع ہواکسی اور سے نہیں ، اور آپ نے علم وسنت کی جواشاعت کی کسی اور نے نہ کی۔
- (۳) خدیجه کا خیراوران کی نیکی و بھلائی صرف نبی ﷺ کے لیے تھی ، انھوں نے آپ سے پچھ حاصل نہ کیا ، اور نہ ہی ان سے امت کو عائشہ کی طرح نفع حاصل ہوا۔
- (۴) اس وقت دین بھی کامل نہ ہواتھا کہ خدیجہ کواس کاعلم ہوتا، اوراس کے سبب ان کا ایمان کامل ہوتا جیسا کہ ان لوگوں کا ایمان کامل ہوا جنھوں نے کمال دین کو جانا اور دین کامل ہونے کے بعد اس پر ایمان لائے۔
- (۵) یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ جس کا طلح نظر صرف ایک چیز ہوا کرتی ہے وہ اس میں کامل ہوتا ہے اور جسے

مختلف کاموں کی فکر ہوتی ہے اس کوالیا کمال حاصل نہیں ہوتا، تو خدیجہ اس لحاظ سے خاص حضور کے لیے خیر ثابت ہوئیں لیکن تمام نیکیاں اسی میں منحصر نہیں، کیانہیں معلوم کہ جن صحابہ کا ایمان عظیم ترین ہے اور جضوں نے اپنی جان ومال سے خوب جہاد کیا جیسا کہ حمزہ ، علی ، سعد بن معاذ اور اسید بن حفیر وغیر ہم یہ حضوں نے اپنی جان ومال سے خوب جہاد کیا جیسا کہ حمزہ ، علی ، سعد بن معاذ اور اسید بن حفیر وغیر ہم کی خدمت کرتے اور آپ کوان سے زیادہ نفع پہنچاتے ہے۔ حسیرا کہ ابورا فع اور انس بن مالک وغیر ہما'۔ انتہا ہی بحروفه .

میں کہتا ہوں: نبی پاک ﷺ کے خصالص کے موضوع سے ہم صرف نظر کرتے ہیں اس لیے کہ ابن تیمیہ اوراس کے تبعین ضبح وشام اسے اپنا موضوع بحث بناتے رہتے ہیں نبی پاک ﷺ کی پا کباز ہیویوں کے درمیان تفضیل کا مسئلہ چھیڑنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا اس لیے کہ آپ کی تمام از واج طاہرات کو یہ ظیم شرف حاصل ہے کہ آپ کے ساتھ جنت میں رہیں گی۔

لیکن اس مقام پراس مسئلہ کو واضح کرناازبس ضروری ہے کہ ابن تیمیہ کی منشاسیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تنقیص شان کرنا ہے، اور یہ کس قدرافسوس ناک والم انگیز ہے کہ اس کا سینہ نبی پاک کے تنقیص شان سے آلودہ و پراگندہ ہے، وہ اس آلودگی اور پراگندگی کو آپ کی امت میں عام کرنا چا ہتا ہے۔

ابن تیمیه کو بیم علوم نہیں کہ نبی پاک ﷺ کون ہیں؟ اور رب تعالی کے نز دیک آپ کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ یا وہ آپ کی تعظیم وَنکریم کرنا ہی نہیں جا ہتا؟ یا اسے بیم علوم نہیں کہ نبی یاک کی محبت وتو قیر شرک نہیں۔

ابن تیمیه کوامام مسلم (۱۵۴۸) کی وہ روایت خوب اچھی طرح معلوم ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت الوہریرہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے شب اسرامیں فرمایا: ف اُتیت بإناء ین فی أحدهما لبن، و فی الاخو خصر، ف فیل لی خد أیهما شئت، فأخذت اللبن فشر بته فقال: هدیت الفطرة، أو أصبت الفطرة، أما إنک لو أخذت الحمر غوت أمتک" ''لینی میر سامنے دوبرتن پیش کیے گئایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب، پیش کرنے والے نے مجھ سے کہا آپ جسے چاہیں نوش فرمالیں میں نے دودھ کولیا اور اسے پیا تو فرشتہ نے کہا: آپ کوفطرت (دین اسلام) کی ہدایت فرمائی گئی، یا آپ فطرت پر قائم ہیں،

سنيا گرآپ شراب ليتے تو آپ کي امت گمراه ہوجاتی''۔

اس حدیث پاک سے بیانکشاف ہوتا ہے کہ نبی پاک کے افعال کا آپ کی امت کی ہدایت پر بڑا گرااثر پڑتا ہے، وہ واقعہ بھی پیش نظررہے جس میں بیہ کہ نبی پاک کے سبب پچاس نمازوں میں سے صرف پانچ نمازیں فرض رہیں آخری بارجب موسی علیہ السلام نے آپ سے کہا:''آپ اپنے رب کے پاس جا کراور کم کرائیں تورسول اللہ کے نے فرمایا:''قد رجعت إلى دبي حتى استحییت منه'' میں نے اپنے رب سے اس قدر عرض کیا کہ اب حیا آ رہی ہے'۔

اس سے بھی پیظاہر ہے کہ حضوراقد سے بھی کی کوشش سے بچپاس نمازوں میں صرف پانچ نمازیں فرض رہیں،اور آپ کی کوشش وعمل سے تین اور چیار بھی ہوسکتی تھیں۔

مجھے یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ نبی پاک ﷺ کے افعال کا ساری امت کی ہدایت پر بڑا گہرااثر پڑتا ہے،
نبی پاک ﷺ نے اس طرف اشارہ بھی فرمایا اس لیے کہ آپ نے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا جس وقت آپ
اورا بو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہم کو کسی خارجی کے قبل کا تھم فرمایا: ''کیا تم نے اسے قبل کر دیا''عرض کیا نہیں تو رسول اللہ
نے فرمایا: ''لو قتل ماا ختلف ر جلان من أمتي حتی یخرج اللہ جال''' اگریقبل ہوجائے تو دجال
کے ظاہر ہونے تک میری امت کے دو شخصوں میں اختلاف نہ ہوگا''۔

اس سے بھی پنہ چلا کہ بھی ایک فرد کا ممل ساری امت پر اثر انداز ہوتا ہے قرآن عظیم کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ إِبُرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً ﴾ [النحل-١٦ : ١٢٠] ترجمہ: بیشک ابراہیم ایک امام تھا۔

اور آپ کا وہ ارشاد بھی نا قابل فراموش ہے جب آپ نے جنگ بدر کے دن اپنے رب عزوجل سے عرض کیا: ''الملھم إن تھلک ھلذہ العصابة من أھل الإسلام لا تعبد في الأرض ''' اے اللہ! اگر مسلمانوں کی پی تھوڑی ہی جماعت ہلاک ہوجائے گی توزمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی'۔

جب بی آپ کی امت کے افعال کا حال ہے تو آپ کے افعال کی کیا شان ہوگی۔

جب بی حقیقت آپ برعیاں وآشکاراہوگئ تو ابن تیمیہ کے کلام کا فساد، اور اس کے مشرب کا بطلان بھی جب بہ حقیقت آپ برعیاں وآشکاراہوگئ تو ابن تیمیہ کے کلام کا فساد، اور اس کے مشرب کا بطلان بھی

آپ پرروش ہوگیا ہوگا کیوں کہ جسیا کہ گزرااس نے بیکھا: ''خدیجہ کا خیر صرف نبی ﷺ پر شخصر ہے انھوں نے آپ سے پچھ حاصل نہ کیا ، اور نہ ہی امت کو آپ سے عائشہ کی طرح نفع ملا' اسی طرح اس نے شب اسری پرشب قدر کی فضیلت کے سلسلہ میں بکواس کی ، اور بیکہا کہ میر نے زد کیک لیلۃ القدر ساری امت کے لیے اہم ہے لیکن لیلۃ الاسراکی اہمیت صرف نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہے ، دیکھا آپ نے ابن تیمیہ نبی پاک ﷺ اور آپ کی امت کے درمیان اس طرح تفریق کرتا ہے۔

"اگرنبی پاک ﷺ شب اسرامیں شراب پی لیتے تو آپ کی ساری امت فتنہ میں پڑجاتی اور مگراہ ہوجاتی''۔

تو بتایا جائے کہ امت کے لیے لیلۃ القدر کا نفع زیادہ ہے یالیلۃ الاسراء کا؟ پھر کہاں نبی پاک ﷺ کی شفاعت، اور کہاں لیلۃ القدر کی فضیلت اللہ عزوجل نے نبی پاک ﷺ کو اختیار بخشا کہ آپ اپنی نصف امت کو جنت میں لے جائیں، یا شفاعت اختیار فرمایا، ہم غلامان مصطفی اور عاشقان رسالت مسول پاک ﷺ کے نقش پاپر مرمٹنے والے ہیں، اپنے اعمال کے پیچھے پڑنے والے نہیں، اللہ ہمیں ان لوگوں میں رکھے جوایئے اعمال ہی کی اتباع نہیں کرتے۔

کیاابن تیمیہ نبی یاک ﷺ اورآپ کی امت کے لیے الگ الگ راہیں مقرر کرتاہے؟

یہاں یہام بخوبی واضح رہے کہ جو چیز نبی پاک کے لیے خیر ہوگی آ پ کی اتباع میں آ پ کی ساری امت کے لیے بھی خیر ہوگی ،اس لیے رسول پاک کے لیے جورات افضل و بہتر ہوگی وہ آ پ کی امت کے لیے بھی افضل و بہتر ہوگی ،ہمیں نہیں معلوم کہ کیا افضل رات کے متعلق کوئی استفتا ہوا ہے یا ہوگا ، تو جورسول پاک کے دامن اقدس سے وابستہ ہے ،اور آ پ کا فدا کارو پیروکار ہے اسے عظیم کا میا بی حاصل ہوگی ، اور جس نے رسول پاک سے اپنار شقطع کیا ،اور آ پ کی امت کی الگ الگ را ہیں قائم کیں وہ بڑے نقصان اور خسارہ میں ہے۔

ابن تیمیہ امت مسلمہ میں جس چیز کو عام کر کے اس امت کے وجدان کورسول اعظم کے جدا کرنا جا ہے اس سلسلے میں ہم پھر رہے کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ کے کلام کامخور صرف دونقطوں پر گردش کر رہا ہے :

بہلانقطہ: یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہااور جوامت کے نصف یا تہائی یا چوتھائی کے درجہ میں ہیں، جنھوں نے دعوت و تبلیغ کاوہ بارسنجالا زمین پرجس کا حامل اللہ کے نبی علیہ السلام کے زمانہ سے کوئی نہ تھا، ابن تیمیہ کی نظر میں ایسی سیدہ خدیجہ کا خیر صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ گویا ابن تیمیہ کے زعم میں آپ سے خطا سرز دہوئی اور امت مسلمہ آپ سے مستفید نہ ہوسکی۔

دوسرانقطہ: بیہ ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہانے جس وقت داعی اجل کولبیک کہہ کر اللہ کی رحمت کی پناہ لی آپ کا ایمان کامل نہ رہا، ابن تیمیہ والعیاذ باللہ تعالی اس طرح گستا خی کر تااور سوئے طن رکھتا ہے۔

پہلے نقطہ کاردیہ ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ ہی سرایا امت ہیں اگر آپ کا وجود مسعود نہ ہوتا تو امت کا وجود نہ ہوتا توسیدہ خدیجہ نے نبی یاک ﷺ کے وسیلہ سے ساری امت کو نفع بخشا۔

دوسرے نقطہ کار دیہ ہے کہ ابن تیمیہ اوراس کے ریزہ خواروں پریہ واضح ہونا چاہئے کہ علم در حقیقت علم باللہ ہی ہے، اور فقیہ وہ ہے جسے اپنے رب کی فقاہت و معرفت حاصل ہو ۔ جسیبا کہ سلف صالح نے فرمایا۔ اور علم باللہ اور اللہ کی تو حید کے درمیان ، اور چوری قتل کی حد، اور دوسرے احکام کے علم کے درمیان کھلا ہوا فرق ہے۔ باللہ اور اللہ کی تو حید کے درمیان کھلا ہوا فرق ہے۔ سیدہ خد بجر اپنے عالم کی ساری عور تو ال کی سردار ہیں یہ نے صفحی ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ امام بخاری (۱۲۲۵/۳) اور مسلم (۱۸۸۲/۸) نے تخ تن کیا کہ لی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میں نے

رسول الله عسن آپ نے فرمایا: "خیر نسائها مریم بنت عمران و حدیجة بنت خویلد "بهترین عورت مریم بنت عمران اورخد یج بنت خویلد ین" اورام م احمداورا بویعلی اور طرانی نے بھی بی حدیث تخ تک کی۔اور میم بنت عمران اورخد یج بنت خویلد ین" اورام م احمداورا بویعلی اور طرانی نے بھی بی حدیث تخ تک کی۔اور میمی نے کہا:ان کے رجال میج کے رجال ہیں۔ابن عباس نے فرمایا: رسول اکرم شے نے ہمارے سامنے چارخطوط کھنچ اور فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے یہ کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا الله ورسول کو زیادہ معلوم ہے،الله کے رسول صلی الله تعالی علیه وسلم، و مریم ابنة عمران، و اسبة ابنة مزاحم و فاطمة ابنة محمد صلی الله تعالی علیه و سلم، و مریم ابنة عمران، و اسبة ابنة مزاحم امرائی آورم کی بنت خویلد،اور فاطمه بنت گھ اورم کی بنت عمران، وزاحم کی بنت خویلد،اور فاطمه بنت گھ کے اورم کی بنت عمران، اور آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔

ابن تیمیہ کے تبعین مجھے بتا ئیں کیا تمام جنتی عورتوں میں ان افضل عورتوں کا ایمان کامل ناقص ہے..... میں سمجھتا ہوں کہ وہ زندیقیت ہی کامعنی پیش کریں گے۔

#### ایک اہم گذارش:

جود میرہ خدیجہ اورسیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہماکے فضل و کمال کا اظہار کرنا چاہے اسے ان دونوں سیدہ جلیلہ کے افضل محاسن کا ذکر کرنا چاہئے،رہ گیا ابن تیمیہ تواس کا حال گذر چکا کہ اس کا مقصود تنقیص شان ہے،وبس۔

#### ایک دوسرے نقطے برضروری تنبیہ:

بہت سے علمانے ابن تیمیہ کی بہت ہی چیزوں میں فدمت ، اور بہت سے معاملات میں تعریف کی ہے دراصل اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ حضرات ابن تیمیہ کی ان تمام تحریروں پر مطلع نہ ہو سکے جن کے معنی واضح نہیں بلکہ اس کی روشن دلیل ابن حجر کا وہ قول ہے جوانھوں نے فتح الباری کی تحریر کے دسویں حصہ پر انہیں اطلاع نہ ہوسکی اس کی روشن دلیل ابن حجر کا وہ قول ہے جوانھوں نے فتح الباری (۱۰۹/۷) میں فرمایا:

''ابن تیمیہ نے کہا: خدیجہ اور عائشہ کی فضیلت کی جہتیں متقارب و متماثل ہیں، گویااس کی رائے تو قف ہے' اس سے پیشتر ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے یہ اس کے بالکل برخلاف ہے معاملہ دراصل یہ ہے کہ ابن حجر، ابن تیمیہ کے اس عجیب وغریب طریقہ پر مطلع نہ ہو سکے جس تک ہماری نظر پہنچی کہ ابن تیمیہ سیدہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلہ کی خصوصیتوں کا افکار کر رہا ہے حالاں کہ آپ کویہ شرف حاصل ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام کے گھر میں جلوہ آرا ہوئیں، اور ایسااس لیے تھا کہ آپ فنافی رسول اللہ بھی تھیں اور ابن تیمیہ کویہ چیز پہند نہیں۔

حیرت انگیز بات توبیہ ہے کہ ابن تیمیہ سیدہ عائشہ کوسیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہما پر فضیلت دیتا ہے اس کے باوجود والعیاذ باللہ تعالی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کوسیدہ عائشہ کے بارے میں شک تھا!

# (۱۸) ابن تیمیہ نے مستشرقین اور دشمنان دین تنین کی عظیم خدمت انجام دی ہے کیوں کہ اس نے نبی پاک ﷺ پریہ تہمت لگائی کہ آپ کوسیدہ عائشہرضی اللہ کیوں کہ اس نے نبی پاک ﷺ پریہ تہمت لگائی کہ آپ کوسیدہ عائشہرضی اللہ تعالی عنہا کے معاملہ میں شک تھا۔

ابن تیمیه والعیاذ باللہ تعالی، یہ دعوی کرتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کوسیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے معاملہ میں شک تھا، جب کہ ابن تیمیہ کو یہ خوب معلوم ہے کہ آپ کوسیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے معاملہ میں قطعا شک نہ تھا ہاں ان منافقین کو ضرور شک تھا جن کی اللہ عزوجل نے اپنی کتاب حکیم میں مذمت فرمائی اوران کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَلَوُ لَا فَضُلُ اللَّهِ عَلَيْكُمُ وَرَحُمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ لَمَسَّكُمُ فِي مَآ أَفَضُتُمُ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ [النور - ٢٣: ٣١]

ترجمہ:۔اوراللہ کافضل اوراس کی رحمت تم پر دنیااور آخرت میں نہ ہوتی توجس چر ہے میں تم پڑےاس پرتمہیں بڑاعذاب پہنچتا۔

اورفر مایا:

﴿ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنَاوَهُوَ عِنُدَ اللهِ عَظِيمٌ ٥ وَ لَوُلا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمُ مَّا يَكُونُ لَنَا أَنُ نَتَكَلَّمَ بِهِلْذَا شُبُحَانَكَ هلذَا بُهُتَانٌ عَظِيمٌ ﴾ [النور - ٢٠١٥] لَنَاأَنُ نَتَكَلَّمَ بِهلذَا شُبُحَانَكَ هلذَا بُهُتَانٌ عَظِيمٌ ﴾ [النور - ٢٠١٥] ترجمه: اوراس سهل سجحت سے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے اور کیوں نہ ہواجب تم سے سناتھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایس بات کہیں ، الہی پاکی ہے تجھے ۔ یہ بڑا بہتان ہے۔

اورفر مایا:

﴿ لَوُ لَا إِذْ سَمِعُتُ مُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنْتُ بِأَنْفُسِهِمُ خَيْرًا وَقَالُوا الْمُؤْمِنْتُ بِأَنْفُسِهِمُ خَيْرًا وَقَالُوا الْمُؤْمِنْتُ بِأَنْفُسِهِمُ خَيْرًا وَقَالُوا الْمُؤْمِنْتُ بِأَنْفُسِهِمُ خَيْرًا وَقَالُوا

ترجمہ: کیوں نہ ہواجب تم نے اسے سناتھا کہ مسلمان مردوں اور عور توں نے اپنوں پرنیک گمان کیا ہوتااور کہتے میرکھلا بہتان ہے۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۷،۸۰۸) میں کہا:

''آپ کوعائشہ کے بارے میں شک تھااس لیے کہ تھے بین میں ہے کہ آپ نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے افک کے واقعہ میں آپ کی براءت جانئے سے پہلے بیفر مایا: ''اے عائشہ اگرتم پاک دامن ہوتو اللہ تعالی جلد ہی تمہاری پاک دامنی ظاہر فر مائے گا اور اگرتم کسی جرم وگناہ میں گرفتار ہوتو اللہ سے تو بہ واستغفار کروکیوں کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقر ارکر کے تو بہ کرتا ہے تو اللہ اس کی تو بہ قبول فرما تا ہے۔' الخ

ابن تیمیدگی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ حضورا قدس سیدعالم ﷺ کواپنے اہل بیت کے معاملہ کا کیے بھی علم نہ تھا،اور جب ابن تیمیداس طرح کی بکواس کرتا ہے کہ حضورا قدس کوسیدہ عائشہ کے معاملہ میں شک تھا تو مستشرقین اور دشمنان دین متین آپ کے بارے میں کیا زہرا فشانیاں کریں گے۔

عجیب وغریب بات ہے ہے کہ ابن تیمیہ خود بعض اوقات ہے دعوی کرتا ہے کہ اس پر لوح محفوظ کی چیزوں کا انکشاف ہوتا ہے جبیبا کہ اس کے تلمیذ ابن القیم نے مدارج السالکین (۲۹۰،۴۸۹/۲) میں اس کے بارے میں اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے کہا:'' عندے ہوئی ہبت تا تاری مشتعل ہوئے اور انھوں نے شام کا قصد کیا، تو ابن تیمیہ نے لوگوں اور امیروں کو خبر دیا کہ گردش زمانہ ان کے خلاف ہے اور انہیں لوگوں کی شکست ور بخت ہوگ اور کا میابی اور فتح و نصرت مسلمانوں کو حاصل ہوگی اور اس نے ستر بارسے زائد اس پر قسم کھائی تو اس سے کہا جاتا انشاء اللہ کہے تو وہ ان شاء اللہ تحقیق کے لیے کہتا تعلیق کے لیے نہیں، اور میں نے اس سے یہ بھی کہتے سا کہ جب لوگوں نے بہت زیادہ اصر ارکیا تو میں نے کہا اصر ارنہ کر واللہ تعالی نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ اس

مرتبهانهیں کی شکست وریخت ہوگی اور اسلامی لشکر کو فتح ونصرت حاصل ہوگی'۔

ابن القیم نے بیکھی ذکرکیا ہے کہ ابن تیمیہ کہتا: میرے پاس میرے اصحاب وغیرہ آتے ہیں تو میں ان کے چہروں اور ان کی آنکھوں میں ایسی چیزیں دیکھا ہوں جنہیں ان کے سامنے ذکرنہیں کرتا تو میں نے اس سے کہادوسروں سے بتادیتے ، تو اس نے کہا: کیاتم لوگ یہ چاہتے ہوکہ میں مشہور حاکموں اور والیوں کی طرح مشہور ومعروف ہوجاؤں۔ اور ایک دن میں نے اس سے کہااگر آپ ہم لوگوں کے ساتھ ایسامعاملہ کرتے تو اس سے استقامت وصلاح کو زیادت قوت حاصل ہوتی ، تو اس نے کہا: تم لوگ میرے ساتھ اس پر ایک جمعہ یا ایک مہینہ صبر نہ کرسکو گے۔

اورابن تیمیہ نے بار ہا جھے کچھالیی باطنی چیزوں کی خبر دی جن کا میں عزم کر چکا تھا اور ابھی اپنی زبان سے ذکر نہ کیا تھا اور ستقبل میں پیش آنے والے بعض عظیم حوادث مجھے بتائے ،اوران کے اوقات کی تعیین نہ کی ، میں نے ان میں سے بعض حوادث سرکی آئکھوں سے دیکھے،اور باقی حوادث کا انتظار ہے،اوراس کے عظیم اصحاب نے اس طرح کے جوظیم حوادث مشاہدہ کیے ہیں وہ میرے مشاہدات سے کئی گنازیادہ ہیں۔

مریم تین بارلکھاہے۔

ایک سائل نے اس سے سیدہ نفیسہ کے بارے میں ''سیدہ نفیسہ'' کہہ کر سوال کیا (جیسا کہ مجموع الفتاوی ایک سائل نے اس سے سیدہ کالفظ حذف کر کے فورااس طرح جواب دیا'' جوکسی مردہ کونفیسہ یااس کے علاوہ کئے'المی آخو کلامہ ۔

ذراابن تیمیہ کااسلوب ملاحظہ سیجئے وہ کس طرح اہل بیت کرام، اورائمہ ُ اعلام وعلمائے عظام کی تنقیص شان کررہاہے،اوراس کےاصحاب کس طرح اس کی تعظیم کررہے ہیں اس کی کچھ شہادتیں گذریں اورانشاء اللہ تعالی مزید آئیں گی۔

ابن تیمیه نے سیدہ عائشہ سیدہ خدیجہ سیدہ فاطمہ کی شان میں ایک بار بھی ''صدیقہ''یا''الصدیقۃ'' کالفظ استعال نہ کیا، اور سیدہ مریم کے بارے میں ۳۳ باریہ لفظ استعال کیا، خود اپنے کلام، اور قرآن کریم سے استشہاد میں بھی، ابن تیمیہ نے سیدہ عائشہ سیدہ خدیجہ سیدہ فاطمہ میں سے کسی کو ایک بار بھی طاہرہ نہ کہا، اور سیدہ مریم کوسات بارطاہرہ کہا حالاں کہ اللہ عزوجل نے حضرت مریم کی پارسائی و پاک دامنی جس طرح قرآن پاک میں بیان فرمائی سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بھی عفت قرآن پاک کے سورہ نور میں بیان فرمائی اور مزید سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شان اقدس میں ہفرمایا:

﴿إِنَّـمَا يُوِيدُ اللَّهُ لِيَذُهَبَ عَنُكُمُ الرِّجُسَ أَهُلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمُ تَطُهِيُرًا﴾ [الاحزاب-٣٣: ٣٣]

اوراللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والوکہ تم سے ناپا کی دور فرمادے اور تہہیں پاک کرکے خوب تقرا کردے۔

#### ایک اهم تنبیه:

جو خض ابن تیمید کی پاک دامنی اور پارسائی بیان کرے، اور اس کی صفائی پیش کرے اس سے اللہ کی پناہ، مید لیرو بے باک نبی پاک بھا کی عزت وآبر واور آپ کے ناموس پاک پر حملہ کرر ہاہے تو اس کی اس کھلی گستاخی و

بے باکی کے باوجودا گرکوئی شخص اس کی بارگاہ کو نبی پاک کی بارگاہ سے اہم جانے وہ زندیق ہے۔ ابہم اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں،اورابن تیمیہ اوراس کے تبعین کاردحسب ذیل طریقوں پر کرتے ہیں:

(۱) ابن تیمیہ نے بیجملہ کہاں سے لیا:

"وكان قد ارتاب في أمرها" ترجمه: حضوركوعا كشرك معامله مين شك تحاد

ناظرین کوشایدیه گمان ہوکہ یہ جملہ صحیحین بخاری ومسلم میں ہے حالاں کہ یہ جملہ موضوع ہے جواس کا خود ساختہ ہے، صحیحین میں یہ جملہ ہر گرنہیں، درج ذیل محدثین نے اپنی کتابوں میں افک کا وقعہ روایت کیا اور اس کی تخریج کی۔

امام احمد (۲۱۲۸)، بخاری (۱۵۲۱۸، ۲۱۵۱، ۲۵۱۱)، مسلم (۱۵۲۸۳)، نسأی (۲۹۸،۵ ۲۹۸۰)، امام احمد (۲۹۸،۳۳۰)، نسأی (۲۹۸،۵ ۲۹۸۰)، اسحاق بن ۲۸۷۲)، طبری نے اپنی تفسیر میں (۱۸۱۸)، عبدالرزاق (۱۸۷۵)، ابویعلی (۲۹۳۸)، اسحاق بن راصویه (۲۲/۲۲)، ابن حبان (۱۸۱۹) و (۱۸۱۱)، نیز ابن حبان نے ثقات میں (۱۲۳۲۱) طبرانی نے کبیر میں راصویه (۲۲/۲۲)، بیمق نے سنن کبری (۱۵۳۸۳)، مام نے مشدرک میں (۱۸۲۲۷)، بیمق نے سنن کبری (۱۵۳۸۳) اور شعب الایمان (۳۸۳۸) میں ۔

ان تمام كتابول مين كهين بهي ابن تيميه كابيخودساخته جمله مذكور نهين:

"وكان قد ارتاب في أمرها"

ترجمه: حضور کوعا ئشہ کے معاملہ میں شک تھا۔

ا حادیث صحاح وسنن ومسانید ومعاجم اوراس کےعلاوہ کسی حدیث پاکسی اور کتاب میں کہیں یہ جملہ ہے؟

(٢) بلاشبه حضورا قدس سيدعا لم ﷺ نے بيار شاوفر مايا:

"فإن كنت بريئة فسيبرئك الله، وإن كنت ألممت بشيء فاستغفري الله وتوبى إليه، فإن العبد إذا اعترف بذنبه ثم تاب تاب الله عليه".

ترجمہ: اگرتم پاک دامن و پارسا ہوتو عنقریب الله تمہاری پاک دامنی کوظا ہرفر مائے گا، اوراگرتم کسی جرم اور گناہ میں گرفتار ہوتو الله سے استغفار وتو بہ کروکیوں کہ بندہ جب اپنے گناہ کا قرار کرکے اللہ سے تو بہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما تا ہے۔

آخرابن تیمیہ نے اس ارشاد سے بیم مفہوم کیسے اخذ کیا کہ حضورکوسیدہ عائشہ کے معاملہ میں شک تھا۔ کیا ابن تیمیہ کو رنہیں معلوم کہ آپ پہلے نبی ہیں پھر خاوندوشو ہر، دراصل آپ سے آپ کی امت کے بارے میں پچھ پوچھا جائے تو پچھا اور کاروائیاں ضروری ہوتی ہیں جس طرح قاضیان اسلام ضروری تحقیقات کرتے ہیں، آپ نے تعلیم امت کے لیے ایسافر مایا جیسا کہ اللہ عزوجل نے سبی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَعِيسَى ابُنَ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّي إِلْهَيْنِ مِنُ دُونِ اللَّهِ ﴾ [المائده-١١٦:٥]

ترجمہ:۔اور جب اللہ فرمائے گااے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تونے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دوخدا بنالواللہ کے سوا۔

حالال كيسى عليه السلام نے بينه كها۔

حضوراقدس الله نا بنی چیتی شنرادی خاتون جنت سیده فاطمه کے بارے میں اسی طرح فرمایا: "لو أن فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدها" 'اگر فاطمه بنت محمد سرقت لقطعت یدها" 'اگر فاطمه بنت محمد سرقت لقطعت یدها" 'اگر فاطمه بنت محمد پی تورتوں میں سے ایک بین ان کے جگر گوشه رسول کے سیده فاطمه جوتمام جنتی عورتوں کی سردار، اور چپار کامل ترین عورتوں میں سے ایک بین ان کے متعلق چوری کا تصور و خیال نہیں کیا جاسکتا لیکن حضور نے بطور ضرب المثل اس کواس لیے بیان فرمایا که حدود میں سفارش نہیں ہوتی۔

(٣) کیاابن تیمیه کواس حدیث کے واضح نص میں نبی پاک کی کا بیار شاد پاک نظر ندآیا: "من یعذر نبی من رجل بلغ أذاه في أهلي، فو الله ما علمت على أهلي إلا خیرا" "مجھ کون اس شخص سے معذور رکھے گاجس نے مجھ میرے اہل کے بارے میں ایذادی، خداکی قتم میں نے اپنے اہل بیت کے بارے میں صرف

خیرہی جانا''۔

حیرت کی بات توبہ ہے کہ اس نے خود مناقضہ کیا ،اور اپنی کتاب دقائق النفیر (۲۵۷۲) میں بخاری وسلم کی وہ روایت ذکر کی جس میں بہے: ''میں نے اپنے اہل بیت کے بارے میں صرف خیر ہی جانا''۔

نبی پاک ﷺ کا بیار شادسیدہ عائشہ کی عفت و پاک دامنی کے بارے میں صددرجہ واضح اور صریح ہے، ابن تیمیہ کی نظر سے بیروایت گذری اورا سے نقل بھی کیا مگراس کے باوجودالیسی گستاخی و بے ادبی پر آمادہ ہوا۔

اسی طرح ابن تیمیہ کے مقرب اور تلمیذ نجیب ابن القیم نے اس روایت کوز ادالمعاد (۲۲۳/۳) میں ذکر کیا اور کہا: (آپ کوسیدہ عائشہ کے بارے میں بھی سوئے طن نہ ہوا، آپ عائشہ کے بارے میں اس طن سے دور رہے، اسی لیے اہل افک سے جب آپ نے معذرت چاہی تو فر مایا: ''کون شخص مجھے اس شخص کے بارے میں معذور رکھے گاجس نے مجھے میرے اہل بیت کے بارے میں ایذ ادی، خداکی قتم میں نے اپنے اہل بیت کے بارے میں ایذ ادی، خداکی قتم میں نے اپنے اہل بیت کے بارے میں ایذ ادی، خداکی قتم میں این ایک ایک بارے میں ایرے میں صرف خیر ہی جانا'' . اھ

(۷) کیاابن تیمیہ نے علائے اسلام کی تحریر فرمودہ کتب تفاسیر میں بینہ دیکھا کہ انھوں نے کہیں بھی بید ذکر نہ فرمایا کہ حضورا قدس سیدعالم ﷺ کوسیدہ عاکشہ کے معاملہ میں شک تھا، ابن تیمیہ سے پہلے اور اس کے بعد تفسیر کی کسی بھی کتاب میں کہیں اس کا ذکر نہیں ملتا۔

الله تعالی جمیں اور آپ کو ہدایت پر استقامت بخشے ، ذراا مام قرطبی کا کمال ادب دیکھیے آپ نے اپنی تفسیر (۲۰۲/۱۲) میں فرمایا: ''الله تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَوُ لَا إِذْ سَمِعُتُ مُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنْتُ بِأَنْفُسِهِمُ خَيْرًا ﴾ [النور-١٢:٢٣]

ترجمہ:۔ کیوں نہ ہوا جب تم نے سناتھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عور توں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

الله سبحانہ تعالی نے اس آیت کریمہ میں مومنوں بران کے ظن کے بارے میں عتاب فر مایا جس وقت

اصحاب اقک نے طرح طرح کی نازیبابا تیں کہیں،اور بہتان باندھا۔ابن زیدنے کہا:مومنوں کا یہ خیال وظن تھا کہ مومنوں اپنی ماں کے ساتھ بدکاری نہ کرےگا۔مہدوی نے کہا:"لو لا""ھَلَّا" کے معنی میں ہے یعنی اس کامعنی ہے:"کیوں نہیں'۔اورایک قول ہے ہے کہ:

اس آیت کامعنی ہے ہے کہ مومن مردوعورت میں جولوگ فضیلت وہزرگی والے ہیں انہیں اس معاملہ کو اپنے اوپر قیاس کرنا چا ہے اگر یہ معاملہ ان سے بعید ہے توعا کشہ اورصفوان سے بعید تر ہے ۔ایک روایت میں ہے کہ یہ سیدنا ابوا یوب انصاری اور آپ کی بیوی کی بلندوضح فکر ہے ، دراصل اس کا واقعہ ہے ہے کہ ابوا یوب اپنی بیوی کے پاس پہنچاتو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا: کیا آپ نے کچھ سنافر مایا ہاں وہ سراسر جھوٹ ہے ،اے ام ایوب! کیا تم سے ایسی حرکت سرز دہوسکتی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں خداکی قتم ، آپ نے فر مایا: خداکی قتم ، عاکشہ تو تم سے کھی فضل ہیں توام ایوب نے کہا جی ہاں ۔

تواس طرح کے طن پراللہ تعالی نے مومنوں پر عتاب فر مایا کیوں کہ تمام مومنوں نے ایسا گمان نہ کیا۔

آ محلوال: اللہ تعالی نے "بانہ فسیھ " ، فر مایا اور شخ نحاس نے فر مایا: بانہ فسیھ کامعنی "بیا حدوانھ " ہے یعنی" اپنے بھائیوں پر" تواس آیت میں اللہ تعالی نے تمام مسلمانوں پر بیواجب فر مایا کہ جب وہ کسی سے کسی پر تہمت ، اوراس کا ذکر فتیج سنیں تو آئیس اس کا افکار اور اس کی تکذیب کرنی چاہئے تو جن لوگوں نے ایسانہ کیا اور اس افک اور بہتان و تہمت کوفل کیا اللہ عزوجل نے ان پر وعید فر مائی۔

امام قرطبی نے (۲۰۲٬۲۰۵) یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَوُ لَا إِذْ سَمِعُتُمُوهُ قُلْتُمُ مَّا يَكُونُ لَنَاأَنُ نَتَكَلَّمَ بِهِلْذَا سُبُحَانَكَ هَذَا بُهُتَانٌ عَظِيمٌ ٥ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنُ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمُ مُؤْمِنِينَ ٥ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ [النور-١٨:٢٣]

ترجمہ:۔اورکیوں نہ ہواجب تم نے سناتھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں،الہی یا کی ہے تجھے۔ یہ بڑا بہتان ہے،اللہ تہمیں نصیحت فرما تا ہے کہ اب بھی ایسانہ کہنا اگرایمان

رکھتے ہو۔اوراللہ تمہارے لیے آپتی صاف بیان فرما تاہے اوراللہ علم وحکمت والاہے۔

سے آیت کر بہتمام مومنوں کے عماب میں اتری جس کا معنی ہے ہے کہ تمام مومنوں کوتو ہے چا تھا کہ اس تہمت و بہتان کا انکار کرتے ، اور اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ، اور کوئی کسی سے اسے نقل و حکایت نہ کرتا ، اور اللہ عزوجل کی پاکی بیان کرتا اور بہ کہتا کہ حضور اقد س کے بیوی سیدہ عائشہ کا دامن عفت پاک وصاف ہے اور آپ پر بیسر اسر بہتان ہے کیوں کہ بہتان کی حقیقت ہی ہے ہے کہ انسان میں جو وصف نہ ہوا سے اس کی طرف منسوب کیا جائے اور غیبت ہے کہ انسان کی کوئی صفت اس کے پس پشت ذکر کی جائے بیمعنی نبی پاک کھی کے حدیث میں مذکور ہے ، پھر اللہ عزوجل نے انہیں بیاضیحت فرمائی کہ مومنوں کو اسی حالت پر رہنا چا ہے اور تہمت حدیث میں مذکور ہے ، پھر اللہ عزوجل نے انہیں بیاضیحت فرمائی کہ مومنوں کو اسی حالت پر رہنا چا ہے اور تہمت و بہتان کا انکار کرنا چا ہے اور عفت و پاک دامنی کا اذعان و یقین رکھنا چا ہے۔

يندر موال: الله تعالى نے ارشا وفر مایا: ﴿إِنْ كُنتُهُ مُوْمِنِينَ ﴾ اگرايمان ركھتے مو، اس ميں سوئے ظن سے روكا گيا اور حسن ظن كى تاكيد فر مائى گئى جيسا كه آپ كہتے ہيں آپ كوايسا ايسا كرنا چاہئے اگر مرد ہيں۔
سولہوال: الله تعالى نے فر مایا: ﴿ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُوْدُو المِمْلِهِ أَبَدًا ﴾ الله تمهيں في حت فر ما تا ہے كه الله مان كہنا ہے النور - ۲۲: ۱۲

صرف سیدہ عائشہ کے بارے میں فرمایاس لیے کہ "مشل ہ" (یعنی الیی بات کہنا) اس کی کوئی نظیر ہی نہیں مگر خاص وہی جس کے بارے میں بات کی گئی، یا جسے نبی پاک ﷺ کے از واج کا مقام ومر تبہ عاصل ہواس لیے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل کی عزت وآبر و پر جملہ کر کے رسول پاک ﷺ کو ایذا دینا ہے اور الیہا کرنے والا کا فرہے۔

ستر ہواں: ہشام بن عمار نے کہا: میں نے امام مالک سے بیفر ماتے سنا: جوابو بکر وعمر کو برا بھلا کہے اس کی تادیب کی جائے ،اور جوعا کنشہ کو برا بھلا کہے اسے قبل کر دیا جائے اس لیے کہ اللہ تعالی نے فر مایا:
﴿ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُ دُو الِمِثُلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنتُمُ مُؤْمِنِیْنَ ﴾ [النور - ۲۳: ۱۷]
ترجمہ: ۔اللہ تہمیں نصیحت فر ما تا ہے کہ اب بھی ایسانہ کہنا اگرا یمان رکھتے ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ جوعا کشہ کواس معاملہ میں برا بھلا کہ، اور آپ پرتہمت لگائے اس نے قر آن کے خلاف کیا، اور قر آن کی مخالفت کرنے والا کا فرہے۔

ابن العربی نے کہا: اصحاب شافعی نے کہا: جو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو برا بھلا کہاس کی تادیب کا حکم ہے جیسا کہ تمام مومنوں کے بارے میں یہی تادیب کا حکم ہے اگر کوئی شخص ان کی بدگوئی و برائی کرے، اور اللہ تعالی کا ارشاد: ﴿إِنْ کُنتُ مُ مُؤْمِنِیْنَ ﴾ عائشہ کے بارے میں نہیں اس لیے کہ یہ گفر ہے، اللہ عزوج ل کا بیار شاد ایسائی ہے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''لایے من من لایا من جارہ بوائقه'' ''وہ خض مومن نہیں جس کے شرسے اس کا ہمسایہ مامون نہ ہو' اگر عائشہ کو برا بھلا کہنے والے کا ایمان حقیقۃ مسلوب ہوتو حضور کے ارشاد:

"لايزني الزاني وهومومن" ترجمه: ـ زانی ایمان کی حالت میں زنانہیں کرتا۔

میں حقیقت ایمان کا سلب مراد ہوگا۔ ہم کہتے ہیں، ایسانہیں جیسا کہ اصحاب شافعی نے گمان کیا کیوں کہ اہل افک نے عائشہ مطہرہ پرزنا کی تہمت لگائی، اور اللّٰہ عزوجل نے ان کی پاک دامنی ظاہر فرمائی تو اللّٰہ عزوجل نے جس تہمت و بہتان کی نبست کر ہے تہمت و بہتان کی نبست کر ہے اور آ پ کو برا بھلا کہے تو اللّٰہ عزوجل کی تکذیب کرتا ہے، اور ربعز وجل کی تکذیب کرنے والا کا فرہے، امام مالک کے گزشتہ ارشاد کا معنی اور اس ارشاد کی بنیاد دراصل یہی ہے اور ارباب بصیرت کے لیے یہ ایک روشن راہ ہے، ہاں اگر کوئی شخص عائشہ کی گستاخی ان چیزوں سے نہ کر ہے جن سے اللّٰہ عزوجل نے آپ کی عفت و پارسائی بیان فرمائی تو اس کی سزاتادیب ہے۔ اھ

میں کہتا ہوں: اللہ آپ پررحم فرمائے۔اللہ عزوجل نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شان میں سوئے ظن رکھنے والوں کی کیسی مذمت فرمائی اوران کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَلَوُلَا فَضُلُ اللَّهِ عَلَيْكُمُ وَرَحُمَتُهُ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ لَمَسَّكُمُ فِي مَآ أَفَضُتُمُ فِيُهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ [النور-١٣:٢٣]

اورا گراللہ کافضل اوراس کی رحمت تم پر دنیاوآ خرت میں نہ ہوتی توجس چرہے میں تم پڑے

اس پر تمہیں بڑاعذاب پہنچتا۔

اورفر مایا:

﴿ وَتَحُسَبُونَهُ هَيِّنَا وَهُوَعِنُدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ٥ وَ لَوُلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمُ مَّا يَكُونُ لَنَا أَنُ نَتَكَلَّمَ بِهِلْذَا شُبُحَانَكَ هَذَا بُهُتَانٌ عَظِيمٌ ﴾ [النور - ٢٠١٥] لَنَاأَنُ نَتَكَلَّمَ بِهِلْذَا شُبُحَانَكَ هَذَا بُهُتَانٌ عَظِيمٌ ﴾ [النور - ٢٠١٥] ترجمہ: ۔ اورا سے بہل جمحتے تھاور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے اور کیوں نہ ہوا جبتم نے ساتھا کہا ہوتا ہمیں نہیں پہنچا کہ ایس بات کہیں ، الہی پاکی ہے تھے یہ بڑا بہتان ہے۔ اور فرمایا:

﴿ لَوُ لَا إِذْ سَمِعُتُ مُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَتُ بِأَنْفُسِهِمُ خَيْرًا وَقَالُوا هَلَا إِفُكُ مُّبِينٌ ﴾ [النور-١٢:٢٣]

ترجمہ: ۔ کیوں نہ ہواجب تم نے اسے سناتھا کہ مسلمان مرد وعورتوں نے اپنوں پرنیک گمان کیا ہوتا اور کہتے پیکھلا بہتان ہے۔

رسول پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بارے میں بھلایہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ آپ ایسے گرداب (شک) میں پڑیں گے جس میں پڑنے والوں کی اللہ عزوجل نے مذمت و عید فرمائی۔

آ پ قرآن کریم کی کوئی بھی تفسیر مطالعہ کریں کہیں بھی بینہ ملے گا کہ رسول پاک کوسیدہ عائشہ کے معاملہ میں شک تھا، اس سے صاف واضح ہے کہ ابن تیمیہ کا بیاد عائے باطل ہے، مزیر تحقیق کے لیے درج ذیل کتابوں کی طرف مراجعت کریں حق ان شاء اللہ تعالی واضح ہوجائے گا۔

تفییرطبری (۱۸ر۹۹)،احکام القرآن للجهاص (۱۲۳۵) تفییرالقرطبی (۲۰۲۰۱۳) زادالمسیر لابن الجوزی (۲۰۷۷) تفییرابن کثیر (۳۷۳/۲۵،۲۵۱) الدرالمنثو رللسیوطی (۲۷۳۱،۱۲۱،۱۲۱)الإ تقان (۱۰۲۰۱) فتح القد ریلشو کانی (۳۷/۳) تفییرالنسفی (۳۷/۳۱) وغیره کتب تفییر۔

استفادہ کے لیے حافظ ابن حجرعسقلانی کی فتح الباری (۲۷۵/۸ ک۲۷) مطالعہ سیجئے ،اس میں آپ نے

بعض کمزورایمان اورشک کرنے والوں کاردفر مایا جنھوں نے سیدہ عائشہرضی اللہ تعالی عنہا کے اس کلام کامقصد نہ سمجھا جوآپ نے اپنے والد سے بیعرض کیا کہ: آپ رسول اللہ ﷺ کواس بارے میں جواب دیجئے جومیرے متعلق کہی جارہی ہے ابو بکر صدیق نے اپنی دختر نیک اختر سے فر مایا: خداکی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میں حضور کو کیا جواب دوں۔ ابن حجر نے اس بارے میں فر مایا:

''ایک قول یہ ہے کہ: اس مقام پرسوال اگر چہ اس باطنی امرکا ہے جس کی اطلاع کسی کوئیں پھر بھی حضرت عائشہ نے اپنے والد سے اس بات کی طرف اشارہ کے لیے کہا کہ جھ سے باطن میں کوئی الیمی نازیبا حرکت سرز دخہ ہوئی جو اس ظاہر کے خلاف ہوجس کا آپ کوعلم ہے تو گویا آپ نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ جس طرح چاہیں میری پاک دامنی بیان فرمائیں، آپ جو پچھ کہیں گے حضور کو آپ کے صدق پر کمل وثوق واعتادر ہے گا، الوبکر نے عائشہ کوصرف یہی جو اب دیا کہ جھے نہیں معلوم میں کیا عرض کروں، چوں کہ آپ رسول اللہ کی کثرت سے اتباع فرماتے تھے اس لیے ایسا جو اب ارشاد فرمایا جس کا معنی سوال کے مطابق تھا، آپ کو اگر چہ اپنی گخت دلبند کی پاک دامنی پر پورااعتاد و لیقین تھا مگر آپ اپنی شہزادی کی صفائی اور پارسائی و پاک دامنی کیسے بیان کرتے اسی طرح آپ کی ماں نے بھی جواب میں یہی کہا جھے نہیں معلوم''۔

اورہشام بن عروہ کی آنے والی روایت میں یہ ہے کہ: ابوبکر نے فرمایا: میں کیا کہوں،اورابواویس کی روایت میں ہے ہے: ابوبکر نے فرمایا: میں کیا کہوں،اورابواویس کی روایت میں ہے: کہ میں نے اپنے والدسے کہا آپ جواب دیجئے، تو آپ نے فرمایا میں جواب بیاس لیے کہ حضوراقدس سیدعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ کے رسول اور صاحب وجی ہیں۔اھ

(۵) کیاابن تیمیه کو بخاری (۱۸۹۶) ۱۸۸۹ کو ۱۸۸۹ کو ۱۸۸۹ کو ۷۰۹۸،۷۹۰ کو ۱۸۸۹ وغیر ہما کی روایت نہیں معلوم که الله کے رسول ﷺ نے سیدہ عاکشہ سے فر مایا:

"أريتك في المنام ثلاث ليال جاء نيبك الملك فيسرقة من

حرير فيقول هذه امرأتك فأكشف عن وجهك فإذا أنت هي، فأقول إن يك هذا من عند الله يمضه"

ترجمہ:۔ '' تین راتوں سے میں تہہیں خواب میں دیکھا ہوں کہ فرشتہ ریثم کے ایک ٹکڑے میں تہہیں میرے پاس لے کرآتا اور کہتا ہے کہ یہ آپ کی شریک حیات ہیں، آپ ان کا چہرہ کھول کردیکھیے دیکھا تواچا نک تہہیں تھیں تو میں نے کہا اگر یہ اللّٰہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کا فیصلہ فرمائے گا'۔

یفرشتہ جبریل علیہ السلام ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجرنے فتح الباری (۳۲۲۷) کے مقدمہ میں ذکر کیا، اور پیام بیٹنی ہے کہ حضورا قدس ﷺ نے نکاح سے پہلے بیخواب دیکھا تھا، علما اور محدثین نے سیدہ عائشہ کے فضائل ومناقب میں اسے ذکر کیا۔

#### تنبيه:

ابن تیمیہ کے تلمیذنجیب ابن القیم نے تو حید کی حمایت و حفاظت کا دعوی کر کے (ان کی تو حید کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے) حضور اقدس سید عالم ﷺ کی شان میں زبان درازی کی ہے، تو حید باری تعالی اس بات کا مقتضی نہیں کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کی جائے جیسا کہ خوارج اور اکثر گمراہ فرقے کرتے ہیں ان کا مقصود تو حید کی حفاظت کا سہار الے کر بارگاہ رسالت میں گستاخی و بے ادبی کرنا ہے، وبس۔

میں کہتا ہوں: ابن القیم نے بید عوی کیا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق کی بیٹی ام المونین عائشہ صدیقہ رضی اللّٰد تعالی عنہا کی

عبودیت و بندگی اسی وقت کامل ہوئی جب انھوں نے نبی کی مدد، یا آپ کے وسیلہ سے کشائش غم کی امید منقطع کرلی، اگروہ ایسانہ کرتیں تو اللہ تعالی ان کی براءت کا اعلان نہ فرما تا، ابن القیم نے اپنی کتاب زادالمعاد (۲۲۲/۳) میں یہ دعوی کیا کہ واقعہ افک سے یہی مستفاد ہوتا ہے جبیسا کہ کہتا ہے:
''صدیقہ اوران کے والدین کا مقصود عبودیت و بندگی کامل ہوئی، اور اللہ کی نعت ان برتام

ہوئی، اورصدیقہ اوران کے والدین کی رغبت وخواہش خوب رہی، اوران کا فاقہ اپنی شدت کو پہنچ گیا، افتقار واحتیاج اللہ ہی سے رکھی، اور فروتنی وعاجزی اسی سے کی، حسن ظن اسی کے ساتھ رکھا اور امید بھی اسی سے قائم رکھی۔

اورعائشہ نے اپنی امیرتمام مخلوق لینی نبی ﷺ سے منقطع کرلی'۔

ذراابن القيم كي ذكر كرده دليل ديكھيں:

''عائشہ کو بیامید نہ تھی کہ سی مخلوق لیعنی نبی ﷺ کے ہاتھ انہیں مدد ملے گی ، اوران کاغم آپ \_\_\_\_\_

ابن القيم كي دليل مزيد ديكھيے وہ ذكر كرتا ہے:

''اسی لیے جب عائشہ صدیقہ سے ان کے والدین نے کہا حضور کی خدمت میں جاؤاللہ نے تم پرتمہاری برائت وعفت نازل فرمادی تو صدیقہ نے اس مقام پراللہ کاحق پورا کیا، اور بیہ کہا: میں حضور کی خدمت میں نہ جاؤں گی، اور اللہ کے سواکسی کی تعریف نہ کروں گی، اللہ ہی نے میری براءت وعفت اتاری ہے''اھ

میں کہنا ہوں: سیدہ عائشہ اس طرح اللہ کی قتم کھاتی تھیں محد کے رب کی قتم ، آپ جب غصہ وناراض ہوتیں تو یوں قتم کھاتیں ابراہیم کے رب کی قتم ، تو عائشہ کا یہ کلام: میں حضور کے پاس نہ جاؤں گی اوراللہ کے سواکس کی تعریف نہ کروں گی اللہ ہی نے میری براءت وعفت اتاری اسی باب سے ہے۔

اس کلام کاوہ معنی نہیں جوابن القیم کہہ رہاہے، ورنہ عائشہ صدیقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی بڑھ کر با کمال ہوں گی حالاں کہ کوئی اس کا قائل نہیں۔

> پهرسيده عائشهرضى الله تعالى عنها كوية وبمعلوم تقاكه الله عزوجل في فرمايا: ﴿ سَيُوْ تِينَا اللّهُ مِنُ فَضَلِهِ وَرَسُولُهُ ﴾ [التوبه-999] ترجمه: اب ديتا ہے جميں الله اپنے فضل سے اور الله كارسول۔

اورالله عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنُ أَغُنهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضَلِهِ ﴾ [التوب-9: 26] ترجمه: -اورانهيس كيابرالگايهي نه كه الله ورسول نے انهيس اينے فضل سے غنى كرديا۔

اورالله تعالی نے فرمایا:

﴿ وَيُرِيدُونَ أَن يُّفَرِّ قُولًا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ ﴾ [النساء-١٥٠]

ترجمہ:۔اور چاہتے ہیں کہ اللہ اوراس کے رسولوں کوجدا کردیں۔

سيده عائشه كوحضورا قدس سيدعالم على كابيار شادياك خوب خوب معلوم تها:

"أشكر كم لله عزوجل أشكر كم للناس" (۱) تم ميں الله عزوجل كازياده شكر گذاروہى بنده ہے جوانسانوں كازياده شكر گذارہے۔

ان حقائق کے ہوتے ہوئے ابن قیم کیوں ایسی جسارتیں کررہاہے، اور گونا گوں اوہام وخیالات کوراہ دے رہا ہے۔ اس کے ازعام واوہام سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ حضور اقدس سیدعالم ﷺ کے مقابلہ میں ابن تیمیہ کی فکروں سے زیادہ متاثر نظر آتا ہے۔

<sup>(</sup>۱) اس حدیث کوطرانی نے کبیر (۲۳۲۱) اور ضیانے المختارہ (۲۸۷۳) میں روایت کیا، اور طیعثمی نے مجمع الزوائد (۱۸۰۸)

میں کہتا ہوں: ''اس کواحمد اور طبرانی نے روایت کیا، اور احمد کے رجال ثقہ ہیں'' اور حدیث کے دوسر ے طرق بھی ہیں جن

کے الفاظ قریب قریب ہیں ملاحظہ ہو: مندامام احمد (۲۵۸/۲) اور ابن حبان نے اپنی ضیح (۱۹۸۸۸) میں اور ضیانے

ذکر کیا، شیمی نے مجمع الزوائد (۲۱۸،۲۱۵) میں کہا: اس کوعبداللہ بن احمد اور بزار اور طبرانی نے روایت کیا، اور ان کے

راوی ثقہ ہیں، اور اس کوتر مذی نے روایت کیا، اور کہا: حسن غریب ہے (۲۸،۷۸۳) اور نسأی (۲۷/۵) اور بزار (۵۲/۷۷)

اور ابن حبان نے اس حدیث کو تھے کہا (۲۰۲/۸) اور ضیامقدس نے المختارہ (۲۸،۷۱۳) میں روایت کیا۔

# (۱۹) ابن تیمیہ سیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہ کے دین کے بارے میں طعن کرتا ہے، اور آپ پریہ بہمت لگا تا ہے کہ آپ کی ہجرت خالص اللہ ورسول کے لیے نتھی بلکہ ایک عورت سے نکاح کرنے کے لیے تھی۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۵۵/۴) میں اپنے کلام کے دوران یہ کہا کہ سیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہ کاارادہ بیتھا کہ ججرت کر کے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے زکاح کریں جیسا کہ منہاج میں کہتا ہے:

''اگریہ مان لیاجائے کہ ابوبکرنے انہیں (فاطمہ کو) ایذادی تو کسی ذاتی مقصد کے تحت ایذانہ دی بلکہ اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت، اور مستحق تک اس کاحق پہنچانے کے لیے ایسا کیا، اورعلی رضی اللہ تعالی عنہ کا مقصود تو ان (فاطمہ) سے نکاح کرنا تھا تو ابوبکر کے برخلاف ان کی ایذا کا ایک مقصد تھا جس سے یہ معلوم ہوا کہ علی کی بہنست فاطمہ کی ایذا پر ابوبکر کی مذمت حدد رجہ بعیدا ور دور رفتہ ہے، ابوبکر کامقصود تو صرف اللہ ورسول کی ایسی اطاعت تھی جس میں دوسرے کا کوئی حصہ نہیں برخلاف علی کہ ان کا ایک حصہ ہے کہ فاطمہ کو اپنے حبالہ عقد میں لائیں، ابوبکر تو ان مہاجرین کے زمرہ میں ہیں جنھوں نے خالص اللہ ورسول کے لیے ہجرت کی، کہاں آپ، اور کہاں وہ جس کامقصود کسی عورت سے نکاح کرنا ہے؟ دونوں میں کوئی مما ثلت ومشابہت نہیں' اھے۔

مين كهتا بهول:حسبناالله و نعم الوكيل.

بخارى (۱/۱) اورمسلم (۱۵۱۵/۳) نے سیرنا عمر بن خطاب سے تخ ت کی که رسول اللہ اللہ اندھا نے قرمایا: اندها الأعدمال بالنیات و إنمالكل امرئ ما نوى، فمن كانت هجرته إلى الله و رسوله و من كانت هجرته إلى دنیا یصیبها أو إلى امرأة ینكحها فهجرته إلى ماها جرالیه"

ترجمہ:۔اعمال نیتوں سے ہیں ہرشخص کے لیے وہی ہے جو نیت کرے،جس کی ہجرت اللہ

ورسول کی طرف ہوتواس کی ہجرت اللہ ورسول کی طرف ہوگی، اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یاعورت سے نکاح کرنے کے لیے ہواس کی ہجرت اس کی طرف ہوگی جس کے لیے ہجرت کی۔ ہجرت کی۔

ابن تیمیہ کے زعم کے مطابق سیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہ اسلام کے اہم اصول نیت ہی سے محروم رہے جس کے بغیر کوئی چیز صحیح و درست نہیں ہوتی۔

امام شافعی رحمه الله تعالی نے فر مایا: بیر حدیث علم کا تہائی حصہ ہے اور بیفقہ کے • سر درواز وں میں داخل ہے۔ اور امام شافعی رضی الله تعالی عنہ نے فر مایا: اسلام کے اصول تین حدیثوں پر قائم ہیں:

(۱) عمرضی الله تعالی عنه کی حدیث: "إنهاالأعمال بالنیات" " بینی ممل کا دارومدارنیتوں پر ہے"۔

(۲) اورعائشه کی حدیث:

"من أحدث في أمرناهذاماليس منه فهوردٌّ"

ترجمہ:۔جو شخص ہمارے اس دین کے معاملہ میں وہ چیزایجاد کرے جو اس امر دین سے نہیں تووہ چیز مردود ہے''

(۳) اورنعمان بن بشیر کی حدیث:

"الحلال بَيِّنٌ والحرام بَيِّنٌ" ترجمه: حلال وحرام روثن وواضح بير.

ذراقلم کی سرکشی دیکھیے کہ خلفائے راشدین میں سے چوتھے خلیفہ حضرت علی کوام قیس کی خاطر ہجرت کرنے والا بنادیا۔

حافظ نے فتح الباری (۱۰/۱) میں کہا: ''مہا جرام قیس کا واقعہ سعید بن منصور نے روایت کیا وہ فرماتے ہیں ہم کو ابو معاویہ نے بروایت اعمش خبر دی کہ شقیق نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی انھوں نے فرمایا: جس نے کسی چیز کی خواہش لے کر ہجرت کی تواس کے لیے وہی ہے۔ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہجرت کی جس عورت کا نام ام قیس ہے تواس کومہا جرام قیس کہا جانے لگا۔

طبرانی نے بروایت اعمش دوسری سندوں سے ان الفاظ میں روایت کی:

بېرحال اسمسله مين بم وبى كېتے بين جونبى پاك الله نفر مايا: "من اذى عليافقد اذاني" "جس نے على كوايذادى اس نے مجھے تكليف دى" \_(ا)

اور نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

''تم لوگ علی سے کیا جا ہتے ہو، بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہرمومن کے ولی ہیں''۔(۲)

ان ارشادات عالیہ کی روشنی میں میرااذ عان واعتقادیہ ہے کہ ابن تیمیہ کے زمانہ کے علمانے اسے منافق

<sup>(</sup>۱) ''من اذی علی ''جس نے علی کوایذ ادی اس کا قصہ عمر و بن شاش اسلمی سے مروی ہے ۔ آپ اسحاب حدید سے سے مان سے رسول اللہ ﷺ نے فر مایا: ''اے عمر و خدا کی قتم تو نے جھے ایذ ادی '' عیس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تکلیف وایذ اسے اللہ کی بناہ ، آپ نے فر مایا کیوں نہیں ''جس نے علی کوایذ ادی جھے تکلیف وایذ ادی '' عیشی نے جمع الزوا کد (۱۲۹/۹) میں کہا: احمد و طبر انی نے اسے خضر اروایت کیا اور ہزار نے اس سے بھی مخضر، اور احمد کے راوی ثقہ ہیں۔ اور پیشمی نے بھی سعد بن ابی و قاص سے بیر روایت و کرکی وہ فرماتے ہیں میں مسجد میں بیٹھا تھا، میر سے ساتھ دوآ دمی شے ہماراعلی سے بچھ معاملہ ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ غصہ و غضب میں تشریف لائے آپ کے روئے اقد س پر غضب کے آثار نمایاں تھے، میں نے آپ کے جلال و غضب سے اللہ کی بناہ کی حضور نے فرمایا:'' میر ااور تہارا کیا معاملہ ہے جس نے علی کوایذ ادمی اس نے جھے تکلیف وایذ ادمی اس نے جھے میں اور بزار نے مختصرا اس حدیث کور وایت کیا، اور ابو یعلی کے رجال ہیں مجمود بن خداش اور فنان میں کچھا ختلا ف ہے مگر وہ دونوں بھی ثقہ ہیں۔

<sup>(</sup>۲) "ماتریدون من علی" ترندی نے بیرحدیث تخ تنج کی حافظ نے الاصابة (۵۲۹/۴) میں کہا:اس کی سندقوی ہے۔

کہا،ان حضرات کے اس حکم کا ایک سبب ابن تیمیہ کا یقول ہے جسے حافظ ابن حجر نے''الدررا لکامنة''میں ذکر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا:''لایبغضک إلا منافق ''''تم سے منافق ہی بغض رکھے گا''۔

### (۲۰) خلیفه را شدسید ناعلی ابن ابوطالب اور صحابه و تا بعین رضی الله تعالی عنهم پرابن تیمیه کاافتر ا

ابن تیمیہ نے رسول پاک ﷺ کے اصحاب کرام کے درمیان تقابل کیا اور اپنی کتاب منہاج (۷۷۷-۱۳۸) میں کہا:

''علی کامعاملہ ایبانہ تھا کیوں کہ اکثر صحابہ وتا بعین ان سے بغض رکھتے ، اورانہیں نازیبا کلمات سے یاد کرتے اوران سے جنگ وقبال کرتے''۔

میں کہتا ہوں: ابن تیمیہ کوسیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہ کی گستاخی اور آپ کی اہانت شان ہی محبوب ہے اسی لیے یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ اکثر صحابہ وتا بعین آپ سے بغض رکھتے اور آپ کونازیبا کلمات سے یاد کرتے۔

الیما کیسے ہوسکتا ہے کہ صحابہ کرام علی سے محبت نہ کریں حالال کہ انہیں خوب معلوم ہے کہ حضورا قدس سید عالم ﷺ نے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فر مایا: ''تم سے صرف مومن محبت رکھے گا،اور منافق ہی تم سے دشمنی کریے گا۔'()

اور نبی پاک ﷺ نے عمر و بن شاس سے فر مایا'' خدا کی قتم تو نے مجھے تکلیف دی''عمر و کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے آپ کی تکلیف سے اللہ کی پناہ ، آپ نے فر مایا:''کیوں نہیں جس نے علی کوایذ ا دی اس نے مجھے ایذ ادی۔''(۲)

<sup>(</sup>۱) مسلم (۱۸۲۸)، احمد (۱۹۵۷)، تر ذی (۱۳۲۸)، نسأی (۱۳۷۵)، ابن ماجه (۱۲۲۱) اور ابن حبان (۱۳۵۸) نسأی (۱۳۵۸) در ۱۳۵۸) در ۱۳۵۸ کی جیسا که ابن ابو شیبه نے اس کو روایت کیا (۳۷۲/۲) اور ابن ابو عاصم نے النة (۵۹۸/۲) میں اور الاستیعاب (۱۱۰۰۰) میں صحابہ کی ایک جماعت سے بیروایت کیا کدرسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: ''تم سے صرف مومن محبت رکھے گا اور تم سے صرف منافق و شمنی رکھے گا''۔

<sup>(</sup>۲) اس حدیث کی تخ تخ ان محدثین نے اپنی کتابوں میں کی امام احمد (۲۸۳/۳)، ابن ابوشیبہ (۲راس) اور حاکم اور انھوں نے اس کوضیح کہا (۱۳۱۳) ذہبی نے ان کی موافقت کی ، اور ابن حبان نے اس کوضیح کہا (۳۱۵/۱۵) هیثی نے مجمع

اور حضورا قدس سيرعالم على في فرمايا: "من سبَّ عليا فقد سبني."

''جس نے علی کو برا کہااس نے مجھے برا کہا۔'' (۱)

اور یہ بھی حضورا قدس نے فرمایا:

'' جس نے علی سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی ،اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے رشمنی کی''(۲)

بھلاصحابہ کرام حضرت علی سے دشمنی کیوں رکھیں گے جب کہ امام بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی پاک نے علی سے فرمایا: ''أنت منبی و أنامنک''' تم مجھ سے ہواور میں تم سے ہوں۔''(")

صحیحیین میں ہے کہ ان حضرات نے خود بیروایت کی کہ نبی پاک ﷺ نے علی سے فرمایا:
''کیا تہ ہیں یہ پسند ہے کہ تہ ہیں مجھ سے وہ مقام حاصل ہوجو ہارون کو (ان کے بھائی) موسی سے ملامگر

الزوائد(۱۲۹/۹) میں کہا: احمد کے رجال ثقہ ہیں، اور ابویعلی (۱۰۹/۲) اور بزار (۳۲۲/۳) نے روایت کیا، پیٹمی نے کہا: ابویعلی کے رجال میچ کے رجال ہیں محمود بن خداش اور فنان دونوں ثقتہ ہیں۔ میں کہتا ہوں: اور ضیا نے المختارہ (۲۲۷/۳) میں اس کوچ کہا اور فیض القدیر (۱۹٬۱۸/۲) ملاحظہ کیجئے۔

- (۱) اس کواحمد (۳۲۳۲) اورنساً ی (۱۳۳۸) اورحاکم نے تخ تئ کی اوراس کوشیح کہا (۱۳۰۳) عبداللہ جدلی نے امسلمہ سے میحدیث روایت کی بھیٹمی نے جمع الزوائد میں کہا (۹۷۰۳) اس کواحمد نے روایت کیا اوراس کے رجال ابوعبداللہ جدلی کے رجال ہیں اوروہ ثقہ ہیں۔اوراس کونساً می نے سنن کبری (۱۳۳۸) میں سعد بن ابی وقاص سے روایت کی بھیٹمی نے جمع میں (۹۷٬۰۱۹) کہا:اس کوابویعلی نے روایت کی اوراس کی اسناد حسن ہے۔
- (۲) اس کو حاکم نے تخ تخ کی کیااوراس کو تھے کہا(۱۲۱۳)اور ذہبی نے ان کی موافقت کی،اور طبرانی نے مجم کبیر میں (۲) (۳۸۰/۲۳) میں کہا:اس کو طبرانی نے روایت کی اوراس کی اسناد حسن ہے اوراییا ہی مناوی نے فیض القدیر (۳۸۰/۳۲) میں کہا۔
  - (m) بخاری (۱۳۵۷/۳-۹۲۰/۲)نے اسے تخ تن کیا۔

میرے بعد کوئی نبوت نہیں'(۱)خودانہیں صحابہ نے حضور سے میروایت کی کہ آپ نے علی کے متعلق فرمایا:

"من كنت مولاه فعلى مولاه" "مين جسكامولي بول على اس كمولي بين "(٢)

صحابہ کی مقدس جماعت حضرت علی سے کیوں دشمنی کرے گی اور کیوں انہیں برا بھلا کہے گی جب کہ بخاری ومسلم وغیر ہمامیں ہے کہ حضورا قدس سیدعالم ﷺ نے خیبر کے دن فر مایا:

"میں کل ایک ایسے شخص کو جھنڈ ادوں گاجس کے ہاتھ اللہ خیبر فتح فرمائے گاوہ اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ ورسول اس سے محبت فرماتے ہیں۔ (۳) تولوگوں نے اس فکر میں رات گذار دی کہ کل کسے پر چم عطا کیا جائے گا، صبح کے وقت ہر شخص بارگاہ رسالت میں یہ امید لے کرحاضر ہوا کہ اسے جھنڈ اعطا کیا جائے گا، سرکار نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا آئییں آشوب چیتم ہے، سرکار نے ان کی آئکھوں میں لعاب دہن لگایا جس سے ان کی آئکھیں شفایا ہوگئیں ایسا لگتا تھا کہ اس میں کچھ ہوا ہی نہیں ۔ مسلم نے یہ اضافہ فرمایا کہ عمر فرمایا: "ما أحببت الإمارة إلا يو مئذ'' "میں نے اسی دن امارت کو مجوب جانا''۔

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس ارشاد پاک کے بعد صحابہ کرام حضرت علی سے کیسے بغض رکھیں گے اور کیسے آئہیں برا بھلا کہیں گے، نبی پاک ﷺ کی حیات مبار کہ میں علی ابن ابوطالب اور بعض صحابہ کے درمیان جومشا جرت ومخالفت ہوئی سرکار نے سخت الفاظ میں اس سے منع فر مایا جیسا کہ گزرا۔

ر ہابعض صحابہ کاعلی سے قبال تو آپ کواچھی طرح معلوم ہے کہ سیدہ عائشہ کواس پر سخت ندامت ہوئی جب انھوں نے سنا کہ حواُب کے کتے ان پر بھونگ رہے ہیں ،اس طرح سے اس مقام پر بہت سے آثار ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ سیدناعلی نے طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالی عنہم کو حضور اقدس سیدعالم ﷺ کاوہ ارشادیا ک یا ددلایا نبی یا ک

<sup>(</sup>۱) بخاری (۱۲۰۲/۲٬۱۳۵۹/۳) امام مسلم (۲۸ر۰۱۸۷۱) اوردوسرے محدثین نے سعد بن ابی وقاص سے بی حدیث تخ تنج کی۔

<sup>(</sup>۲) یہ حدیث متواتر ہے، ہم نے علی کی اخوت کے مسئلہ میں اس کے بعض طرق اور اس کی تھیج کرنے والے محدثین کا ذکر کردیا ہے۔

<sup>(</sup>٣) بخاری (۱۰۹۲/۳) وسلم (۱۸۷۱) نصیحین میں اور دیگر محدثین نے پیحدیث تخ یج کی۔

علاوہ ازیں اس مقام پر دوسرے آثار ہیں جن سے بیافادہ ہوتا ہے کہ زبیر اور طلحہ نے جمل کے معرکہ سے واپسی کا ارادہ کیا توان کی واپسی بران کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

رہ گیا بعض ائمہ کا بعض سے قبال کا معاملہ تو ان کے باہمی آ داب بہت معروف وشہور ہیں، دراصل ان کے یہ باہمی آ داب نبی ﷺ کی اعلی تربیت کا فیض ہیں۔

الله عزوجل نے ارشا دفر مایا:

﴿ وَنَزَعُنَا مَا فِي صُدُورِهِمُ مِّنُ غِلِّ إِخُوانًا عَلَى سُرُدٍ مُّتَقَلِّ لِلْيُنَ ﴾ [الحجر-10: 20] ترجمہ: اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کیئے تھے سب کھینچ کیے آپس میں بھائی ہیں تختوں پردو برو بیٹھے۔

مفسرین کرام نے اس آیت کریمہ کی جوروثن تفسیر فرمائی ہے اس سے قلب کوخوثی اورروح کو تازگ حاصل ہوتی ہے۔ ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں موجود تابعین نے علی سے بغض رکھااور آپ کو برا بھلا کہا بیتا بعین کون ہیں؟ ابن تیمیہ پرلازم ہے کہ ہمیں ان کے نام بتائے تحقیق بیہ ہے کہ وہ تابعین نہ تھے بلکہ خوارج تھے، کیا خوارج بھی ابن تیمیہ کے اسلاف ہیں؟

## سلب تیمیه اور سیدناعلی رضی الله تعافی عند گخصوصیتوں «سلب وانکار، سیدناعلی رضی الله تعافی عند گشان میں ابن تیمیه علم مسلسل مغالطے

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۷۷ ۳۵ – ۳۱) میں کہا:

اور مجموع الفتاوي (۱۲۸،۴۱۸) میں کہا:

'' حضور «پیکہنا:''میں جس «àñ ہوں علی اس àñ بیں اے اللہ! اُ اسے دوست را جسے علی دوست رکھیں ۔ آن (۱)

یه حدیث تر فی Æ علاوه حدیث Å ان اہم کتابوں میں نہیں جنہیں امہات کتب الآحادیث

(۱) اقام احمد (۱۲۹۸۱)، ابن حبان (۲۷۷۸)، طبرانی نے صغیر میں (۱۹۱۱)، بزار (۱۳۳۲) اورضیاء نے المخارہ میں (۱۰۹۱) اورضاء کی میں (۱۰۹۱۷) اورضاء کی میں (۱۰۹۱۷) میل بن ابوطالب سے بیحدیث تخ تئ گے۔ اورتر خی (۲۳۳۵) ، نسا کی (۲۵۸۵)، ابن ابوشیبه (۲۷۸۷)، ابن میں (۱۲۲۸۵) اورطا کے نے (۱۲۸۸۱) زید بن اہا سے تخ تئ گے۔ اورنسا کی (۲۵۸۵)، ابن ابوشیبه (۲۷۸۷)، ابن ابوشیبه (۱۲۲۸۷)، ابن ابوشیبه کیا۔ اورنسا کی نے عمران بن حصین سے (۲۵۸۵) تخ تئ گے۔ اورنسا کی (۲۵۸۵) اور ابن ابوشیبه (۱۲۲۷) نے حبثی ابن جنادہ سلو نے سے تخ تئ گے۔ اورطبرانی نے کبیر میں حذیفہ بن اسید غفاری سے (۱۲۸۸) اور ابولیعلی (۱۱۲۷۰۳) نے ابن جنادہ سلو فی سے اس میں (۱۲۷۲) ابو ہریرہ سے۔ ابن فیجہ (۱۲۵۸) اور حاکم نے ابن عبد سے۔ اور حاکم نے ابن عباس سے (۱۲۲۸۳) اور حاکم (۱۲۲۸۳) نے طلح بن عبداللہ سے۔ اور ابن فیجہ (۱۲۲۸۳) نے براء سے روایت کیا۔ عباس سے (۱۲۳۳۳) اور حاکم (۱۲۲۳۳) نے طلح بن عبداللہ سے۔ اور ابن فیجہ (۱۲۲۳۳) نے براء سے روایت کیا۔

ی اسلام کے اصول کے خلاف ہے کیوں کہ قرآن نے یہ بیان فراڈیا کہ تمام آئین بھائی ہیں اگر چہان میں باہم قبال و بغاوت ہو،اوراس کے ل:''میں جس « à آ ہوں علی اس کے A آبارے میں بعض محدثین جیسے بخاری وغیرہ نے طعن کیا اور بعض نے اس آسن کہا۔

اورابن تیمیدنے اپنی کتاب منهاج (۵۵/۵) میں اس الله تا کید میں اپنایہ کلام ذکر کیا:

میں کہتا ہوں:

(۱) آخات کم متعلق ابن تیمیه له دریده دینی که جواب مین بس اتنا کهه دینا « ° ہے که الأم بخاری

اورابن ابو عاصم نے السنة (۲۰۲۲ ، ۲۰۰۲) میں بیر حدیث صحابه گرایک جماعت سے روایت گر ہے جس میں ابوابوب انصاری، جابر بن عبد الله ، ابن عمر ، سعید ، حبثی بن جنادہ ، علی بن ابوطالب ، زید بن ا¶ ، اور براء بن عازب رضی الله تعالیم عنهم الجعین ہیں۔

حدیث گلبعض روایتوں گمتعلق حافظ میشی « ی ل ہم نقل کریں طنا کہ بیواضح ہوجائے کہ ابن تیمیدا پنی رائے گانھرت وحمایت اورسیدناعلی ابن ابوطالب رضی الله تعافی عند گخصوصیتوں کے انکار میں 4⁄4 قدر تعصب وعنا در کھتا ہے۔ میشی نے مجمع الزوائد (۱۰۳/۹۔۱۰۸) میں کہا:اس باب میں اس بات «ذکر ہے کہ حضورا قدس ﷺ نے ارشاد فر آیا:"م

كنت مو لاه فعلى مو لاه "''مين جس «à آگهون على اس à آÆ بن' ـ "

(۱۳۵۹/۳)، (۱۲۰۲/۴) وسلم (۲۰/۰ ۱۸۵۱،۱۸۷) نے صحیحین وغیر ہما میں سعد بن ابی وقاص سے تخ تح کم کرسول اللہ کے نامی سے فر آیا: ''أنت منے بمنز لة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي'' ''مير بنز ديك تمهارامقام وہي ہے جو ہارون آآى سے ملا مگريد كرمير بعد المَّكُن نبی

ابوایوب انصاری نے کہا: صحابہ نے کہاہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فر آیا: ''میں جس « à آس ہوں علی اس AE àñ ہیںاےاللہ! Âاسے دوست رکم جسے علی دوست رکھیں اور Â اسے دشمن رکم جسے علی دشمن رکھیں'' ابوابوب انصاری ہارے درمیان تھے انھوں نے اپنا چیرہ کھول کر فر اُیامیں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فر اُیا:''میں جس « àñ ہوں علی اس à ñÆ ہیں اے اللہ! اسے دوست رکتے جسے علی دوست رکتیں اور اسے دشمن رکتے جسے علی دشمن رکتیں''اâم احمہ علم رجال ثقبہ ہیں۔اور سعید بن وہب سے مروی ہے انھوں نے فر آیا کہ:علی نے آیا آپ آتم دی آنبی پاک ﷺ کھ یا آیا چھاصحاب نے کھڑے ہوکر بیشہادت دی کہرسول اللہ ﷺ نے فرڈیا:'' میں جس ﴿ àñ ہوں علی اس añ فرڈیا میں' اس حدیث Ãiẫم احمد نے روایت کیا، اوران Æرجال صحیح Æرجال ہیں، اورعمروبن ذی مراورسعید بن وہب اورزیدین پٹیج سے مروی ہے انھوں نے فر اُیا: ہم نے علی سے بیفر اُتے سنامیں اس شخص آللہ اللہ اُقتم دیتا ہوں جس نے رسول الله ﷺ سے غدرینم Æ دن فر â تے سناجب آ پ کھڑے ہوئے Â تیرہ حضرات نے کھڑے ہوکرشہادت دی کہ رسول الله ﷺ نفر أيا: "كيا مين آمنون عمران ألم جانون سے زياده قريب نہيں "صحابہ نے عرض كيا كيون نہيں مارسول الله! پھرآپ نے علی «ہاتھ پکڑ کرفر ڈیا:''میں جس « à آ ہوں بیاس à آ بیں،اے الله! Âاسے دوست ر Ä جسے ہیہ دوست رکھیں اورÂاسے دشمن رڬ جسے یہ دشمن رکھیں ، اورÂاسے محبوب رڬ جسے یہ محبوب رکھیں اورÂاسے مبغوض رڬ جسے یہ ا مبغوض رکھیں اوراگماس A ھوفر 6 جوان A ھوکر ہے اوراگماس A ھوآجھوڑ دیے جوملی A ھوجھوڑ دیے' ۔اس جدیث آ بزار نے روایت کیا اوران Æر حال سیح Æر حال ہیں، فطر بن خلیفہ یہ ثقہ ہیں، اور زید بن ا¶ سے مروی ہے انھوں نے فر اعلی نے آل آسم دے کر فر ایا: "میں اس شخص آللہ اللہ اللہ علی نے بی کریم ﷺ سے بی فراقتے سنا: ''میں جس «à ñ جوں علی اس à ñÆ ہیںا ہے اللہ! اُ اسے دوست رکھ جسے علی دوست رکھیں اورا اسے دشمن رکھ جسے علی دشمن رکھیں' À ہارہ اصحاب بدر نے کھڑ ہے ہوکراس Åشہادت دی اور میں ان B اُں میں تھا جنھوں نے چھیا یا A میری بصارت جاتی رہی ۔طبرانی نے کبیر اوراوسط میں اس حدیث آروایت کیا اوراس میں بصارت زاکل ہونے ، اورشہادت چھیانے،اورعلی Å اس دعا « ذکرنہیں۔اورا س Å ایک روایت میں ہے کہ علی نے چھیانے وا Æ á خلاف دعا Å اورطبرانی اوسط£رحال ثقه ہیں۔ نہیں' اس حدیث Åداآلت خوب واضح اورروش ہے۔

(۲) ره گئی حدیث: "من کنت مولاه فعلی مولاه" میں جس ﴿ à آ موں علی اس الله اس الله اس الله اس الله اس الله اس الله عن کیا ہے بارے میں ابن تیمیہ الله میر دیدہ وی کہ بعض محدثین مثلاً بخاری وغیرہ نے اس محمد بیارے میں طعن کیا ہے۔ اور بعض نے اسے حسن کہا" ہواس الله سراسر تلبیس ہے۔

بخاری نے اساعیل بن نشیط عامری ہم بن حصین اسدی ، اورعثان بن عاصم ابو حصین اسدی Å روایت کے اساعیل بن نشیط عامری ہم بن حصین اسدی ، اورعثان بن عاصم ابو حصین اسدی Å رارے میں طعن کیا ہے تاریخ کبیر (ار20س-۱۹۳۸–۱۹۳۸) گطرف رجوع کیجئے ، با <sup>1</sup> تیس صحابہ کرام گروایتیں کہاں ہیں جسیا کے کبونی نے کشف الحفا (۱۲/۱۲ میں کہا۔

عجلونی نے یہ بھی تصریح ۸: (بیرحدیث متواتریامشہورہے)

اورحافظ ابن ججرنے فتح الباری (۲۰٬۴۷) میں کہا: حدیث: "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" الله مرخی اور اسا کی نے تخ تئے لگا اور اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں، ابن عقدہ نے کتاب مفرد میں تمام طرق «استیعاب واحاطہ کیا ہے اور ان طرق لگم بہت سندیں صحیح وحسن ہیں۔

اور حبثی بن جنادہ سے مروی ہے انھوں نے فر اُ یا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے غدیر نِم کھردن یہ فر اُ تے سنا:''اے اللہ! میں جس « اُ آ ہوں علی اس کھ آ ہیں اے اللہ! اُ اسے دوست رکھ جسے علی دوست رکھیں اور اُ اسے دشمن رکھیے علی دشمن رکھیں اور اُ اس اُ ھیوفر اُ جوعلی اُ ھی دکرے اور اُ اس اُ اعانت فر اُ یا جوعلی اُ اعانت کرے' طبر انی نے اس حدیث آ روایت کیا اور محدثین نے ان کے رجال اُ اُ اُلْمُ ثین اُ ا

سعدابن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی «ہاتھ پکڑ کرفر آیا:'' کیا میں آمنوں کے ان اُم جانوں سے زیادہ قریب نہیں، میں جس «و à ہول علی اس کے و à ہیں''اس آبزار نے روایت کیا،اوران کے رجال ثقة ہیں۔

ذراابن تیمید «به جمله: "کالبخاری وغیره" (جیسے بخاری وغیره) دیکھیے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیاس «ایک نفسیاتی اسلوب ہے جسے ابن تیمیہ عوام کے ساتھ اختیار کرتا ہے۔

(۳) ابن تیمید «به کهنا: (ومنهم که حسنه) بعض آن نے اس حدیث آخسن کها۔ سخت تدلیس اور کمع سازی ہے اس سے وہ اس بات کم طرف اشارہ کرر ہاہے کہ علمانے اس حدیث آخیج نہ کہا، اور بیر حدیث حسن سے بھی کم درجہ ہے اگر علما اس «اعتراف کرتے۔

مجھے نہیں معلوم کہ ابن تیمیہ نبی کریم ﷺ کم حدیثوں کم تکذیب A بجائے اپنے الام (مفروض) احمد بن

اور عمر بن سعد سے مروی ہے کہ علی نے آگاں آگ شادہ میدان میں جمع فر اُیا اور میں حاضر تھا، آپ نے فر اُیا: میں اس شخص آ الله اُلّت من مینا ہوں جس نے رسول الله ﷺ سے بیفر اُت سنا: ''میں جس ﴿ à آس جوں علی اس À آس اِن میں اُللہ اُللہ حضرات نے کھڑے ہوکر شہادت دی کہ اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیفر اُت سنا، اس حدیث آمطر انی نے اوسط میں روایت کیا۔اوران اُللہ اسناد حسن ہے۔ حنبل« کیوںاحتر امنہیں کرتااوران حدیثوں 🕰 متعلق ان «حکم کیوں نہیں 🕯 نتا۔

خلال الله كتاب السنة (۳۲۸،۳۲۷) ميں ہے كه ابو بكر مروزى نے سيدنااله م احمد بن حنبل سے نبی پاک الله کتاب السنة (۳۲۸،۳۲۷) ميں بوچها جو آپ نے علی سے فر اُيا: "أنت منبي بمنز لله هارون من موسسى" محصے تمہيں وہ مقام حاصل ہے جو ہارون آآئى سے ملا۔ كه اس الله كياتفسير ہے؟ آپ نے فر اُيا: اس کھ بارے ميں سكوت كرواس سلسلے ميں پچھ نہ بوچھو، بير حديث اسى طرح ہے جيسا كه وارد ہے۔

(۳) ابن تیمیه گلبیس و تدلیس «اندازه اس سے ہوتا ہے کہ اس نے بید کہا: ''تر غی کے کملاوہ حدیث کم کسی اہم کتاب میں اس «ذکرنہیں''۔

میں نے روشن شہاد آل سے بیرواضح کیا کہ اللہ م احمدونساً می وابن اُجہ وغیرہم نے بیرحدیث بہت سارے صحابہ کرام سے روایت کیا، حدیث آخر سی کملاحظہ ہو۔

اور بریدہ نے فرقی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ میں بھیجااور علی آنہم پر عا آنو آر زمقر رفر فیاجب ہم الگ آئے اُک مُرفیا: ''اپنے صاحب آ کیساپایا' آ میا گیا میرے علاوہ آئی ان اُ شکایت کرتا سر «رنے اپنا سرافند س اٹھایا اور میں سرخمیدہ تھا آپ «روئے افتد س جلال وغضب سے سرخ تھا آپ نے فرقیا: ''میں جس «وقم ہوں علی اس کے اٹھایا وفت ہیں' آ میں نے عرض اُ : حضور میں ان کے بارے میں آپ آبھی کہیدہ ورنجیدہ نہ کروں آب حدیث آبرانے روایت کیا۔ اور ان کے رجال تیں۔ اھ

اس حدیث آبہت سے علمائے محدثین نے سیح کہا جن میں اقام احمد، ابن حبان ، حا آ ، ابن عقدہ ضیامقد سی ، مزی اور ذہبی میں ۔ اور ذہبی نے سیراعلام النبلاء (۱۵/۵) میں کہا: بلاشبہ بیر حدیث ثابت ہے ۔ اور شیمی ، ابن حجر ، سیوطی ، مجلونی اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین نے اس حدیث آھیج کہا۔

پھراس مقام پراہم ہے ہے کہ حدیث سے یا احسن ہو، چاہے وہ حدیث الم اہم ترین کتابوں میں ہویا غیر مشہور ومعروف کتابوں میں، کتنے ایسے مقافیت ہیں کہ ابن تیمیہ بخاری وسلم الم ثابت شدہ روایتوں « فیر مشہور ومعروف کتابوں میں، کتنے ایسے مقافیت ہیں کہ ابنیں غیر معروف ومشہور اجزاء «حوالہ دیتا ہے، انکار کرتا ہے اور ان کے شوت میں حدیث کے انہیں غیر معروف ومشہور اجزاء «حوالہ دیتا ہے، اور امہات حدیث کی کیسر بالا نے طاق راکہ دیتا ہے جیسا کہ اس نے یہ دعوی کیا کہ عمر بن خطاب نے اس وضیہ درخت کم کوادیا جس کے سے بیعت کم تھی جیسا کہ عقر بیب اس قضیہ «ذکر آئے کہا، اگر یہ حدیث کم معتبر و معتند کتابیں نہیں آبن تیمیہ انھیں کیوں بطور سند پیش کرتا ہے اور ان سے کیوں استدالاً کی کرتا ہے اور جست قائم کرتا ہے؟ ابن تیمیہ نے صحابی جلیل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعافی خیا کہ بتدع قرار دیا۔

(۵) ابن تیمید «پیکهنا که تمام مشهور محدثین «اس پراتفاق ہے که ' حدیث آگر میں پیاضا فہ کرنا کہ حضورا قدس صلی اللہ تعافی علیہ وسلم نے فر آیا: ' اے اللہ آاسے دوست رکھ جسے علی دوست رکھیں اوراسے دہمن رکھیں اوراسے دہمن رکھیں ' اوراسی طرح اس میں مزیداضا فہ کرنا کہ حضورا قدس سیدعا کہ صلی اللہ تعافی علیہ وسلم نے فر آیا: ' اے اللہ آاسے دوست رکھیں دوست رکھیں اوراسے دہمن رکھ جسے علی دہمن رکھیں اوران کے فر آئیا: ' اے اللہ آاسے دوست رکھیں گھر جھوڑ دے جوعلی گھر چھوڑ ہے ، میں کہتا گھوں کہ : ابن تیمہ «پہوٹ اوراس کھی جھوڑ دے جوعلی کہ ابن تیمہ «پہوٹ اوراس کھی سے ۔

مشہور محدثین «بیا تفاق کہاں سے نقل کیا؟ جن محدثین نے اس حدیث اُنتخ نئے تھی گا اورا سے روایت اُمشہور محدثین «بیان ، حا اُلم ، اور ضیاء مقدی وغیرہم ان اُلم والآدت اوران «وصال ابن تیمیہ سے محد یوں پہلے ہوا، کیا بیچ لیا الثان محدثین کرام حدیث اُمعرفت و دسترس رکھنے وا ہے نہیں؟ صرف تنہا ابن تیمیہ بی حدیث اُمعرفت اوراس علم میں دست یک ورکھتا ہے!

لام سے سنو"الملھ وال من والاه وعاد من عاداه"اس لفظ المّخ تَج على بن ابوطالب سے ان محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں فر اؤ کی۔

احمد (۱۸ر۱۱۹،۱۱۱۱)،نسأی (۱۵۲،۱۳۲،۱۳۲،۱۳۲،۱۳۲)،ابن ابوشیبه (۲۷۱،۳۲۸) ابن حبان (۱۸ر۱۱۹،۱۱۹) ابن حبان (۱۸ر۱۱۸) طبرانی نے صغیر میں (۱۹ر۱۱) بزار (۲۳۵،۱۳۳۲)، (۳۵۸۳) اورضیانے المختاره میں (۱۸ر۱-۱۰۵) علی رضی الله عنه۔

ان حضرات محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں زید بن ا¶ رضی اللہ تعافی عنہ سے یہ حدیث تخ تخ کے گا۔ اللہ محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں زید بن ا¶ رضی اللہ تعافی (۵۸۵۸)، طبرانی نے گا۔ اللہ میں (۱۲۲۸۵) اورابن ابوعاصم نے البنة میں (۲۲۲۵) اورابن ابوشیبہ (۲۲۷۱) نے براء سے تخ تج کیا۔ اورافی ماحمد (۲۱۸۰۳) اورابن ابوشیبہ (۲۲۷۲) نے براء سے تخ تج کیا۔ اورطبرانی نے کبیر (۱۸۰۳) میں حذیفہ بن اسید غفاری سے تخ تج کے گیا۔ اورابویعلی (۱۱۷۷۳) اورطبرانی نے اوسط (۲۲٬۲۲) میں ابو ہریرہ سے۔ اورابویعلی (۱۱۷۵۸) اورطبرانی نے اوسط (۲۲٬۲۲) میں ابو ہریرہ سے۔ اور بزار (۱۳۵۸) اورطاکم (۱۲۲۸۳) نے سعد سے۔ اور بزار (۱۳۵۸) اورطاکم (۱۳۵۸۳) نے طلحہ بن عبداللہ سے روایت کیا۔ کیاان تمام حضرات محدثین نے نبی پاک ﷺ سے جھوٹی روایت نیاد میں ہیں۔

جن حضرات نے اپنی تخ تی میں "عاد من عاد اہ و انصر من نصر ہ و اخذل من خذله" «اضافه کیا ان میں اللہ ماحمد (۱۲/۲۵) اور بزار (۳۰/۳) ہیں، ضیاء مقدسی (۲/۲۵۲) اور یثمی نے اس روایت آصیح کہا۔

مجھے بتایا جائے کہ نبی پاک ﷺ «ارشاد پاک:"السلھم وال من والاہ و عداد من عاداہ" اسلام فی بتایا جائے کہ نبی پاک ﷺ وارشاد پاک ناز، ز«ۃ اور ج کے خلاف ہے؟ کیا نماز، ز«ۃ اور ج کے خلاف ہے؟ کیا نماز، ز«ۃ اور ج کے خلاف ہے کہ ابن تیمیہ کے لیے زندیقیت کے سارے دروازے کھے ہیں اور رسول پاک انگیز اور افسوسناک ہے کہ ابن تیمیہ کے لیے زندیقیت کے سارے دروازے کھے ہیں اور رسول پاک

فی اللہ شدہ حدیثیں جواسے پیند نہیں ان A بارے میں بید دریدہ دہن کہتاہے کہ بیاسلاک اصوال کے مزائم ومخالف ہیں۔

(۷) ہم حافظ ابن حجر« کلام فتح الباری (۷۷/۲۵) Æجوالہ سے مدیہ قارئین کررہے ہیں:ابن تیمیہ نے اپنی كتاب "الرعلى ابن المطهر الرافضي" (ابن مطهر رافضي A ردمين تحريركرده كتاب) مين مهاجرين اورخاص کرعلی سے نبی یاک ﷺ Aٌآاخات «سخت انکار کیا،اس نے کہا: آاخات باہم ر− ومحبت قائم کرنے کھ لیے مشروع ہے کم نبی سے ان اُلّاقات «اَلَىٰ معنی نہیں ،اور نہ ہی باہم مہاجرین اُ آا خات « آئی معنی ہے، یہ قیاس سے Ù «رد کرناہے اور آا خات الم حکمت سے غافل رہناہے اس لیے کہ بعض مہاجرین اُل وکنبہ اور طاقت و ت کے لحاظ سے بعض سے بڑھ کر ہی اُاعلی اورادنی میں اس لیے آاخات قائم فر â ئی تا کہاد نی اعلی سے نفع اندوزی کرے، اور مرا⊸ ومنا» حاصل کرے اوراعلی ادنی سے ﷺ د کے۔اسی سے حضوراقدس سے علی ۱۸ آخات ۸ حکمت ظاہر ہوجاتی ہے اس لیے کے حضورا قدس بعثت ﷺ پہلے ہی سے علی A طفولیت سے ان Aمسلسل مگہداشت اور دیکھ ریکھ فر اُتے رہے۔اور حضرت حمز ہ اور زید بن حارثہ Åآا خات « بھی یہی حال ہے اس لیے کہ زید بن حارثہ ان آل آل عرد و ہیں آن افوت پہلے ہی سے ثابت شدہ ہے اور بیدونوں حضرات مہاجرین سے ہیں،عمرۃ القصناء £ بیان میں آئے 🕻 کہ زید بن حارثہ نے کہا: ہے شک حمز ہ Å بیٹی میری جیلتجی ہے۔ حا ﴾ اورا بن عبدالبرنے بسندحسن ابوشعثاء سے تخ تن الم كما بن عباس نے فراث يا كه نبى كريم ﷺ نے زبير اورعبداللد ابن مسعود Æ درمیان آاخات قائم فرهٔ کی ، یه دونوں حضرات مهاجرین سے ہیں، میں كهتا مون: ضاء مقدى في طبراني المجم كبير لم "الاحساديث السمختارة" مين السيخ تج کیا۔اورابن تیمیہ نے بہ تصریح A ہے کہ الحقارة A حدیثیں متدرک A حدیثوں سے اصح اورا ہی

یہلی آاخات «واقعہ حا کھنے بطریق جمیع بن عمیر تخ نج کھ کہ ابن عمرے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

میں کہتا ہوں: حافظ ابن حجر کھاس کلام میں تین اہم نقطے ہیں:

پہلانقطہ: ابن ججرنے بی ثابت کیا کہ ابن تیمیہ لا تالیف ابن المطہر رافضی کے رد میں ہے اس نے اپنی کتاب منہاج میں حدیث مشہور آھ ذب کہا۔

دوسرا نقطہ: ابن حجرنے بیثابت کیا کہ ابن تیمیہ نے نبی یاک ﷺ Aمدیثوں آرد کیا ہے۔

تیسرا نقطہ: حافظ ابن حجرنے ابن المطہررافضی کے ردمیں ابن تیمیہ اگر میں ابن تیمیہ اللہ مطالعہ نیا ورنہ اس میں حدیث سے کا بت میں میں کنت مولاہ فعلی مولاہ "کے متعلق ابن تیمیہ آرہ دعوی پاتے ،اس سے پتہ چاتا ہے کہ بہت سے ائمہ نے « ° تلاش وجبح کے مہاتھ ابن تیمیہ کے کام «مطالعہ نہ کیا۔

بہت سے علما کہتے ہیں ابن تیمیہ نے اسالیانہ کہاجب کہ ابن تیمیہ گم کتابوں میں اکثر مقافات پران چیزوں « ثبوت ملتا ہے جن علمانے اس طرح کم باتیں کیں ان میں سے ابن کثیر ہیں جسیا کہ ان شاء اللہ تعالم عنقریب آئے گی۔

### 

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۱۴۹/۷) میں کہا:''وہ شخص ظا کا و جاہل ہے جو صحابہ کھ بارے میں خلاف واقعہ اعتقادر کھے، اوران کھ بارے میں یہ گمان کرے کہ وہ «فریافاسق تھے اس وجہ سے کہ علی سے بغض رکھا، علی سے بغض رکھا، علی سے اس روایت «کذب ظاہر ہموجا تا ہے جوبعض صحابہ جیسا کہ جابر سے مروی ہے انھوں نے فر آئیا:

''ہم نبی پاک ﷺ Æعہد میں منافقین آاس سے بہجان لیتے تھے کہ وہ علی سے بغض رکھتا تھا''۔ کیوں کہ اللہ تعالم نے سورۃ Â بہوغیرہ میں منافقوں Å کچھ صفتوں اورعلامتوں « ذکر فر اُیا ان میں علی سے بغض « ذکر نہ فر اُیا جسیا کہ اللہ تعالم نے فر اُیا:

﴿ وَمِنْهُمُ مَنُ يَّقُولُ الْمُذِنُ لِّيُ وَلَا تَفْتِنَيْ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوُ اللَّوبِ-٩٩:٩] ترجمہ:۔''اوران میں آئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالیے'۔ میں کہتا ہوں:

- (۱) الله مسلم وغیرہ نے زرسے تخ ت کم انھوں نے فر اُ یا کہ: علی نے فر اُ یا جس ذات پاک اُ جس نے اُس ذات پاک اُ جس نے داند آج پاک کیا اور جان آگ پیدا کیا! بے شک نبی اُن اُلی نے مجھ سے بیعہدلیا کہ:''مجھ سے آگ ہی محبت کر ہے) اور منا ہی بغض رکھے)''۔(۱)
- (۱) مسلم نے اس حدیث گم تخ تئ گم (۱۸۲۱) اورالام احمد (۱۹۵۱)، ترخی (۱۳۲۸)، نسأی (۱۳۷۵)، ابن الله به است (۱۳۲۸)، ابن خبین که ابن شیبه نے اس آروایت کیا (۲۲۲۷) اورابن عاصم نے السته کا است (۱۲۲۸) اورابن عاصم نے السته کا اوراستیعاب میں (۱۲۰۰۳) اورصحابگ ایک جماعت نے روایت کیا که رسول الله کے علی رضی الله تعالی عندسے فراہیا: ''تم سے آگ ہی محبت کر ہے اورمنا ہی بغض رکھی''۔

(۲) میں کہتا ہوں: کیاابن تیمیہ فرقہ اہل قرآن سے ہے جوسنت رسول پاک آجھٹلاتے ہیں، اور قرآن کےعلاوہ دوسری کتابیں نہیں آنتے یااہل قرآن کے لیے دروازہ کھول رہا ہے؟

چلیے ابن تیمید لا یہ بات اُن لیتے ہیں کہ اللہ تعافی نے سورۃ اُنہ وغیرہ میں منافقوں لا پھھ صفتوں اور علامتوں «ذکر فر اُنا کی کی اللہ تعافی نے اپنی کتاب حکیم میں یہ ذکر فر اُنا کہ ظہر لا میں علی سے بغض «ذکر نہ فر اُنا کہ اللہ تعافی نے اپنی کتاب حکیم میں یہ ذکر فر اُنا کہ ظہر اُنا کہ علی میں اُناز جارد کعت ہے؟

# ابن تیمیه کا بعض ا<sub>ه</sub> ال جن کا فرریعه اس نے سیدناعلی رضی الله تعافی کا بین تیمیه کا بعض این الله کا کا بین تیمیه کا میل گستاخی گم ، اور جن کا کسبب اس کار اُن کا میل گستاخی گمانی خوان کا میل گستاخی گمانی خوان کا بین مطهر رافضی «رد کیا مینا - کها ، این تیمیه نے ابن مطهر رافضی «رد کیا

حافظ ابن ججرنے''اللسان''(۲۱۹۱۳) میں ابن مطهر طلی کھرتر جمہ میں ابن تیمیہ پراس کھرد کھ بارے میں تبھر ہ کرتے ہوئے فر â یا:

''میں نے ابن مطہر گم ذکر کردہ حدیثوں کے ردمیں ابن تیمیہ آمددرجہ ظاکا و بے باک پایا، ابن مطہر گم ذکر کردہ اکثر حدیثیں اگر چہ آضوعات وواہیات ہیں لیکن ابن تیمیہ نے ابن مطہر کے درمیں بہت سی جیدحدیثیں دوکر ڈالیں جن کے مقاقت بوقت " مجھے مشخصر نہیں، ابن تیمیہ اپنے وسعتِ حافظہ کے سبب اسی پراعتا دکر لیتا جواس کے سینہ میں محفوظ ہوتا اور انسان سے عمد انسیان ہوتا رہتا ہے، رافضی کے کلام گم اہانت میں ابن تیمیہ نے ایسے ایسے مبالغے کیے جن سے علی رضی اللہ تعالم عنہ کھی تنقیص شان ہوتی ہے، اس ترجمہ میں اس گمشنے اور اس کم مثالیں ذکر کرنے کے گئے اکثر نہیں۔ آ

مافظ ابن حجرنے الدررالكامنة (۱۸۱۷–۱۸۲) ميں كها: ' بعض حضرات نے ابن تيميه كم طرف نفاق اللہ على اللہ تعلى رضى اللہ تعافی عنہ کھ بارے ميں گزشته باتيں کہيں، اوراس نے آپ کھ بارے ميں ميں ميثن على کمات بھى كہے:

'' کہوہ جہاں کہیں گئے بے یارو ہو پہار کہیں گئے ہے یارو ہو

''انھوں نے بار بارخلافت حاصل کرنے گاآشش گمگراس میں «میابی نہ لی''۔

''انھوں نے ریاست کھ لیے قال کیا دیانت کھ لیے ہیں''۔

''نهیں ریاست محبوب تھی اورعثان Ã اُل محبوب تھا''۔

"ابن تیمیہ نے کہا: ابو بکر بڑھا ہے میں اسلام آگئے انہیں اپنی با آل «خوب علم تھا، اور علی جینے میں اسلام آگئے ورست نہیں'۔

''اس نے ابوجہل A بٹی کھ پیغام نکاح کھوا قعہ میں کلام کیا اور تادم مرگ اسے نہ بھو آآ'۔

ابوالعاص ابن الربيع «واقعه اوراس واقعه سے جو یجھ اُ خوذ ہوتا ہے اس سلسلے میں اس نے طعن وشنیع اُ

جس كسبب اس كارز أنه كاملان السرينفاق «الزام لكايا كيول كه حضور نے على كام بارے ميں فر أيا: "و لا يبغضك إلا منافق" (ترجمہ: ۔ "تم سے منا - ہى بغض ركھي)") ۔ آ

(۱) ابن تیمه نے اپنی کتاب منہاج (۲ ر۳۴ م) میں کہا:

میں کہتا ہوں: â شاءاللہ! سیدناعلی رضی اللہ تعا à عنه پر حضور A بہت سی سنتیں پوشیدہ رہیں،اورا بن تیمیه فی کہتا ہوں: â شاءاللہ! سیدناعلی رضی اللہ تعا à فی آئیں جان لیااورعلم اللہی پر مطلع و آئی ہوگیااس لیے کہا سے بیہ معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعا فی عنه آخری وقت تک حضور A ان سنتوں A نہوان سکے!

(۲) ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۷/۵۳۰) میں کہا: "اہل ﷺ پند منورہ علی « یل نہ لیتے ، بلکہ فقہائے سبعہ زید وعمر وابن عمر وغیر ہم سے فقہ اُنتخصیل کرتے''

(س) اس نے اپنی کتاب منہاج (۸/۹۲۸) میں بیکھی کہا:

''عمر نے علی سے جتنااستفادہ کیااس سے کہیں زیادہ علی نے عمر سے استفادہ کیا،اورعثان اُوبر کروعمر سے بہت ہی زیادہ اُکھام تھے اس کھر باوجودانہیں علی اُ حاجت نہ تھی، یہاں تک کہ بعض صحابہ نے علی سے عثمان کھراج وصد قات وصول کرنے وا کھے عاملین و مصلین اُ

شکایت ÅÅ آپ نے عثمان Å خدمت میں کتاب الصدقہ بھیجا Å عثمان نے کہا: ہمیں اس Å حاجت نہیں'' عثمان نے سچ کہا''ا Õ

(۴) اس نے اپنی کتاب منہاج (۱۲۲۲) میں پیجھی کہا:

''اوران کے فناوی عمر کے فناوی کے جنس سے ہیں،اورعثان ان حضرات سے زیادہ صواب ورسکی واشے نہادہ نہیں، نبی ورسکی واشے نہ تھے،ان حضرات کے مرجوح ا<sub>ی</sub> ال ان کے مرجوح <sub>ی</sub> ل سے زیادہ نہیں، نبی پاک کے گھے وثنا اورخوشنودی ورضا ان حضرات سے زیادہ انہیں حاصل نہیں'۔ میں کہتا ہوں:

اس «رد حافظ مزی کے کلام سے ہوجا تاہے جوانھوں نے تہذیب الکمال (۲۸۰-۴۸۹) میں کہا، اقیم احمد (۱۱۳/۵) اورابن ابوشیبہ (۱۳۸۲) اور حاکم (۳۲۵ س) نے عمر رضی الله تعافی عندسے تخریخ تنج کم کہ حضرت عمر نے فر قیا:علی آئیم سب سے زیادہ قضا «علم تھا۔

اور کی بن سعید نے روایت کیا کہ سعید بن مسیّب نے فر اُیا: عمراس کھن اور دشوار قضیہ سے پناہ لیتے جسے حل کرنے کے روایت کیا کہ ابن عباس نے حل کرنے کے روایت کیا کہ ابن عباس نے فر اُیا: ہمارے پاس علی اُلم اُلکی تحقیق آ تی اُلم ہم دوسری تحقیق آ پ اُلم تحقیق کے برابر نہ تھمراتے۔الآصابة (۴۸ مراسے ۱۹۵۵) مطالعہ کرس۔

(۵) اس نے اپنی کتاب منہاج (۱۹۹/۷) میں یہ بھی کہا: ''علی Åطرح دوسرے صحابہ نے بھی اسلام میں اچھے «رنا کا نجام دیے، بعض صحابہ کے اعلی «رنا ک علی کھ«رناآں سے بھی بڑھ کر ہیں بقل سے ثابت شدہ سیج سیرت جسے معلوم ہے اس پر بیر تھائق روشن ہیں'۔

(۲) اس نے اپنی کتاب منہاج (۱۸۷۳) میں یہ بھی کہا:

''نبی ﷺ نے علی رضی اللہ تعافی عنہ سے یہ فر آیا: ''میں جھنڈ اایک ایسے شخص آدوں یا جواللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ ورسول اس سے محبت رکھتے ہیں' اور علی نے یہ کہا: ''نبی ا آن نے مجھ سے یہ عہد فر آئیا اس پرخوش کہ مجھ سے اور منا ہی محبت اور منا ہی بغض رکھی '' اور آپ نے علی سے یہ فر آئیا: کیاتم اس پرخوش ہوکہ تہ ہیں مجھ سے وہ مقام حاصل ہوجو ہارون آئی سے حاصل ہوا مگر یہ کہ میرے بعد آئی نبی نہیں'' یہ چیزیں علی عے خصائص سے نہیں ہاں ان فضائل ومنا قب سے ہیں جن سے ان اُف فسیلت معلوم ہوتی ہے۔ ان فضائل ومنا قب علیہ میں اہل سنت آئے روایت مشہور ہے وہ اس روایت عرفر ریعہ خوار جو وغیرہ «طعن د» کرتے ہیں جوعلی آطعنہ کرتے ۔ اور انہیں «فریا ظا اکھ ہراتے ہیں'' ۔

میں کہتا ہوں:

ابن تیمیه که رد که لیے حافظ ابن حجر« کلام نمبروار ملاحظه فر اُ کیں آپ نے الآصابة (۵۲۴،۴ میں فراؤیا:

### حضرت على المبعض خصوصيتين:

کصورا قدس ﷺ نے غزوہ خیبر آسکا قعہ پرسیدناعلی رضی اللہ تعافی عنہ کے بارے میں فر اُیا: 'علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟' صحابہ نے عرض کیا انہیں آشوب چیثم ہے، حضور نے انھیں بلا بھیجااوران اُ ایک آشوں میں اپنا لعاب وہن لگایا جس سے ان اُ آ اُس شفایاب ہو گئیں پھر آپ نے انہیں پر چم عطافر اُ اُیا صحیحین میں شخین نے اس حدیث آلہل بن سعد، اور سلمہ بن اُ آع سے اسی طرح مختصراً روایت اسی کیا، اس میں ہیہ ہے کہ: ' اللہ ان کے ہاتھوں خیبر فتح فر اُ آئے ' اور مسلم میں ابو ہر ہرہ اُ روایت اسی طرح ہے، اس میں ہے عمر نے کہا: صرف اسی دن میر ے اندرا اُ اُرت اُ محبت پیدا ہوئی تھی۔

الاً م احمد نے بریرہ کم حدیث مهل کم حدیث کم طرح روایت کیا، اوراس میں اس کے شروع اور آخر میں مرحب «یہ واقعہ ہے کہ حضرت علی نے اسے قل فر اُیا، آپ نے اس کم کھو پڑی پرالی تلوار چلائی جس سے اس «بیضہ (خود) «ٹ کرر آدیا۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ: '' آپ ابھی مجاہدین آکم آخری صف میں ہی تھے کہ اللہ نے انہیں فتح خیبرعطافر اُدیا۔

اور مسندا اُهُ معبدالله بن احمد بن خنبل میں جابر الله بیروایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب علی آخیبر کے دن پرچم عطافر اُه یا اُه آپ قلعہ خیبر الله طرف تیزی سے بڑھے، صحابہ آپ سے کہنے لگےرہ وزن سے چلیے، آپ نے خیبر کے قلعہ پر بہنے کر تنہااس «دروازہ کھینچا اور زمین پراسے ااکر را آدیا، دوبارہ ستر مسلم کے اُمار سے آکراس دروازہ آٹھا یا اور اسے اس الم جگہ کھڑا کیا۔

اس حدیث السسند میں حرام بن عثمان متروک ہیں، حافظ ابن حجر نے الآصابۃ (۵۲۷۸) میں اسے ذکر کیا۔

ابورا» 🖒 حدیث میں بھی دروازہ کے اقعہ «ذکر ہے مگراس میں دوسری تعداد 🕰 رہے۔

۲) احمد ونسأی نے بطریق عمر و بن میمون تخ تئے گاکہ: میں ابن عباس بھی پاس بیٹھا ہوا تھا اچا نک آپ بھی یاس سات اشخاص حاضر ہوئے پھرآپ نے بیقصہ ذکر کیا جس میں بیہے:

''آ پالباس جھاڑتے ہوئے آئے اور فر آیا کہ آگ ایک باعزت شخص کے بارے میں چہ میگوئیاں کررہے ہیں جب کہ بی کریم ﷺ نے فر آیا: ''میں ضرورایک ایسے خص آروانہ کروں کی جسے الله رسوانہ فر آئے کی ، انھیں الله اور رسول سے محبت ہے ، علی آشوب چشم کم حالت میں آئے حضور نے آپ کم آئے کھوں میں اپنالعاب دہن لگایا پھر تین بار جھنڈ الہرا کرعلی آغطا فر آیا پھر صفیہ بنت جی آگا کر آئے اور قریش کے سامنے سورہ برأت تلاوت فر آگر کرآ ہے آروانہ فر آیا۔

- م) آپ نے اپنے چپا جہ بیوں سے فر اُیاتم میں سے آن شخص دنیاو آخرت میں مجھے دوست رکھے؟؟ اُکسی نے جواب نہ دیااورعلی نے عرض اُن میں ،اس پر حضور نے فر اُیا: ''إنه ولیسی فی الدنیا والآ خرہ ''علی دنیاو آخرت میں میرے والم ہیں''
- ۵) حضور نے اپنی چا دراقد س علی و فاطمہ اور حسن وحسین پر ڈا آ اور فر آیا:
  ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَدُهَبَ عَنْكُمُ الرِّ جُسَ أَهُلَ الْبَيْتِ ﴾ [الآحزاب-٣٣:٣٣]

  ترجمہ: ۔'' اور اللّٰه کی چا ہتا ہے اے نبی ﷺ والآکتم سے ہرنا پا گم دور فر آد دے'۔
  حضرت علی نے حضور «لباس زیب تن فر آیا، اور آپ ﷺ استراستراحت پرسوئے ، مشرکین حضور ﷺ قل

کے ارادہ سے آئے ہوئے تھے صبح کے وقت انھوں نے حضوراقدس کے بستر استراحت پرعلی آئے موئے تھے صبح کہاں ہیں؟ آد یکھا آلیو چھا تبہارے صاحب کہاں ہیں؟

اورحضور نے غزوہ تبوک میں علی سے فر آیا: أنت منبی بسمنز لة هارون من موسی، إلا أنک لسبت بنبی، عنی سے مامگرتم نی نہیں، یعنی سسب بنبیں۔ متہمیں خلیفہ مقرر کیے بغیر میرا جانا مناسب نہیں۔

اورعلی سے فر اُیا: "أنت و لي كل مؤمن من بعدي "" مير بعدتم بر آ فرائي كار هُو اورعلى كار اورعلى كار اورعلى كار درواز بند كردي كئى، آپ نے على آبحالت جنابت مسجد ميں داخل بونے لا اجازت عطافر اُنَى اس ليے كه مسجد سے آپ « راسته تھااس راستہ كالاوہ آپ «آئى دوسراراسته نہ تھا۔

۱۶) اورحضورا قدس نے فر اُیا: "من کنت مولاه فعلی مولاه" "میں جس ﴿ اُسْرَاقَدَ سِ عَلَى اسَ کَاسَ مولاه فعلی مولاه " "میں اور اللہ نے بیخ بردی کہ تمام اصحاب شجرہ (درخت کے نیچ بیعت کرنے والال) سے راضی ہے۔ اس کے بعد ہمیں بین بنہ بتایا کہ وہ ان آل سے ناراض ہوا، اور حضورا قدس اللہ نے فر اُیا: اے عمر! تہمیں معلوم نہیں کہ اللہ اہل بدر الم نصرت وجمایت فر اُر ہا ہے پھر فر اُیا تم جو چا ہوکر و۔

- 2) سعید بن میں بنے فراڈ یا کہ: عمراس مشکل قضیہ سے پناہ اُ نگتے جس کے حل کرنے میں ابوالحسن (علی) شریک نہ ہوتے۔
- ۸) اورسعید بن جیر نے فر اُیا: ابن عباس فر اُتے تھے: إذا جاء ناالنبت عن علی لم نعدل به جب علی لَم نعدل به جب علی لَم نعدل به جب علی لَم الله علی علی الله علی الله

﴿ فَقُلُ تَعَالُوا نَدُعُ أَبُنَاءَ نَاوَأَبُنَاءَ كُمُ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمُ

[آلعمران-۱:۳]

ترجمہ:۔'' آگان سے فر آؤ دو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اوراپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اوراپنی جانیں اور تمہاری جانیں''۔

الأم تر غلی نے بھی حضرت علی سے اس حدیث الم تخ تئ کھ۔ اور بید حدیث مسلم میں بھی ہے، حضرت علی نے فرقا: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے بیعبد فر اُیا ''کہ آخ گآآئی تم سے محبت نہ کر ہے ، اور منا آب کے فرق نہ کر کے ، اور منا آب کے سوا آئی تم سے بغض نہ رکھے ؟''۔

الاستان فی استان فی استا

(٤) اس نے اپنی کتاب منہاج (۸ر۲۷) میں کہا:

"به کہنا کہ علی سب سے زیادہ دلیر تھے بہ جھوٹ ہے، بلکہ رسول اللہ اللہ اللہ سے بڑے بہادر ودلیر سے"۔ تھے"۔

### میں کہنا ہوں:

سبحان الله کیااس کلام «بیمعنی ہے کہ علی رضی الله تعافی عندرسول الله ﷺ سے افضل ہیں؟ یااس سے بیہ مقصود ہے کہ نبی پاک ﷺ کے بعد علی سب سے بہادرود لیر ہیں؟ ذراشوق انکاراوراس «فلسفه ملاحظه ہو، دہ بھی 43/4 شان میں؟

### (٨) اس نے اپنی کتاب منہاج (۸۰/۹) میں کہا:

"اسلام میں بہت سے ایسے غزوات ہوئے جن سے اسلام آب سے اصل ہوئی ان میں علی اللہ میں بہت سے ایسے غزوات ہوئے جن سے اسلام آب سے ایک تلوار سے ۔ تین تلوار اللہ آب تین بیسے یوم بدر کہ اس روز وہ بہت ہی تلواروں میں سے ایک تلوار سے ۔ تین عظیم جنگوں میں وہ امیر ہوئے (۱) یوم جمل، (۲) صفین اور (۳) نہروان ۔ جمل اور نہروان میں مغلوب رہے کیوں کہ اسلان اشکر باطل سے کئ آنہ زیادہ تھے پھر بھی دشمنوں پر فتح حاصل نہ کر سکے بلکہ خود دشمن ان پر غالب رہے یہاں تک کہ خود ان «معاملہ کمزور ہوتار ہا اور ان سے قال کرنے وا آل سے معاملہ زور پکڑتارہا"

### میں کہنا ہوں:

جُھے نہیں معلوم ابن تیمیہ علم قلب وسید میں کیا ہے؟ اور آن سی چیز علی رضی اللہ تعافی عند اللہ اللہ علی اللہ علی جرائت و جسارت اور گستا خی و بے با اللہ پر آفدہ کرتی ہے، ابن تیمیہ بغور سنے بدر عکر دن قبال و جہاد کے لیے جو تین حضرات نکلے آپ ان میں سے ایک ہیں، آپ علم ساتھ رسول اللہ علی «عطافر آدہ پر چم تھا، اور جب مصعب بن عمیر نے جام شہادت نوش فر الا لیا اللہ علی نے علی ہی آپ پر عمول اللہ علی اور جب مصعب بن عمیر نے جام شہادت نوش فر الا لیا اللہ علی اللہ علیہ کے کہ خیبر عکر دن آپ رسول اللہ علی اللہ علیہ کر ارتھے۔

عطافر آئیا اور ہم یہ ذکر کر چکے کہ خیبر عکم دن آپ رسول اللہ علی اللہ عنہ اللہ تعالی ضی اللہ تعالی عنہ اللہ تعالی عنہ اللہ تعالی شبہ ہے؟؟ ہاں ابن تیمیہ پر جو جا ہیں عکم لگائیں۔

تیمیہ «قلب وسید ضرور تنگ ہے۔ آپ آنا ضایا رہے ابن تیمیہ پر جو جا ہیں عکم لگائیں۔

(عمر میں نے اپنی کتاب منہاج (۲۳۵۸) میں یہ بھی کہا:

عثمان آصور نے اپنادا اُد بنایا اور ان سے اپنی بیٹی «رشته از دواج قائم فر اُیا، حضور آن سے بیرشته ہمیشه پیندر با، عثمان سے بھی ایسافعل سرز دنه ہوا جس پر حضور انہیں عتاب فر اُتے بلکہ خود سر «ر نے یہاں تک فر اُیا: ''لو کان عند نا ثالثة لزو جناها عشمان ''اگر ہمار نے پاس آگئی تیسری بیٹی ہوتی آگاس « نکاح عثمان سے کہ نبی علم معلوم ہوتا ہے کہ نبی عرفتہ نبی علم کرشتہ اُلہ بنسبت عثمان سے اپنی شخرادی «رشتہ زیادہ « آ ہے۔

### میں کہتا ہوں:

ابوبرصدین نے نبی پاک کے سے خواہش ظاہر گرکہ سیدہ فاطمہ آن گرزوجیت میں عطافر اُدیں، اوراسی طرح عربن خطاب رضی اللہ تعالم عنہ نے نبی پاک سے سیدہ فاطمہ کے نکاح گم خواہش ظاہر گرمر «رنے اسے قبول نہ فر آیا جسیا کہ ابن حبان نے اپنی سیح (۳۹۵،۳۹۳٬۳۹۳) میں اسے مگر سر «رنے اسے قبول نہ فر آیا جسیا کہ ابن حبان نے اپنی سیح (۳۹۵،۳۹۳٬۳۹۳) میں اسے طرانی گم طرف منسوب کیا اور کہا: اس کے روایت کیا، اور سین ن نے مجمع الزوائد (۲۰۲۸) میں اسے طرانی گم طرف منسوب کیا اور کہا: اس کے روایت کیا، اور شیخ بین: جربن عنبس جھوں نے دور جا ہلیت آل پایا اور اس دور میں خون کھاتے پیتے اور علی رضی رجال ثقتہ ہیں: جربن عنبس جھوں نے دور جا ہلیت آل پایا اور اس دور میں خون کھاتے ہیتے اور علی رضی اللہ تعالم عنہ کہا: ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالم عنہا کے کہا: ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالم عنہا کے کہا: ابو بکر وعمر اسے یا علی بن ن اے کہا! وہ تہمارے لے ہیں '۔

اورعبدالله ابن مسعود نے فر أیما کہ: رسول الله ﷺ نے فر آیا: ''إن الله أمر نبي أن أزوج فاطمة من علم الله الله الله علی علی الله علی علی الله علی علی الله علی ا

میں کہتا ہوں:اس آطبرانی نے روایت کیا،اوراس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

(۱۰) ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۱۲۱۱) میں پیجی کہا:

"اورابل سنت ولله الحمد اس بات پرمتفق بین که به گاگ یعنی خوارج گمراه بد نهب بین،

اورنصوص صحیحہ کم روشنی میں ان سے قبال وجہادواجب ہے،خوارج سے جنگ وقبال امیر المونین علی رضی اللہ تعا کھ عنہ «سب سے بہتر «رنامہ تھا''۔

میں کہتا ہوں:

کیاسیدناعلی رضی اللہ تعافی عنہ «سب سے بہتر «رنامہ بینیں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کساتھ رہے، ہجرت کے وقت آپ کم بارک بستر پرسوئے، آپ کے ساتھ بدر میں جہاد کیا، اور با 1 مشاہداور فتح خیبروغیرہ میں اہم «رنا کا نجام دیے؟

مجھے امید ہے کہ ناظرین پر ابن تیمیہ «پرفریب اسلوب روشن ہوگیا ہور) ، ابن تیمیہ کے کرریز ہ خواروں سے پوچھنا جا ہے کہ اہل سنت «نقل کر دہ اتفاق کہاں ہے؟

## (۲۴) حضرت علی رضی الله تعافی عند گم خلافت پرابن تیمیه «طعن اور آپ پر فساد «الزام

(۱۱) ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۱۰۵/۵۰) میں کہا:

''علی ابن ابوطالب کے سوا آئی اقام نہ بن سکا''حا آل کہ آپ آپ آخت دشواریاں در پیش تھیں،امت کے نصف یااس سے بھی آگیااس سے زیادہ آل نے آپ اللہ بیعت نہ اُ'۔ میں کہتا ہوں:

اس «ردوہی ہے جوحافظ ابن عبدالبرنے فر آیا، جسے مزی نے تہذیب الکمال (۲۰ م۸۷ – ۴۸۹) میں نقل فر آیا:

''ابوعرنے کہا:عثان اللہ شہادت کے دن علی رضی اللہ تعافی عند اللہ بیعت کر آگئی، اب مہاجرین وانسار آپ اللہ بیعت سے پیچھے رہے اس پر وانسار آپ اللہ بیعت سے پیچھے رہے اس پر آپ نے ان اللہ خد آجو اللہ ، اور نہ انہیں نا پیند فر آیا، ان کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا اُفر آیا یو گھا کے تہ ہوئے''۔

قارئین کرام پراللدرم فره نے ذرااس جملہ پر ' رکریں:

"و تخلف عن بیعته نفر" کچھاگاگآپ الم بیعت سے پیچپر ہے۔ اور پھراس جملیآابن تیمیہ کے کلام سے ملائیں۔

(۱۲) اس نے اپنی کتاب منہاج (۲۸۱۱ ۱۵۱۰ کا) میں یہ بھی کہا:

"نیزعثان Å خلافت وولاً بیت میں کچھ ایسے مصاÓ ومقاصد سے جوصرف اللہ ہی آمعلوم ہیں،اگر ان Å ولاً بیت میں کچھ ایسی چیزیں رونما ہوئیں جوصحا بہ آبالپند تھیں جیسا کہ بعض

> (۱۳) اوراس نے اپنی کتاب منہاج (۱۳۸۷) میں یہ بھی کہا: ''آپ کے دور خلافت میں دین اسلام آفر وغ حاصل نہ ہوا''۔

> > (۱۴) اوراسی منهاج (۱۲۴–۱۹۲) میں پیجمی کہا:

(۱۵) ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۸۸۱) میں کہا:

''اگریہ کہاجائے کہ علی نے اس باب (قال) میں اجتہاد کیا، اور انہیں اس اجتہاد سے یہ اذعان واعتقاد حاصل ہوا کہ قال سے آگ مطبع وفر آن بردار ہوں آئے آس جواب یہ ہے کہ اگر ایبااجتہاد معان ہوجس میں ہزار ہا مسلمان قتل ہوں اور فسادات رونما ہوں اور آلے آئی مقصد حاصل نہ ہو آگر کیا ایک ایسے شخص آخر آل کے بارے میں اجتہاد معان نہ ہو آگر کہ اگر اس مقصد حاصل نہ ہو آگر کیا ایک ایسے شخص آخر کی مقصد خیر حاصل ہوا ور برائیوں «سدراہ ہو حالآں کہ وہ ایک شخص آئل کردیا جائے آگا کی سے جھوڑ دیا گیا'۔

(۱۲) اس نے اسی منہاج (۷۵۴) میں پہنچی کہا:

''علی کے اس جنگ وقبال سے نہ دین کم مسلحت حاصل ہوئی ،اور نہ دنیا گم ،اوران کم خلافت میں نیم کسی «فرسے جنگ ہوئی اور نیم کئی مسلمان خوش رہا''۔

(١٤) اس نے اسی منہاج (۸را۲۳–۲۳۳) میں کہا:

''علی رضی اللہ تعافی عنہ نے اپنے کسی قرابت دار آآگی خاص چیز نہ دی ، ہاں ان آ اُں سے جنگ شروع کم جنھوں نے ان سے جنگ «آغاز نہ کیا، یہاں تک کہ اس جنگ میں ہزار ہا مسلمان قتل ہوئے ، اگرچہ ان آ کہ اس فعل کم کچھ تاویل کم جاتی ہے جس کم اُل تعت میں بخرار ہا مسلمان قتل ہوئے ، اگرچہ ان آگر نے ان کال کرنے واشک ) با© تصاور اللہ تعافی نے باغیوں آگرتی ہے جسیا کہ اس نے فر آئیا:

﴿ فَقَتْلِلُوا الَّتِي تَبُغِي ﴾ [الْجِرات - ٩:٣٩] ترجمہ: ۔'' Âزیادتی کرنے وا کے سے لڑو'۔ لیکن اکثر علمان تاویل کے خلاف ہیں''اُن

(۱۸) اس نے اپنی منہاج (۸را۲۴-۲۴۳) میں پیجھی کہا:

"جن ۱۵ آن «بیه خیال ہے کہ بیہ باره ۱۲ گاگ وہ ہیں جنہیں رافضی اپنااہُ م اعتقاد کرتے ہیں آبیانی جہالت ہے، کیوں کہ ان ۱۵ آن میں علی ابن ابوطالب کے سوا آئی ایسا شخص نہ تھا جس کے پاس تلوار رہی ہو، اور ان سب کے باوجود علی اپنے دورخلافت میں کسی «فرسے نہ جنگ کر سکے، اور نہ ہی آئی شہر فتح کیا، اور نہ کسی «فرکتی کر سکے، اور نہ ہی آئی شہر فتح کیا، اور نہ کسی «فرکتی کر سکے، اور نہ ہی آئی شہر فتح کیا، اور نہ کسی «فرآتی کیا"۔

میں کہتا ہوں: سیرناعلی رضی اللہ تعافی عنہ کے کہم اور آاقف وخصائص پر بیابن تیمیہ اسرالزام طرازیاں اور بہتان تراشیاں ہیں۔ اس نے آپ پر فساد «الزام لگایا کہ آپ نے فسادائگیزی ان سب کے اس بی اس بیا وجود ابن تیمیہ آعا کہا جارہا ہے، اگریہ آئی عام آون ہوتا اُمستی تعزیر ہوتا اور اس سے کہد «مطالبہ کیا جاتا اُماس شخص کے بارے میں آپ «کیا گمان ہے جسے آگ عاکم کمان کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ کے ال اس بات اُمطرف کے میں آپ «کیا گمان ہے جسے آگ عاکم کمان کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ کے اور اس بات اُمطرف

دا ¦ ہیں کہاس المنفسیق الم جائے، اسے بدغ ہب کہا جائے، اوراس پر زندیقیت «حکم لگایا جائے۔

علمانے اس کے بارے میں بیکہا کہ: اس «سینہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت اطہار کے کمینہ سے آگادہ ویرا گندہ ہے۔

ره گئی یہ گفتگو کہ حضرت علی رضی اللہ تعافی عنہ نے قبال فر فیا آسسلسلے میں نبی پاک ﷺ «وہ ارشاد « یہ جے جے کے آگے مسدرک (۱۳۲۶) میں ابوسعید خدری سے تخ تئ گم اور اس آھیجے کہا۔ ابوسعید خدری نے فر فیا: ہم کاگ رسول اللہ ﷺ کم انظار میں بیٹے سے کہ رسول پاک اپنی بعض از وائ کے گھر وں سے باہر تشریف فر فیا: ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے ، آپ «نعل پاک ٹوٹ گیا آ علی جیچے رک کراسے سینے گئے ، رسول اللہ ﷺ اور ہم آپ کے سماتھ کھڑے ہو کوئی ، آپ شول پاک ٹوٹ گیا کھی ہوگئے ، آپ شول پاک ٹوٹ گیا کہ ہم گاگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے کہ ہوگئے ، اس کے بھر حضور کے ارشاد فر فیا: ''تم میں سے کچھ گاگ ایسے ہیں جو قرآن گم تاویل پر قبال کریں کی جو سیا کہ میں نے قرآن گم تنزیل پر قبال کریں گا جیسا کہ میں نے قرآن گم تنزیل پر قبال کیا'' بین کر ہم گاگ بغورد کھنے گئے ہمارے در میان ابو بکر وعمر بھی سے اس چھسا کہ میں نے قرآن گرق خبری سنانے برحضور نے فر فیا: ''نہیں وہ خاصف انعل (جو تا سینے وا کھ) یعنی میں بیس یہ ن کر ہم گاگ کوئی آپ سے تھے۔

سیده عائشه هال معلوم ہے کہ آپ واقعہ جمل پرنادم تھیں اور اسی طرح طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعافی نہم۔ اللہ م بخاری نے اپنی شیخ (۱۷۲۱–۱۰۳۵) میں ابن عباس سے تخ تن کا گھ کہ نبی پاک ﷺ نے فراثیا: "ویح عمار تقتله الفئة الباغیة یدعو هم إلی الجنة ویدعو نه إلی النار"

ترجمہ:''افسوس عمال آباغیوں گم جماعت قتل کرے آ،وہ انہیں جنت گم طرف دعوت دیں 🗗 اوروہ گاگ انہیں جہنم گم طرف بلائیں 🗗 ۔

ذرانبی پاک صلی الله تعا à علیه وسلم Aکراس ارشادیاک میں `` رفر â کیں :

"يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار"

ترجمه: وهانهیں جنت Aُطرف دعوت دیں ط،اوروه اگ انہیں جنه Aُطرف بلائیں ط۔

حافظ ابن جحرنے الاصاب (۵۲۲/۴) میں فر اُیا: ''عمار اُشہادت کے واقعہ سے بیہ حقیقت کھل کرسامنے آگئی کہ قل وصواب علی کے ساتھ تھا اور اس پر اہل سنت «اتفاق ہے اگر چہ پہلے اس میں پچھا ختلا ف رہا ولٹد الحمد''۔

اورطبرانی نے کبیر (۹/۲۴) میں جری بن سمرہ سے تخریخ کے گا، انھوں نے فر آئیا: جب اہل بصرہ اورعلی کے درمیان معاملہ ہوا آئیس چل کر بھینہ منورہ آیا اور میمونہ بنت حارث سے ملاقات گا جونی پاک بھی گا ہیوی اور قبیلہ بنی ہلال سے ہیں، میں نے آپ سے سلام عرض کیا آغر فر آیا آن صاحب ہیں؟ میں نے عرض کیا اہل عراق سے، فر آئیا: اہل عراق میں 4/3 سے؟ میں نے عرض کیا اہل آفہ سے، فر آئیا: اہل عراق میں 4/3 سے؟ میں نے عرض کیا ابل آئے وسعت پھر فر آئیا: آئے «سبب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: آئے وسعت پھر فر آئیا: آئے «سبب کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: علی اور طلحہ کے درمیان در پیش واقعہ کے سبب میں نے علی کے پاس جاکران گا بیعت کر آئیا: آئیا۔ گلساتھ رہنا خدا گائشم وہ گر راہ نہ ہوئے اور نہ انہیں گر اہ کیا گیا، آپ نے تین باریہی فر آئیا۔

فر âیا: مجھے کسی چیز «اتنا کا نہ ہوا جتنا اس ﴿ ہوا کہ علی رضی اللّٰہ تعا à عنہ کھے کسی چیز «اتنا نہ کیا۔ کیا۔

عا که (۱۷۳۷) نے اس حدیث آھیجے کہا، اور ضیاء مقدی نے المختارۃ (۸۲/۲) میں تخریج گم، اور شیثمی نے گم اور شیثمی نے المختارۃ (۸۲/۲) میں اس حدیث گم نے مجمع الزوائد (۱۷۲۵) میں اس حدیث گم نے اوسط (۲۲/۲۷) میں اس حدیث گم تخریج گلاور بزار کے رجال ثقتہ ہیں، حافظ ابن حجرنے الآصابۃ (۱۹۸۶ میں بزار گم سند آجید کہا۔

نی پاک ﷺ کارشاد پاک جہوتے ہوئے کس کلام گم آئی گنجائش نہیں رہ جاتی ،ہمیں حضورا قدس سیدعا کا کھی «وہ ارشاد پاک « مے جو آپ نے علی سے فر آئیا:"من أشقى الأولين؟ قال: عاقر الناقة، قال: فمن أشقى الآخرين؟ قال: الله ورسوله أعلم، قال: قاتلک"" اگلوں میں سب سے بر ابد بخت آن ہے نوا آئی گم آنچیں « ٹنے وا آل ،فر آئیا:" بعدوا گال میں سب سے بر ابد بخت آن ہے نوا آل میں سب سے بر ابد بخت

<sup>(</sup>۱) الأم احمد (۸۲،۳۳۳) نے اس حدیث کم تخریخ کی کم، اور ابن حبان (۳۸۵/۱۵) نے اس آھیجے کہا، اور ابو یعلی (۲۸۳۳) نے اس آھیجے کہا، اور ابو یعلی (۳۸۱۳) نے اس آھیجے کہا، اور ابو یعلی نے نے اس آروایت کیا اور حاکم نے متدرک (۱۳۲۳) میں اس آھیجے کہا، ہیں ان آھیجے کہا، ہیں اور یہ بھی کہا (۱۳۳،۱۳۳۹) اس حدیث آلا أم احمد نے اس حدیث آلدوان کے اور اس کے حکم رجال ہیں ۔ وطرین خلیفہ تقد ہیں ۔ روایت کیا اور ان کے اور اس کی خلیفہ تقد ہیں ۔

آن ہے''عرض کیا:اللہ اوراس £رسول آزیادہ علم ہے، فر ڈیا:''تمہارا قاتل''<sup>(1)</sup>

ہم اخیر میں ابن تیمید للم مضحکہ خیز اور خندہ انگیز با اُس پرتبھرہ کرتے ہوئے اس کے ان پیرو«روں سے کہتے ہیں جواس اُلفت کے اس کے اسپر اور محبت کے دیوانے ہیں۔

اں شخص « کیا حکم ہے جو کسی صحابی ، خاص کرعشر ہ مبشر ہ ، اور خاص کر چاروں خلفائے راشدین مہدیین میں کسی Aتنقیص شان کر ہے؟۔

ہم ان سے کہتے ہیں کہ اقم ہخاری نے اپنی شیخ (۱۳۵۸) میں تخریج کیا کہ سعد بن عبیدہ نے فرقیا:
ایک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آئے ، انھوں نے آپ سے عثان کے بارے میں پوچھا آپ نے حضرت عثان الیک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آئے ، انھوں نے آپ سے عثان کے بات تہمیں اچھی نہیں لگ رہی ہے؟ کہا: ہاں ، فرقیا: اللہ تمہاری ناک خاک آ اوفر آئے ، پھر آپ سے علی کے بارے میں پوچھا آپ نے ان کے «م گوبیاں ذکر کیس اور فرقیا: ان گار شان کہی ہے ان «گھر نبی پاک کھی کے گھر انوں میں افضل ہے پھر فر آفیا: شاید خوبیاں ذکر کیس اور فرقیا: ان گاری ہے ان «گھر نبی پاک کھی کے گھر انوں میں افضل ہے پھر فر آفیا: شاید خوبیاں ذکر کیس اور فرقیا: ان گھر نبی پاک کھی کے ان کے کہا: ہاں ، فرقیا: آبالہ تمہاری ناک خاک آ اور کرے ، جا اپنا «م کر۔ میں بیات اچھی نہیں لگر ہی ہے ، اس نے کہا: ہاں ، فرقیا: آبالہ تمہاری ناک خاک آگاد کرے ، جا اپنا «م کر۔ اللہ! ہمارے میر دار گھر ، اور آپ گھر آپ یا کے پی صلا قوسلام نازل فرق۔

ابن کثیر پرابن تیمیه کے منفی اثرات مرتب موے اُ ابن کثیر نے البدایة والنہایة (۲۳۲۷) میں ایس بات کهی جس« گمان نہیں کیا جاسکتا تھا، انھوں نے کہا:

"وعلي بن أبي طالب ليس من أهل البيت" "على بن ابوطالب ابل بيت سينهيں"۔ مجھے نہيں معلوم كه ابن كثير سے ميلغزش كيوں ہوئى ، ابن كثير اس روايت كم بارے ميں كيا كہيں طجسے اللہ مسلم وغيرہ نے سيدہ عاكشہ سے روايت كيا: حضورا قدس سيدعا كر ﷺ عجم وقت نكے آپ كم تن اطهر يرتقش

(۱) حدیث' ﴿ اَشْقَ الاَ ولین'' (اگلوں میں سب سے بڑابد بخت آن ہے ) جابر بن سمرہ سے مروی ہے، حافظ ابن جمر نے فتح الباری (۷/۷۷) میں فر اُیا: طبر انی نے اس حدیث اُنتخ تئے گر۔اورااُ م احمہ ﷺ پاس اس «شاہد مجار بن یاسرا گم حدیث، اورطبر انی ﷺ کم حدیث ہے،اورابویعلی ﷺ خرز دیک خودعلی سے باسنادلین،اور بزار ﷺ کرز دیک باسناد جیدم وی <sup>(</sup>۱) الأم مسلم نے اپنی سیح (۱۸۸۳/۳) میں سیدہ عائشہ سے، اورالا م احمد (۲۲/۷۰) اورا بن ابوشیبہ (۲۷۰۳) اورا بن حبان (۳۳۲/۱۵) اور حا کم (۲۱۵۲۲) نے واثلہ بن اسقع سے اورالا م احمد (۲۹۲/۲) اور حاکم نے (۲۸۱۵۲) ام سلمہ سے، اورتز خی (۳۵/۵۷) نے عمر بن ابوسلمہ سے روایت کیا۔

# (۲۵) جنتی نو جوانو سکر سردار حسنین کریمین گفتانے کے ابن تیمید «جوش غضب

ابن تیمیہ نے اپنی عادت کے مطابق اہل بیت کرام کم تنقیص شان کم خاطرا پنی کتاب منہاج (۱۲۸/۴) -۱۲۹) میں کہا:

''رہ گئے با آبارہ حضرات آلان گبہت می صنفیں ہیں، جن میں بعض وہ صحابہ ہیں جن جن جہ بنتی ہونے گبارت دی گئی ان میں سے بہت سے حضرات ان دونوں گباں فضیلت میں ان جسم شریک ہیں، اور سابقین اولین میں ایسے حضرات ہیں جوان دونوں سے افضل ہیں جسیا کہ اہل بدر، اور مید دونوں حضرات (رضی اللہ عنہما) اگر جنتی نوجوانوں جسر دار ہیں آبابو بکر وعمراد هیر عمراد هیر دونوں خسنتوں جسم دار ہیں اور میں ان دونوں سے افضل ہیں حالاں کہ وہ شنم ادی رسول اللہ کہ اولاً دہیں گااس جواب میہ کہ ان دونوں سے افضل ہیں حالاں کہ وہ شنم ادی رسول اللہ کہ اولاً دہیں گا اولاً دہیں اور نہیں اور وہ بھی سابقین اولین سے افضل ہیں مان دونوں سے زیادہ حضور کہ قریب ہیں، اور وہ بھی سابقین اولین سے افضل نہیں'۔

میں کہنا ہوں:

سبحان الله! حسن وحسین کے مقابل ابن تیمیہ کے ان ادرا «ت واحساسات پر کیا آئی لگام لگانے والآ نہیں، یہ دونوں حضرات وہ ہیں جن کے بارے میں فرشتہ نے نبی پاک ﷺ آمیہ خوش خبری دی کہ یہ دونوں جنتی نو جوانوں کے میر دار ہیں۔مزید آھنے کے لیے عرض ہے:

(۱) ابن تیمیدالله ورسول کے کیون ہیں ادب سیکھتا تمام اہل اسلام آسی ادب سے راضی ہیں۔ وہ

- ادب نبی کریم ﷺ «بیارشاد پاک ہے:الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنة'' حسن اور حسین بنتی نوجوانوں ﷺ مردار ہیں' ابن تیمیآ بھی حدیث متواتر کم صحت «اقرار ہے۔ نبی باک ﷺ «ارشاد:'' حسن اور حسین جنتی نوجوانوں ﷺ دار ہیں' خبر بھی ہے اور حکم بھی۔
- (۲) حسن اور حسین جنتی نو جوانوں کے سردار ہیں اور اللہ عز وجل گم بعض برگزیدہ مخلوق آجھوڑ کرتمام جنتی مخلوقات پراخیس بیفنی بین مثلاً حضرات انہیائے مخلوقات پراخیس بیفنیلت حاصل ہے، بلا شبہ بیہ حضرات اس تھم سے مشتیٰ ہیں مثلاً حضرات انہیائے کرام، نیز ابو بکر وغر، اس لیے کہ بیہ دونوں ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہیں۔اس پر نبی پاک کھی ارشاد ن جلی ہے اور الیماہی علی ابن ابوطالب بھی اس تھم سے مشتیٰ ہیں اس لیے کہ خود نبی پاک کھی ارشاد فر آئیا: ''حسن اور حسین جنتی نو جوانوں کے سردار ہیں، اور ان دونوں کے والد ان دونوں سے افضل ہیں' اب ان حضرات کے علاوہ وہ شخص جس کے متعلق نبی پاک کھی گھرف سے آئی الیم صرت کے ارشاد میں بیدوار د ہو کہ وہ شخص ان دونوں سے افضل ہیں بلا شبہ حسن وحسین ان تمام آگاں کے سردار ہیں، ابن تیمہ آئے بانہ آئے۔
- (۳) نبی پاک کے ارشاد فر آیا: ''حسن اور حسین تمام جنتی نوجوانوں کے مردار ہیں مگر خالہ کے دو بیٹے عیسیٰ ابن مریم، اور بحی بن زکر یا۔ اور فاطمہ تمام جنتی عور آل گر سردار ہیں مگر جومریم بنت عمران سے ہول' ابن تیمیہ اس ارشاد سے کیسر تجاہل کرتا ہے اور نظر انداز کرتا ہے، ایک باربھی اسے نہیں ذکر کرتا حالآل کہ اس حدیث آلاً م احمہ نسائی، ابویعلی، ابن حبان نے اپنی تیجے میں، اور طبر انی نے تخ تئ کیا، اور حالم نے اس آھیجے کہا۔ اور ذہبی نے اس آلافقت آلاور بہت سارے محدثین نے اس حدیث آلی میں کہا۔
- (۴) ابن تیمید «بیرکهنا که:''سابقین اولین میں بعض حضرات ایسے ہیں جوان دونوں سے افضل ہیں جیسا کہ اہل بدر''بیابن تیمید Åالی خطاہے جسے آئی طالب علم نہ کر ہے اس لیے کہ اللم بخاری (۱۸۵۵/۸) ومسلم (۱۸۵۳/۱۹) گروایت میں بیرہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی

الله تعافى عنظ آل كرنا جالا، جب حضورا قدس سيدعا كالله تعافى عليه وسلم نے اہل مك آخطاب كيا عمر نے عرض كيا يارسول الله! محصا جازت د بيخ كه اس منا - گردن  $\hat{\delta}$ ردن  $\hat{\delta}$ ردوں  $\hat{\delta}$ رسول الله الله في نے فر $\hat{\delta}$ يا: "بيه بدر ميں شريك ہو چكا ہے، اور تہميں كيا معلوم، كه اہل بدر  $\hat{A}$  بارے ميں الله نے بيفر  $\hat{\delta}$ يا ہے: "ابتم جو جا ہو كروميں نے تہميں بخش ديا ہے"۔

خداے پاک «اہل بدر آمعاف فر اُدینااس بات اُ دلیل نہیں کہ یہ حضرات تمام جنتی نوجوانوں کے مداروں سے افضل ہیں،اللہ عزوجل کروڑ ہا کروڑ گلوقات آبخشے اُلگا کی عاقل یہ کہے اُ کہ یہ تمام جنتی نوجوانوں کے سرداروں سے افضل ہیں؟

(۵) بعض اہل بدروہ ہیں جھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعافی علی متعلق آپ گرتہت کے واقعہ میں کلام کیا ، ان میں مسطح بن ا ثاثہ ہیں جن پرصدیق رضی اللہ تعافی عنہ خرچ فر فی یا کرتے تھے۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ تعافی عنہانے اسی افک کے واقعہ کے بارے میں فر فی یا: ام مسطح اپنی جیا در میں الجھ کرگر پڑی۔

اور عائشہ نے کہا مسطح ہلاک ہوجائے گمیں نے عائشہ سے کہاتم نے بری بات کہی ہے کیا بدر میں شریک ہونے واقع مجابہ آبرا کہتی ہیں۔ عائشہ نے کہا: اے حضور! کیا آپ نے وہ نہ سناجو گاگ کہہ رہے ہیں میں نے کہا کیا ہات ہتائی۔ (الحدیث) ہیں میں نے کہا کیا بات ہے؟ اب اس نے افتر اپر دازوں گم بات بتائی۔ (الحدیث) ہخاری (۲۲۳۲/۲) اور مسلم (۲۱۳۲/۲) دیکھیے۔

اوربعض اہل بدر Æ بارے میں حضرت عمر نے حضور سے عرض Å یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منا ہ Å گردن اُردوں، اس پررسول اللہ ﷺ نے فراؤیا: ''کہ یہ بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمہیں کیا معلوم، امید ہے کہ اصحاب بدر پراللہ «فضل متحقق ہو پھر فراؤیا کہ: اللہ عز وجل نے اہل بدر سے فراؤیا: ابتم جوجا ہوکرومیں نے تہمیں بخش دیا۔

ان حقائق کے ہوئے ابن تیمیہ جنتی نوجوانوں کے سرداروں پر کسی آکیسے فضیلت دیتا ہے۔

## (۲۲)رسول الله ﷺ کفرزندقاسم بھی ابن تیمیہ کاس میزان سے نہ کی اس کے جواس نے حضورا قدس ﷺ کا ہل بیت کا کیے قائم کررکھا ہے۔

ابن تیمیه «بیر ل گذر چکا: ''اورالله که نبی که کفرزندابراهیم حسن وحسین ۸ به نسبت حضور سے زیاد ه قریب ہیں،اوروه (ابراہیم) سابقین اولین سے افضل نہیں''۔

ہم کہتے ہیں:

ابن تیمیه کے پاس آن تی دلیل اور آن سالاً اس نے بی پاک کے خرزندابراہیم اپنے رب کے دستور، حضور، حضور اقدس سیدعا کا کھا گھ اُ داور آپ آگ آ شربیت میں ہیں، انہیں نبی پاک کے ساتھ رہنے کے ساتھ دہنے کے سی اذن کم ضرورت نہیں جیسا کہ اللہ تعافی (ارشاد ہے:

﴿ أَلْحَقُنَا بِهِمُ ذُرِّيَّتَهُمُ ﴾ [الطّور-٢١:٥٢] ترجمه: ـ " مم ن ان أوالادان سے ملادی "

ہربلنددرجہ اپنے سے کم تر درجہ آعزت وشرافت عطاکرتا ہے کم جوذات مقام محمود کے بلنددرجہ پرفائز ہواس کم شرف نوازی «کیا پوچھنا۔ اگر آپ زندہ رہتے کم نبی ہوتے جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے فراڈیا، حضرت خضر نے ایک ایسے بچہ آل فراڈیا جو آل «سزاوار تھاجب کہ ابھی وہ سن کم آگر کی نہ پہنچا تھا کہ اس پر کفر «حکم لگا کراسے «فرقر اردیاجا تا مگر علم الہی میں اس «فر ہونا مقدراور یقینی تھا اسی سبب وہ قتل کیا گیا، اور نبی پاک ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم اگرزندہ رہے آللہ کے ملم میں نبی ہوتے۔

وصل اللهم على سيدنامحمدولدادم وعلى السيدة فاطمة سيدة نساء أهل الجنة وعلى الحسن والحسين سيداشباب أهل الجنة وجميع أهل البيت وإن كره الكارهون وسلم تسليما كثيراكثيرا.

# (۲۷) ابن تیمیه کا اصحاب بغیر کسی دلیل کا اس سے یہ کہتے ہیں: '' اُ سب کے بیر کا کہ اس سے یہ کہتے ہیں: '' اُ سب کے بڑاعا اُ ہے' اُ وہ خاآ ش رہتا ہے۔خود ابن تیمیه جنتی نوجوانوں کے براعا اُ ہے' اُ وہ خاروں کے بارے میں یہ کہتا ہے:

'' حسن حسین «اینے ز â نه «سب سے براز امدوعا کا ہونا بے دلیل بات ہے''

ابن تیمید عجب معاملہ ہے کہ اس کھ پاس چند پیانے ہیں جواس کے دل گرچیبی ہوئی گستاخیاں ظاہر کرتے رہتے ہیں، اس نے اپنی کتاب المجواب الصحیح (۵۳/۱) میں صحابی جلیل ابوعبیدہ بن جراح «ذکر کرتے ہوئے کہا:

"آپ اومبیده تمام مخلوق میں سب سے بڑے تارک الآآال، اپنے خالاک شکا اسکے خالات کے اسکا سے سب سے بڑے مہر بان ، اور خواہش نفس سے سب سے بڑے مہر بان ، اور خواہش نفس سے زیادہ دورر ہنے واقع سے اس کے بی پاک کھی نے ان کے بارے میں فر ڈیا:

"إن لكل أمة أمينا وأمين هذه الأمة أبوعبيدة بن الجراح".

ترجمه: ـ'' ہرامت «ایک امین ہوتا ہے، اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں''۔

اس ارشاد سے بیثابت ہوتا ہے کہ ابوعبیدہ بن جراح ساری مخلوق میں سب سے بڑے زامد

وعابد،ان میں سب سے زیادہ مہربان،اورخواہش نفس سے زیادہ دوررہنے وا کے ہیں''۔

پیراس Æ بعدا پنی کتاب منهاج (۱۲۸۴) میں حسن وحسین ﷺ متعلق بیہ ہرزہ سرائی Å: ''اوران دونوں «اپنے زۇند سب سے بڑازاہدوعا کا ہونا ہے دلیل بات ہے'۔

(۱) ہم ابن تیمیہ کے پیرو«روں سے کہتے ہیں کہ جنتی نو جوانوں کے سردار کے خلاف ابن تیمیہ کم ہرزہ سرائی پیآئی دلیل ہے؟

ابوعبیدہ ابن جراح کے کیوں یہ ثابت کیا کہوہ ساری مخلوق میں سب سے بڑے زاہدوعا بدوم ہریان، اورخوا ہمش نفس سے دورر ہنے وا کے ہیں،اورحسن وحسین رضی اللّٰد تعاâعنہما کھ لیے کیوں یہ ثابت نہ کیا؟ ہوسکتا ہے ابن تیمیہ « آئی ریزہ خواراس المحمایت میں یہ کھے کہ ابوعبیدہ بن جراح عشرہ مبشرہ سے ہیں ، نیز اس امت کے اور حسن وحسین بھی اُ تمام کتے ہیں بلاشیہ آ کا یہی شان رفع ہے،اور حسن وحسین بھی اُ تمام جنتی جوانوں Æ سردار ہیں جسیا کہ رسول یاک ﷺ نے اس پر ù فرڈ دیاہے۔ اور یہ بہت ہی بلندو بالآمقام ہے، آبن تیمیہ آصرف حسن وحسین ہی Å فضیلت Æ ہارے میں کیوں دلیل در «رہے؟ ابن تیمیه آس بات «اعتراف ہے کہ: ''حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سر دار ہیں' اور جب یہ دونوں حضرات تمام جنتی جوانوں £مبر دار ہوئے آاس مقام تک رسائی £ لیے دووجہوں میں ہے آئی ایک وحه ضرور ہو آکس، باللہ Å عطاسے انھیں ہے مقام ملا۔ کسب «مطلب بیر ہے کہ: بیر مقام ان دونوں 🗚 شوں سے انھیں ملالیکن اللہ عز وجل 🖒 بخشش وعطا یہ ہے کہ بید دونوں نبی یاک ﷺ «یارہ جگر ہونے کے سبب آپ کے اہل بیت ہیں،اورنی پاک ﷺ اگرابت کے سبب ان حضرات آللہ نے اس تثرف سے نوازا،اور پہ گذر چکا کہ ابن تیمہ ﷺ کرز دیک نبی یاک Å قرابت «Ã کی نفع ہی نہیں جب که اہل سنت و جماعت کے خلاف به مسئلہ ہے آبن تیمیہ کے سامنے اب صرف ایک ہی راہ رہی کہ وہ اس تثرف «کسبی ہوناتشلیم کرے ۔اورسادت «کسبی ہونا بھی اسے تسلیم ہیں جبیبا کہ وہبی ہوناتشلیم نہیں۔ ابن تیمییه «حال ناظرین پرواضح هو چکا که وه حسنین کریمین رضی الله تعافی عنهما A بلندو بالآشان میں به کہتاہے:

''ان حضرات «اپ ز أن نه سب سے بڑاعا کا ہونا بے دلیل بات ہے' مگراس مج برخلاف کتاب الله علام العلیة فی مناقب ابن تیمیة (۱۷۶) میں اس «ایک ریزه خوار لکھتا ہے:''اگر کسی دور دراز کے عام آدن سے بھی یہ پوچھا جائے کہ اس ز ان نه نہ سب سے بڑاز اہد، دنیا علم فضولیات محرک میں سب سے بڑا « آ،اور طلب آخرت «زیادہ حریص آن ہے؟ آدہ میں کے کی کہ میں نے ابن تیمیہ جیسا کسی سے بڑا « آ،اور طلب آخرت «زیادہ حریص آن ہے؟ آدہ میں کے کی کہ میں نے ابن تیمیہ جیسا کسی

آنهسنا"۔

اور"الردالوافر على من زعم أن من أطلق على ابن تيمية شيخ الإسلام فهو كافر" (١٢٩/١) مين مزى نے كها:

"میں نے کتاب اللہ، اور سنت رسول الله صلی الله تعا à علیه وسلم «اس سے بڑا عا Ý، اور اس سے بڑا عا Ý، اور اس سے زیادہ تنبع نہ دیکھا"۔

بھلا بتائے یہ کئی ردہے۔

ہم ابن تیمیہ کے ریزہ خواروں سے پوچھتے ہیں کہ ابن تیمیہ «اپنے زانه نهد سب سے بڑاعا آ وزاہد ہونا مختاج دلیل نہیں،اور حسن وحسین «تمام جنتی جوانوں «سردار ہونا،اوراپنے زانه نه سب سے بڑاعا آ وزاہد ہونامخاج دلیل ہے۔

ابن تیمیه نے جنتی جوانوں کے سرداروں پر سلسل زہرافشانی کرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج (۵۵۰/۴) میں ایسی گفتگو کم جس سے ایسامحسوس ہوتا ہے کہ وہ باطنی چیزوں «عا کا، اور وہی ان گم سیاد آن آگائم رکھنے والآ ہے: سیاد آن آن کم رکھنے والآ ہے:

میں کہتا ہوں: اسے 3/4 نے یہ بتایا اور 3/4 نے یہ تکم دیا، کیااس کھ پاس کاح ، یاقلم ، یامیزان ہے،''اوران دونوں کھ پاس وہ سابقہ چیزین نہیں جوان کھ اہل بیت کھ پاس تھیں''۔

میں کہنا ہوں: یہ تسلیم کرنا کہ فضل و کمال صرف عمل ہی سے حاصل ہوتا ہے، یہ کہاں ہے؟ اللہ عز وجل

﴿يُوْتِي الْحِكُمَةَ مَنُ يَّشَآءُ ﴾ [البقره-٢٢٩:٢]

ترجمه: ـ " حكمت الله أعطام جسورينا جائ

«ارشادہ:

"وه دونوں آ "ش اسلام میں عزت واٹن کے ساتھ پروان چڑھے آگایک نے زہر سے شہید ہوکر دنیا سے سفرکیا، اور دوسرے تلوار سے شہید ہوکر دنیا سے گئے"، میں کہتا ہول: کیا یہ ادب ہے، یہ کیسااسلوب ہے۔ کیااہل جنت آلم سردار عورتیں اس لیے شہید ہو کیں تاکہ انہیں سعداء «مقام اور شہدا «عیش حاصل ہو،" اوران دونوں «اس طرح (شہید ہوکر) سفر آخرت اس لیے ہوا تاکہ اس کے در بیدانہیں سعدا «مقام اور شہدا «عیش حاصل ہو"۔

میں کہنا ہوں:

کیاا بن تیمیه شرک بالعمل کے گرداب میں پھنسا ہواہے، سعادت کبھی بند کے بیل، اور کبھی معمول عمل ، اور کبھی معمول عمل ، اور کبھی اللہ عزوجل کے مضل مصاصل ہوجاتی ہے اور اس «ہر گزید معنی نہیں کہ بندہ مل سے دور رہے۔ اللہ تعالی «ارشاد ہے:

﴿ اللَّهُ يَجُتَبِي ٓ إِلَيْهِ مَن يَّشَآءُ وَيَهُدِي ٓ إِلَيْهِ مَنْ يُنِيُبُ ﴾ [الثوري -١٣:٣٢] ترجمه: ـ "اورا پنی طرف راه دیتا ہے اسے جورجورع آئے'۔

جا ہوں دوں''۔

### (باب أحاديث الآنبيا ١٩٥٤، باب فضائل القرآن ٢٥٠٥)

(۵) اس مقام پریدوضاحت ضروری مجھتا ہوں کہ ابن تیمیه گم کتاب "النوهدو السورع و العبادة" (۱۸۵۸) میں ہے کہ ابوالقاسم مغربی نان ایک شخص نے ابن تیمیه کے نام ایک مکتوب ارسال کیا جس میں بیرہے:

''شخ إلاَّم بقية السلف، قدوة الخلف، أعلم آلقيت ببلاد المشرق والمغرب، في الدين أبوالعباس أحمد بن تيمية ، برائ كرم مجھے ایسے امر الله وصیت فرلاً كيں جس میں میرا دینی صلاح ، مضم ہو''

اس مکتوب آخر میں ہے:''والسلام الکریم علیہ ورحمۃ اللہ وبر«ته''اَآ

ابن تيميه نے اس Aجواب ميں ايك لمباخط كھاجى ميں اس بات AÃÃ أَى دليل نہيں كه وہ"أعلم من لفيته ببلاد المشرق و المغرب" (بلادشرق وغرب «سب سے بڑاعا آلا ہے) اور نہ اس مكتوب ميں بيہ ہے كه ميرى تعريف نه كرو۔

خود ابن تیمید آل آمید ڈھیل اور چھوٹ اور عام اجازت دیتا ہے کہ آگ اسے بلاد شرق وغرب «سب کے دائن تیمید آل اسے بلاد شرق وغرب «سب سے بڑا عا کا کہیں، اور جب جنتی نوجوانوں کے سردار حسن وحسین کے بارے میں میر کہا جائے کہ اپنے زائد وعا کا ہیں آس «منھ بگڑ جاتا ہے۔

وصل اللهم على سيدنامحمد

''ا الله! بهار بردار محمطی الله تعافی علیه وسلم پردرودوسلام نازل فرفی جضوں نے بیفر فیا: ''لو أن رجلا صفن بین الرکن و المقام فصلی و صام، ثم لقی الله و هو یبغض لأهل بیت محمد دخل النار '' ''اگر فَی خص رکن اور مقام ابرا بیم عردرمیان کھڑے ہوکر صوم وصلوٰ قامیں مشغول رہے پھر خدا سے اس حال میں ملے کہ اس عردل میں اہل بیت محمد (صلی الله تعافی علیه وسلم) سے بخض ہو، وہ جہنم میں داخل مور کہ اس علی کہ اس علی کہ اس عردل میں اہل بیت محمد (صلی الله تعافی علیه وسلم) سے بخض ہو، وہ جہنم میں داخل مور کہ اور آپ فی اور آپ فی آل واصحاب پر دحمت وسلام نازل فر فی۔



## (۲۸) ابن تیمیداورخون حسین

ابن تیمیه کہتا ہے کہ: جس درخت پرحسین رضی اللہ تعا à عنه «خون بہااس کے جلانے ، اسے ایند هن اور آئلہ بنانے سے آئی بھی چیز û اُنہیں۔

الاً م حسین رضی اللہ تعالم عنہ «وہ عالم مقام ہے کہ حضورا قدس سید عا کا بھے نے ان کے بارے میں فراؤیا:
﴿ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں ، اللہ «محبوب ترین وہ ہے جو حسین سے محبت رکھے'(۱) آپ کے بارے میں حضورا قدس سید عا کا ملکہ اللہ تعالم علیہ وسلم نے یہ شہادت دی کہ آپ جنتی جوانوں کے سردار ہیں ، حسین بارے میں حضورا قدس سید عا کو ملکہ اللہ تعالم علیہ وسلم نے یہ شہادت دی کہ آپ جنتی جوانوں کے سردار ہیں ، حسین

کربلاہے۔

### وہ ہیں کہ جبریل امین نے ان Å شہادت ؟ہ '' کربلا' ، Å سرخ مٹی حضور آآکردی، حضوراقدس نے اسے

اس حدیث Alâم احمد، ابویعلی ، ہزار اور طبر انی نے چند سندوں سے روایت کیا، اوراس روایت میں عمرہ بن زاذان میں جنھیں ایک جماعت نے ثقہ کہا۔اوران میں ضعف ہے اور ابویعلی کھربا 1 رجال صحیح کے مرجال میں۔

نجی حضر ف فر آیا کہ وہ علی رضی اللہ تعافی عنہ علم ساتھ چلے، وہ آپ علم ساتھ آپ «سا آن طہارت کے کرچلتے ہفتین جاتے ہوئے جب نینوی علم مقابل پنچے آھائی رضی اللہ تعافی عنہ نے آ واز دی، اے ابوعبداللہ! فرات علم کنارے صبر فر آؤ کیں میں نے کہا: کیا بات ہے؟ آھانھوں نے کہا: میں نبی پاک کے اُم خدمت میں ایک دن پہنچا اور آپ آپ شمان صبر فر آؤ کیں میں نے کہا: کیا بات ہے؟ آھانھوں نے کہا: میں نبی آپ آپ خصہ میں ہیں آپ آپ گہ جشمان اقدس کیوں اشک مبارک اشک بارتھیں، میں نے عرض کیا اے اللہ علم نبی آپ تھے میے بتایا کہ سین فرات علم کنارے شہید کردیے آ اگر ہیں؟ فر آھی! جبریل نے اپنا ہاتھ پھیلا یا اور ایک جا کیں ہے کہا: ہاں، فر آئیا: جبریل نے اپنا ہاتھ پھیلا یا اور ایک مشت خاک آگر مجھے دی آلکر مجھے دی آلکر مجھے دی آلکہ میری آ گی اشک ریز ہو گئیں' اس حدیث آلاً م احمد ، ابو یعلی ، برنا راور طبر انی نے روایت کیا۔ اور ان عکر حال ثقتہ ہیں اور تہا نجی حضر فری اس حدیث آلاً م احمد ، ابو یعلی ، برنا راور طبر انی نے روایت کیا۔ اور ان عکر حال ثقتہ ہیں اور تہا نجی حضر فری اس حدیث آلاً م

اورعائشہ یاام سلمہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان میں سے کسی سے فراڈیا:''میرے گھر میں ایک فرشتہ آیااس نے کہا: آپ کے فرزند حسین شہید کردیے جائیں ط۔اگر آپ چاہیں آ میں ان اللہ شہادت یا ہے آدکھاؤں آب فرشتہ نے سرخ مٹی آاکردی''اس حدیث آلاُم احمہ نے روایت کیا۔اوران کے اس کے کے کر جال ہیں۔

 سؤگھااوراشک بارہوگئے اورسیدہ ام سلمہ آوہ خاک سرخ دی اُنھوں نے اسے اپنے دو پٹہ میں را الیا۔ آپ اُنھوں اُنھوں نے اسے اپنے دو پٹہ میں را الیا۔ آپ اُنھوں اُنھوں نے اسے اپنے دو پٹہ میں را الیا اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ العلی اللہ العلی العظیم

ابن تیمیدنے اپنی کتاب منہاج (ار۵۵) میں کہا:

''بعض آگ طرفاء که ککڑی اس لیے نہیں جلاتے کہ انہیں یہ خبر ملی ہے کہ طرفاء کے درخت پر حسین «خون گرا ہے حالاً اس کہ یہ سب آمعلوم ہے کہ اس مخصوص درخت «جلانا مکروہ نہیں اگر چہ اس پر آئی بھی خون (یعنی خون حسین) گرے آگم پھر جس درخت پران «خون نہیں گرااس «جلانا کیوں کر مکروہ ہو)''۔

میں کہتا ہوں:

اس £ردمیں ہم وہی کہیں 🗗 جوحضور اقدس سیدعا Ý ﷺ نے فر ﴿ این ایک شخص نے آ ب سے عرض کیا

(۱) اثر ابن عمریہ ہے کہ آپ نے حسین رضی اللہ تعافی عنہ سے کہا: آپ جگر اَشۂرسول ﷺ ہیں میٹٹی نے مجمع الزوا کہ (۱۹۲۸) میں کہا: طبر انی نے اوسط میں اسے روایت کیا اور بزار کے رجال ثقہ ہیں۔ میں کہتا ہوں: اور ابن حبان نے اپنی صحیح (۲۲۲۷) میں اس الم تخ تج گے۔ یارسول اللہ! آپ ان دونوں سے محبت فر اُتے ہیں، آپ نے فر اُیا:'' جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اور جس نے دونوں سے دو

ابن تیمیدای منه سے جو کچھ کہدرہاہے اس حدیث پاک سے اس «حال بخو بی واضح ہے، اس سلسلے میں صرف منا ہی جنگ وجدال کر ہے ابن تیمیہ کے بعض ریزہ خوار بھی بھی گزشتہ حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ فلاحول و لاقوۃ إلا بالله العلی العظیم۔

جیرت انگیز بات آگیہ ہے کہ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے اپنی کتابوں میں ایک بھی حدیث اس سلسلے میں نہ ذکر اگر کہ ملائکہ نے کر بلا میں حسین رضی اللہ تعافی عند اللہ شہادت اللہ خبر دی، جب کہ حدیث میں ہے کہ جبریل سرخ مٹی اللہ کے حضور نے اسے سونگھ کرسیدہ ام سلم آئر یا انھوں نے اس آئا سپنے دو پیٹہ میں را اللہ اللہ است حسین اللہ خبر اللہ میں بعض علمائے محدثین کے مزد دیک حدا آئر آئی بیٹی ہوئی ہیں۔

یہ بھی تعجب خیز ہے کہ ان دونوں نے ایک باربھی حسین رضی اللہ تعا à عنہ لا یہ خصوصیت نہ ذکر لا کہ حضوراقدس سیدعا کا ﷺ نے فر اُیا:"حسین منبی و أنا منه" "حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہول"

### ہارے تبھرے اور آاخذے اور خاص قابل لحاظ چیزیں:

آبن عباس رضی اللہ تعافی عنہ نے فر اُیا: میں نے نبی پاک کے آدو پہر کے روقت خواب میں خاک وغبار اُلہ تعاشی میں آب کے ساتھ ایک شیشی تھی جس میں تھوڑا خون تھا، آپ اس شیشی میں آب کی چیز تلاش مالہ کے ساتھ ایک شیشی تھی جس میں تھوڑا خون تھا، آپ اس شیشی میں آب کی چیز تلاش کررہ ہے تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فر اُمیا'' میں حسین اوران کے اصحاب «خون تلاش کررہ ہمول' عمار نے کہا: ہم نے وہ دن یا در کھا اور دیکھا کہ اسی دن حسین اُمشہادت ہوئی۔

اس الله المرا (۲۲۲) ،عبد بن حميد (ار۲۳۵) اور مشدرك مين حاكم (۴۳۹ مر۳۹۹) نے تخ تح كيا۔ حاكم

(۱) هیشمی نے مجمع الزوائد (۹/۹) میں کہا: احمد نے اس حدیث آروایت کیا۔ اوراس کھ رجال ثقتہ ہیں، اور بعض کے بارے میں اختلاف ہے اور ہزار نے اسے روایت کیا۔

نے کہا کہ: بیحدیث مسلم Å شرط پرضی ہے اور شیخین نے اس حدیث گریخ تک ندگ، اور طبر انی نے مجم کبیر (۱۱۰/۱۱) میں تخ ت کے گم شیثی نے مجمع الزوائد (۱۹۴،۱۹۳) میں اس حدیث آلی کہا،االم م احمد اور طبر انی نے اس حدیث آروایت کیا،اللم احمد عکر جال سی عظیم عکر جال ہیں۔

اورا بن کثیر نے البدایة والنهایة میں کہا کہاس حدیث اسناد<sub>د</sub>ی ہے۔

میں کہتا ہوں: سجان اللہ! بیاللہ علمرسول ﷺ ہیں جو حسین رضی اللہ تعافی عنہ «خون چن رہے اور جمع فر اُرہے ہیں اور ابن تیمیہ اس درخت آجلانے سے گریز نہیں کرتا جس پر سیدالشہد الاُم حسین «خون گرا۔

کیا آئی مسلمان میسوچ سکتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کسی درخت پر حسین رضی اللہ تعا à عنہ «خون و B اوراپنی امت آاسے جلانے دیں؟

(۳) کیا آئی عاقل یہ تصور کرسکتا ہے کہ اللہ عزوجل حسین «خون آگ میں جلائے؟؟ جب آپ «یہ خیال ہے آپ سے کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فر اُیا کہ رسول اللہ ﷺنے فاطمہ سے فراُیا: فراُیا:

"إن الله غير معذِبكِ و لاولدكِ"

 $\zeta$ جہہ:۔اللّٰء وجل تم پراورتہاری او $\tilde{\mathbb{Q}}$ د پرعذاب نہ فر $\hat{\mathbb{Q}}$ 

اس حدیث آطبرانی نے روایت کیا، اور میثمی نے مجمع الزوائد (۲۰۲/۹) میں فر اُیا کہ: اس کھر جال ثقه ہیں۔

جس درخت پرحسین رضی الله تعافی عنه که خون که قطرات گرے کیا آپ که گمان میں اسے بالکل جلا یا جاسکتا ہے؟ طبر انی نے دویہ جھٹی سے روایت کیا کہ ان کے دویہ جھٹی نے دویہ جھٹی سے روایت کیا کہ ان کے دوایہ حسین کے میں ایک اونٹ کا گیا جب اس « اَشت پکایا گیا گوہ صرف خون ہی رہا۔

میٹنی نے مجمع الزائد (۱۹۲۸) میں کہا: اس حدیث کے راوی ثقه ہیں۔

اورطبرانی نے روایت کیا کہ زہری نے فر آئیا: مجھ سے عبدالملک نے کہا کہ: آپ آن ہیں اگر میں آپ آ یہ بتاؤں کہ حسین گشہادت کے دن آن سی علامت ظاہر ہوئی، انھوں نے فر آئیا: اس روز ہیت المقدس میں جو کنگری اٹھائی جاتی اس کے نیچ تازہ خون نکلتا، پھر عبدالملک نے مجھ سے کہا: بے شک ہم اور آپ اس حدیث (گروایت) میں دوساتھی ہیں۔

هیتمی (۱۹۲/۹) نے کہا کہ:اس حدیث کھراوی ثقه ہیں۔

طرانی نے بروایت زہری ہے بھی روایت کیا کہ حسین گمشہادت کے دن ملک شام میں جو بھی بھراٹھایا جاتا اس کے نیچ خون ظاہر ہوتا ہے میم کے اگر وائد (۱۹۲۸) میں کہا کہ:اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

- (۵) کیاابن تیمیه «بیاسلوب سرداران جنت کے شایان شان ہے؟ کیااس اسلوب سے ادب میں اضافہ ہو)، یا مزید جراُت وجسارت اور بے با گم پیدا ہو آ؟

ابن تیمیہ نے یہ جملہ: ' بیایک واضح حقیقت ہے کہ اس مخصوص درخت «جلانا مکروہ نہیں اگر چہ اس پر کسی

«بھی خون ہو' کہاں سے ذکر کیا،اور فقہ کے ابواب میں سے 3/4 باب سے سیکھا کہ ° نفسہ اس مخصوص درخت کے جلانے میں آئی کراہت نہیں اگر چہاس پرحسین «خون کیوں نہ ہو۔

(۷) اے ابن تیمیہ کھریزہ خوارو!اللہ«خوف کرو۔

ابن تیمید گرز ہرافشانی، اوراس گردسیسہ «ری پرنظر فرقئ کیں وہ اپنے خوفناک، اور پرفریب اسلوب کہ ذریعہ گا آس آرھوکہ وفریب دینا چاہتا ہے مثلا اس نے بیہ کہا: '' بیدا یک واضح اور معلوم حقیقت ہے کہ ایس درخت «جلانا مکروہ ایسادرخت ایک عام درخت گر طرح ہے ۔ سارے علم «اتفاق ہے کہ اس درخت «جلانا مکروہ نہیں اور انکہ کہ اجماع سے بیچکم ثابت ہے' اس کے علاوہ اور بھی دوسرے الفاظ اور جملے ہیں جن سے ابن تیمیہ سادہ ذہن، اور سادہ گا ح عام مسلمانوں، بلکہ بعض عا اکہلائے جانے واگل، یاایسے گا آس آسے متاثر کرنا چاہتا ہے جو گاگ ان باطل دعووں سے گا آس آسم تھرور کرنا چاہتے ہیں، اور جن «م ہی جھوٹ پرچھوٹ بولنا ہوتا ہے، اور انسان قصد الجھوٹ بولتار ہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے ہزد کیک اس « جھوٹا ہونا لکھ دیا جاتے ہونا کھردیا جاتے۔

- (۸) اگرآپ Æ پاس اس درخت «آئی گلراہوجس پرحسین «خون گراہوکیا آپ اسے جلا کراس سے چائے، یا کھانا بنانایا حقہ بھرنا پیند کریں ط، والعیاذ باللہ تعافی یااسے کہیں محفوظ کر Æ دیں ط جیسا کہام سلمہ نے خاک کر بلاآ اپنے دویٹہ میں محفوظ کر Æ دیا تھا۔
- (9) فرابتا کیں اگر آئی زندیق اس درخت «ٹکڑا جلاڈا کے جس پرحسین «خون بہا اور کبھی نہ جلایا جائے ۔ اُکیا حسین کے ناجان ﷺ آس بدباطن اُسے کے کہ پینرآئے آ؟

- (۱) کیا ہمارے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ: اللہ تعافی اس شخص آجلائے جو حسین رضی اللہ تعافی عنہ «خون جلانا جائز ہے؟ جلانا جاہے ہے انفاق ہے کہ حسین رضی اللہ تعافی عنہ «خون جلانا جائز ہے؟
  - (۲) کیا آپ آسین سے محبت ہے؟ اور کیا حسین الم محبت رکھنے والآ ابن تیمیا البو فیو فی و
- (۳) آپ که دل مین 3/4 «قرب اور 43/4 هم تعظیم و هم قیرزیاده ہے، جنتی نوجوانوں کے سردار فرزندر سول صلی اللہ تعافی علیہ وسلم، یا ابن تیمیہ اللہ جس کے بارے میں آل «شدیدا ختلاف ہے؟

کیا آ پِ آرسول الله ﷺ اور آپ کالل بیت المحرمت و آبر والم فکر ہے، یا ابن تیمیا المشہرت وعزت

Å?

وصل اللهم على سيدنامحمدوعلى ال بيته الأطهار

### (۲۹) ابن تیمیهاور تنقیص شان ابل بیت

کیا میمکن ہے کہ ابن تیمیہ اہل بیت کرام ،اور سرداراہل جنت کے فرزند، سید جلیل علی بن زین العابدین ، اور آپ Åاو آاد، بلکہ آپ کے متعلقین واحباب Åتعظیم و تکریم با 1 رکھے؟؟

ہشام بن عبدالملک خلیفہ بننے سے پہلے جی کرنے گیااور حجراسود «بوسہ لینے اللہ اللہ شاہ کہ سکا،اور حسین بن علی آئے اللہ کا آپ آد کی کر دور کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ آپ بوسہ سے فارغ ہوگئے، ہشام بن عبدالملک عبد عبین؟ آب اللہ عبدالملک عبد

- (١) هـذا ابـن خيـرعبـادالله كلهم هذا التقي العلم
- (٢) هلذا الذي تعرف البطحاء وطاته والحر والحرم
- (٣) يكاديمسكة عرفان راحته عندالحطيم إذا ماجاء يستلم
- (٣) إذا رأتــة قـريــش قـال قـائـلها إلى مكارم هـذا ينتهى الكرم
- (۵) إن عد أهل التقى كانوا أئِمتهم أوقيل من خير أهل الأرض قيل هم
- (٢) هذا ابن فاطمة إن كنت جاهلة بجده أنبياء الله قد ختموا
- (٤) وليس قولك من هذا بضائرة العرب تعرف ماأنكرت والعجم
- (٨) يغضى حياء ويغضى من مهابته ولايكلم إلا حين يبتسمُ
- (٩) أي الخلائق ليست في رقابهم لأولية هذا أوله نعم
- ( ١ ) من يعرف الله يعرف أولية ذا فالدين من بيت هذا ناله الأمم

ترجمه:

- (۱) پیالله که بندول میں سب سے افضل و بہتر ذات یا ک کھ فرزند ہیں، یہ تقوی شعاراور ہم کھ سردار ہیں۔
  - (۲) میده ذات یاک ہے جن طُم خاک یا اور نشان قدم آبطحااور حل وحرم جانتے ہیں۔
- (۳) ان کھ کف دست کم معرفت انہیں حطیم کھ پاس رو کھر کھتی ہے جب وہ سنگ اسود «بوسہ لینے آتے ہیں۔
  - (٣) جب قریش نے انہیں دیکھا آن کھاریک کہنے وا کے نے کہایہ کرامت وشرافت کے منتہا ہیں۔
- (۵) اگراہل تقوی آثنار کیا جائے گوہ ان سب عکرا اُم ہوں ط، یا یہ کہا جائے کہ زمین پر سب سے افضل آن اگل ہیں گرکہا جائے کی یہی گاگ افضل ہیں۔
  - (۲) میفاطمه £فرزند مین،اگر آنھیں نہیں جانتا آئنہ جانے۔ان £نانا جان خاتم الآنبیا ہیں۔
  - (2) تیری اس بات سے ان « کچھ نہ بگڑ ہے؟ عرب وعجم آتیرے اس انکار «حال خوب معلوم ہے۔
- (۹) مخلوقات میں آن ایسا ہے جس پر آپ آفضیلت وبرتری حاصل نہ ہو، یا آپ کھا حسانات کھزیر بارنہ ہو۔
- (۱۰) جسے اللہ Åمعرفت حاصل ہے وہ آپ Å نضیلت خوب جانتا ہے، یہ وہ بلندو با Ñ ذات ہیں جن ﷺ امت آسچادین ملا۔ <sup>(۱)</sup>
- (۱) ابوقعیم نے حلیۃ الآولیا(۱۳۹۳) میں اس گرنخ نے گر، اور ابن الجوزی نے صفوۃ الصفوۃ (۱۹٫۲۳)، اور حافظ مزی نے تہذیب الکمال (۲۰۱/۲۰)، اور ذہبی نے سیر (۳۹۸/۳) میں تخ نے کیا، اور ابوالفرح اصفہانی نے الآغانی (۱۳۱۷۵) میں تخ نے کیا، اور ابوالفرح اصفہانی نے الآغانی (۱۳۱۷۵) میں دونوں بیتوں آج تر میں اضافہ کیا، اور صدیق حسین خال نے ترجمہ فرز دق ابجد العلوم (۲۷۳۷) میں کہا: اور ان کے میں دونوں بیتوں آئیں میں سے ان «وہ مشہور قصیدہ ہے جواثم زین العابدین گری میں کہا بہت سارے علمائے امت نے اس گرشرح فر اُئی۔

یہ وہ اللہ مالہ شان ہیں جن کے صلب اطہر سے جو بھی نسل جاری ہوتی ہے وہ نجیب و شریف اور سینی کہلاتی ہے ، ابن تیمیہ ان کے بلندشان میں جرائت و جسارت ، اور دریدہ و بنی کرتا ہے ، ایسامعلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہ بندین معاویہ کے لئندشان میں جرائت و جسارت ، اور درید و فضیلت آبال کیا ، ان گرمت و فضیلت آبال کیا ، ان گرمت و فضیلت آبال کیا ، ان گرمت و فضیلت آبال کیا ، اور جنتی نوجوانوں کے سردار اللہ مسین آبان گرمت کھوں کے سمامنے شہیدراہ جنتی کیا۔

کتنے دشمنان اہل بیت ایسے ہیں جو حسین آزندہ شہید کرنا چاہتے ہیں اور کتنے دشمنان اہل بیت ایسے ہیں جو آپ گمشہادت کے بعداہل بیت یاک گم آئی فضیلت سننانہیں چاہتے۔

ابن تیمیہ نے اہل بیت اطہار پر کلام کرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج (۱۰۸،۱۰۷) میں کہا: "امت میں اہل بیت کے آثار سے زیادہ دوسروں کے عظیم ترین آثار اور «رنا ک ظاہر ہوئے"۔

اوراس نے اپنی کتاب منہاج (۱۲۹،۰۷۱) میں کہا:

''ان باره ۱۲ میں پھھا یسے گاگ ہیں جن کے علم ودین آشہرت حاصل ہوئی مثلاعلی ابن حسین ، اوران کے بیٹے ابوجعفر ،اوران کے بیٹے جعفر بن محمہ اوران کے جوان کم طرح دوسرے گا اُل جہت کے گال بہت سے گاگ دوسرے گا اُل جہت کے کول کہ امت میں ان کم طرح ، اوران سے افضل بہت سے گاگ ہیں ، جن کم بدولت مسلمانوں «دینی اور دنیاوی فائدہ اس سے گئ اُنازیادہ ہوا جوان حضرات (علی وغیرہ) سے ہوا''۔

اس نے اسی کتاب (۲۸۷۸) میں کہا:

''علی بن حسین ، اوران کے بیٹے جعفر بن محمد نے آگ آن آورہ (علوم وآ داب واحکام) سکھائے جواللہ نے انہیں بخشے ، اورامت میں ان سے بھی زیادہ علم وا کھ ہوئے جوامت کے لیے ان سے زیادہ نفع بخش اور فیض رسال ثابت ہوئے''۔
اس نے اسی کتاب (۱۹۲/۳) میں کہا:

''علی بن حسین ، اوران کے بیٹے ابوجعفر ، اوران کے بیٹے جعفر بن محمد وغیر ہم بھی اس اعتبار سے ائمہ اہل سنت وجماعت سے ہیں آگاس جماعت (شیعہ) نے جس الله م عا آ وزاہد اللہ اقتدا کہ اہل سنت نے بھی اس کم اور دوسری جماعتوں کم اقتدا کم اور یہ دوسری جماعتیں علم وزہد میں اس اللہ مجیسا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں'۔

میں کہتا ہوں:

سب سے پہلے وہ روثن ارشاد ملاحظہ ہو جسے اللہ ما بوالمحاس حنی نے اپنی کتاب معتصر المختصر (۳۲۹/۲–۳۳۰) میں تحریر فر اُیا:

''جو شخص حضور لمُعترت پاک آاس مقام سے نکا کھ جواللہ عزوجل نے اپنے نبی پاک گا زبان اقدس پر انہیں بخشا، اور انہیں وہ لباس پہنائے جو آپ گم عترت «لباس نہیں ایسا شخص ملعون ہے'۔

ہم ابن تیمیہ کے ریزہ خواروں سے کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ سے پہلے 3/4 نے الیں جراُت و بے با Å Å، اورا اُم علی زین العابدین ، اور آپ کے اہل بیت اطہار گم شان میں 3/4 نے اس طرح گم بیہودہ باتیں کیں؟

- (۱) کہ امت میں ان سے زیادہ دوسروں کھ عظیم ترین آثار، اور «رنا ک ظاہر ہوئے 3/4 نے ابن تیمیے آیے بتایا، اگر تمہارے اندر ذرا بھی صداقت ہے اُبتاؤ۔
- (۲) گرے بیکہا کہ امت میں ان الم طرح اور ان سے افضل بہت سے اگ ہیں جن سے مسلمانوں « دینی اور دنیاوی نفع اس سے کئی اُنازیادہ ہوا جوان حضرات (علی وغیرہ) سے ہوا؟

ابن تیمید «ذرایداسلوب دیکھیے کہ اس نے بیکها: (بیلاگ) بیرنہ کہا: اہل بیت اور رسول اللہ ﷺ گماولاً و یاک، ابن تیمید بتائے نبی یاکﷺ کے اہل بیت سے افضل آن بہت سارے حضرات ہیں؟ ابن تیمیه کے دیزہ خوار بتا ئیں کہ وہ آن ارباب علم ہیں جن «ذکر ابن تیمیه نے اپنے اس کلام' میا ہال علم کے خوار بتا ئیں کہ وہ آن ارباب علم ہیں جن «ذکر ابن تیمیه نے اپنے اس کلام' میں کیا؟

اورا پنی 3/4 کتاب میں انھوں نے یہ ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے نواسہ زادہ حضرت علی زین العابدین سے فلاں افضل ہے ان «نام کیوں نہ ذکر کیا ،اوران «کلام کیوں نہ قل کیا ؟

ہم قارئین پریدواضح کردینا چاہتے ہیں کہ علی بن حسین بن علی بن ابوطالب رسول اللہ ﷺ کہ اہل بیت اطہارا ورآپ کے پاکیزہ اوا الدیسے ہیں جن پر اللہ نے ہمیں درود جینجے «حکم فر اُ یا۔حضور کا ذریت کے لیے بیٹ میں سرا اُ بیّا افتخار ہے۔

اور بخاری (۱۲۳۲/۳) ومسلم (۹۰۲) فه وه روایت احجیی طرح زبن نشین رہے جوابوحمید ساعدی رضی الله تعافی عند سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم 4/3 طرح آپ پر درود بھیجیں ﴿الله عَلَى الله عَلَى

"اللهم صل على محمد وأزواجه وذريته كماصليت على إبراهيم، وبارك على محمد وأزواجه وذريته كماباركت على ال إبراهيم إنك حميدمجيد"

ان حضرات پرہمیں درود جھیجنے «حکم دیا گیا،اوریہ بہت بڑاسر اُ بیافتخار ہے کہاللّٰہ عزوجل ان پر درود بھیجتا ہےا ہے عقل وا گا! کچھ اللّٰہ «خوف کرو۔

تنقیص اہل بیت کرام ﷺ آضوع کے حوالہ سے ذراا بن تیمید للم یہ گستانی بھی و اس نے بید دعوی کیا کہ اہل بیت پر درود بھیجنے سے دوسرول پران کے مظالاً ر» نہ ہوجا کیں ط۔

لاحول و لاقوة إلابالله العلى العظيم.

اے اہل بیت رسول پاک! تمہاری محبت الله الله الله الله عرف ہے، الله عزوجل نے قرآن پاک میں بیتکم نازل فر آیا:

تمہارے لیے بڑے فخر گربات ہے ہے کہ جس نے تم پر درود نہ بھیجا اس نے در حقیقت درود ہی نہ بھیجا۔

ہم کہتے ہیں: حافظ ذہبی نے فر آیا: ہمارے حضرت علی زین العابدین سیدالشہد ایک فرزندرضی اللہ تعالی عظیم جلالت شان وا کے ہیں۔ بخد اانھوں نے آپ گرشان میں حق فر آیا اس لیے کہ بلاشبہ آپ اللہ تعالی عظمی عظمی عظمی عظمی کے کہ آپ شرافت وسیادت کے پیکر، اور علم اور کمال عقل کے حا آتھ، ان کما آت گریم شان پیش نظر آپ اس مقام پر فائز ہیں کہ امت آپ «احترام کرے، اور امت کے وہ ا «برعلم آپ گریم شان بجا آئیں جن کے فیض کرم سے جہان اسلام سیراب ہور ہاہے۔

سعید بن میں جوسادات تابعین سے ہیں ان سے ایک شخص نے کہا: میں نے فلاں سے زیادہ صاحب ورع نہ دیکھا گا ہے نہیں آپ نے فر اُیا: میں نے آپ سے زیادہ صاحب ورع نہ دیکھا۔ سے زیادہ صاحب ورع نہ دیکھا۔

اورز ہری نے فر ڈیا:''میں نے خاندان قریش میں حسین بن علی سے افضل کسی آند دیکھا''،اورز ہری نے یہ کسی قر ڈیا:''علی بن حسین کے ماند پایہ فقیہ کسی آب کے ماند پایہ فقیہ کسی آب کے ماند پایہ فقیہ کسی قلی کسی آب کے ماند کی میں نے آپ سے زیادہ بند پایہ فقیہ کسی آب کے ماند کی ماند کی کے است زیادہ نہ کتھے۔

ابوبکرابن البر<sup>1</sup> نے فر ڈیا جسین گرساری نسل آپ کے فرزندعلی اصغرسے ہے، آپ اپنے ز ڈنہ میں برتر وافضل تھے۔

حاكم للمعرفة علوم الحديث (ار۵۳) اور فتح البارى (۱۱/۱۱) وغير بهاميس ہے كه ابوبكر بن ابوشيبه نے كها: تمام سندول ميں زياده اصح " زهري عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي "ہے۔(۱)

<sup>(</sup>۱) ابونعیم گم حلیة الآولیا (۱۲/۱۳)، ابن الجوزی گم صفوة الصفوة (۹۹/۲)، ذہبی گم سیراً علام النبلاء (۳۸۷–۳۹۱)، حافظ گم تهذیب (۷۲۹/۲)، اور حافظ سیوطی گم تذکرة الحفاظ (۱۸۵۷) میں حضرت علی زین العابدین کے حالات ملاحظہ فر څه کیں۔

# (۳۰) امت مسلمه علی بن حسین رضی الله تعافی عنه «اعلی وصف زین العابدین ہے، اور ابن تیمیه آپ «به وصف کمال سلب کرنا چا ہتا ہے۔

الله ہی جانتا ہے کہ ابن تیمید آبل بیت کرام لا تنقیص شان 3/4 قدرم ''ب ومحبوب ہے، اس نے اپنی کتاب منہاج (۲۲/۴) میں حضرت حسن پرتبر وکرتے ہوئے کھا:

'' حسن ﷺ بارے میں بیر کہنا کہ: آپ نے اپنے لباس فاخرہ ﷺ نیچاونی پوشاک پہنا بیا ایساہی ہے جسیا کہ کی (ابن حسین ) ﷺ بارے میں بیر کہا جاتا ہے کہ: وہ ایک ہزارر کعت نمازادا کرتے، بیآئی فضیلت وہزر آ نہیں بیراسرجھوٹ ہے''اہ

اسی کتاب(۵۰/۴) میں تا کید کے ساتھ لکھا:

'' یہ بات گذر چکی کہ شرعاا یک ہزاررکعت پڑھنا مکروہ طریقہ پر ہی ممکن ہے، یاکسی حال میں ممکن ہی نہیں اس لیے مناقب میں ایسی چیزیں ذکر کرنا بہتر نہیں''۔

میں کہنا ہوں:

علی بن حسین رضی الله تعافی عنه «وصف زین العابدین اس لیے ہوا که آپ ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے سے۔ ابن تیمیہ کے اس ملل فضیلت «انکار کیا،اوراسے جھوٹ بتایا اس «صاف صاف مطلب یہ نکلا کہ ابن تیمیہ کے خرد دیک علی ابن حسین زین العابدین کہلانے کے مستحق نہیں۔

اور بیقر کی عجب نہیں اس لیے کہ جس کتاب المعبارت ہم نے نقل اللہ ہے اس میں ابن تیمیہ نے علی بن حسین رضی اللہ تعالمی عند «اسم گرا آپ اللہ تعالمی وصف'' زین اللہ تعالمی عند «اسم گرا آپ اللہ تعالمی وصف'' زین العابدین ) «ذکر آیا العابدین' ذکر نہ کیا، ہاں پاق مرتبہ رافضی عمل اللہ والفاظ عمرتحت اس وصف خاص (زین العابدین) «ذکر آیا

--

اس سے بھی زیادہ تعجب خیز امریہ ہے کہ یہ وصف کسی متشدد شیعی « کلام بھی نہیں ، پھر بھی اس نے اپنی عظیم

ترین کتابوں میں علی بن حسین رضی اللّٰد تعاâعنه « وصف زین العابدین خود سے صرف دوبار ہی ذکر کیا۔

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ (۱۰۰/۲)، حافظ مزی نے تہذیب الکمال (۳۹۰/۲۰) اور دہبی نے سیراُ علام النبلاء (۳۹۰/۲۳) اور حافظ نے تہذیب (۲۲۹/۷) اور حافظ سیوطی نے تذکرۃ الحفاظ (۱۸۵۷) وغیرہ میں ائکہ اربعہ میں سے ایک جلیل الثان اللہ ماللہ تعالی کے سے نقل کیا کہ انھوں نے علی بن حسین رضی اللہ تعالی عنہ میں انکہ اربعہ میں نے میں فر اُیا: مجھے یہ خبر ملی کہ آپ اپنے وصال تک روز اندون ورات میں ایک ہزار رکعت نماز ادا فر اُت اوراسی کثرت عبادت کے سبب آپ «لقب زین العابدین ہوا۔ آ

حافظ مزی نے تہذیب الکمال (۲۱/۳۵) میں آپ کے حالات زند آمیں لکھا: (کثرت عبادت کے سبب اونٹ کے گھٹے کے نشان کھ طرح نشانیوں وا کھیلی بن حسین بن علی بن ابوطالب زین العابدین «بینام اس سبب اونٹ کے گھٹے کے نشان کے بڑاررکعت نماز اداکرتے جس کے سبب آپ کے دونوں زانو میں اونٹ کے مزانو کشانات کی طرح نشانات پڑگئے تھے"ا آ

### میں کہنا ہوں:

ابن تیمیه «په کلام: "پیه بات گذر چکی که شرعاایک ہزار رکعت پڑھنا مکر وہ طریقہ پرہی ممکن ہے، یا کسی بھی حال میں ممکن ہی نہیں اس لیے مناقب میں ایسی چیزیں ذکر کرنا مناسب نہیں "اس بات الله روشن دلیل ہے کہ ابن تیمید آپیز نہیں کہ وقت میں برکت 4/2 چیز «نام ہے قرآن پاک میں آبر ہے ﴿قَالَ اللَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيْكَ بِهِ قَبْلَ أَنُ يَّرُتَدُ إِلَيْكَ طَرُفُك ﴾ [النمل – ۲۷: ۴۰] کہ جس کے پہلے (اسم اللّٰکِتَابِ أَنَا آتِیْکَ بِهِ قَبْلَ أَنُ یَّرُتَدُ إِلَیْکَ طَرُفُک ﴾ [النمل – ۲۷: ۴۰] کہ جس کے پاس کتاب (اسم اللّٰکِتَابِ أَنَا آتِیْکَ بِهِ قَبْلَ أَنُ یَّرُتَدُ إِلَیْکَ طَرُفُک ﴾ والنمل – ۲۵: ۴۰ اللّٰکِتَابِ أَنَا آتِیْکَ بِهِ قَبْلَ أَنُ یَّرُتَدُ إِلَیْکَ طَرُفُک ﴾ والنموں نے ملکہ سبا (بلقیس) «تخت شہرساسے بلک جھیکنے سے پہلے (چیثم زدن سے پہلے) حاضر کردیا۔ آگ این محاورہ میں یہ بولتے رہتے ہیں: ''بھی بھی معمونے وقت میں آئی برکت ہوجاتی ہے کہ اس میں « ° «م ہوجایا کرتا ہے۔

ابن تیمیہ نے ہزار رکعت کے رز اُنہ «حساب طول سے لگایا تخفیف سے نہیں ہمار اابن تیمیہ سے یہ آا خذہ سے کہ اس نے دن ورات میں کتنی نمازیں اداکیں ہیں کہ اسے یہ معلوم ہوگیا کہ ایک ہزار رکعت کے لیے اتناونت

در «رہے۔ بھی ایک نماز میں چاریا دور کعتیں ہوا کرتی ہیں۔ میں کہتا ہوں:

ابن تیمیه کریزه خواروں سے پھرہم کہتے ہیں کہ تہمیں بیہ خوب معلوم ہے کہ تمہارا پیشواابن تیمیہ خلبی ہے۔ اور سید ناالاً م احمد بن حنبل رحمہ الله تعافی جائے ہیں کہ تہمیں بیہ ایک نا قابل انکار ثابت شدہ حقیقت ہے کہ وہ ہردن اور رات میں تین سور کعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ثابت بنانی اور جنید بغدادی «بھی یہی حال تھا، فتنہ کے ہددت اور ثابت بنانی اور جنید بغدادی «بھی یہی حال تھا، فتنہ کے بعد جب آ ہے آمرض آلات ہوا گہردن ورات میں ڈیڑھ سور کعت نماز پڑھا کرتے اس وقت آ ہے گمر شریف تقریبا • ۸راسی سال ہوچکی تھی۔

كيالهُ م احد مبتدع تھے، اور ان Aاس عمل ميں آئی فضيلت نہيں؟

ہم ان سے کہتے ہیں کہ علمائے امت نے صالحین کے مناقب کے باب میں سمات ایسے اسلاف صالحین از بن « ذکر فر اُ آیا ہے جو ہر روز ایک ہزار رکعت نماز ادا فر اُ آیا کرتے ۔ ان حضرات علمائے امت نے علی بن حسین ( زین العابدین )، اور علی بن عبد الله ابن عباس ، اور عامر بن عبد الله ، اور ہمس ، اور بلال بن سعد ، اور مصعب بن ثابت ، اور مره بن شراحیل ہمدانی کشر تعبادت « ذکر فر اُ آیا۔

اب ہم پھر حضرت علی زین العابدین بن حسین الم خصوصیتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں: مصعب بن عبداللہ زبیری نے سیدنااا م اُ لک بن ا ÷ سے روایت کیا: علی بن حسین نے احرام باندھ کرتلبیہ «اراده فراًیا، تین بارتلبیہ پڑھنے کے بعد آپ پرایسی غشی طاری ہوئی کہ آپ اپنی اوٹٹی سے کر گئے جس سے آپ اُ ہڑی شکستہ ہوگئی۔

اور جُھے یے خبر ملی کہ آپ اپنے وصال تک ہردن ورات ایک ہزارر کعت نماز ادافر اُیا کرتے۔ آپ اُل کثرت عبادت ﷺ بی نام زین العابدین بڑا۔ اھ۔

اور عامر ۳٫۷۳ بن عبدالله علم بارے میں ابونعیم نے صلیۃ الآولیاء (۸۹،۸۸۲) بیہ قی نے شعب الآیمان (۱۵۳/۳) اور ابن جوزی نے جوزی نے صفوۃ الصفوۃ (۲۰۲۱۳) میں ذکر کیا۔ اور کہمس عیم علم متعلق ابونعیم نے صلیۃ الآولیاء (۲۰۱۱۲) ، ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ (۳۱/۳۱) ، ذہبی نے السیر (۸/۵۰۳۵) اور حافظ نے میزان (۸۰۳/۵) میں ذکر کیا۔ اور بلال کی بن سعد علم متعلق حافظ مزی نے تہذیب الکمال (۲۹۲/۳) ، ذہبی نے السیر (۸/۵۰۱۹) اور حافظ نے تہذیب (۱۲۱۲۸) اور حافظ میں ذکر کیا۔ اور مصعب ۲ بن ثابت علم متعلق ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ (۱۲۲/۲) ، ذہبی نے السیر (۲۹/۵) اور حافظ نے میزان (۲۹/۵۲) ، کل باذی نے میزان (۲۲/۵۲) میں ذکر کیا۔ اور مرہ کے بن شراحیل ہمدانی علم متعلق ابونعیم نے حلیۃ الآولیاء (۱۲۲/۲) ، کل باذی نے میزان (۲۲/۵۲) اور ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ (۳۲/۳) میں ذکر کیا۔

## (۳۱) ابن تیمیداوراهٔ مجعفرصادق 🗚 بین

ابن تیمیه گم بیرعادت ہے کہ وہ اہل بیت کرام گم تنقیص و گم بین کرتا ہے بلکہ یوں کہاجائے گم بے جانہ ہو) کہ ابن تیمیدان تمام حضرات گھ کم بین کرتا ہے جن سے امت مسلمہ فطری محبت وعقیدت رکھتی اوران گم تعظیم وتکریم بجالاً تی اوران گم بار کہ ہوں میں نذرعقیدت پیش اور جبین نیاز خم کرتی ہے۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۵۳۲،۵۳۳) میں کہا:

'' حاصل کلام ان ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی جعفر (صادق) سے فقہ ﷺ کھے اعدنہ سکھے ، ہاں ان حضرات نے جعفر سے حدیثیں روایت کیں جیسا کہ دوسروں سے روایت کیا، اور دوسروں Å روایت کردہ حدیثوں سے گئ اُنازیادہ ہیں، زہری اوران Å حدیث کردہ حدیثیں ان Å روایت کردہ حدیثوں سے گئ اُنازیادہ ہیں، زہری اوران Å حدیث کے درمیان آ آ گئی نسبت ہی نہیں، نہ سے نہ کثرت میں، الله م بخاری آن گاری آن کے بارے میں شبہ ہوااس وجہ سے کہ انہیں یہ خبر ملی کہ یکی بن سعید قطان نے فر آ یا کہ: ان کے بارے میں کلام ہے اس لیے انھوں نے ان گے حدیث خرین کے ۔ اور جعفر صادق گم براءت کے باوجودان پرجس قدر کذب «طعن ہے کی اور پڑھیں۔'' میں کہنا ہوں:

ابن تیمیه کے کلام میں تین نقطے ہیں جن کم بنیاد پراس نے اللہ مجعفرصادق کُلاُم ہین گا: پہلا نقطہ:

یہ ہے کہ ابن تیمیہ نے یہ کہا: ''اُن انکہ اربعہ میں سے کسی نے بھی جعفر سے فقہ ﷺ کھے اعد نہ سیکھے' ۔ یہ جعفر صادق اور اہل بیت کرام لم تنقیص فَل ہین اور مکابرہ ہے، ابن تیمیہ سے پہلے کسی نے بیہ نہ کہا کہ انکہ اربعہ میں سے کسی نے ایک دوسرے سے اخذ نہ کیا مثلا الله م احمد نے شافعی ، اور الله م شافعی نے الله م لاک سے اخذ نہ کیا اور کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ انکہ اربعہ نے الله مجعفر صادق سے بچھ بھی و اعد فقہ نہ سیکھے۔

علامہ ذہبی نے سیسو أعلام السبلاء (۳۵۷۱) میں ذکر کیا کہ جسن بن زیاد نے فر اُیا: میں نے ااُم ابوصنیفہ سے سنا آپ سے بوچھا گیا آپ اُنظر میں سب سے ظیم فقیہ آن ہیں؟ اُفر اُیا: میں نے جعفر بن محمد سے بڑا فقیہ نہ دیکھا۔

حافظ ابن حجر Å تعجیل (۵۲/۱) میں بہلول بن عمرصر ° معروف به مجنون ﷺ تجرمہ میں ﷺ ہے کہ الاُم ابوحنیفہ نے ان ﷺ بارے میں بیان فر اُما کہ میں نے انہیں بازار میں کھاتے ہوئے پایا آمیں (ااُم ابوحنیفہ) نے ان سے کہا: جعفرصا دق جیسی شخصیت ﷺ یاس مجالست رکھتے ہواور بازار میں چلتے ہوئے کھاتے ہو۔

ذرادیکھیے سیدناالاً م ابوضیفہ رضی اللہ تعالاً عنہ گم نظر میں سیدنالاً م جعفرصادق رضی اللہ تعالاً عنہ «مقام کیسا ہے آپ یوفراڈ رہے ہیں: جعفرصادق جیسی شخصیت گم بحلس میں بیٹھتے ہواور بازار میں چلتے پھرتے کھاتے ہو؟
علامہ ذہبی نے سیراعلام النبلاء (۲۵۸۸) میں ذرکیا ہے کہ:الائم ابوصیفہ نے فراڈیا: جب خلیفہ منصور جعفر صادق آ'جیرہ' گم سرز مین پر کھ کرآ یا گمیرے پاس خبر جیمی اور کہا:اے ابوصیفہ! جعفر بن محمد کے سب یہاں کا گا۔ فتنہ میں پڑگئے ہیں اس لیے آپ اللہ میلے اپنے کھی مشکل اور دشوار مسائل تیار کیجئے گھ میں نے خلیفہ کے گا۔ فینہ سے سوال کرنے کھ لیس مسئلے تیار کیے پھر میں ابوجعفر (خلیفہ منصور) اور جعفر کے پاس آ یا گہ خلیفہ نے بھے اپنی ہیں تیار کیے پھر میں ابوجعفر (خلیفہ منصور) اور جعفر گا ایس ہیت قائم ہوئی جو بھر میں ابوجعفر (خلیفہ منصور) اور جعفر گا ایس ہیت قائم ہوئی جو ابوجی اس کے جانب بیٹھایا جب میری نظران دونوں پر پڑی گھ میرے دل میں جعفر گا ایس ہیت قائم ہوئی جو ابوجعفر (خلیفہ منصور) گئی ہیں ہوئی آپ جو مشکل اور خطرات «بیہ ل ہے، اور اہل کے بینہ منورہ اللہ کے بینہ منورہ گم آلافت فرائے تے ہیں کہ کی گھر کے گھر کہا کہ کہ میں نے آپ گھر کے گھر کہا کہ کہاں جانس مسئلہ بیش کے اور ان مسائل میں سے کھر بھر کے گھر کھر کے گھر کھر کہا کہ کہا کہا گھر کہا کہ کہا کہ کہاں تک کہ میں نے آپ گھر خدمت میں مکمل چالیں مسئلے بیش کے اور ان مسائل میں سے کھر بھر کے گھر کھر کہا کہا گھر کے کہا کہ کہاں کے کہا کہ کہاں کے کہر کھر کے اور ان مسائل میں سے کھر بھر کہا کہ کھر کے کہر کھر کے کہر کے کہر کے کہر کہر کے کہر کے کہر کے کہر کھر کے کہر کھر کے کہر کے کہر کھر کہر کہر کو کھر کو کہر کے کہر کے کہر کل میں نے آپ کے کہر کھر کہر کے کہر کے کہر کھر کھر کے کہر کے کہر کے کہر کے کہر کھر کے کہر کھر کے کہر کے ک

الله بميں اور آپ آل آپ آل آپر ايت پر قائم رکھے۔ ذراد يکھيے الله ما ابوحنيفه ،الله مجعفر صادق آگيسی تعريف

نہ کیا۔اہُ ما بوحنیفہ نے فرۂ یا: کیا ہم نے بہروایت نہ گھ کہسب سے بڑاعا کا وہ ہے جسے اختلاف علما «زیادہ علم ہے۔

میں کہنا ہوں :

رہے سیدناا آم آ لک علیہ الرحم آم حافظ نے تہذیب البہذیب (۸۸/۲) میں ذکر کیا کہ: میں ایک ز آ نہ تک آپ اُلے خدمت میں آتا جاتا رہا میں نے آپ A اندر تین حصلتیں پائیں۔ آپ یا آن نی نماز پڑھتے ، یاروزہ میں مشغول رہتے ، یا قرآن گم تلاوت فر آئے ۔ میں نے ہمیشہ آپ آباوضو حدیث بیان فر آئے دیکھا۔ آخرا یک ز آن نہ تک آپ گم خدمت میں اَلْ م آگھور فت کیوں رہی ؟

رہ گئے سیدنالا م شافعی علیہ الرحمہ ابونعیم نے حلیۃ الآولیاء (۱۵۳،۱۵۲۹) میں آپ کے متعلق ذکر کیا کہ بعض آل نے آپ پر رفض کم تہمت صرف اس لیے لگائی کہ آپ اہل بیت کم طرف « آمیلان رکھتے۔اوران سے بے پناہ محبت فر آئے۔اائم شافعی نے آئے اشعار میں یہاں تک فر آیا:

- ا) قف بالمحصب من منى فاهتف بها واهتف بقاعد خيفها والناهض
- ٢) إن كان رفضاحب ال محمد فليشهد الشقالان أني رافضي
- ا) منی کے مقام محصب میں کھڑے ہوکراس خاک مقدس میں کھڑے اور بیٹھے سارے کا اُن آپہ پیغام سنادو کہ
  - ۲) اگرآ ل محمد «نام رافضی ہونا ہے جن وا ÷ اَاہ ہوجائیں کہ میں رافضی ہوں۔

علامہ ذہبی نے سیراَ علام النبلاء (۱۰م۸) میں نقل فر اُیا کہ: رہیج بن سلمان نے کہا: ہم نے ااُم شافعی علامہ ذہبی نے سیراَ علام النبلاء (۱۰م۸) میں قدم رنجہ ہوتے یا اس سے اترتے اُداشک بار آئکھوں سے بیہ اشعار پڑھتے:

- ا) ياراكبًا قف بالمحصب من منى واهتف بقاعد خيفناوالناهض
- ٢) سحرا إذا فاض الحجيج إلى منى فيضا كملتطم الفرات الفائض
- m) إن كان رفضا حب ال محمد فليشهد الشقالان أنسى رافضى
- ا) اے سوارمنی کے مقام محصب میں کھڑے ہوکراس ارض مقدس میں کھڑے اور بیٹھے سارے آگاں آھے کہ کے اور بیٹھے سارے آگاں کے وقت بیریغام سنادو۔
  - ۲) جب کہ جاج فرات ﷺ تلاطم خیز آجوں گھ طرح مٹی گھ طرف جوش زن ہوں۔
  - ۳) اگرآ ل محملهٔ محبت «نام رافضی ہونا ہے جُن وا ÷ اَاہ ہوجا ئیں کہ میں رافضی ہوں۔

الاً مثافعی رحمة الله تعافی علیه علم بارے میں بیمشہور ہے کہ آپ سورة فاتحہ علم شروع میں زور سے ''بسم الله الرحمٰن الرحیم'' پڑھتے تھے با اسکہ کرام «فہب یہ ہے کہ نماز میں ''بسم الله الرحمٰن الرحیم'' آہستہ پڑھا جائے۔ اسی طرح الله مثافعی رحمہ الله تعافی با اسکہ علم برخلاف نماز فجر میں بھی قنوت پڑھتے تھے۔ زور سے تسمیہ، اور نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے۔ زور سے تسمیہ، اور نماز فجر میں قنوت وغیرہ پڑھنا آپ نے اہل بیت اطہار عکے جہب سے اخذ فر آھیا۔ اسی وجہ سے اور اہل بیت کرام مناز فجر میں قنوت وغیرہ پڑھنا آپ نے اہل بیت اطہار عکے جہت اور کمال ہے کے بیا شعار فر آپ نے بیا شعار فر آپ کے بیا شعار کے بیا شعار فر آپ کے بیا شعار کے بیا شعار کیا گیا کہ کر مانا ہے کو بیا کر میا گیا کہ کر میا ہے کہ کر مانا ہے کہ کر مانا ہے کہ کر مانا کر آپ کے بیا تھا کہ کر مانا ہے کہ کر مانا ہے کہ کر مانا کر کر مانا ہے کہ کر مانا کر کر مانا ہے کہ کر مانا ہے کر مانا ہے کر مانا ہے کہ کر مانا ہے کر مانا ہے کر مانا ہے کر مانا ہے کہ کر مانا ہے کر

الاُ مسفیان توری عکران او ال میں نظر سے جنہ جنہیں ابونعیم نے روایت کیا (جبیبا کہ ذہبی نے سیرا علام النبلاء (۲۲۲،۲۲۱) میں ذکر کیا ) اللهٔ مسفیان توری نے فر آبیا: میں جعفر بن مجم علم پاس پہنچا آب در سیم النبلاء (۲۲۲،۲۲۱) میں ذکر کیا ) اللهٔ مسفیان توری نے فر آبیا: میں جعفر بن مجم علم بین جی ہوئے ہیں جس «رنگ آب بہ سیاہی ہے، اور آب ایک ریشی دید جانی چا دراوڑ ہے ہوئے ہیں۔ میں تجب سے آپ آب دیکے لگا آپ نے فر آبیا: توری! کیابات ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ علیہ رسول عکر فرزند! آپ اور آپ عمر آب کرام «یہاب نہیں ہے آب آب نے فر آبیا: وہ فقر و تنگلاتی «زائ نہ تھاوہ حضرات اپنے فقر و تنگلاتی علیہ کرام «یہاب نہیں ہے آب آب بے اس علیہ بعد آپ نے حضرات اپنے فقر و تنگلاتی کہ جنہ تھا۔ آج ہر چیز آفراوانی اور بہتات ہے اس علیہ بعد آپ نے جبہ آب سین کھو آلم اندرایک سفیداونی جبہ تھا۔ جس «دا آب دوسرے دا آب سے چھوٹا تھا اور فر آبی بی خاک اللہ استین کھو آلم اندرایک سفیداونی جبہ تھا۔ جس «دا آب دوسرے دا آب سے چھوٹا تھا اور فر آبی بی خاک اللہ

عزوجل کھلیے پہن رکھاہے۔اوراسے آپ آ اُل کھلیے زیب تن کررکھاہے کم جو چیز خا کر اللہ کھ لیے ہے ہم نے اسے چھیار کھی ہے اور جو آپ آ اُل کھ لیے ہے اسے ظاہر کررکھاہے۔

حافظ ذہبی نے سیراً علام النبلاء (۲۲۲۲۲۲۲) میں ذکر کیا کہ: خلیل بن احمد نے فر ڈیا: میں نے سفیان تُوری سے سنا آپ نے فر â یا: میں مکه آیا Âابوعبرالله جعفر بن محمد 🗚 پاس پہنچا Âدیکھا که بطحائے مکه میں جلوہ نشین ہیں میں نے عرض کیا: اے فرزندرسول اللہ! کیوں آفف آ پیچھے سے رکھا گیا،اور متعرحرام حرم A طرف نہ پھیرا گیا؟ آپ نے فر ڈیا کعبہاللّٰد « گھر ہےاور حرم اس Å خاک پاک ہے،اوں∩قفاس « درواز ہ ہے، جب وفید وا کے اس« قصد کر AE تے ہیں Â انہیں باب کعبہ پر عجز AE ساتھ دعا ومنا جات AE لیے ٹھبرا دیا جاتا ہے ، جب انہیں داخل ہونے گا اجازت آجاتی ہے آنہیں دوسرے دروازہ مز دلفہ سے قریب کر دیا جاتا ہے، جب وہ کثرت سے مناحات ودعا کرتے ہیںاورعیادت وطاعت میں خوب جہدومشقت کرتے ہیں Âان پراللّٰہ Å بیکراں رحمت « نزول ہوتا ہے، جب کعبہ انہیں اپنے سایئر رحمت میں کے لیتا ہے آنہیں بیچکم دیتا ہے کہ اللہ عز وجل 🖒 باری ہیں ا بنی قربانیوں «تقرب پیش کریں، جب وہ تقرب سے فارغ ہوجاتے ہیں،اینامیل کچیل دورکر لیتے ہیںاوران گناہوں سے پاک ہوجاتے ہیں جو ہندہ اور رب عجر سیس حجاب اور û اُ ہوتے ہیں اُنہیں ہے تکم دیاجا تا ہے کہ یاک ہوکراس £خاص گھر Å زیارت کریں،سفیان توری نے کہا: پھرایام تشریق میں کیوں روز ہ مکروہ ہے؟ فر âیا:اس کیے کہان دنوں بندےاللہ کے مہمان ہوتے ہیں،اورمہمان برمیز بان کے بہاں روز ہ Å یابندی آازم نہیں ہوتی ، میں نے کہا: میں آپ پر نثار گاگ غلاف کعہ سے کیوں چیٹتے ہیں حالاً ان کہ وہ اُلیک کیڑا ہے جس « آئی نفع نہیں فر âیا:اس Å مثال اس آ دÓ Å ہے کہاس آ دÓ اور دوسرے آ دÓ Æ درمیان Ã بی جرم وقصور ہو Â وہ مجرم وقصور واراس Æ پیچھے لگار ہتا ہے، اور اس امید پر اس Æ گرد چکر لگا تار ہتا ہے کہ کہیں اسے عفوو در گزراور بخشش «بروانه آجائے۔

ره گیااهٔ م احمد «معامله Aوه آپ Aزهٔ نه میں تھے اس لیے که اهٔ م جعفرصادق « ۱۳۸ میں وصال ہوگیا تھا۔

### دوسرا نقطه:

ابن تیمیہ نے بیکہا کہ: ''ائمہ اربعہ نے اللہ مجعفر صادق سے روایت کیا ہے جیسا کہ ان حضرات نے دوسروں سے روایت کیا ہے، اور دوسروں گم حدیث سالہ مجعفر گم حدیث سے گئ آنازیادہ ہیں۔ اور زہری اوران گم حدیث کے درمیان آئی نسبت ہی نہیں نہ سے میں'۔

ہم اس کے سیر اعلام النبلاء (۲۷ میں کہتے ہیں کہ: ابن عدی (۱۳۱۲) اور ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (۲۷ میں کہتے ہیں کہ: ابن عدی (۱۳۱۲) اور علامہ ابن ججر نے لسان (۱۳۲۲) میں دراور دی سے نقل کیا کہ انھوں نے یہ کہا: ''اللّام لُا لک نے جعفر سے روایت نہ لگم یہاں تک کہ بنوع باس «معاملہ غالب آ گیا، یعنی سبب واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ بنوامیہ لگم حکومت سے روایت نہ لگم یہاں تک کہ بنوع باس «معاملہ غالب آ گیا، یعنی سبب واضح ہے اور وہ میں رضی اللّٰہ تعالم عنہ لگم شہادت میں اور یہ لگا گا اہل بیت کرام سے شدید نفرت وکرا ہت رکھتے تھے۔ سید نااللّا م حسین رضی اللّٰہ تعالم عنہ لگم شہادت انہیں کے دور خلافت میں ہوئی۔

میاهٔ م زہری اور حضرت علی زین العابدین کے درمیان تقابل کم طرح ہے کہ بعض علمانے کہا کہ: دونوں کم عمرایک ہے جسیسا کہ احمد بن صا گ نے یہی کہا، اور بعض علمانے کہا کہ علی زین العابدین رضی اللہ تعافی عند زہری سے عمرایک ہے جسیسا کہ احمد «° زیادہ ہے۔ تہذیب التہذیب (۲۲۹/۷) و ط۔ حضرت علی زین العابدین کے مساتھ زہری «معاملہ کیا ہے ہم المسبق میں ذکر کر کیجے۔

ہم کہتے ہیں: کیا بن تیمیدا بوہر رہ رضی اللہ تعافی عند اُلیک ہزار روایت É بالمقابل ابو بمرصدیق رضی اللہ تعافی عند اُلہ روایت کردہ حدیث اُلہ تعداد بھول گیا، کیا ہے کہنا سے کہ ابوہر رہ اور ابو بکر اُلہ حدیث اللہ تعام درمیان آئی نسبت ہی نہیں ، نہ ہے ت ، نہ کثرت میں ، کہاں ابوہر رہ اور کہاں سیدنا ابو بکر صدیق اکبر؟ یہ 'ر «مقام

### تيسرانقطه:

ابن تیمیہ نے یہ کہا کہ:'' بخاری آ الا م جعفر اللہ بعض حدیثوں میں اس لیے شبہ ہوا کہ انہیں بحی بن سعید قطان سے بیخبر کی کہان کے بارے میں کلام ہے اس لیے ان اللہ حدیث تخ تن کنہ اور جعفر اللہ براءت کے سعید قطان سے بیخبر ملی کہان کے بارے میں کلام ہے اس لیے ان اللہ حدیث تخ تن کنہ اور جعفر اللہ براءت کے سعید قطان سے بیخبر ملی کہان کے بارے میں کلام ہے اس کے اس

باوجودان پر کذب «ایساطعن ہے جوکسی اور پڑہیں''۔

اس £ جواب میں درج ذیل ا آرملاحظه ہوں:

(۱) خوداس کمیذهافظ ذہبی نے سیراُ علام النبلاء (۲۸۲۵،۲۵۷) میں ذکر کیا:

'' یکی بن سعید نے فر آیا: جعفر بن محمد نے مجھے تج الله طویل حدیث املا کرائی۔ پھر یکی بن سعید نے کہا: ''میرے دل میں اس بارے میں کچھ خدشہ ہے، مجالد مجھے ان (جعفر) سے زیادہ محبوب ہیں' ۔ میں (زہبی) کہتا ہوں: یہ یکی قطان الله لغزشوں میں سے ہے۔ بلکہ اس شان کے ائمہ حدیث «اس بات پر اجماع ہے کہ جعفر مجالد سے زیادہ ثقہ ہیں، اور ان ائمہ محدثین نے یکی قطان کے اس لے اللہ طرف ذرا بھی التفات نہ فر آیا۔

الأم شافعی نے فر آیا: جعفر ثقه بیں، اور کی بن معین نے کہا: جعفر بن محد ثقه آآن بیں، اور ابن ابوحاتم نے کہا: جعفر بن محمد عن أبيه"، اور 'سهل نے کہا: میں نے ابوز رعہ سے ساآپ (ابوز رعہ ) سے 'عن جعفر بن محمد عن أبيه"، اور 'سهل عن أبيه" کا متعلق بوچھا گياان میں ۱۹۵۹ مح روایت باآپ نے فر آیا: جعفر «ان سے تقابل نہ کیا جائے۔ اور میں نے ابوحاتم سے بیفر آئے سا: جعفر جیسی شخصیت کے مارے میں نہ بوچھا حائے''آآ

ابن عدی نے « آز ۱۳۲۱ اس اس کہا: آپ گربت می حدیثیں اس طرح مروی ہیں "عن أبیده عن جابر، وعن البائدة" اور اہل بیت کے شخ ہیں۔ ائمہ کرام نے آپ سے حدیثیں روایت کیں، آپ تقدراویوں میں سے ہیں جیسا کہ ابن معین نے فر ڈیا۔

(۲) ابن تیمیہ کاس جملہ میں 3/4 قدر راج اور گھال میں ہے۔اس کھاس بے معنی کلام میں ابہام وا یہام کے ابن تیمیہ کھاں جملہ میں 3/4 قدر راج قدر راج اور گھال میں ہے۔اس کھاں جو ہے کہ یکی بن کے سوا کچھ نہیں:''بخاری آبا ہے گہ بعض حدیثوں کھ بارے میں شہرہ ہوااس وجہ ہے کہ یکی بن سعید قطان سے انہیں یہ خبر ملی کہ آپ کھی بارے میں کچھ کلام ہے اس لیے ان گم حدیث تخ تئے نہ گئے۔ کہ اور چعفرصاد ق گم براءت کے باوجودان پرجس طرح کذب «طعن ہے کسی اور پڑئیں'۔

بعض حدیث میں کلام A وجہ یہ ہے کہ یکی قطان « کلام خودا اُم جعفر صادق کے صدق کے بارے میں تھا اسی لیے ہم نے اُسبق میں حافظ ذہبی « یہ کلام نقل کیا کہ:'' یہ یکی قطان الم نغز شوں میں سے ہے' یہ اسی لیے ہم نے اُسبق میں حافظ ذہبی « یہ کلام نقل کیا کہ:'' یہ یکی قطان الم نغز شوں میں سے ہے' اور اُسبق کے کہاس «تعلق ایسے یہ اور اُسبق کے کہاس «تعلق ایسے کا اُس سے ہے جوجعفر صادق پر کذب الم تہمت لگاتے ہیں آذراد یکھیے کہ ایک سیاق میں دومعنوں کے درمیان کیسا کھلا ہوا بعد ہے۔

- (۳) ابن تیمیه کام «کیافاکده' و لم یک ذب علی أحد ما کذب علی جعفر الصادق مع برائته'' جعفر صادق لم براء ت که باوجودان پر کذب «ایساطعن ہے جوکسی اور پرنہیں۔ جب ابن تیمیه کے لیے یہ خود ہی قناعت بخش ہے گھریکی قطان لا اس لغزش «کیوں ذکر کیا جائے جس «ذکر ابھی گزرا که علامہ ذہبی نے فر اُیا: انکہ محدثین «اس پر اجماع ہے کہ یہ یکی قطان لا خطاولغزش ہے۔
- (۴) الله م بخاری شافعی المذہب ہیں انھوں نے اپنی صحیح میں الله م شافعی للم روایت ذکرنہ الله کیااس «یہ مطلب ہے کہ اللہ م شافعی ثقة نہیں؟ یاائمہ نے ان سے اخذروایت وحدیث نہ اللہ کو را'' رفر آئیں۔
- ابن تیمیه «اس جمله سے کیامقصود ہے: ''جعفر صادق گر براءت کے باوجودان پر کذب «ایساطعن ہے جوکسی اور پرنہیں'' کیاا آئم بخاری گم عدم روایت گرصفائی پیش کررہا ہے اوراسے جائز قرار دے رہا ہے یا جعفر صادق گم مرویات میں شک پیدا کرنامقصود ہے کہ جعفر صادق گم مروی روایتیں سننے والآشک وشید «شکار ہوجائے۔اللّٰہ ہی جانتا ہے کہ ابن تیمیه «اس جمله سے کیامقصود ہے: ''الاُم بخاری آبعفر گم براءت بعض حدیثوں میں شک ہوا''ہم آبابن تیمیه سے کہتے ہیں اسے یہ کہنا چاہئے: '' جعفر صادق گم براءت کم باوجودان پر کذب «ایساطعن ہے جو کسی اور پرنہیں جیسا کہ ان کے جداعلی رسول اعظم کے گھرف بعض جموبے گراویاں نے جموٹی روایتیں منسوب کیس۔
- (۲) الله ﷺ آصادق A لقب سے کیوں أو بن على زين العابدين بن حسين نواسه رسول الله ﷺ آصادق A لقب سے کیوں

یاد کیا گیااوراس پرامت «اتفاق کیول ہے؟ اور نبی کریم ﷺ کیول صادق امین کہا گیا؟ عمرو بن ابو المقدام نے فر اُیا: المقدام نے فر اُیا: ''میں جب جعفر بن محم آد کیتا آ ایسامعلوم ہوتا کہ آپ انبیا آ پاکیز انسل اور اوا آ دسے ہیں''۔

# ۳۲) ابن تیمیه طمحضرت علی رضابن آیی «ظم طم اثنان میں گستاخی جن ابن خزیمه اور ابن حبان اکتساب برکت کرتے۔

حضرت علی رضاین آی «ظم، بن جعفرصادق، بن محمد با قر، بن علی زین العابدین، بن سردارا ہل جنت حسین، بن علی وہ ہیں جن Åشان میں رسول اکرم ﷺ کے منبراقدس پریہ کہا گیا:

ستة ابساء هم مساهم خيرمن يشرب صوب الغمام ترجمه: " يعلى بن آي ، بن جعفر، بن محر، بن على ، بن سين بين ،

ان کے چھآ بائے کرام وہ ہیں جو باران کرم سے سیراب ہونے وا ھے تمام آل سے افضل ہیں۔ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۲۰۷۲) میں کہا:

" یہ کہنا کہ وہ (حضرت علی) سب سے بڑے زاہدوعا کا ہیں۔ یہ حض دعوی بے دلیل ہے۔ جو شخص کسی انسان کے بارے میں غلوکر تا ہے وہی ایسے دعوے کرسکتا ہے، یہ دعوی کیوں کر بے دلیل نہ ہو کا جب کہ ہر خص جانتا ہے کہ ان کے ذائم نہ میں ان سے بڑھ کرعلم وز ہدوا کے تصح جسیا کہ شافعی ،اورا کم ابن را ہو یہ ،اوراحمہ بن ضبل ،اوراشہب بن عبدالعزیز ،اورابوسلیمان دارانی ،اورمعروف کرخی اوراس طرح کم دوسری عظیم الشان شخصیتیں۔علائے محدثین میں سے کسی نے ان کم آئی حدیث قبول نہ گم ،اوراصحاب صحاح ستہ نے اپنی کتابوں میں ان گم کی حدیث روایت نہ گئی حدیث روایت نہ گئی حدیث روایت نہ گئی حدیث روایت نہ گئی حدیث روایت نہ گئی۔

اوراس نے اپنی کتاب منہاج (۱۲،۲۲) میں یہ بھی کہا:

"بی کہنا کہ: ان سے فقہائے جمہورنے خوب اخذ علم کیا۔ بیصری جھوٹ ہے،ان مشہور فقہائے جمہورنے ان مشہور فقہائے جمہورنے ان

سے اخذعلم کیا آآ آئی عجب بھی نہیں کیوں کہ طالبان فقہ اپنے سے متوسط، اور متوسط سے بھی کمترعلم واآل سے اخذواکتساب کیا کرتے ہیں، بعض آگ ذکر کرتے ہیں کہ معروف کرخی ان کے خادم تھے، آپ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، ان کے خرقہ «اتصال بھی آپ ہی سے تھا یہ بھی جھوٹ ہے جس پر تمام معروف شخصیتیں متفق ہیں'۔ آآ

(۱) اہل بیت المسلسل تنقیص شان میں سے ابن تیمیہ ایک گستاخی ہے۔ ابن تیمیہ سرداران اہل جنت حسن وحسین کے بارے میں ہیکہتا ہے کہ: وہ اپنے زائنہ کے برڑے زاہدوعا الانہ تھے۔

اورا پنے مریدوں سے اپنے بارے میں بقیۃ السلف ، قدوۃ الخلف ، اعلم بلا دالشرق والغرب کہلوا تا ہے جیسا کہ اس اللہ کتاب' الزہدوا اگرع والعبادۃ'' (ار۸۵) کے حوالہ سے گزرا۔

میں کہتا ہوں:

حفید حسین (حسین کھ پوتے) کھ بارے میں وہ یہ کہہ رہاہے کہ: وہ اپنے ز اُنہ کھ سب سے بڑے عالاً وزاہد نہیں۔اوراسے یہ یادنہیں کہ اللہ نے ساا کی سفید (پوتے) آن کھ آباکھ خیر وصلاح کے سبب کرامت وشرافت سے سرفراز فر اُیا جیسا کہ اللہ تعا & ارشاد ہے:

﴿ وَ كَانَ أَبُولُهُ مَا صَلِحًا ﴾ [الكهف-١٨: ٨٦] ترجمه: "اوران «باب نيك آدن تقا" -

خلیفه ۱۹۵۵ نے حضرت علی رضا ۱۹ باری میں خلافت «عریضہ پیش کیا ۱۹ پ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیم کا سے نام کا سے قبول نہ فر ۱۹ یا ہے کہ آپ اپنے نے نام کے نام کی ایک ہے کہ آپ اپنے نے فر ۱۹ یا کا سے کہ حضورا قدس سیدعا کا کھیے نے فر 18 یا:

"إن ابني هذا سيد، ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين". "يمرايه بيناسردار باميد على الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين "ميرايه بيناسردار باميد على الله عزوجل ان عمر اليه بيناسردار باميد على الله عزوجل ان عمر اليه بيناسردار المانيون من المسلمين الله عنوان المسلمين المسلمين

صلح کرائے''۔

### (۲) ابن تیمیه «پیکلام ابھی گزرا:

''آپاپ نا آن میں آپ سے بڑے عا کا وزاہد کیسے ہوں طبحب کہ ہر مخص آمعلوم ہے کہ آپ سے نا آپ سے بڑھ کرعلم وزہدوا کے تھے جیسا کہ شافعی ،اوراسحاق بن راھویہ،اوراحمد بن خنبل،اوراشہب بن عبدالعزیز،اورابوسلیمان دارانی اور معروف کرخی'۔ اس کے اس کا میں بہت سے مغالطے ہیں۔

یه حضرات آن بین،ان «ذکر کیول نه کیا،اوران آ دلیل کیا ہے؟ جب آئی شخص حضرت علی رضا گرفت کسی فضیلت آلسنت کرتا ہے آبان تیمیداسے بے دلیل بات شہرا تا ہے آخراس آل پاس اس آلم خلاف دلیل کیا ہے؟ ہم آسیق میں ذکر کر کی بین کہ اا آم شافعی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کرام سے بے حد محبت فرا آت کیاں تک کہ اس جم محبت میں آل نے آپ آسٹیع تک کہ ڈاآآ،اسی طرح تصوف آلم ظلیم اا آم دارانی آم محبت بیاں تک کہ اس جر محبت میں آل نے آپ آسٹیع تک کہ ڈاآآ،اسی طرح تصوف آلم ظلیم االلہ بہت کہ اہل ہوت ہے۔ انگر معروف کرخی حضرت علی رضا آلے خادات میں سے تھے جیسا کہ بہت سے انکہ کرام نے اس آلم تصریح فرآئی۔ ہاں ابن تیمیداسے نہیں آت نتا، چندصد یوں آلم بعداس پہلے شخص نے اپنی عادت کرام نے اس آلم تصریح فرآئی۔ ہاں ابن تیمیداسے نمیلی رضا آلم خادم نہ تھے،اور بیصرف اس بنا پر کہ اا آم اس منبیل، حضرت معروف کرخی حضرت علی رضا ہو گئی۔ کہ وہ حضرت علی رضا سے بھی بڑے زاہد تھے پھر بھی وہ حضرت علی رضا «ادب منبیل، حضرت معروف کرکر کے کہ وہ حضرت علی رضا سے بھی بڑے زاہد تھے پھر بھی وہ حضرت علی رضا «ادب راھو یی آد کیکھے ہم ابھی فرکر کر کے کہ وہ حضرت علی رضا سے بھی بڑے زاہد تھے پھر بھی وہ حضرت علی رضا «ادب راھو یی آد کیکھے ہم ابھی فرکر کر کے کہ وہ حضرت علی رضا سے بھی بڑے زاہد تھے پھر بھی وہ حضرت علی رضا «ادب راھو یی آد کیکھے ہم ابھی فرکر کر گئے کہ وہ حضرت علی رضا سے بھی بڑے زاہد تھے پھر بھی وہ حضرت علی رضا «ادب راھو یی آد کیکھے ہم ابھی فرکر کر گئے کہ وہ حضرت علی رضا سے بھی بڑے زاہد تھے پھر بھی وہ حضرت علی رضا «ادب راھو یی آد کی کے دوہ حضرت علی رضا ہوں کے دوہ حضرت علی رضا ہوں کہ کے دوہ حضرت علی رضا ہوں کو کر کی کو کو کو کو کھر کے کہ وہ حضرت علی رضا کہ کو کی کے دوہ حضرت علی رضا ہوں کو کھر کے کہ وہ حضرت علی رضا ہوں کو کی کو کھر کے کہ کو کو کو کی کو کو کو کی کی کو کو کھر کے کہ کو کو کو کھر کے کہ کو کو کھر کے کو کو کو کھر کے کو کو کھر کے کو کو کو کی کی کو کھر کے کو کو کھر کے کو کھر کے کو کھر کے کو کو کھر کے کو کو کو کھر کے کو کو کھر کے کو کو کھر کے کو کھر کے کو کھر کے کو کو کر کو کو کھر کے کو کو کی کو کھر کے کو کو کو کھر کے کو کو کو کھر کے کو کو کھر کے کو کھر کے کو کو کھر کے کو کھر کے کو کھر کے کو کو کھر کے کو کھر کے کو کو کو کو کھر کے کو کھر کے کو کھر کے کو کھر کے کو کو کھر کے کو کھر

"جب علی بن آی رضاسفید نچر پرسوار ہوکر نیشا پور میں قدم رنجہ ہوتے آباس شہر کے علا آپ کے استقبال کے لیے نکلے جن میں یکی بن یکی ،اوراسحاق بن راھویہ ،اوراحمد بن حرب،اور محمد بن را» خاص کر قابل ذکر ہیں ان حضرات نے آپ گم سواری اگام آب پڑا، اور اسحاق بن راہویہ نے آپ سے عرض کیا: آپ کے آباء کے قتل «وسیلہ آپ ہمیں حدیث اور اسحاق بن راہویہ نے آپ سے عرض کیا: آپ کے آباء کے قتل «وسیلہ آپ ہمیں حدیث

سنائين آپ نے حدیث الممل سند ذكر فر أه كرفر أه يا: مجھ سے عبد صافى ميرے والد آئى بن جعفر نے بيحديث بيان فر أه أي: "لاإلى والدالله حصنى" (آالله إآالله ميرامضبوط قلعه ہے)۔

ذرا ''رسیجئے تنہااسحاق بن را ہو بیعلی رضا الاسواری الاگام نہیں سنجال رہے ہیں بلکہ آپ ہے ساتھ یکی بن یکی بھی ہیں۔ جن الاست شان «بیحال تھا کہ الائم احمد بن خنبل آپ الامبارک قمیص سے اکتساب برکت کرتے۔ اوراحمد بن حرب اور محمد بن را » جیسے ائمہ سلف بھی آپ ہے ساتھ تھے، ان ائمہ سلف «علی رضا الاسواری اللہ سنجالنے «واقعہ « ° معروف وشہور ہے۔ اگراگام سنجالنے «واقعہ « ° معروف وشہور ہے۔

ابن عسا كرحا فظ الدنيا Å تاريخ دمثق (٣٦٣/٥) مطالعه يجيح ـ

(٣) ابن تيميه «يه كلام گذر چكان ولم يأخذ عنه احد من أهل العلم بالحديث شيئا و لا روى له حديث في الكتب الستة "آپ سے علمائے محدثین نے کچھ بھی اخذ نه كيا اور نه بی اصحاب صحاح سته نے اپنی كتابوں میں ان ٨٨ كی حدیث روایت ٨۔

ابن جرنے اپنی تہذیب (ے/۳۳۹) میں فر ایا: ''ائمہ حدیث میں سے آ دم بن ابوایاس، اور نصر بن علی جہضمی ، اور محمد بن را » قشری وغیر ہم نے آپ سے حدیث روایت گئے''۔

ابن اُجه (جوائمه کتب صحاح سته میں سے ایک عظیم محدث ہیں) انھوں نے آپ اُ ایک حدیث روایت اُ ہوہ ہے "الإیدمان معرفة بالقلب، وقول باللسان ،و عمل بالأركان "یعنی ایمان قلبی معرفت، اور اقرار باللسان ،اور عمل بالأر هن هذا الاست د علی اقرار باللسان ،اور عمل بالآر «ن هذا الاست د علی اقرار باللسان ،اور عمل بالآر «ن هذا الاست د علی محد نون لبراً " اگر بیا سناد کسی مجنون پر پڑھ کردم کر دیا جائے اُ وہ روبصحت اور شفایا بہوجائے۔ ابن تیمی آبی معلوم کہ اہل بیت کن کرب انگیز حالات اور جروتشد داور محاصرہ کے پرا شوب دور سے گذرے ہیں جا ہے وہ دور آبی ہو جائے۔ شوب دور سے گذرے ہیں جا ہے وہ دور آبی موباع مرعباسی ،خود حضرت علی رضا آبر آر الادان الم شربت بلائی گئی جیسا کہ ہر شخص آ معلوم ہے۔

(٣) ابن تيميه في كها: "وإن أخذ عنه بعض من لا يعرف من فقهاء الجمهور فهذا لا

ينكرفإن طلبة الفقهاء قد يأخذون من المتوسطين في العلم و من هو دون المتوسطين".

''اگربعض غیرمعروف فقهانے آپ سے اخذعلم کیا آ میگر آئی عجب نہیں کہ طالبان فقہ بھی اپنے سے متوسط، اور متوسط سے کمترعلم وا 1 کل سے استفادہ کرتے رہتے ہیں''۔

اس عبارت پرجس «جتناجی چاہے دل کھول کر تبصرہ کرے ،اوراہل بیت کے مقابلہ میں ابن تیمیہ گ عداوت ونفسانیت دیکھےاورخود فیصلہ کرے کہ 43 کے مساتھ رہنا بہتر ہے۔

# (۳۳) ائمہ سلف حضرت علی بن آئی الم تعظیم و تکریم فر â تے ہیں،ان میں ابوز رعدرازی اور ابن اسلم طوسی و دیگر بے شارعلما و محدثین ہیں۔

# (بیر صغرات آپ سے آسل فر ﴿ تے اور آپ پوشمیں کھاتے یہاں تک کہ آپ ان سے صدیث بھی بیان فر ﴿ تِی اِن سُورُ ہِ تِی اِن سُورُ اِن اِن تیمید «بہ کلام گزرا:

''علی بن آئی کے مناسب حال،اور آائق شان کچھ تعریفات اور مشہور محاس ومکارم بیں جنسیں اہل معرفت جانتے ہیں،کین اس رافضی نے ان اللہ ایک بھی فضیلت دلیل کے ساتھ ذکر نہا''۔

میں کہتا ہوں: کیوں ابن تیمیہ نے علی رضا Å آئی فضیلت ذکر نی اور یہ کہا:''آپ کے مناسب حال اور آئق شان کچھ تحریفات ہیں''الیا معلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہ حا اُ امت ہے یہاں تک کہ سیڑوں سال پیشتر حضرات «بھی حا اُ ہے۔

ہم اس مقام پرامت کے سلف وخلف کے حوالہ سے بید ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ بید حضرات حضرت علی بن آئی رضا Å بے حد تعظیم و تکریم فر اُتے بلکہ آئے گھراطہر «بھی احترام فر اُتے۔

(۱) یہ بہت مشہور ومعروف ہے کہ ائمہ سلف نے علی بن آئی رضا گم سواری گم لگام سنجا ہے۔ یکی بن کجی،اوراسحاق بن راھویہ،اوراحمد بن حرب،اور محمد بن را پ ،اورابوزرعہ رازی،اور ابن اسلم طوسی،اوریاسین بن نضر اوران کے علاوہ بے شارعلما ومحدثین کے بارے میں بیرواقعہ مروی ہے۔

دیلمی نے مندالفردوں اورابن عسا کرحافظ الدنیانے تاریخ دمشق (۲۲سم) میں اس واقعہ آخل کیا، اور حافظ مناوی نے فیض القدیم (۲۲سم ۴۸۹ می) اور حافظ مجلونی نے کشف الحفا (۲۲س) میں بیرواقعہ نقل کیا، بلکہ فیض القدیم (۲۳سم ۴۸۹ میں مناوی «بیرول و B: فائدہ : حاکم الماریخ نیشا پور میں ہے کہ: علی رضابن آمی

«ظم، بن جعفرصادق، بن محمد باقر، بن علی زین العابدین بن حسین جب نیشا پور میں جاوہ آرا ہو ہے آب ایک سفید دراز آش پرایک قبہ میں سوار سے جس پر پردہ لگا ہوا تھا کثر ت جوم A باعث دراز آش پرازار میں چانا دشوار ہوگیا، الله م حافظ ابوزرعہ رازی، اورابن اسلم طوی اور آپ A ہمراہ بے شارعا وحمد ثین آپ Å خدمت میں حاضر ہوگیا، الله م حافظ ابوزرعہ رازی، اورابن اسلم طوی اور آپ A باکہ براہ با کا درخواں کیا: اے سیر جلیل، سرداران امت A فرزند! آپ A پاکہ پاکہ آباد ورمعز زاسلاف A وی گئی ہوئے اور عرض کیا: اے سیر جلیل، سرداران امت A فرزند! آپ A پاکہ آباد آپ A جداعلی سے روایت فر اللی آپ اپنارخ زیبا کھول کر ایک ایسی حدیث پاک سنا کیں جو آپ A آبان واصرار پر آپ نے آپ خلاق سے روایت فر الله جم اس حدیث A در نیسی حدیث بال خلاص کے اللہ اللہ اللہ اللہ کہ نیسی مراتب کھڑ ہے ہو کر اس حسین دکش منظر « نظارہ کرر ہے سے آبی اللہ گئی تا آپ اللہ کہ کہ کہ کہ بار ہے، شور ہیگا مہ بیاد کھے کر ائمہ اعلام نے بآ واز بلند فر آئیا: اے آبانی اش ہوکر بغور حدیث پاک ساعت کر واور اپنے شور وہنگا مہ بیاد کھے کر ائمہ اعلام نے بآ واز بلند فر آئیا: اے آبانی اش ہوکر بغور حدیث پاک ساعت کر واور اپنے شور وہنگا مہ بیاد کھے کر ائمہ اعلام نے بآ واز بلند فر آئیا: اے آبانی ایش ہوکر بغور حدیث پاک ساعت کر واور اپنے شور وہنگا مہ سے جمیں ایذ انہ دو الما اللہ درخواست کرنے وا آبانوزرعہ اور طوی آباجود شے (علی بن آبی) نے حدیث وہنگا مہ سے جمیں ایذ انہ دو الما اللہ درخواست کرنے وا آبانوزرعہ اور طوی آبادود شے (علی بن آبی) نے حدیث روایت کرتے ہوئے فر آباد

''میرے والد آئی «ظم نے اپنے والد جعفر صادق ، انھوں نے اپنے والد محمہ باقر ، انھوں نے اپنے باپ علی اپنے باپ علی مرتضی سے روایت کیا کہ علی مرتضی نے فر آئیا کہ: میرے حبیب ، اور میری آئھوں کے شندگ مرتضی سے روایت کیا کہ علی مرتضی نے فر آئیا کہ: میرے حبیب ، اور میری آئھوں کم شندگ رسول اللہ ﷺ نے بیحد بیٹ بیان فر آئی کُن ''مجھ سے جبر بل علیہ السلام نے بیان فر آئیا کہ رب العزب سبحانہ نے مجھ سے بیفر آئیا: ''کلمۃ آلا اللہ الآاللہ صنی ، فن قالها وخل صنی ، و آخر المسنی ، فن قالها وخل صنی ، و آخر المسنی اُ آگ عذایی'' کہ کلمہ''آالہ الآا اللہ'' میرامضبوط قلعہ ہے جس نے اس کلمہ «اقر المواعظ واعتماد کیا وہ میرے مضبوط قلعہ میں داخل موائیا ، اور جو میرے مضبطوط قلعہ میں داخل موامیرے عذاب سے محفوظ و آئان رہا''۔

یہ حدیث پاک روایت فر â کرآپ نے قبہ پر پردہ ڈال لیا،اوروہاں سے چل پڑے دوات و «غذ کھ کر کھنے وا گاں آجب شارکیا گیا A بیس ہزار سے بھی زائدا فراد تھے۔

اوراستاذابوالقاسم قشیری نے فر آیا کہ بعض امرا ہے سا آن ہے کہمراہ ان استاند ایس سند شکل کے ساتھ اور سے انھوں نے اس حدیث آآ بزر سے لکھ کریہ وصیت آگا کہ ان کے ہمراہ ان ان آبود ہے انھوں نے اس حدیث آل بین خواب میں دیکھا گیا اور پوچھا گیا کہ اللہ عزوجل نے کیسا معاملہ فر آئیا ؟ آنھوں نے کہا : کلمہ 'آلالہ آلااللہ'' «ورداوراس بات آئے تھدیت کہ محمداللہ کے کرسول ہیں، میر ہے لیے سا آن بخشش ثابت ہوا۔

(۲) ابھی یہ سندگذری: ''علی بن آئی نے اپنے والد آئی «ظم، انھوں نے اپنے والد جعفر صادق، انھوں نے اپنے والد جعفر صادق، انھوں نے اپنے والد حمد باقر، انھوں نے اپنے والد جعفر صادق، والد علی بن ابوطالب، انھوں نے رسول اللہ کے سے روایت کیا۔ اس مصل سند کے بارے میں ابوقیم نے مطبقہ الآولیاء (۱۳ میل اور ۱۹۲۱) میں فر آئی: یہ حدیث اس سند کے ساتھ ثابت و مشہور ہے۔ یہ ان پاکیزہ نفوس آئی روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند روایت کیا۔ ہمارے بعض اسلاف محدثین جب یہ سند

"لو قرأ هذا الإسناد على مجنون لبرأ"

ترجمہ:۔''اگرییسندکسی پاگے پر پڑھ کردم کردیا جائے آروبصحت اور شفایاب ہوجائے''۔ ابن اُحد (۱۲۵۷) نے فرا آیا:

''اگریداسنادکسی مجنون پر پڑھ کردم کر دیا جائے اُشفایاب ہوجائے''۔

اورخطیب نے تاریخ بغداد (۱۸۸۵–۱۹۹۹) میں ان گا اُں ﴿ لَ نَقَلَ کیا جَضُوں نے یہ کہا:یہ یا گلوں کے مان کی میں چڑھانی گئی گئی ہے گئی ان کے میں چڑھانی کی میں چڑھانی کی میں چڑھانی کے میں چڑھانی کے میں جڑھانی کے میں ایک میں اس اور بعض ائمہ جرح وتعدیل جیسا کہ عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی نے فر آیا: میں این والد کے ہمراہ شام میں تقامیں نے مر آ کے ایک مریض آد یکھا اسے مر آئر ہی تھی آمیں نے یہ سند ذکر آاور کہا کہ: میں اس سند سے میں تھا میں نے مر آ کے ایک مریض آد یکھا اسے مر آئر ہی تھی آمیں نے یہ سند ذکر آلور کہا کہ: میں اس سند سے

تجربه کرتا ہوں میں نے اس مر Æ آمریض پریہ سند پڑھ کر دم کردی آوہ بیارا پنی جگہ سے شفایاب ہوکر کھڑا ہوگا، اورا پنے لباس جھاڑ کر چلا گیا۔ رافعی نے المت دوین فی أخبار قزوین (۲۸۲/۳) میں اسے ذکر کیا۔ یہ ثابت ہوجانے کے بعد یہ 3/4 قدرنا معقول بات ہو آکہ رسول اللہ کے محدیث آپ کے اہل بیت تک نہ پنچ، اور ساری امت اس آجائے۔

حیرت Å بات یہ ہے کہ حاشیہ ابن قیم (۲۹۴/۱۲) میں ابن اُجب Å حدیث پرتبھرہ کرتے ہوئے اس نے یہ کہا: بعض ائمہ حدیث نے کہا کہ اگر بیر (اسناد) کسی پاگے پر پڑھ کردم کیا جائے Â وہ ضرور شفایاب ہو) اگر بیہ حدیث عبدالسلام سے سا کا ومحفوظ ہو۔عبدالسلام ایک متہم راوی ہے۔

اس مقام پرابن قیم نے بینه ذکر کیا کہ بید گ<sup>3</sup>مبارت ہے، میر ااذعان واعتقادیہ ہے کہ بیہ جملہ: 'اگریہ حدیث عبدالسلام سے سا کا ومحفوظ ہو جوا یک متہم راوی ہے' ان ائمہ کے ارشادات میں خود ابن قیم «اضافہ ہے۔ ان ائمہ کے بات میں خود ابن قیم آبھی اس بات «اقرار ہے کہ جس متصل سند میں اہل بیت اطہار ہیں اگر کسی یا کے پرصرف اس سند آبڑ ہو کردم کر دیا جائے وہ شفایا ہو ہو اور عنقریب کسی نہ کسی دن اسے فائدہ ہو ہو۔

## ۳۴)حکام وعلمائے مسلمین «حضرت علی رضا کے روصال کے بعد آپ گ تغظیم ونگریم کرنا،اور آپ گم قبراطهر سے اکتساب برکت کرنا

(۱) الاُم ابن خزیمہ، اورااہُ م ابوعلی ثقفی طوس تشریف کے جاتے اورعلی بن آئی رضا کم قبراطہر پر تعظیم وتکریم عکرساتھ حاضر ہوتے۔

عافظ ابن جمر نے حضرت علی رضا کے حالات کے کت تہذیب التہذیب (۳۳۹) میں فراثیا:

"خا کھ نے تاریخ نیشا پور میں فراثیا: میں نے ابو بکر محمد بن آبین حسن بن عیسی سے یہ فراث تے

سنا: ہم گاگ الله م المحد ثین ابو بکر بن خزیمہ اور ان کے ہم عصر ابوعلی تعفی اور دیگر مشائخ گم ایک

وافر جماعت کے ساتھ علی بن آئی رضا کم قبر گم زیارت کے لیے "وطوس" گئے، محمد بن آآ آ

فراث تے ہیں: ہم نے ابن خزیمہ آدیکھا کہ آپ اس خاک مقدس کم بے پناہ تعظیم فراث تے

،اور اس باری و میں حددرج کم اضع وتضرع فراث تے"۔ آ

#### میں کہتا ہوں:

اور چوتھا أم ما كم صاحب كتاب المستدرك على الصحيحين بين.

اوريانچوين خاتمة الحفاظ والمحدثين حافظ ابن جرعسقلاني بير

محد بن موَ آبن حسن بن عيسى أن سرجسى كاس كلام مين "رقيجية" مشائخ ألم ايك وافر جماعت كله مياته" ساته"

اور ذرااس کلام پر ''رکیجے: ''میں نے ابن خزیمہ آدیکھا که 'اس خاک مقدس اللہ پناہ تعظیم کرتے، اوراس بار) ہیں ہے صافح اضع وتضرع فرائے ہے''۔

یه کی تعجب ۱ بات نہیں اس لیے کہ صرف علمائے محدثین جیسا کہ اللام ابن خزیمہ، ابوعلی تعفی ، لا سرجسی ، اور آپ کے ہم ر«ب مشائح کرام ہی اہل بیت کے مشاہدو آثار سے محبت نہیں فر اللے تیکہ ساری (۱) امت مسلم عقیدت ومحبت رکھتی ہے۔

(۲) الأم حافظ ابن حبان:

این حبان نے اپنی کتاب الثقات (۸/۵۷۸) میں علی رضا «ذکر کرتے ہوئے فر آیا: ''آپ اللہ قبر نو قان کے باہر سنا باذ میں معروف ومشہور ہے، رشید اللہ قبر کے قریب آپ «مزاریاک ہے۔ میں بار ہااس بار کاہ اللہ زیارت سے شرف یاب ہوا، جس وقت' طوس''

(۱) مجد داعظم سیرنااعلی حضرت الله م احمد رضافتدس نے شجر و طیب میں فراثیا:

حب ابل بیت دے آل محملے کرشہیدعشق حمزہ پیثوا عمرواسط

یشجره طیبه سلسله عالیه رضویه که کمتام مثانخ کرام اوران کهمریدین ومعتقدین ومتوسلین پڑھتے ہیں اورعلائے ربانیین عا عا کا اسلام میں نبی پاک ﷺ گمآل پاک کے اکرام واحترام اوران گم عقیدت ومحبت « ورس دیتے ہیں۔

اورشیخ الکل مطاع العا لاَ علامه شیخ شرف الدین سعدی شیرازی فر هٔ تے ہیں:

خدایا بی فاطمه که برول ایمان کنم خاتمه

اگر دعوتم رد کنی ورقبول کے ودست و دا اُن آل رسول (بوستال سعدی)

الله م شیرازی لاکتاب بوستان' ابن تیمیه Æ کفش بردار' بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں اوراس لاُتعلیم دیتے ہیں۔ (مترجم )

میں میراقیام رہاجب بھی مجھے آئی مشکل پیش آئی علی بن آئی ملی مضا کم قبر گرزیارت کے لیے عاضر ہوا (اللہ گرحمتیں آپ کے جداعلی اور آپ پر ہوں) اور اس مشکل کے دسے اللہ عزوجل سے دعا کھ کم میری دعامقبول ہوئی اور میری وہ مشکل ٹل گئی، بار ہامیں نے اس «تجربہ کیا اور «میابیوں سے ہمکنار ہوا، اللہ عزوجل محبت اہل بیت کرام پر ہم سب «خاتمہ فر اُ کُ میلی اللہ تعالیم علیہ وعلیہ ماجمعین' آ آ

مم كهتي بين:

نبی کریم ﷺ Aدامل بیت سے علمائے امت محمد یی آھی۔ آمجت ہے، اور جن Aدال میں بیاری ہے انہیں اہل بیت اطہار سے بغض وعداوت ہے ہم اس پر مزید آئی تبصرہ نہ کریں گ۔

(٣) بادشاه محود بن سبكتگين:

حافظ ذہبی نے سیراً علام النبلاء (۱۲/۹۰۰) میں کہا:

یہ بات معروف و مشہور ہے کہ کے ایس میلی وغرنہ وغیرہ باد ثناہ سبکتگین کے ذیر سلطنت تھا،
یہ باد شاہ دشمنان اہل بیت سے تھا، جب طوس پر اس المسلطنت قائم ہوئی آب نے علی بن
آسی رضا کے مزار پاک آوریان کرڈ الآ، اور وہاں جانے وا کے زائرین آل کرایا، جب اس
«بیٹا محمود تخت نشین ہوا آب نے علی رضی اللہ تعافی عند آخواب میں دیکھا آپ فر آ رہے
سلسلہ کب تک قائم رہے؟؟ آس نے از سرنو مزار پاک تعمیر کرایا اور اس مزار کے
اوقاف اس کے حوالہ کردیے۔

بادشاہ محمود بن سبکتگین نے اپنے دورسلطنت میں اپنے باپ اللہ بدعتوں کے بعد نے ہب اہل سنت وجماعت آفروغ واستحکام بخشا، یہاں تک کہ خود ابن تیمیہ نے آپ اللہ باربار تعریف الم ،اور مجموع الفتاوی (۲۲٫۴) میں ان کے بارے میں بیانکشاف کیا:

''باوشاہ محمود بن سبکتگین کم سلطنت ان کھ ہم جنس باوشاہوں سے بہت اچھی تھی ،ان کم

سلطنت میں اسلام وسنت آفروغ واستحکام حاصل ہوا کیوں کہ انھوں نے ہندوستان Æ مشرکین سے معرکہ آرائی Å اور عدل وانصاف «ایساپر چم لہرایا کہ اس سے پہلے اس طرح سر بلندنہ ہوا، ان Æرنائنہ میں سنت آغلبہ حاصل ہوا، اور بدعتوں «قلعہ قع ہوا'۔ اور درءالتعارض (۲۵۳٫۲) میں کہا:

''سلطان محمود بن سبئتگین نے برسر منبر تھلم کھلااہل بدعت پرلعنت Åاور سنت آفروغ دیا''۔ اور بیان تلبیس الجھمیة (۳۲/۱۲۳) میں کہا:

'' چوتھی صدی ہجری میں سلاطین اہل مشرق میں سلطان محمود بن سبتکین گذرے ہیں جواسلام وعقل ، دین وجہا داور بادشا ہت کے کھاظ سے بہت اچھے بادشاہ گذرے ہیں''۔

اورا پنی کتاب منهاج (۲۹/۳) میں آپ Aبارے میں کھا:

"كان من خيار الملوك".

ترجمہ:۔''آ باچھ بادشاہوں میں سے تھ'۔

وصل اللهم صلى عملى سيدنامحمد وصل البيته وسلم تسليماكثيرا

# (۳۵) کیااللہ تعافی نے ابن تیمیہ آجہنم «علم بخشاہے کہ اسے اس بات «یقین ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا گساری ذریت پرجہنم گھیا ۔ آگرام نہیں ہے؟

ابن تیمیدنے اپنی کتاب منہاج (۲۴،۹۳۳) میں کہا:

'' فاطمیه گساری اولآ دیر جہنم گرآ گرام نہیں بلکہ ان میں بھی اچھے اور برے ہیں''اَ آ میں کہتا ہوں:

آ خرابن تیمیه اورنبی کریم ﷺ کالل بیت «کیامعامله ہے؟ اہل بیت کرام کے خصائص سے اس « کیا بگرر ہاہے؟

هم ابن تيميه £ نياز بردارون سے كہتے ہيں:

- (۱) ابن تیمیہ کے پاس آن سی دلیل ہے کہ فاطمہ کم ساری او آاد پر جہنم گمآ گرام نہیں ہے؟
- (۲) بخاری (۱۲۳۲/۳) گم حدیث میں اس بات گم صاف تصری ہے کہ ساری امت آواآد فاطمہ پر درود بھیجنے «حکم ہے اور مسلم (۱۲۰۲) میں ابوجمید ساعدی رضی اللہ تعافی عنہ سے مروی ہے: صحابہ نے عمر کیایار سول اللہ! ہم آپ پہ/3 طرح درود بھیجیں کم حضورا قدس سیدعا گا گئے نے فر آیا: اس طرح درود بھیجو "اللہ ہم صل علی محمدو أزواجه و ذریته ، کما صلیت علی ال ابر اهیم ، وب ارک علی محمد و أزواجه و ذریته ، کمابار کت علی ال إبر اهیم انک حمید مجید".

ابن تیمیه آبھی اس بات «اقرارہے کہ اولاً دفاطمہ ہی حضوراقدس کے اہل بیت ہیں،اس نے مجموع الفتاوی (۲۲م/۲۴۵) میں کہا:

''اس میں آئی شک نہیں کہ آپ ازواج واولاً د آپ اُل ہیں، یا آپ اُل اولاً د آپ اُل ہیں، یا آپ اُل اولاً د آپ اُل م آل ہیں''۔

اوراس نے اپنی منہاج (۷۷۰-۲۴۷) میں کہا:

' جھیجین میں ہے کہ حضور نے ارشاد فر آیا: 'اللہم صل علی محمدو علی أزواجه و ذریته' 'بلکه اس درود میں قیامت تک عکرسارے اہل بیت داخل ہیں''۔

(٣) نبی پاک کی امل بیت ہی دنیاوآ خرت کے سردار ہیں،اوراس کے لیے نبی پاک «بیارشاد « م ہے:

"فاطمہ تمام جنتی عود اگر سے سردار ہیں'اور' حسن اور حسین جنتی نو جوانوں کے سردار ہیں'۔

اور ہم یہ ذکر کر چکے کہ ہمیں اس ذریت پر درود جھیخے «حکم ہے جوآ پ اُلا آل ہیں جیسا کہ ابن تیمید آب اس «اقرار ہے کہ وہ سب آپ اُلا آل سے ہیں اُلی پھر کیسے سرداران دنیاوآ خرت اُلشان میں ایسی گفتگو

کررہا ہے، حالاً ال کہ ان اُللہ سیادت مسلم ہے جا ہے ابن تیمید اُنے یا نہ اُنے آب اُلا آل سے بغض ورشنی رکھنے والاً اللہ گار بدانجام ہے۔

یهال به بات ذبن نثین رہے کہ طبرانی نے کبیر (۲۲۳) میں ابن عباس سے روایت کیا کہ: رسول الله ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ تعافی عنها سے فر اُیا:"إن اللّٰه غیر معذب کِ و لاولد کِ" اللّٰه عزوج لتم پر،اور تبهاری اوالا دیرعذاب نفر اُئے کُون ۔

هیشی نے مجمع الزوائد (۲۰۲۷) میں کہا:اس حدیث **ک**راوی ثقه ہیں۔

(۵) ہرعاقل پر آآزم ہے کہ ابن تیمیہ ابناع سے اپنے آپ آدورر کھے، اس «میہ کہ فضائل اہل بیت میں آئی ہوئی تمام صحیح حدیثوں آباآئے طاق رازدیتا ہے، یاان میں آف اُنی تاویل کرتا ہے، اور جن اُن میں آئی ہوئی تمام صحیح حدیثوں آباآئے طاق رازدیتا ہے، جبکہ ضعیف (جس اُن میں صحت «جزم نہیں ہوتا)

اور آضوع (جس کے کذب «جزم ویقین ہوتا ہے اور صدق «احتال نہیں ہوتا)
وآسان «فرق ہے۔

نيز فضائل اعمال ومناقب ميں ضعيف حديثيں ججت ہوا كرتى ہيں۔

حدیث میں وارد ہے: ''إن فعاطمة أحصنت فرجهافحر م الله ذریتهاعلی النار ''' فاطمہ نے اپنی عفت وعصمت (شرم کو ہو) محفوظ رکھی ہے اس لیے اللہ نے ان اللہ اولاً دیر جہنم اللہ کے امرام فراہ دی عفت ہے۔ (ا) ابن تیمیہ نے اپنی شنیع عادت  $\mathbf{A}$ مطابق فضائل اہل بیت «انکار، اور اس حدیث  $\mathbf{A}$ رہ پرتبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج (۱۲/۲۲) میں کہا:

"هو كذب بإتفاق أهل المعرفة بالحديث" ترجمه: ــ"مشهورمحدثين اس يمتفق بين كه بيحديث جموتي بي" آق

اے «ش اس طرح غلوا ور مبالغه آرائی کرنے والآئمیں اس مصنف «نام بتادیتا، یا آمان آن اس مقام اُلم اس مقام اُلم اس مقام گرنتان اس پر متفق ہیں کہ بیت حدیث جھوٹی ہے 'ہاں بنا ندہی کر دیتا جہال بید کھا ہوا ہے کہ:'' تمام مشہور محدثین اس پر متفق ہیں کہ بیت حدیث جھوٹی ہے 'ہاں چند صدیوں بعد ابن تیمیہ اوراس کے کفش برداروں نے حدیث کم روایت و تخ تج «فریضہ انجام دینا شروع کر دیا اس لیے اب ابن تیمیہ «جوش غضب جس حکم براتفاق کرنا چاہے وہ اوراس کے اصحاب

ا تفاق کریں اوراپنی خواہش £مطابق احادیث Åنخ یخ کریں۔

(۲) یه امربھی واضح رہے کہ ائم تفسیر جیسا کہ طبری (۲۳۲/۳۰)، قرطبی (۹۵/۲۰)، ابن کثیر (۵۲۲/۵)، سیوطی نے درمنثور (۵۲۲/۸)، شو«نی نے فتح القدیر (۵۸۹۵)، اور آ آگای نے روح المعانی (۱۲۰/۳۰) میں اللہ عزوجل کے ارشاد:

﴿ وَلَسُوفَ يُعُطِينُكَ رَبُّكَ فَتَرُضَّى ﴾ [الشحل - ٥:٩٣]

ترجمہ:۔''اور بے شک قریب ہے کہ تمہارار بتمہیں اتنادے کا کہتم راضی ہوجاؤ 🗗'۔

لمُتفسير £ تحت عبدالله بن عباس لم يتفسير ذكهُ:

"من رضامحمد على ألايدخل أحدمن أهل بيته النار".

ترجمہ:۔''محصلی اللہ علیہ وسلم Å رضااس میں ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے آئی شخص جہنم میں نہ جائے''ا آ

قارئین کرام اُسبق کے ان حقائق «مطالعہ کریں جنہیں ہم نے اس مصیبت کے تحت ذکر کیا جس میں ابن تیمیہ گرفتار ہوا اس لیے کہ اُسبق میں اس اُسی تصرح گزری کہ نبی پاک ﷺ «نسب،اور آپ اُل قرابت «منه آئ آ،اور نبی پاک اُرواج «آپاک اُروجیت میں آناکسی خصوصیت اور فضیلت «آجب نہیں۔ ناظرین وضیح حدیث بھی پیش نظر کھیں جس میں حضورا قدس ﷺ نے فراؤیا:

"كل سبب و نسب مقطوع يوم القيامة إلا نسبي و سببي"

ترجمہ:۔'' قیامت کے دن میرے نسب ،اورسب کے علاوہ سارے انساب واسباب منقطع ہوجا ئیں 🗗'

اورام مانی بنت ابوطالب Å وہ حدیث بھی پیش نظررہے کہ جب آپ زیبائش کے ساتھ نگلیں اور آپ Aساتھ نگلیں اور آپ Aساتھ نگلیں اور آپ Aسن Å بالیاں کھلی ہوئی دیکھ کرعمر بن خطاب نے آپ سے فر اُٹیا:

آ پِمُل (صافَ) كرين كيون كه محمد (صلى الله تعاهٔ عليه وسلم) تبهار سے «م نه آئيں ط۔ام

انی نے نبی پاک گم خدمت میں آکرسب کھ بتایا گم آپ نے فر آیا: ''ان گا اُس کیا معاملہ ہے جو یہ خیال رکھتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت آفع نہ دے آحالاً انکہ میری شفاعت میرے اہل بیت آفع نہ دے آحالاً انکہ میری شفاعت «نفع تمہارے ان دوقبیلوں حاوج حاوج آبھی ملے پا'' نسب اور مصاہرت کے مسائل کے تحت ہم نے ممل حدیث ذکر کردی ہے اور اس گرخ تنج بھی وہاں گزر چکی ہے۔ وصل اللهم علی من قال لابنته ''إن الله غیر معذبک و لاولدک'' وسلم تسلیما کثیر اکبیر اسلا اس پر بے کراں رحمت وسلام نازل فر آجو آپ گم شنرادی کے آئی اللہ غیر معذبک و لا ولدک''
''ان اللہ غیر معذبک و لا ولدک''
ترجمہ:۔'' کہ اللہ تم پر اور تمہاری اوالاً دیرعذاب نہ فر آئے گا''۔

### (٣٦) اے ابن تیمیہ! اہل بیت میں وه آن ہیں جوطا ہر نہیں؟

ابن تیمیدنے اپنی کتاب منہاج (۲۵۹/۴) میں کہا:

''الله تعافی نے بیخ بنہیں دی کہ اس نے تمام اہل بیت آ پاک فر اُدیا ہے، اوران سے ان اُللہ آباش اور پلیدی آدور فر اُدیا ہے، کیوں کہ بیاللہ آباش اور پلیدی آدور فر اُدیا ہے، کیوں کہ بیاللہ آباش میں کذب ہے، ایسا کیسے ہوسکتا ہے جب کہ ہمیں یقین سے معلوم ہے کہ بنوہاشم میں ایسے اگاک ہیں جو گنا ہوں سے پاک نہیں، اور نہ ہی ان سے پلیدی دورر کھی گئی خاص کر رافضیوں آبرز دیک، کیوں کہ ان آبیں، اور نہ ہی ان سے جو شخص ابو بکر وعمر رضی اللہ تعافی خیما سے محبت رکھتا ہے وہ مطہر نہیں' ۔ آ میں کہتا ہوں:

آئی زندیق ابن تیمیه گبعینه یمی بو فه بول کرید که سکتا ہے کہ:اللہ تعافی نے اس بات الم خبر نہیں دی که اس نے نبی پاک کے اُم مازواج آپاک فر اُدیا ہے۔ یا آئی سے کہ سکتا ہے 'اللہ مصل علی النبی کے اس نے نبی پاک کے اُم من اُھل البیت ''یعنی اے اللہ! نبی کے اور آپ کے ان اہل بیت پر رحمت نازل فر اُجن کے یا گابت ہو چکی ہے؟

کیاالدعز وجل نے بیخبردی ہے کہ اہل بیت میں سے بعض یانصف آب پاک فر اُدیا ہے، اور با آ آب پاک نے اُلے آب کے بیختر میں ہے کہ اہل بیت میں آب سے حضرات ہیں جنھوں نے طاہراور غیرطاہراہل بیت کے نفر اُلی اُلی بیت کے بیان میں کتابیں تالیف فر اُل کیں ،ایسا صرف زندیقوں ہی آگ کتابوں میں ہو؟؟

مجھے بتایا جائے خودابن تیمیہ خطااور بدعت پرہے، یاوہ علمائے امت جاہل ہیں جواپی کتابیں شروع، اور ختم کرتے وقت نبی پاک ﷺ اور آپ کے امال بیت پر درود جھیجے ہیں اوران کم تطہیر «اعتراف کرتے اوراس کم شہادت دیتے ہوئے بیے کہتے ہیں ''وعلی أهل بیته الطاهرین أو الأطهار الذین طهر هم الله تطهیر ا''

علما ہے اسلام A قدیم وجدید کتابیں اس صیغة طہیر کے ذکر سے aÑâ ہیں۔

مجھے بتایا جائے کیا می مجان اہل بیت « کلام ہے یادشمنان اہل بیت «؟

مجھے نہیں معلوم کہ جنتی نو جوانوں کے سر دار حضرت حسن ، اور سیدہ زینب رضی اللہ تعافی عنہما کم تصدیق کریں یاابن تیمید آسچا جانیں؟

طبرانی نے کبیر (۹۳/۳) میں ابوجیلہ سے بیروایت کیا کہ حضرت علی المشہادت کے وقت جب حضرت میں ابوجیلہ سے بیروایت کیا کہ حضرت علی اللہ شہادت کے وقت جب حضرت حسن مسند آرائے خلافت ہوئے آبھی آپ نماز پڑھارہے تھے اچا نک ایک شخص آپ پرجملہ آور ہوا اور آپ پر خخص مختر سے وارکر دیا جس «اثر یہ ہوا کہ آپ کئی آہ بیار رہے، پھر آپ نے منبر پر جلوہ نشیں ہوکر خطبہ کے درمیان فر آپا: اے اہل عواق! ہمارے معاملہ میں اللہ «خوف رکھو کیوں کہ ہم تمہارے حاکم وامیر، اور تمہارے مہمان بیں ۔ اور ہم اہل بیت کے بارے میں اللہ عز وجل نے ارشا وفر آپا:

﴿إِنَّـمَا يُرِيُـدُ اللَّهُ لِيَذُهَبَ عَنُكُمُ الرِّجُسَ أَهُلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمُ تَطُهِيُرًا ﴾ [الآاتزاب-٣٣:٣٣]

ترجمہ:۔''اللّٰهُ یہی چاہتاہے اے نبی کھے والاً کہتم سے ہرنا پا کم دور فر اُدے اور تمہیں پاک کر کے خوب تقرا کردے'۔

اس دن آپ جب تک خطاب فر اُتے رہے مسجد میں سارے حاضرین اشک بار ہی نظر آئے۔ا آ هیشی نے مجمع الزوائد (۱۷۲۷) میں کہا:"ر جالہ ثقات" اس کے راوی ثقه ہیں۔

﴿ قُلُ لَا أَسْئَلُكُمُ عَلَيْهِ أَجُرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبِي ﴾ [الثوري-٣٢]

ترجمہ:۔''تم فر ہُ وَمیں اس پرتم سے پچھا جرت نہیں ہُ نگتا مگر قرابت 🖒 محبت''۔

ہے۔ کہ جمع الزوائد (۱۸۶۷) میں اس حدیث کے بعض طرق آحسن قرار دیا، حا کہ (۱۸۸۷) اور دوآئی نے مجمع الزوائد (۱۸۸۷) میں علی بن زین العابدین سے اسے روایت کیا۔

اورطبرانی نے اپنی تاریخ (۳۳۲/۳)،اورابن کثیر نے البرایۃ والنہایۃ (۱۹۳/۸) میں ذکر کیا کہ جب سیدہ زینب عبداللہ بن زیاد کے کہا: یہ فن سیدہ زینب عبداللہ بن زیاد کے کہا: یہ فن سیدہ نینب عبداللہ بن زیاد نے کہا: یہ فن اللہ عن زیاد نے کہا: یہ فن اللہ عن زیاد نے کہا: یہ فن اللہ عن اللہ عبیداللہ نے کہا: یہ زینب شنرادی فاظمہ ہیں آپ نے اسے جواب نہ دیا آس کے مشرات زینب آپ آس آرسوا کیا،اور تمہیں قبل کرایا،اور تمہار نفاظمہ ہور آئیا،اس پر حضرت زینب نے فر آئیا: بلکہ اس خدائے بکتاو بے ہمتا «شکر ہے جس نے فر آئیا: بلکہ اس خدائے بکتاو بے ہمتا «شکر ہے جس نے مشرف و مکرم فر آئیا،اور ہمیں خوب پاک فر آئیا،الیا نہیں جیسا کہ کہتا ہے، میں محمد فل اس فرائی کیا و بہتا کہ کہتا ہے، عبیداللہ بواآ: تم نے نہ دیکھا اللہ نے اہل بیت سرف فاسق آؤ کیل وخوار کیا جاتا اور بد «آجھالایا جاتا ہے، عبیداللہ بواآ: تم نے نہ دیکھا اللہ نے اہل بیت «کیسا حال کیا۔سیدہ زینب نے فر آئیا:اللہ نے ان اللہ شہیں اور انہیں جمع فر آئے کہا اور اپنی باری میں تم پر انہیں غالب رکھی۔ ا

اور حدیث پاک میں وارد ہے (جس آابن حبان (۳۳۲/۱۵) نے سی کھا، اور ذہبی نے سیراً علام النبلاء (۳۳۸/۱۵) میں حسن قرارد ہے کر فر آیا ('' یہ حدیث حسن غریب ہے'') کہ: رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ آاپنے والے آلے اللہ آلے کے فاطمہ آلین میں آلے اللہ اللہ اللہ کے فاطمہ آلین میں آلے اللہ کہ لیکٹ آلے کہ اللہ کہ لیکٹ آلے کہ اللہ کہ اللہ کہ تعلق کریے اللہ میں آلی اللہ میں آلے کہ اللہ میں آلے کہ تعلق کے کہ تعلق کے اللہ میں آلے کہ اللہ میں اللہ میں آلے اللہ میں اللہ

واثله بن اسقع نے کہا: میں نے گھر ﷺ اُشہ سے عرض کیا: اور یارسول اللہ میں آپ ﷺ اہل سے ہوں؟ فر اُیا:'' اور تم میری آل سے ہو، واثلہ نے کہا'' کہ ہم وابستگان رسالت ﷺ لیے بیے بڑی امیدافز ابات ہے۔ پھرابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۷۹/۷) میں کہا: ''اگریہ کہاجائے چلیے اُن لیتے ہیں کہ اہل بیت اُتظہیر،اوران اُ ناپا اُ دورکرنے سے جومرادومقصود ہے اس «و عقر آن سے نہیں معلوم ہوتالیکن نبی پاک ﷺ نے ان کے آت میں ایسی دعافر اُئی جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اہل بیت اُتظہیر ہوچکی اوران اُ ناپا اُ ناپا اُلی کیوں کہ آپاد کا مقبول ومستجاب ہے'۔

اس «جواب بیہ ہے کہ: اس مقام پر مقصود بیہ ہے کہ قر آن سے اس دعوی «علم نہیں ہوتا کہ ان طہارت ثابت ہے، اور ان Å نا پا Å دور ہوگئ چہ جائے کہ عصمت والا مت «علم ہو، رہا حدیث سے استد آآل آس « دوسرا مقام ہے۔ آ

میں کہنا ہوں:

ابن تیمید آس بات «اعتراف ہے کہ نبی پاک کے اگر دعامقبول وستجاب ہے آگر پھراس کے کام سابق «کیامعنی که "وان لیس کل أهل البیت مطهرین "(سارے اہل بیت مطهر نہیں) اور اس «کیامعنی که" اس حدیث سے استداآل «دوسرامقام ہے" اور اپنی کتابوں میں اس حدیث کے متعلق کیوں کلام نہ کیا؟



# (۳۷) ابن تیمیدا ہل بیت اوران پر درودوسلام کی اہمیت گھٹار ہاہے، اورامام شافعی وامام احمد پر جھوٹ کا دعوی کرر ہاہے۔

''ابن مطہرنے ذکر کیا کہ نبی پاک کے اہل بیت دوسروں سے اس لیے افضل ہیں کہ ان پر درود بھیجاجا تا ہے''ابن تیمید نے ابن مطہر کا اس مسلد میں ردکرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج (۷۸/۷) میں کہا:

"آپ کی تبعیت میں آپ کی آل پر درود بھیجا جانا اس امرکو مستلزم نہیں کہ آپ کی آل آپ کے ان اولیا سے بھی افضل ہوں جن پر درو ذنہیں بھیجا جاتا، کیوں کہ انبیا اور مرسلین آپ کے اولیا میں سے بیں اور یہ حضرات آپ کے اہل بیت سے بھی افضل ہیں اگر چہ جبعا درود میں داخل نہیں ،اس لیے کہ بھی مفضول کوکوئی خصوصیت حاصل ہوتی ہے اور اس سے بینہیں لازم آتا کہ مفضول فاضل سے بھی افضل ہو، اس کی دلیل بیہ ہے کہ تھیجین کی روایتوں سے بیثابت ہے کہ آپ کی از واج پر درود بھیجا جاتا ہے پھر بھی اس پر سب کا اتفاق ہے کہ انبیا ان سب سے افضل ہیں'۔

اس نے اپنی کتاب منہاج (۲۲۰۰۷) میں بیکھی کہا:

"بد بات معلوم ہے کہ صلاق وسلام کے حکم میں ان کا داخل ہونااس بات کی دلیل نہیں کہ بدان سے بھی افضل ہیں جودرودوسلام میں داخل نہیں"

میں کہتا ہوں:

نبی پاک ﷺ کے اہل بیت سے ابن تیمیہ کا کیا مقصود ہے ...اوراس کے اس کلام سے کیا ایہا م کوظ ومنظور ہے:''انبیا ومرسلین آپ کے اولیا سے ہیں،اور آپ کے اولیا آپ کے اہل بیت سے افضل ہیں'' کیا اس میں کسی کا کوئی اختلاف ہے۔

اہل سنت کا مقصود ہے ہے کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ انبیاء ومرسلین اوران حضرات کے بعدساری مخلوق سے افضل ہیں جن کی افضلیت کی تصریح حضورا قدس ﷺ نے فرمادی ہے، جبیبا کہ فرمایا: 'ابوبکر وعمرتمام جنتیوں میں ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں' اور ہے بھی حدیث سے ثابت شدہ ہے کہ' سیدہ فاطمہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں' ''وران کے والدان دونوں سے افضل وبہتر ہیں' نبی ہیں' ''اور حسن وحسین تمام جنتی نو جوانوں کے سردار ہیں' اوران کے والدان دونوں سے افضل وبہتر ہیں' نبی پاک ﷺ نے ایساہی ارشاد فرمایا، اور آپ کی از واج طاہرات رضی اللہ تعالی عنہیں بنص قرآن کریم آپ کے ساتھ رہیں گی، اوراسی طرح آپ کی اولا دا مجاد بھی۔

ہم ماسبق میں ذکر کر چکے کہ نبی پاک کے کانسب اور آپ کی قرابت ومصاہرت کو کالعدم قرار دینے سے ابن تیمیہ کا کیا مقصود ہے؟ ابن تیمیہ نے معاذ اللہ گزشتہ تقائق کو بالائے طاق رکھ دیا توان کروڑ ہا کروڑ درود کا کیا جائے جنصیں ہرروز نمازی اپنی نمازوں میں اہل بیت پرجیجتے ہیں، حدیث پاک سے توبہ حقیقت ثابت شدہ ہے کہ تین چیزوں کو چھوڑ کرانسان کے تمام اعمال کا نفع منقطع ہوجا تا ہے، اور نبی پاک کے اہل بیت پر درودوں کا سلسلہ منقطع ہونے والانہیں۔

پھرابن تیمیہ کے اس کلام کا کیامعنی ہے:

" یہ بات معلوم ہے کہ صلاۃ وسلام میں ان کا داخل ہونااس بات کی دلیل نہیں کہ بیان تمام لوگوں سے افضل ہیں جواس درودوسلام میں داخل نہیں''۔

یے ''امر معلوم'' کہاں سے ابن تیمیہ کے ہاتھ لگا،اس کی دلیل کیا ہے؟ اس اسلوب سے ہوشیار رہیے جس کامغز دشمنان اسلام کے ذریعہ دھویا گیا ہے۔

اگراہل بیت کو بیان فضلیت حاصل نہ ہوتی تو اللہ عز وجل انہیں اہل بیت میں پیدانہ فرما تا،اور نبی پاک ﷺ کی برکت میں داخل نہ فرما تا، پھر آپ کے حکم اور آپ کی تعلیم امت کے سبب ان آل پاک پرنمازیوں کا جو درود بھیجا جاتا ہے اس میں بھی انہیں شامل نہ فرما تا۔



# (۳۸) جو شخص نبی پاک کھی اور آپ کے اہل بیت پر درود بھیجنا نہیں جا ہتا، ابن تیمیداس کے لیے ممل درواز ہ کھول رہاہے

ابن مطهر نے ذکر کیا کہ' نبی پاک ﷺ کے اہل بیت دوسروں سے اس لیے افضل ہیں کہ مسلمان نماز پنجگا نہ اور نوافل وسنن کے تشہد میں ان پر درود بھیجتے ہیں' ابن مطہر کے اس ذکر کردہ مسلم کارد کرتے ہوئے ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج (۵۹۵/۵۹۷) میں کہا:

''اس سلسلہ میں فقہا کا اختلاف ہے کہ نماز میں نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے، جمہور فقہا اس کو واجب نہیں کہتے ،اور جو فقہا وجوب کے قائل ہیں وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ درود آپ پر بھیجا جائے ،نہ کہ آپ کی آل پر' الخ اور اس کلام کوموکد کرنے کے لیے اپنی کتاب منہاج (۵۹۸۸ میں یہ بھی کہا: ''بلکہ بعض فقہا اس کے قائل ہیں کہ صرف آپ پر درود بھیجنا واجب ہے، نہ کہ آپ کی آل پر جسیبنا واجب جب نہ کہ آپ کی آل پر جسیبنا کہ شافعی واحمہ کے فد جب میں یہ شہور ہے۔ اس بنایر آپ کی آل پر درود بھیجنا واجب

میں کہتا ہوں :

نہیں" الج

اے اہل بیت! اللہ ورسول آپ کے لیے کافی ہیں، ابن تیمیہ آپ کے خصائص کا انکار کر کے کمز ورائیان والوں کے لیے درود نہ بھیجنے کی مکمل راہیں کھول رہا ہے، کاش! اسے بہ نظر آتا کہ جوفقہا وجوب کے قائل نہیں وہ اسحباب کے تو قائل ہیں۔ ابن تیمیہ نے امام احمہ کے مسلک میں خلط ملط کیا، اور آپ پر جھوٹ باندھا، ہم جلد ہی ابن تیمیہ سے پہلے حنابلہ کے اقوال پیش کریں گے، اور اس کے بعد اس کے بعض تلامذہ کے اقوال گوش گذار کریں گے جہور کا قول گوش گذار کریں گے جہور کا قول گوش کا دار کریں گے جہور کا قول گوش کے ایک کا بیار کا یہ دعوی ہے کہ جمہور کا قول

یہ ہے کہ نماز میں نبی پاک پر درود بھیجنا واجب نہیں، حالاں کہ سیدنا امام شافعی وامام احمد بن حنبل اور بعض مالکیہ کامذ ہب ہیہ ہے کہ واجب ہے، تو پھر کیسے جمہور کا بی تول ہے کہ واجب نہیں؟

(۱) ابن قدامہ مقدی حنبلی نے کہا: (ابن تیمیہ کے مرنے سے ۱۰۰سال پہلے آپ کا وصال ہوا) مغنی (۱) ابن قدامہ مقدی حنبلی نے کہا: (ابن تیمیہ کے بعد نبی پاک ﷺ پریہ درود بھیج: ''الملھم صل علی محمد وال محمد کماصلیت علی آل إبراهیم إنک حمید مجید، وبارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی إبراهیم إنک حمیدمجید'' حاصل ہے کہ جب نمازک آ خریس بیٹھے تو فہ کورہ تشہد پڑھے، پرنبی پاک ﷺ پر درود بھیج جیسا کہ خرتی نے ذکر کیا اور بھی فہرب میں واجب ہے۔ یہ شافی اور اسحاق کا قول ہے، اور احمد کی روایت میں واجب ہے اور امام احمد کا ظاہر فہرب یہ ہے کہ واجب ہے، کیول کہ ابوزر عہ دشقی نے امام احمد سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے ڈرلگتا تھا پھر مجھ پر دوثن ہوگیا تواب درود واجب ہے' اس سے کہی ظاہر ہے کہ آپ نے اپہلے قول سے اس قول کی طرف رجوع فرمالیا۔

(۲) ابن تیمیہ کے تلمیذابن مفلح حنبلی نے المبدع (۱ر ۲۹۷) میں کہا: خرقی کی مختار روایت میں نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ہے، اور مغنی میں ہے کہ بیر وایت ظاہر مذہب کے مطابق ہے، اور شرح میں اس کو سیح کہا، اور ''وجیز'' نے اس روایت پر جزم کیا اس لیے کہ اللہ تعالی نے ارشا دفر مایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسُلِيمًا ﴾ [الاحزاب-٣٣] ٥٦] ترجم: ــ "الحايمان والوان يردروداور خوب سلام بيجؤ" \_

الله عزوجل کے اس ارشاد پاک میں امر کامعنی ہے ہے کہ درود وسلام بھیجنا واجب ہے، اور فرض نماز سے بہتر کوئی جگہ نہیں جہاں درود بھیجنا واجب ہو، اور آپ سے مروی ہے کہ رکن ہے۔"السمسسسسر والفروع" میں اس کوچیج کہا، اور ابن ہبیرہ والفو وع" میں اس کوچیج کہا، اور ابن ہبیرہ نے ذکر کیا کہ بہشہور دوایت ہے۔ اور کعب کی حدیث کے سبب بداکثر حضرات کا مختار ہے۔ اور بہجمی

مروی ہے کہ سنت ہے۔ مروزی نے ابوعبداللہ سے کہا: ابن راھویہ بیفر ماتے اگر کوئی شخص تشہد میں حضور اقد سے کہا: ابن راھویہ بیفر ماتے اگر کوئی شخص تشہد میں حضور اقد سے گئے گئے جات ہے۔ تو ابوعبداللہ نے کہا: میں ایسا کہنے کی جرأت نہیں رکھتا، اور ایک روایت میں ہے کہ: بیشا ذہے۔

- (۳) اورمرداوی حنبلی (ابن تیمیه کے ۱۵۷سال بعد آپ کاوصال ہوا) کی الانصاف (۱۱۲/۲) میں ہے: ''نبی پاک ﷺ پر درود کے مقام میں درود بھیجنا یعنی تشہدا خیر میں درود بھیجنا واجب ہے۔ یہ امام احمد کی ایک روایت ہے جس پر العمد ق ، اور الهادی ، اور الوجیز میں جزم فر مایا۔ اور خرقی اور مجد نے اپنی شرح تذکرہ میں اس کومختار قر اردیا ، اور نظم اور حاوی کبیر میں اس کومختی میں کہا کہ یہ ظاہر مذہب ہے ، اور فائق میں اس کومقدم رکھا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ: رکن ہے۔ اور یہی مذہب ہے جس پر اکثر اصحاب ہیں۔ الخ
- ابن کثیرشافعی نے اپنی تفییر (۵۰۹،۳) میں کہا: ہم نے اس کاواجب ہوناروایت کیااوریہ ذکر کیا کہ نماز میں رسول اللہ کے پردرود بیجنے کا حکم وارد ہے جیسا کہ آیت سے یہی ظاہر ہے، اور صحابہ کی ایک جماعت سے اس حدیث کی یہی تفییر منقول ہے جن میں عبداللہ ابن مسعود، ابو مسعود بدری اور جابر بن عبداللہ ہیں۔ تابعین میں شعبی ،ابو جعفر باقر، اور مقاتل ابن حبان نے اس حدیث کی یہی تفییر فرمائی۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے، اس سلسلے میں نہ توامام شافعی کا کوئی اختلاف ہے، اور نہ ہی آپ کے اصحاب کا۔ اور اخیر میں امام احمد کا یہی مذہب رہا جیسا کہ ابوزرعہ دشقی نے آپ سے یہی مذہب نقل کیا۔ اس کیا۔ اس کے قائل اسحاق ابن راھویہ، اور فقیہ امام محمد بن ابراہیم معروف بابن المواز مائلی رحم م اللہ تعالی میں۔ یہاں تک کہ بحض ائمہ حنا بلہ نے یہ فرمایا: نماز میں حضور کے انہیں درود اور اس کا طریقہ تعلیم صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ پر کس طرح درود بھیجیں تو حضور نے انہیں درود اور اس کا طریقہ تعلیم فرمایا۔ اور ہمار بے بحض اصحاب نے آپ کی آل پر درود بھیجیا واجب فرمایا جیسا کہ بند نیجی ،سلیم رازی، فرمایا۔ اور ہمار بے بیا گر مایا۔ اور ہمار کے ساتھی نصر بن ابراہیم مقدی نے اس کونقل فرمایا، اور امام الحریمین اور آپ کے شاگر دامام غز الی اور ان کے ساتھی نصر بن ابراہیم مقدی نے اس کونقل فرمایا، اور امام الحریمین اور آپ کے شاگر دامام غز الی اور ان کے ساتھی نصر بن ابراہیم مقدی نے اس کونقل فرمایا، اور امام الحریمین اور آپ کے شاگر دامام غز الی اور ان کے ساتھی نصر بن ابراہیم مقدی نے اس کونقل فرمایا، اور امام الحریمین اور آپ کے شاگر دامام غز الی اور ان کے ساتھی نصر بن ابراہیم مقدی نے اس کونقل فرمایا، اور امام الحریمین اور آپ کے شاگر دوروں کیا کہ دوروں کے شاگر دوروں کے شاگر دوروں کیا کہ دوروں کے شاگر دوروں کیا کہ دوروں کے شاگر دوروں کیا کیا کہ دوروں کیا گر میں اور آپ کی شاکر میں دوروں کیا گر میں دوروں کیا گر دوروں کیا کہ دوروں کیا گر میاں کیا کہ دوروں کیا کہ دوروں کیا کہ دوروں کیا گر میاں کیا کہ دوروں کیا کہ

نے اسے امام شافعی کا ایک قول نقل فرمایا، اور صحیح یہ ہے کہ بیدایک وجہ ہے، علاوہ ازیں جمہوراس کے برخلاف ہیں، ان حضرات نے اس کے خلاف اجماع نقل کیا، اور حدیث سے وجوب کا قول ظاہر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔اھ

(۵) صاحب سل السلام (۱۹۳۱) نے کہا: ''اور 'قو لوا'' کے ظاہری معنی کے سبب صدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نماز میں حضورا قدس پر درود بھیجنا واجب ہے اس لیے کہ صدیث میں '' قولوا'' (پڑھو) فر مایا جوامر کا صیغہ ہے جس کا ظاہر واجب ہونا ہے۔ اور سلف وائمہ کی ایک جماعت، امام شافعی واسحات کا بہی ند ہب ہے ان حضرات کی دلیل گزشتہ صدیث ہے جس میں آل کا اضافہ بھی ہے جواس بات کو ستازم ہے کہ آپ کی آل پر بھی درود بھیجنا واجب ہے، اور یہ ہادی، قاسم، اوراحد بن ضبل کا قول ہے۔ اور بہیں سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ درود سے آل کا لفظ حذف کرنا مناسب نہیں جیسا کہ کتب صدیث میں واقع ہے۔ زمانہ قدیم میں مجھ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو میں نے اس کا یہ جواب دیا کہ محدثین کے نزدیک نمانہ قدیم میں بھی پر درود بھیجنے کا یہ طریقہ بلاشبہ سیج ہے، خودان حضرات نے درود کا بیہ طریقہ روایت کیا۔ گویا انھوں نے از راہ تقیہ نماظی سے اسے حذف کر دیا۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ اموی حکومت میں بھی لوگ اہل بیت کرام کاذکر سنا پہند نہ کر دیا۔ دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ اموی حکومت میں بھی لوگ اہل بیت کرام کاذکر سنا پہند نہ کرتے'' اھ تو کیا ابن تیمیہ انہیں کی اجباع میں نماز کے لئیں کی خطری کے۔ انہیں کی اجباع میں نماز کے اندران کاذکر نا پسند کرتا ہے؟

### میں کہتا ہوں:

ابن تیمیہ کے نیاز برداروں سے ہمارا مواخذہ یہ ہے کہ: جولوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنا واجب نہیں، کیاانھوں نے نماز میں تشہد کے اندرآپ، یا آپ کے اہل بیت پر درود بھیجنا چھوڑ دیا؟ ابن تیمیہ کا طریقہ استدلال کیا ہے؟

## (۳۹) ابن تیمیه کی نظر میں اہل بیت ﷺ کے خون کی قدرو قیمت

ابن تیمیہ نے اپنے گزشتہ جوش وخروش کے ساتھ رافضی کاردکرتے ہوئے اپنی کتاب منہاج السنہ (۵۸۲/۸) میں کہا:

''اسی طرح یہ کہنا کہ نبی پاک نے یہ فرمایا:جومیرے اہل بیت کی خون ریزیاں کرے گا،اورمیری عترت کے بارے میں مجھے ایذادے گااس پراللہ کا،اورمیراسخت غضب نازل ہوگا' یہالیہ بات ہے جسے ایک جاہل ہی نبی کے سے نقل کرے گا،اور آپ کی طرف اسے منسوب کرے گا۔کیوں کہ حسن وحسین وغیر ہما کے خون کی حفاظت ان کے ایمان وتقوی کے سبب کرنے والامومن متقی محض قرابت والے سے بڑھ کرہے،اورا گرنبی کے اہل بیت کا کوئی شخص ایسا کام کرے جس کے سبب اسے قتل کرنا، یااس کا عضو کا ٹنامباح ہوجائے تو باجماع مسلمین اسے قتل کرنا، اوراس کا عضو کا ٹنا جائز ہوگا' ۔اھ

میں کہتا ہوں:

کیاابن تیمید بیچا ہتا ہے کہ بی کریم ﷺ بیفر مادیں کہ صرف اللہ پر جمروسہ کرو،اور میرے اہل بیت کوذئ کر کردو، ابن تیمید کے دل کی جو پوشیدہ بغض وعداوت اس کے کلام سے ظاہر ہے ہم اس کے ردمیں کہتے ہیں:

حب ابن تیمید کے کلام کے مطابق جنتی نو جوانوں کے سرداروں کے خون کی حفاظت کرنے والامون متقی محض قرابت کے سبب حفاظت کرنے والے سے بڑھ کر ہے تو کیوں جبریل وہاں کی خاک لے کرنہ آئے جہاں جاج ہو اور بزید بن معاویہ کے لشکر نے سیڑوں اور ہزاروں رسول پاک کے اصحاب کو شہید کیا، جبیبا کہ امام حسین کی شہادت گاہ ''کی خاک سرخ بارگاہ رسالت میں لے کرآئے۔ شہید کیا، جبیبا کہ امام حسین کی شہادت گاہ ''کر بلا'' کی خاک سرخ بارگاہ رسالت میں لے کرآئے۔ شہر کہ طرفاء کا موضوع مطالعہ کیجئے ، یہوہ درخت ہے جس پر حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا خون بہا۔ ابن تیمیہ کسی حدیث کی تضعیف تو نہیں کر رہا ہے لیکن حدیث کے مفہوم و معنی کا انکار کر رہا ہے اس لیے

اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

سر رہ گیارسول پاک کی پاکیزہ عترت کے خون کا معاملہ تواس کے لیے بس اتناکافی ہے کہ رسول پاک کی باکنہ علیہ سے حیا کی جائے ،اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے ،اگر کسی دشمن کا دین وائیان کمزور ہے،اس کے یقین میں کمی ہے،اور اس کے دل میں رسول اللہ کی کی حرمت کی تعظیم نہیں ہے اس وجہ سے وہ کو کی دلیل چاہتا ہے تواسے سیدہ عائشہ کی ہیروایت کافی ہے کہ رسول اللہ کی نے فر مایا:"ستة لعنتھ م، لعنھم اللہ، و کل نبی یجاب: المکذب بقدرة الله، و الزائد فی کتاب الله، والمستحل لحرم الله، والمستحل لحرم الله، والمستحل من عترتی ماحرم الله، والتارک لسنتی" "چولوگوں پر میں،اللہ اور ہرنی والمستحل من عترتی ماحرم الله، والتارک لسنتی" "چولوگوں پر میں،اللہ اور ہرنی

- (۱) الله کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔
- (۲) الله کی کتاب میں زیادتی کرنے والا،
- (۳) غالب طاقت وقدرت رکھنے والا جواسے ذلیل کرے جسے اللہ نے عزت بخشی ، اور اسے عزت و فلہ دے جسے اللہ نے ذلیل فر مایا۔
  - (4) الله كحرام كوحلال كرنے والا۔
  - (۵) میری عترت سے اس چیز کو حلال کرنے والا جسے اللہ نے حرام فرمایا، اور
    - (۲) میری سنت ترک کرنے والا۔<sup>(۱)</sup>
- (۱) کم از کم چیر (۲) حفاظ حدیث نے اس حدیث کو شیخ کہا: ابن حبان (۱۳/۰۳) اور حاکم (۱/۱۹)، (۱/۲۵) نے شیخ کہا: ابن حبان (۱۳/۰۳) اور حاکم (۱/۱۹)، (۱/۲۵) نے شیخ کہا، ذہبی نے تلخیص میں کہا: یہ حدیث شیخ ہے اور مجھے اس حدیث میں کوئی علت قادحہ معلوم نہیں، اور مناوی نے فیض القدریمیں کہا: اس حدیث کو ذہبی نے کبائر میں عائشہ کی حدیث سے تخ تنج کی چرفر مایا: اس کی اسناد شیخ ہے، اور اس کو شیخی نے مجمع الزوائد (۱/۲۷)، (۲۰۵/۷) میں ذکر کر کے کہا: طبر انی نے اس کو اوسط (۱۸۷/۲) میں روایت کیا، اور اس کے

- سم۔ جو شخص میہ کہے کہ: '' نبی پاک ﷺ کوایذ انہ دی جائے اور آپ کی ذریت کی خوں ریز ی نہ کی جائے'' ایساشخص ابن تیمیہ کی نظر میں جب جاہل ہے تو پھر عالم کون ہے؟
- ابن حبان ، طبرانی ، حاکم ، اورابن ابوعاصم نے بیر حدیث مذکورروایت کی بیر حضرات ائمہ حدیث ہیں تو کیا یہ سازے حضرات حابل ہیں؟
- ۵۔ حاکم نے سعید بن جیر سے روایت کیا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہمانے فر مایا: اللہ نے محمد کے کہ کے کا طرف یہ وجی فر مائی: ''إنبی قتلت بیحی بن زکریا سبعین الفا، و إنبی قاتل بابن ابنتک سبعین الفا و سبعین الفا '' 'میں نے کی بن زکریا کے بدلے ستر ہزار کوئل کیا، اور آپ کے نواسہ کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار کوئل کروں گا''۔(۱)

رجال ثقة ہیں۔اورابن حبان نے اسے صحیح کہا... میں کہتا ہوں:اورطبرانی نے کبیر(۱۲۲۳) میں بھی اسے روایت
کیا،اورسیوطی نے جامع صغیر(۳۲/۲) میں اس کوسیح کہا،اوراس کوبیبی نے بھی شعب الایمان (۳۲۳۳) میں روایت
کیا جیسا کہ جا کم نے (۲/۱۷۵) بطر این علی بن سین اسے روایت کر کے سیح کہا،اور ذہبی نے اس کی موافقت کی۔
اسی طرح بی حدیث اس لفظ کے ساتھ مروی ہے" سب عد ہے سب عد السے سوگوں پرمیری لعنت ہے) طبرانی نے
کبیر میں (۲/۱۷) عمرو بن شغوی سے اس کو روایت کیا،اور ابن ابوعاصم نے (۱۲۹۱) سیرہ عاکشہ سے روایت
کیا،اورسیوطی نے جامع صغیر (۲/۱۳) میں اس کوسن کہا،اور مناوی نے فیض القدیر (۱۲۹۲) میں نقل کیا کہ دیلمی نے
اسے صحیح کہا۔

(۱) حاکم نے چھے حضرات کے طریق سے متدرک (۱۲۸،۳۱۹/۲) اور (۱۹۵/۳) میں ابوقیم سے تخ تج کرکے ضیح کہا،اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ،اوراپنی تلخیص میں سے کہا:مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔خطیب نے تاریخ بغداد (۱۲/۱۳–۱۳۲۲) میں اس کو روایت کیا،اورابن حجر نے لسان (۲۸۷۵) میں سے ذکر کیا کہ: ابن حبان نے ان تین راویوں کوضعف کہا جوابوقیم کی روایت میں ہیں،اس کے بعدابن حجر نے کہا:حاکم نے متدرک میں بروایت ابوقیم چھ حضرات کے طرق سے اس کی تخ تح کی اور سیح کہا اور مصنف (ذہبی) نے اپنی تلخیص میں اس کی موافقت کی۔اور عجلو نی نے کشف الحفال اس کہا:اس کو حاکم نے متدرک میں ابن عباس سے مرفوعا چندایی سندوں سے روایت کی جن سے کی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا۔

ان ارشادات کے ہوتے ہوئے کیااللہ عزوجل کی بارگاہ میں بھی حسین اوررسول اللہ کھی کی عترت کا خون بے قدرو قیمت ہے، ابن تیمیہ نے چونکہ اس حدیث کوذکر نہ کیا نہ بھی کہہ کر نہ ضعیف، بلکہ مکمل تجاہل سے کام لیا۔ اس کی دراصل وجہ ہیہ کہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جب حضرت عثمان کے معاملہ میں لوگوں کے درمیان شورش پھیلی تو عبداللہ بن سلام نے فرمایا: ''اے لوگو! اس شخ کوتل نہ کرو، نہ ان پر عما بلہ میں لوگوں کہ جب بھی کسی امت نے اپنے معاملہ کی اصلاح کی خاطرا پنے نبی کوتل کریا تو ستر ہزار کی خوں ریزی ہوئی اور جب کوئی امت اپنے اصلاح امرکی خاطرا پنے خلیفہ کوتل کرے گاتو ستر ہزار کی خوں ریزی ہوئی اور جب کوئی امت اپنے اصلاح امرکی خاطرا پنے خلیفہ کوتل کرے گاتو ان میں سے جالیس ہزار کاخون رائیگاں ہوگا'۔

اوراسی اثر میں ہے:''علی کی شہادت کے وقت عبداللہ نے، ابن معقل سے کہا: یہ چالیس کے سردار ہیں اور عبقریب ان کے سردار ہی کے سرطلح ہوگی، اور جب بھی کوئی امت اپنے نبی کوئل کرے گی تواس کے

علم حدیث سے اشتغال رکھنے والے بعض نو خیز وں نے جب اس حدیث کی تفعیف کی کوئی راہ نہ پائی تو یہ کہا کہ یہ حدیث عبیب ابن ابو ثابت کے سبب ضعیف ہے اس لیے کہ ان میں عنعہ کی علت پائی جاتی ہے۔ اگر ان نو خیز وں کی بات مان کی جائے تو اس طرح بخاری و مسلم وغیرہ کی ایسی دسیوں حدیثیں ضعیف قرار پائیں گی جنہیں صبیب ابن ابو ثابت نے سعید بن جیر وغیرہ سے بطریق عنعه روایت کیا اس لیے کہ عنعه کی علت ان احادیث میں بھی دائر ہے جب یہ حدیث اس علت کے سبب ضعیف ہے تو ان کے پاس بخاری و مسلم وغیرہ کی دسیوں حدیثوں کی تفعیف ہے تو ان کے پاس بخاری و مسلم وغیرہ کی دسیوں حدیثوں کی تفعیف ہے تو کئی مانع نہیں ، اور حبیب بن ابو ثابت کے بارے میں ابن عدی نے کامل میں کہا: وہ شہور ہیں ان کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں جنہیں ذکر کرنے کی چندا الوثابت کے بارے میں ابن عدی نے کامل میں کہا: وہ شہور ہیں ان کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں جنہیں ذکر کرنے کی چندا الوثابت کے باز وہ ہیں جنہیں ، اگر دوسو (۲۰۰۰) حدیثیں ہیں اور ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں: کوفہ میں تین حضرات کے سواکوئی چوتھانہ کھا: حبیب بن ابی ثابت ، مجمم اور حماد، اور یہ تینوں حضرات اصحاب فتو کی سے ، اور کوفہ میں کوئی شخص ایسانہ تھا جو حبیب کے سامنے سرنگوں نہ ہو۔ اور ابو بکر بن عیاش نے کہا، ابو تی قات سے مروی ہے : میں صبیب بن ابی ثابت کے ساتھ طاکف سامنہ وا ہے۔ اور ابن مبارک نے سفیان سے روایت کرے کہا: ہم سلم عبیب بن ابی ثابت نے حدیث بیان کی اور وہ عظیم ستون شخص یااس طرح اور کوئی کلمہ کہا۔ میں کہتا ہوں: خواہش وخوار کے حبیب بن ابی ثابت نے حدیث بیان کی اور وہ عظیم ستون شخص یااس طرح اور کوئی کلمہ کہا۔ میں کہتا ہوں: خواہش وخوار کے حبیب بن ابی ناہ کہ جو نو الل بیت کرام کی شان گھٹا نے کے لیے ہی عنعہ کو مشتوست منایا جار ہے۔

بدلے ستر ہزار کا خون رائیگاں ہوگا،اور جب کسی امت کے خلیفہ کاقتل ہوگا تواس کے عوض حپالیس ہزار کا ناحق خون ہوگا''۔

ھیٹمی نے مجمع الزوائد (۲۲۷–۲۴۷) میں کہا:اس کوطبرانی نے دوطریق سے روایت کیا اوراس کے رجال سیجے کے رجال ہیں۔

ان دونوں حدیثوں کامعنی یہ ہے کہ نبی پاک کے کرمت وکرامت کے پیش نظر حسین کی خون ریزی کاوئی بدلہ ہے جوکسی نبی کے کشت وخون کا بدلہ ہے، اور یہ بھی واضح رہے کہ نبی پاک کے ارشاد فرمایا:
"من أشقى الأولين "قال: عاقر الناقة، قال" فمن أشقى الأخرين "قال: الله ورسوله أعلم، قال: "قسات لک" "الگول میں کون بد بخت ہے "عرض کی: صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیس کا نے والا، فرمایا "تعدوالوں میں کون شقی و بد بخت ہے "عرض کی: الله ورسول کو زیادہ معلوم ہے تو آپ نے فرمایا:" تمہارا قاتل "بزار نے عمد ه سند کے ساتھ اس حدیث کوروایت کیا جیسا کہ حافظ ابن جرنے فتح الباری میں کہا۔

## (۴۰) نبی پاک سلی الله تعالی علیه وسلم کی قبراقدس کی زیارت، اور صالحین کی قبرول سے متعلق بعض اہم احکام

ا اللہ کے رسول! ابن تیمیہ کا یہ دعوی ہے کہ: '' آپ کی بارگاہ کا سفر ناجائز ہے، اورائمہ اس پر شفق ہیں کہ آپ کی قبر کے پاس دعامقبول نہیں، جو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دعاکر ہے وہ آپ کی طرف اپنی پیٹے کرے، آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر درودوسلام پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، صحابہ آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے سے بے نیاز رہے، انھوں نے آپ کو بے یارومد دگاررکھا، وہ اپنے آباوا جداد کی زیارت کوجاتے مگر آپ کی زیارت کو خباتے، اس کا یہ بھی دعوی ہے کہ اہل اسلام کا زیارت کو خباتے، اس کا یہ بھی دعوی ہے کہ اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ لوگ آپ کی قبراقدس کی زیارت نہ کریں اس لیے کہ آپ کا سننا جمرہ نبویہ کی چندمیٹر ہی تک محدود ہے تو پھر ان دور در از مسافتوں سے سفر کرے آپ کی زیارت کے لیے آناکس لیے ہے'' اور اس کے علاوہ بہت سے دعوے کیے۔

گویاابن تیمیہرسول اللہ ﷺ سے کہہر ہاہے: سفرزیارت آپ کی خاطر ہے۔ آپ تو رہے ہیں، ہال مسجد کے درود یوار، اور چٹائیال وقالینیں وغیرہ موجود ہیں۔

میں آپ کی خاطر بیخدمت انجام دول گا کہ آپ کی امت کے اندر آپ کی زیارت کے متعلق شک وشبہ پیدا کروں گا ، اور انہیں آپ کی برکت سے محروم و بے فیض رکھوں گا، جسیا کہ بیذ کر کیا کہ مدینہ منورہ نبی پاک کی برکت کے سبب محفوظ نہیں میں لوگوں کواس پر آ مادہ کروں گا کہ وہ اس کی حاضری دیں جے صحابہ نے اینے ہاتھوں سے تعمیر کیا"رہ گئے آپ اے وہ ذات پاک جن کی شان میں اللہ عز وجل نے فر مایا:

﴿فَإِنَّكَ بِأَعُيُنِنَا﴾ [الطّور-٨:٥٢]

ترجمه: ـ "كەبىشكتم ہمارى نگہداشت ميں ہو" ـ

اورموسی کے متعلق فرمایا:

﴿ وَلِتُصنَعَ عَلَى عَيْنِي ﴾ [ط-٢٠: ٣٩]

ترجمه: ـ "اوراس ليے كەتم ميرى نگاه كےسامنے تيار ہو" ـ

تومیں آپ کی امت کواس ذات کی زیارت نہ کرنے دوں گاجس کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا: ﴿فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا ﴾ کہ بے شکتم ہماری تکہداشت میں ہو۔

میں ہرز مانے میں پچھافرادفراہم کروں گا،خاص کرآخری زمانہ میں،جس وقت علما کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا اور ایسی کمسن نو خیزنسل تیار ہوگی جن کے اندر بڑے کی تعظیم،اور چھوٹے پرمہر بانی وشفقت نہ ہوگی ،ان کا ایمان ان کے حلقوم سے نیچے نہ اتر ہے گا،وہ اپنی خواہش کے مطابق حدیثیں صحیح کہیں گے،اورا پنی خواہش کے مطابق حدیثیں صحیح کہیں گے،اورا پنی خواہش کے معیار پر حدیثیں ضعیف قرار دیں گے، اور جب ان سے یہ کہا جائے گا کہ: فلاں امام نے یہ فرمایا تو بس وہ یہی کہیں گے: ہم تو ابن تیمیہ کے سواکسی کو مانتے ہی نہیں۔

ان کے شیوخ کو تکفیر کے سوا کچھ کا منہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے بہ کہا کہ زمین گول ہے توان کی تکفیر کی تلفر کی تلفر کے تلواراسے سرقلم کرنے کو تیار ہتی ہے،اور کسی نے چاند کے سفر کا قول کیا توانھوں نے اس کی تکفیر سے گریز نہ کیا یہاں تک کہ سجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بھی ان کے نزدیک عظیم ترین بدعات سے ہے۔

پیرنوع بنوع ٹولیاں اور جدید سلیس پیدا کی جارہی ہیں، ایک ایسیٹیم کی تشکیل کا بھی عمل جاری ہے جوحرم
پاک میں لوگوں کو ہتھیا روں سے قبل کر ہے کیوں کہ ان کا یہ دعوی ہے کہ انہیں میں سے مہدی کا ظہور ہوگا (۹۷۸ء)
انہیں میں کچھا لیسے لوگ ہیں جو اسرائیلیات کی حدیث صحیح قرار دیتے ہیں جیسا کہ اس جھوٹی گڑھی ہوئی عدیث کو سیخ کہا''إن الله تعالى لمافرغ من المخلق استلقى على قفاہ، ووضع رجلا على رجل، وقال إن هذا لا ينبغي لابن ادم" (اللہ تعالى جب تخلیق خاتی سے فارغ ہواتو وہ چت لیٹ گیا اور اپنے ایک پیر یہ دوسرا پیررکھا اور یہ فرمایا یہ انسان کے لیے زیبانہیں)

لمسا رأيست جدار القبر يستلم

أقول والدمع من عيني منسجم

والناس يغشونه باك ومنقطع فما تمالكت أن ناديت من حرق يا خير من دفنت بالقاع أعظمه نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه وفيه شمس التقى والدين قد غربت حاشا لوجهك أن يبلى قد هديت وان تمسك أيدى الترب لامسة وان تمسك أيدى الترب لامسة فقمت فيه مقام المرسلين الى فقمت فيه مقام المرسلين الى طافت به من نواحيه ملائكة هدى بك الله قوما قال قائلهم وان مات احمد فالرحمن خالقه

من السمهابة أو داع فسملتزم في الصدر كادت لها الأحشاء تضطرم في الصدر كادت لها الأحشاء تضطرم في العفاف وفيه الجود والكرم من بعد ما أشرقت من نورها الظلم في الشرق والغرب من أنواره الأمم وأنت بين السموات العلى علم ماض وقد كان بحر الكفر يلتطم أن عز فهو على الأديان يحتكم ليروضة من رياض الخلد تبتسم لا تمش إلا على خدي لك القدم بيطن يشرب لما ضمه الرجم بيلي ونعبده ما أورق السلم

(من نظم أبو الطيب أحمد المقدسي رحمه الله)

- (۱) میں اشک بارآ تکھوں سے کہہ رہا ہوں، جب میں نے بید سین منظر دیکھا کہ دیوار قبراطہر کا بوسہ لیا جا رہاہے۔
- (۲) اورلوگ اس پر بروانہ وار نثار ہور ہے ہیں کوئی نالہ زن ہے، تو کسی کا دل ہیب جلال سے اڑا جار ہاہے، کوئی اس سے چھٹ کر دعا کرر ہاہے
  - (۳) تومیرے سینه میں ایس سوزش ہوئی کہمسوس ہور ہاتھا سارا قلب وجگر شعلہ زن ہوجائے گا۔
- (۷) تومیں نے بے تابانہ عرض کیاا ہے ان میں افضل جن کی ہڈیاں سپر دخاک کی گئیں توان کی پاکیزگی کے

- سبب و ہاں کی خاک اور ٹیلے اور پہاڑیا کیزہ ومشک بار میں
- (۵) میں اس تربت اطہر پرنثار جس میں آپ سرا پاعفت اور جود وکرم کا پیکر بن کرجلوہ آرا ہیں اس قبر کے اندر عفت ویار سائی اور جود وسخاہے۔
- (۲) اس تربت اقدس میں دین وتقوی کاوہ روش آفتاب روپوش ہوگیا جس کی ضوبار کرنوں سے شرق وغرب کی تاریکیاں روشن ہوئیں۔
- (2) آپ کی طلعت زیبابوسیدگی سے پاک ہے،آپ کے رخ زمگیں کی تابشوں سے شرق وغرب میں آباد امتیں رشدو ہدایت سے ہمکنار ہو کیں۔
- (۸) جب آپ بلندآ سانوں کے درمیان سردارامت ہیں تواس خاک اقدس کو بوسہ لینے والے ہاتھ کیوں کررو کے جائیں گے۔
  - (۹) آیاینے رب سے اس حال میں جاملے کہ اسلام کی تلوار چل رہی تھی ،اور کفر کاسمندرموج زن تھا۔
    - (۱۰) آیتمام رسولوں کے اعلی مقام پر فائز ہیں اسی لیے تمام دینوں پر آپ کی حکمرانی قائم ہے۔
    - (۱۱) اگرہم آپ کی قبراطہر پرنظر ڈالیں تووہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک تبسم ریز کیاری ہے۔
      - (۱۲) جس کے اردگر دملائکہ رحمت ہرروز از دحام و بجوم لگا کراس کا طواف کرتے رہتے ہیں۔
- (۱۳) اگر میں آپ کو آپ کی ظاہری زندگی میں چثم سرسے دیکھا تو عرض کر تاحضور میرے رخسار ہی پر اپناقدم رنج فرما کرتشریف لے چلیں۔
- (۱۴) آپ کی برکت سے اللہ نے الیی قوم کو ہدایت بخشی جس قوم کے کہنے والے نے وادی مدینہ منورہ میں اس وقت بیکہا تھا جب آپ پر پتھر برسائے گئے۔
- (۱۵) اگر محمر جال بحق ہوگئے تو رحمٰن ان کا خالق زندہ ہے ہم اس کی عبادت کریں گے جب تک درخت سلم کے درخت سلم کے درخت سلم کے درخت پینے دارر ہیں گے۔ (ابوطیب احمد مقدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ)
- بلامبالغها گر ہزار نہیں توسیروں صفحات ابن تیمیہ نے صرف اس لیے سیاہ کیے تا کہ بیثابت کرے کہ نبی

پاک کے دوخہ اقد س کی زیارت کرنا حرام ہے اوراس سلسلے میں سب سے پہلے اس نے یہ دعوی کیا کہ آپ کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنا حرام ہے، پھراس معاملہ میں مزید شدت کے ساتھ یہ دعوی کیا کہ دوسروں کی زیارت کی طرح نبی کی فی زیارت نہ کی جائز ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ والوں کے لیے بھی جائز نہیں ،اور یہ بھی دعوی کیا کہ نبی پاک کی کے دوخہ اقدس کے پاس دعا کرنا بدعت ہے ۔اس پر سارے ائمہ کا انفاق ہے ،اورا اگر کوئی دعا کر ہے تواپنی پیٹے حضورا قدس کی گورخ اقدس کی طرف رکھ ، آپ کے چمرہ اقدس کے مواجہہ میں کھڑے ہوکر دعا نہ کرے ،اور نبی پاک کی کے دوخہ اطہر کے پاس درود پڑھنا شرک و بدعت ہے۔ کھراس کا حال اس سے بھی زیادہ سخت ہوا یہاں تک کہ نبی پاک کی کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سلام پیش کرنے کی اہمیت گھٹائی اور یہ کہا کہ حضور اقد س کی سلام کا جواب نہیں دیتے اور یہ بھی دعوی کیا کہ صحابہ حضور کی قرکے پاس سلام نہ پیش کرتے ،اوراس بات کی تضرح کی کہ نبی پاک کی کی زیارت کا کوئی فائدہ نہیں ، پھراسی پر بس نہ کیا بلکہ گزشتہ دعووں کے بعدا ہے جموعہ فراوی (۲۱۲/۱۲) میں مزید یہ کہا:

"آپ کی قبر کی زیارت میں نہان لوگوں کا کوئی فائدہ ہے اور نہان (حضور ﷺ) کا" الح۔

يهلي مرحله ميں ابن تيميد كاطريقه كاركيا ہے، اس كاخلاصة حسب ذيل ہے:

- ا) نبی یاک کی زیارت کے سلسلے میں وار دھیجے حدیث کی صحت کا انکار۔
  - ۲) اسبات کاانکا کرکرنا کے صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔
- س) میخص شدرحال والی حدیث سے استدلال کرتا ہے جس میں بیہ ہے کہ:"لاتشد الوحال إلا اللہ ثلاثة مساجد" 'صرف تین مسجدوں کا سفر کیا جائے''۔
- ۴) نیزاس مدیث سے استدلال کرتا ہے جس میں بیہے: "لاتت خدو اقبری عیدا" میری قبر کوعیدنہ بناؤ"

جب اس کے ہم عصر علمانے اس کی سخت مخالفت کی ، اوراس کا بلیغ رد کیا تو ابن تیمیہ نے اس سے بھی خطرناک ایک دوسرے مرحلہ کا آغاز کیا کیوں کہ اس نے مخالفت کرنے والے علما کی دلیلوں میں نظر کرکے ماسبق

كى طرح اين طريقة كاركومرتب كيااوراس مين تجهاضا فه بهي كيامثلا:

ا) نئی پیشانیاں اور جدید مسائل کھولے (مثلاتوسل کامسکہ) کیوں کہ اولاً وہ توسل کا ثبات کرتا تھا اور نبی پاک سے استغاثہ کا انکار کرتا تھا، یہاں تک کہ ابن کشر کو ابن تیمیہ کے متعلق بیگان ہوا کہ وہ توسل کامنکر نہیں۔

ابن كثيرني 'البداية والنهاية " (١٩٥٨) مين كها:

"برذانی نے کہا:ان لوگوں نے اس بارے میں شافعی قاضی کی طرف رجوع کیا، چنانچہ اس سلسلے میں ایک مجلس قائم ہوئی ،ابن عطانے ابن تیمیہ کے خلاف کچھا لیے دعوے کیے جن کا ثبوت فراہم نہ ہوسکا، کین ابن تیمیہ نے یہ کہا کہ صرف اللہ ہی سے استغاثہ کیا جائے ، نبی پاک سے کسی طرح کا کوئی استغاثہ نہ کیا جائے ، ہاں آپ سے توسل کیا جائے اور آپ کواللہ کی بارگاہ میں شفیع بنایا جائے ،اس پر بعض حاضرین نے کہا:اس میں تو کوئی قباحت نہیں ، کین قاضی بدر الدین بن جماعہ کی رائے بیٹی کہ یہ گتاخی و بے ادبی ہے۔ اس کے بعد قاضی کے پاس یہ پیغام پہنچا کہ ابن تیمیہ کے ساتھ شرع کے موافق عمل کیا جائے تو قاضی نے کہا: میں نے بیا ہوائی جائے ہو قاضی نے کہا: میں نے بیا ہوائی جائے ہو تا ہوئی کہا جا تا ہے'۔

ابن تیمیہ کے تلمیذابن کثیرخود نبی پاک ﷺ سے توسل کررہے ہیں جیسا کہ البدایة والنہایة (۱۹۲/۱۳) میں ہے کہ جب مدینه منورہ طیبہ میں آگ رونماہوئی توانھوں نے بہ کہا:

"فالله يجعلها عبرة للمسلمين ورحمة للعالمين بمحمدواله الطاهرين" الله عزوجل محمد (الله الطاهرين" الله عزوجل محمد ( الله عنه عنه الله عنه ال

۲) اس شخص نے بیکہا کہ: نبی پاک ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والے کے لیے بحالت سفر نماز میں قصر کرنا حرام ہے، حالاں کہاس نے مجموع الفتاوی (۱۰۹/۲۳) میں بیکہا:

"په ابن حزم وغیره کاقول ہے۔ابوحنیفہ اورابن حزم وغیرهایہ کہتے ہیں کہ بحالت سفر نماز میں قصر واجب ہے اگر چہ سفر حرام ہی کیوں نہ ہو،جیسا کہ بیسارے حضرات سفر حرام میں پانی پر قدرت نہ ہونے کے وقت تیم واجب قرار دیتے ہیں۔اورابن عقبل نے بعض مقامات پر سفر حرام میں قصر اورا فطار ہی کور جیح دی ہے،اور دلیل انہیں لوگوں کی تائید کرتی ہے جولوگ جنس سفر میں قصر وافطار کو مشروع کہتے ہیں،اور کسی سفر کی تخصیص نہیں کرتے اور یہی قول صحیح ہے، کیونکہ کتاب وسنت میں سفر مطلق وارد ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَنُ كَانَ مِنْكُمُ مَّرِيُضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنُ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾ [البقره-٢:١٨٣] ترجمه: "توتم ميں جوكوئي بياريا سفر ميں ہوتواتنے روزے اور دنوں ميں "

اورجيسا كه آيت تيمم مين فرمايا:

﴿ وَإِنْ كُنْتُمُ مَّرُضَى أَوْعَلَى سَفَرٍ ﴾ [النساء-٣٣.٢]

ترجمه: ـ ''اوراگرتم بیار پاسفر میں ہو''

لینی ابن تیمیہ کے نزدیک سفر حرام میں قصر کا جواز ہی رائے ہے،اور جب نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کی بات آتی ہے تو علایے امت سے مشتعل ہو کرید کہتا ہے کہ اس سفر زیارت میں نماز میں قصر حرام ہے۔

ابن تیمیہ نے جب اس سلسلے میں بید دعوی کیا کہ یہی جمہور،اورخاص کر مالک وشافعی اوراحمہ کا فدہب ہے تو علائے امت نے اس سے بیم مطالبہ کیا کہ ان حضرات نے جس جگہ بیہ گفتگوفر مائی ہے اس کوسا منے لائے، آج تک ابن تیمیہ اوراس کے کسی گفش بردار سے بین نہ بن پڑا کہ وہ کسی بھی ایک امام کا بی تول پیش کرے کہ ان حضرات نے بیفر مایا کہ نبی پاک کے دوضۂ اطہر کی زیارت کا سفر کرنے والے قصر نہ کریں،ان حضرات علمائے امت نے یہی سمجھا کہ ابن تیمیہ کا بیکلام سراسر تلمیس ہے۔

۳) ابن تیمیہ نے سابقہ علمائے امت کے استدلال کا سرے سے انکارکیا، یامزیدنقول کاسہارالے کران

حضرات کے استدلال کی تاویل کی اگر چہان حضرات کے روثن استدلال اوراس کی تاویل میں کھلا ہوا تضاد ہے۔ مزید ابن تیمیہ پر ایک کھلی ہوئی تہمت یہ بھی ہے کہ وہ نقل کے معاملہ میں امانت کو بالکلیہ بالائے طاق رکھ دیتا ہے، اس کا طمح نظر صرف اور صرف اپنامطلوب و مقصود ہوتا ہے جسیا کہ آئندہ سطور میں ہم اسے واضح کریں گے۔

یہ ایک روثن حقیقت ہے کہ ابن تیمیہ کا قید کیا جانا اس کی باطل رایوں اور مذکورہ دعووں کالازمی نتیجہ ہے، ان دومرحلوں کے بعد ابن تیمیہ نے تیسر سے مرحلہ میں قدم رکھا جس میں دوچیزیں کافی نمایاں ہیں۔

ا۔ ابن تیمیہ کے آل کے بجائے عرصہ دراز تک اس کے حکم قید کی حیثیت اوراس کے اسباب.

۲۔ ابن تیمیہ اوراس کے اصحاب پر زندیقیت اور سیدالخلق کی عداوت کی تہمت تھی ،اس تہمت کے سبب قتل سے نجات ورستگاری حاصل کرنے کے لیے انھوں نے ایک فکری طور وطریقہ اختیار کیا۔

ابن تیمیہ اوراس کے تبعین نے اس قتل سے خلاص ورستگاری حاصل کرنے کے لیے حسب ذیل فکری طور وطریقہ اور لائح ممل اختیار کیا:

- الف۔ ابن تیمیہ نے تقیہ کاعقیدہ اختیار کیا،جس کی واضح مثال ابن تیمیہ کی خودنوشتہ دستی تحریر ہے جس میں اس نے پیکھا کہ اس نے تو بہ کر کے امام شافعی کا مذہب اختیار کیا۔
- ب۔ اس نے پرو پیگنڈہ کاحربہ استعمال کیا،اس کے کفش برداروں کا کام بیتھا کہ وہ ہمہ وقت بہ پرو پیگنڈہ کرتے کہ ابن تیمیہ اس نے کہ ابن تیمیہ اس کے برعکس بیشہادت بھی دیتا ہے کہ اس نے ان رایوں سے تو بہور جوع کر لیا ہے۔
- ج۔ اس نے ایک پروپیگنڈہ ادارہ قائم کیا تا کہ اس کے ذریعہ اس کی خوب روئی ظاہر ہو، اور بیہ دعوی ممکن ہوکہ اس نے ایک پروپیگنڈہ ادارہ قائم کیا تا کہ اس وقت ابن تیمیہ عوام کے روبرویہ بھی ثابت کرتا ہے۔ کہ اس نے ان گستا خانہ اقوال سے رجوع نہیں کیا ہے؟
- د۔ اس کے پروپیگنڈہ ادارہ نے بیظا ہر کرنے کی کوشش کی کہ ابن تیمیدامام احمد بن حنبل کی طرح ایک مظلوم

امام ہے،اس کے ہم عصر علما حاسد ہیں،اس سے حسد کرتے ہیں،ان کے پاس حسد کے سوااور کچھ ہیں۔
تجب خیز بات میہ ہے کہ ابن تیمیہ نے اپنے اس قول سے رجوع نہ کیا کہ: ''نبی پاک ﷺ کی زیارت
کا قصد حرام ہے، چاہے اہل مدینہ منورہ زیارت کو جائیں یا دور دراز مقامات کے لوگ زیارت کو جائیں' اور سب
سے بڑی آفت اور عظیم مصیبت میہ ہے کہ اس کا یہ خیال ہے کہ اس کا یہ قول اجماعی ہے۔

ہم اس مقام پرابن تیمیہ کے رد کی خاطر اس کے اہم مسائل ذکر کریں گے پھران کا رد پیش کریں گے، ہمارااسلوب ردان حضرات کے اسلوب رد سے مختلف اور جدا گانہ ہوگا جنھوں نے ابن تیمیہ کے رد میں کتابیں تحریر کیس اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔

ہم سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب پھر علما ہے امت کے اقوال پیش کریں گے پھر مختلف مسائل پر بحث وتیحیص کریں گے۔

# (۱۲) ان حضرات کے روش ارشادات جنھیں رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت، اور قبروں کے اندراہل اللہ کی زیارت کے باب میں روشنی عطا کی گئی

طبرانی نے مجم صغیر (۳۲/۲) میں روایت کیا:

اوراس میں یہ ہے کہ: مجمر کانام مجمر اس لیے ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کے پاس دھونی دیتے، آپسیدناعمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے آزاد کردہ تھے'۔

طبرانی نے مجم اوسط (۲۰۲/۳) میں تخریج کیا:

"ابراہیم نے ہم سے بیان کیا ہم سے مرار بن حمویہ ہمدانی نے بیان کیا، مجھ سے بچی بن سعیدابوز کریامدنی (رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اقدس کی حفاظت کرنے والے) نے بیان کیا، مجھ سے محمد بن صالح نے بیان کیا، ۔

ابن ابوعاصم کی کتاب الزید (۱۱۹۲۳) میں ہے:

"ہم سے عبداللہ بن احمد نے بیان کیا کہ مجھے ابن مبارک سے بیخبرملی کہ ایک خاتون نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا: آپ مجھے رسول اللہ کے کاروضہ اطہر دکھا کیں جب عائشہ صدیقہ نے ان کے سامنے آپ کاروضہ اقدس کھولا تواس قدراشک بارہوئیں کہ جاں بحق ہوگئیں'۔

زہبی کی سیر أعلام النبلاء (۱۵۸/۵ – ۳۵۹) میں ہے:

مصعب بن عبداللہ نے کہا، مجھ سے اساعیل بن یعقوب تیمی نے بیان کیا کہ: ابن منکد راپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے تو آپ پرسکوت چھایار ہتا آپ اس حالت میں کھڑے ہوتے یہاں تک کہ اپنارخسار نبی پاک کی قبراطہر پر رکھ دیتے پھروا پس آتے ،اس بارے میں انہیں ملامت کی گئی تو فر مایا: مجھے ایک خطرہ لاحق ہواجب میں نے اسے محسوس کیا تو نبی یاک کے کروضۂ اطہر سے استعانت کی۔

آ پ مسجد کے ایک گوشہ میں آ کر وہاں کی خاک میں لوٹتے ، اور چت لیٹ جاتے ، آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میں نے خواب میں نبی پاک ﷺ کواس جگہ دیکھا ہے۔

دارمی (۱۷۵)نے کعب احبار سے روایت کیا:

کسی دن سورج طلوع نہیں ہوتا مگرستر ہزار ملائکہ کہ رحمت نزول فرماتے اور نبی پاک کھی کی قبراقد س پر ایپ پر درود جھیجے ہیں پھرشام کے وقت آسان کی طرف واپس ایپ پر درود جھیجے ہیں پھرشام کے وقت آسان کی طرف واپس چلے جاتے ہیں اوراسی تعداد میں دوسر نے شتگان رحمت نازل ہوکرانہیں جیسی خدمت انجام دیتے ہیں یہاں تک کہ جب روضۂ اقدس کی خاک شق ہوجائے گی تو حضور ستر ہزار فرشتوں کے جھر مٹ میں رونق افروز ہوں گے جو حضور کورب تعالی کی بارگاہ میں پہنچا کیں گ

ابن عسا کر کی تاریخ دمشق (۱۷۸/۳۷) میں ہے:

عبدالرزاق بن ہمام فرماتے ہیں: میں جب حج کو گیا تورسول پاک کے روضۂ پاک کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ طیبہ آیا۔

بيهق نے شعب الایمان (۲۹۲/۳) میں ذکر کیا:

"ابن ابوفدیک نے کہا مجھ سے بعض ملنے والوں نے کہا: ہمیں پی خبر ملی کہ جو خص نبی پاک ﷺ کے روضۂ پاک برجا کر بیرآیت کریمہ پڑھے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلْئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِي يَاۤ أَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا صَلُّوا عَلَيُهِ وَسَلِّمُوا

تَسُلِيهُما ﴾ [الاحزاب-٥٢ ٣٣]

ترجمہ:۔''بےشک اللہ اوراس کے فرشتے درود جھیجے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر،اے ایمان والو!ان پر دروداور خوب سلام جھیجؤ'۔

اور پھریہ کیجا ہے محمد ﷺ آپ پراللہ عزوجل درود نازل فرمائے، ستر مرتبہ جو شخص اسے پڑھے، توایک فرشتہ اسے جواب دیتا ہے: اے فلال اللہ تم پررحمت نازل فرمائے تمہاری حاجت ناکام نہ ہوئی''اس کی اسنادحسن ہے۔

زہی کی سیر أعلام النبلاء (۲۱۲/۱۱) میں ہے:

عبداللہ بن امام احمد نے فر مایا: میں نے اپنے والدکود یکھاوہ نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک کو اپنی تھیلی میں رکھ کر بوسہ لیتے ،اور میرا گمان ہے کہ میں نے اپنے والدکواسے اپنی آئکھوں سے بھی لگاتے دیکھا، آپ اسے پانی میں ڈال کراس کا دھوون پیتے تو شفا پاتے ،اور میں نے اپنے والدکود یکھا کہ وہ نبی پاک ﷺ کے کاسہ شریف کو لے کراسے پانی کے گھڑے میں دھوتے ، پھراس پیالہ میں پیتے ،اور میں نے آپ کو شفا کے لیے آب زمزم شریف نوش جال کرتے دیکھا آپ زمزم شریف کو اپنے ہاتھ اور چیرہ پر ملتے۔

میں (علامہ ذہبی) کہتا ہوں: کہاں ہیں امام احمد پرغلواورا نکار کرنے والے؟ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ عبداللہ نے اپنے والدامام احمد سے بوچھا کہ جونبی پاک کھی کے منبر شریف کی ککڑی اور حجرہ نبوی کومس کرے اس کا کیا تھم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھا''اللہ جمیں اور آپ لوگوں کوخوارج اور اہل بدعات کی رائے سے پناہ بخشے۔

ابن عبرالبركي تمهيد (٢٢٩/١٢) مين ہے:

رسول الله ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے روضۂ پاک اور آپ کی مسجد شریف کی فضیلت قائم ہے، اور مدینہ منورہ کی فضیلت کا انکارنہیں کیا جاسکتا۔

ابن عبدالبركي تمهيد (٢٢١/٢٢) ميں ہے:

حدیث پاک میں ہے: "والمدینة خیر لھم لو کانوایعلمون" (اورمدینه منورهان کے لیے افضل و بہتر ہے اگروه لوگ جانتے) ایک قول ہے ہے کہ: مدینه منوره ان کے لیے اس لیے افضل ہے کہ وہاں نہ طاعون آئے گا،اور نہ ہی دجال ،اورا یکقول ہے ہے کہ: دوسر ہے شہروں کی بہنست مدینہ طیبہ میں فتنے کم ہیں،اورا یک قول ہے ہے: وہاں رسول اللہ کے کہ مسجد،اوراس میں نماز،اور آپ کے روضۂ اقدس کے جوارفیض وکرم میں رہنے کی فضیلت حاصل ہے۔

فرمی کی سیر أعلام النبلاء (۲/۳/۲) میں ہے:

خطیب نے فر مایا ہم کو ابوالعلاء واسطی نے خبر دی ، ہم سے عمر بن شاہین نے بیان کیا ، ہم سے حسین ابن قاسم نے بیان کیا ، مجھ سے احمد بن وہب نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن صالح از دی نے بیان فر مایا: خلیفہ مارون رشید جج کے لیے آئے تو نبی پاک کی کے دوخہ اطہر پر حاضر ہوئے ، آپ کے ساتھ موسی بن جعفر بھی تھے۔ انھوں نے اپنے اردگر دموجو دلوگوں پر فخر کرتے ہوئے عرض کیا السلام علیک یارسول اللہ یا ابن عم (اے اللہ کے رسول اے بچاکے شنم ادے آپ پر سلام) تو موسی بن جعفر نے قریب ہوکر عرض کیا السلام علیک یا اُبت (اے والد محترم آپ پر سلام) تو ہوئی اور کہا: اے ابوالحن! یو خرکرناحق اور بجاہے۔

امام بخاری کی تاریخ کبیر میں ہے:

آپ نے فرمایا: میں نے نبی پاک ﷺ کے روضۂ اقدی کے پاس مدینہ منورہ طیبہ کی تاریخ تصنیف کی میں اسے جاندنی را توں میں لکھتا تھا۔

حكيم ترندى كى نوادر الأصول في أحاديث الرسول (١٤/٢) مي ہے:

ایک سوبار ہواں (۱۱۲) اصول: اس بیان میں ہے کہ نبی پاک ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت بیقراروں اور بیتا بوں کے لیے سامان ہجرت ہے۔

ابونعيم اصفهاني كي حلية الاولياء (٢٦٢/٩) مي ي:

ابوسلیمان دارانی نے فرمایا: جب اولیں حج کو گئے تومدینہ منورہ پہنچنے کے بعد مسجد کے دروازہ پر کھڑے

ہوگئے، ان کو بتایا گیا کہ نبی پاک ﷺ کاروض اطہر ہے: فرماتے ہیں: یہ سن کرآپ برغشی طاری ہوگئ، ہوش میں آنے کے بعد فرمایا: مجھے باہر لے چلواس لیے کہ میراشہ، اس شہر پاک کی طرح نہیں جہاں محمد ﷺ آ رام فرماہیں۔ حافظ ابن عبدالبرکی الاستیعاب (۱۵۱۸/۴) میں ہے:

نابغه جعدی نے پیشعرعرض کیا:

ألاياغو ثَنالوتسمعُونا

فياقبر النبي وصاحبيه

اے نبی پاک اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبر اے ہمارے غوث ومددگار کاش آپ حضرات ہماری (حاجت ) سنتے۔

مؤطاامام مالک (۲۷۲۲ حدیث نمبر ۹۸۹،۹۸۸) میں ہے:

مرداوی منبلی کی الانصاف (۲۳/۸)میں ہے:

ابن عقیل نے ذکر کیا کہ بیٹمس وقمر کی روشنی میں نبی پاک کے کاسابیاس لیے نہ ہوتا کہ آپ نورانی ہیں اور سابیا یک فتی کے خطمت و تاریکی ہے اور زمین آپ کا تقل (محبت سے) اپنی طرف کھینچی ہے۔

مصنف ابن شیبه (۳۷،۰۵۳) میں ہے:

یزید بن عبرالملک بن قسط نے فرمایا: میں نے نبی پاک ﷺ کے اصحاب میں سے ایک جماعت کودیکھا جب وہ مسجد کو خالی پاتے تو منبر شریف کی لکڑی کے پاس کھڑے ہوکراس پر ہاتھ چھیرتے،اور دعا کرتے، انھوں نے فرمایا:اور میں نے یزید کوالیا کرتے دیکھا۔ طبقات الحنفیه (۲۸۲۷) میں ہے:

عبدالله بن مبارك نے فرمایا: میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا، آپ نے فرمایا: ابوب بن ابوتمیمہ

سختیانی آئے اور میں مدینہ منورہ میں تھا، میں نے اپنے دل میں کہا: میں ضرورضروران کاعمل دیکھوں گا کہوہ یہاں کیا کرتے ہیں آپ نے اپنی پشت قبلہ کی سمت کی ،اورا پناچہرہ رسول اللہ ﷺ کی طلعت زیبا کے مواجهہ میں کیا، آپ کی آنکھوں سے آنسوجاری تھے ایبامعلوم ہور ہا تھا کہ آ پکسی فقیہ کے مقام پرجلوہ بار ہیں۔ ابویعلی لیالار شاد (۱۸۵۱،۱۸۹) میں ہے:

"سب سے پہلے مدینہ منورہ طیبہ حاضر ہواس لیے کہوہ نبی پاک ﷺ کا دارالجر ت ہے، اور وہاں آپ کا روضهٔ اطهریے'۔

ابن ہشام کی السیرة النبویة (٢/٩٢٩) میں ہے:

حضرت حسان بن ثابت نے اشک مار آئکھوں سے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں یہ اشعار کیے: قال حسان بن ثابت أيضايبكي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم

- (١) مابال عينك لاتنام كأنما كحلت مافيها بكحل الأرمد
- (٢) فظللت بعد وفاته متبلدا متلددا ياليتني لم أولد
- (٣) أأقيم بعدك بالمدينة بينهم ياليتني صبحت سم الأسود
- (٣) واللِّه لا أسمع بهالك إلا بكيت على النبي محمد
  - (۵) يساويح أنصر النبي ورهطه
  - (٢) ضاقت بالأنصار البلاد فأصبحوا
- (٤) ولـقـدولـدنـاه وفيـنـا قبـره وفيضول نعمتـه بنالم نجحد
- (٨) واللُّه أكرمنا به وهدى به أنصاره في كل ساعة مشهد

والطيبون على المبارك أحمد

بعدالمغيب في سواء الملحد

سوداوجوههم كلون الإثمد

(٩) صلحي الإله ومن يحف بعرشه

(۱) تیری آنکه کا کیاحال ہے کہ اسے نینزہیں آتی گویااس میں آشوب چشم کا سرمہ لگادیا گیا ہے۔

- (۲) میں آپ کے وصال جا نکاہ کے بعدست وکند خاطر اور متحیر ہوگیا، اے کاش میں پیداہی نہ ہوا ہوتا۔
- (۳) کیا آپ کے بعدان کے درمیان مدینہ میں میراقیام رہے گا،اے کاش مجھے کالے سانپ کاز ہر پلا دیاجا تا۔
- (۴) خدا کی قتم! میں مدینہ میں آپ کے متعلق سنتا ہوں تواللہ کے سیجے نبی محمد (ﷺ) پراشک بار ہوجا تا ہوں۔
- (۵) ہائے میری بربادی گوشہ قبر میں نبی پاک کے روپوش ہوجانے کے بعد بھی میں آپ، اور آپ کی قوم کی نفرت وجمایت کروں گا۔
- (۲) مہاجرین کی آمدآ مدسے انصار پران کے شہر تنگ ہوگئے میہ دیکھ کرمشرکین عرب اثد کی طرح روسیاہ ہوگئے۔
- (2) آپہم میں جلوہ گر ہوئے ،اور ہمارے ہی درمیان آپ کاروضۂ اطهر بھی ہے،اور ہم پر آپ کے بیکراں انعامات واحسانات ہیں جن کا ہم انکار نہیں سکتے۔
- (۸) اللہ نے آپ کے ذریعہ ہمیں کرامت بخشی ، اورآپ ہی کے ذریعہ ہر گھڑی ، ہر جگہ آپ کے انصار کو ہدایت عطافر مائی۔
- (9) الله، اوراس كے عرش كو گھيرنے والے فرشتے، اور پاكيزه لوگ مبارك احمد (ﷺ) پر گلہائے سلام ورحمت مسجتے ہیں۔

نورالدین محمودقا ہرالفرنجہ باذن اللہ نے "کتاب الروضتین فی أحب ارالدولتین النوریة" (مایا: "ہمارا بھیجا جازے ابتدائی بیابان میں بلادفرنگ کے دورترین شہروں میں غائب ہوگیا کیوں کہان میں سے ایک متکبرسرش نے اپنے گھوڑ سواروں اور پاپیا دہ لوگوں کو جمع کیا اوراس کی خبیث طبیعت میں آیا مدینہ منورہ کی دہلیز "تیاء" کا قصدوارا دہ کرے (مدینہ منورہ میں جلوہ ساماں رسول عربی پرسلام ہو) اوراس سال مدینہ منورہ کی دہلیز وشاداب ہوناغنیمت شار کیا اور تجب کی بات سے ہے کہ ہم نبی صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی قبر کے اہم امور میں مشغول ہوکراس کی جمایت و حفاظت کرتے ہیں اور فدکور (صاحب موصل) اپنے دست ظلم سے ہماری اس

ولایت کولینے کے لیے نزاع کررہائے'۔

میں کہتا ہوں: اےنورالدین! کاش ابن تیمیہ آپ کے عہد میں ہوتا۔

ابن كثير فالبداية والنهاية (٣٢٧/١٢) من كها:

پھر سلطان نورالدین محمود نے خاک حطین کی آبلہ پائی کی اوروہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی پھروہاں سے اردن کا سفر کیا اوران تمام بلا دکوا بے قبضہ میں لے لیا۔

بيهق في شعب الإيمان (١٩٨٣) مين كها:

میں نے ابوسعید حسن بن احمد اصطحر ی شافعی سے سنا آپ نے فرمایا: میں نے بحی بن معاذر ازی سے سنا آپ نے ابیغ وعظ میں فرمایا: میراایک پیغام ہے جس کامقصود سے کہ مدینہ طیبہ حاضر ہوکرنبی ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی جائے۔ اور آپ کی مسجد، اور مسجد قباء میں نماز اداکی جائے۔

فا کہی (۲۱۷-۲۵۵ه) کی "أخبار مکة" (۲۹۹/۲) میں ہے:

- ا) لاخيرفيمن ليس يعرف فضلكم من كان يجهله فلسنا نجهل
- ٢) في أرضكم قبر النبي وبيته والمنبر العالي الرفيع الأطول
- ٣) وبها قبورالسابقين بفضلهم عمروصاحبه الرفيق الأفضل
- م) والعترة الميمونة اللاتي بها سبقت فضيلة كل من يتفضل

أخبارمكة للفاكهي ١٤ – ٢٤٥٥ (٢٩٩٨)

- ا) اس شخص کے اندرکوئی بھلائی نہیں جوآپ لوگوں کے ضل سے نا آشنا ہے، اگروہ آپ لوگوں کی فضیلت نہیں جانتا تو ہم تو جانتے ہیں۔
- ۲) تمہاری فضیلت میہ کے تمہاری زمین پر نبی پاک کاروضۂ اطہر،اور آپ کا کا شانۂ اقدس،اور بلندوبالا منبرمبارک ہے۔
- ۳) اوراسی خاک اقدس ہی پر حضوراقدس کے ساتھی کی بھی قبریں ہیں جواینی فضیلت کے لحاظ سے سابق

ومقدم ہیں۔

اورآپ کی مبارک عترت کی بھی قبریں ہیں جن کی فضیلت ہرذی فضل سے اعلی ہے۔
 ابن حبان کی "مشاهیر علماء الأمصاد" (۱۳/۱) میں ہے:

صقع اول: امام ابوصاتم رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: ہم اس صقع کا آغاز مدینہ منورہ سے کرتے ہیں۔اس لیے کہ وہ مہبط وحی، معدن رسالت ہے جہاں اللہ نے آپ پر کنڑت سے درودوسلام نازل فرمایا، وہیں سے دین اسلام پھیلا، اور وہاں دین کی عظیم نشانیاں ظاہر ہوئیں،اوراسی خاک اقدس پر رسول اللہ ﷺ اورآپ کے جلومیں آرام فرما ابو بکر وعمر کی قبریں ہیں۔

ابواسحاق اساعیل بن قاسم غزی کوفی معروف بدابوالعتابیة نے بیاشعار کے:

- (۱) ليبك رسول الله من كان باكيا ولاتنس قبرا بالمدينة ساويا
- (٢) جزي الله عناكل خير محمدا فقد كان مهديا دليلاهاديا
- (m) لمن تبتغي الذكري لماهو أهله إذا كنت للبر المطهر ناسيا
- ( $^{\alpha}$ ) أتنسى رسول الله أفضل من مشى و آثاره بالمسجدين كماهيا
- (۱) جسے آنسو بہانا ہے وہ اللہ کے رسول کی محبت میں آنسو بہائے اور مدینہ منورہ میں برابر وہموار قبر کونہ کھولے۔
- (۲) الله عزوجل محمد ﷺ کو ہماری طرف سے ہر خیر کی جزا بخشے اس لیے کہ آپ ہدایت یافتہ ، اور ہمارے رہبر ورہنما ہیں۔
  - (۳) جبتم اس یا کیزه دمقدس ذات کوفراموش کردو گے تو پھر کسے لائق ذکریا ؤگے۔ (۳)
- (۴) کیااللہ کے اس مقدس رسول کو فراموش کردو گے جوتمام چلنے والوں میں سب سے افضل و برتر ہیں ، اور دونوں مسجدوں میں جن کے آثار ونشانات آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے۔

الاكتفاء بماتضمنه من مغازي رسول الله ﷺ (٢٠/٢ ١٠) ميں ہے:

ابوعبدالله محربن ابوالخصال غافقی اندسی نے کہا:

(۱) وأدعو إلى الرحمٰن دعوة تائب إلى عفوه من طيبه يتزود

(٢) وأسمو إلى البيت العتيق بفرضه فكل به من ذنبه يتجرد

(m) ولست على قبر السرسول بمؤثر (m)

(۱) میں رحمٰن کی بارگاہ میں اس انسان کی طرح دعا کرتا ہوں جواس کے عفوکی طرف تائب ہوکراس کی یا کیزگی سے تو شہر عاصل کرے۔

(۲) اوراس کے فرض میں مشغول ہوکر خانۂ کعبہ کی طرف مائل ہوتا ہوں۔اس لیے کہ ہرانسان خانہ کعبہ کی خرج کی خرج کے اس کے کہ ہرانسان خانہ کعبہ کی خرج کی مرانسان خانہ کعبہ کی خرج کی مرانسان خانہ کعبہ کی اس کے خرج کی مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کی مرانسان خانہ کو خانہ کو خانہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی طرف مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی طرف مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کعبہ کی مرانسان خانہ کی مرانسان

(۳) میں رسول پاک کے روضۂ اطہر پرکسی دوسری شئے کوفضیلت نہیں دیتا۔

مزیدانھوں نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کے اشعار کی تضمین کرتے ہوئے درج ذیل

#### اشعار کے:

(۱) مابال عینک لاتنام کأنما

(٢) هـل يـجـمعـن صبح يوم أوغد

(m) حتى أروي ناظري من عبرتي

(۵) وأهسش للأفق المسارك جوه

(۲) وأسبح في أبيات آل محمد

(2) والله يعلم أن آل محمد

(۸) بکربتی منهم أبوح وأنطوي

بهانده الكلمة المرسومة بعد بيني وبين القبرقبر محمد ويقرعيني طيب ذاك المشهد نورا يجلي كل جنح أسود متجددا من نوره المتجدد دمعا كنظم اللؤلو المتبدد آل تمكن حبهم في محتدي

وبحسرتي فيهم أروح وأغتدي

- (۱) تیری آنکھاکیا معاملہ ہے کہ اسے نینز ہیں آتی گویا اس مرسوم کلمہ کے سبب اس کی نینداڑا دی گئی ہے۔
  - (٢) کیاآج یاکل کی صبح مجھے اور تحد ﷺ کے روضۂ اقدس کو جمع کرے گا۔
- (۳) یہاں تک کہ میں اپنے اشکوں سے اپنی آنکھوں کوسیراب کروں،اوروہ پا کیزہ روضئہ اقدس میری چیثم اشک بارکوٹھنڈک بخشے۔
- (۴) اور کیامیں اس مقدس خاک تک پہنچ سکوں گاجو حضور اقدس کواپنی آغوش میں لیے بقعہ نور بن کر ہر تاریک وسیاہ افق عالم کوروش وفروز ال کررہی ہے۔
- (۵) اور کیا مجھے اس افتی تاباں سے نشاط وشاد مانی حاصل ہو سکے گی جس کی فضامبارک ہے۔ اور جہاں نئ کرنیں نمودار ہوکرافق درخشاں کونئی روشنی عطا کرتی ہیں۔
- (۲) اور میں محمد ﷺ کے اہل بیت کی محبت میں مسلسل ایسے آنسو بہا تا ہوں جیسے بکھری ہوئی موتیاں پرودی گئی ہوں۔
- (2) الله خوب جانتا ہے کہ اس کے رسول پاک کی پاکیزہ آل ایسی آل ہیں جن کی محبت میرے دل میں رچی بسی ہے۔
  - (۸) میں اپنارنج فیم ان سے لپٹ کرظا ہر کرتا ہوں ، اور ان کی حسرت میں صبح وشام کرتا ہوں۔ المجموع للإمام النووی (۲۸۹/۷) میں ہے:

تمام مسلمانوں کا اس پراجماع ہے کہ جس جگہرسول اللہ ﷺ کا روضۂ اقدس ہے وہ تمام زمینوں سے افضل ہے۔ اختلاف اس کے علاوہ زمینوں کے بارے میں ہے۔

ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ (۲۰۵/۲) میں ذکر کیا:

الله عزوجل کی ایک مخلص بندی نے کہا: میں مسلسل وسوسہ کا شکار ہتی تھی یہاں تک کہ بخدا میں نے تقصیر کا قصد وارادہ کیا، پھر میں مغرب وعشا کے درمیان رسول الله کی مسجد میں داخل ہوئی اور آپ کے روضة اطهر کومضبوطی سے پکڑ کر الله عزوجل کی حمد کی اور اس کے رسول پر درود بھیجا۔

تفسیرطبری (۱۱ر۲۷) میں ہے:

اہل تاویل کااس بارے میں اختلاف ہے کہاس آیت میں کون سی مسجد مراد ہے:

﴿ لَّمَسُجِدُ أُسِّسَ عَلَى التَّقُواى مِنُ أَوَّل يَوْمِ ﴿ [التوبِ-٩:٨٠]

''بےشک وہ سجد کہ پہلے ہی دن ہے جن کی بنیاد پر ہیز گاری پرر کھی گئ''

بعض اہل تا دیل نے کہا: اس سے رسول اللہ ﷺ کی مسجد مراد ہے جہاں آج آپ کامنبراور قبراطہر ہے۔

زہی نے سیو أعلام النبلاء (۱۳۹/۱۳۹-۱۳۰) میں کہا:

سلطان کبیرعلاء الدین خوارزم شاہ عز الدین علی بن اثیرنے کہا: آپ مشقت پر بے پناہ صبر فرماتے، اور عیش ولذت سے دورو کنارہ کش رہتے، آپ فاضل ، فقہ واصول کے عالم شے، علما کی تعظیم کرتے، ان سے مناظرہ پیند فرماتے ، اور دین دارلوگوں سے برکت حاصل کرتے۔

مجھ (عزالدین علی بن اثیر) سے جمرہ نبویہ کے خادم نے کہا: میں آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگایا، اور میری خاطر چند قدم پیدل چلے اور فر مایا: آپ نبی ﷺ کے جمرہ پاک کے خادم ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کرایئے چمرہ پر پھیرا اور مجھے ہدیہ عطافر مایا۔

علامهائن حجر کی فتح الباری (۹۳/۹ -۹۴) میں ہے:

ایمان مدینہ منورہ میں پھیلا۔اور چوں کہ ہرمومن کے دل میں نبی پاک کی پاک کیزہ محبت کا چراغ روشن ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے اندرایک ایبامحرک پاتا ہے جومدینہ منورہ کی طرف اس کے بیتاب دل کو کھینچتا ہے۔ہرز مانہ میں مدینہ منورہ کی یہی شان رہی اس لیے کہ نبی پاک کے زمانہ میں آپ سے اکتباب علم کے لیے طالبان علم مدینہ منورہ آتے اور صحابہ وتا بعین و تبع تا بعین کے دور میں ان کے روشن طریقہ کی اقتدا کے لیے وارفتگان شوق مدینہ منورہ آتے ،اوراس کے بعد حضورا قدس کے روضۂ اطہرکی زیارت ،اور آپ کی مسجد میں ادائے نماز ،اور آپ اور آپ کی احواب کے آثار کے مشاہدہ کی برکت و زیارت کے لیے ایک مومن کادل ہمہ

وقت شہرمدینه منوره کی طرف بیتاب رہتاہے۔

امام سیوطی کی دیباج (۱۲۲۱) میں ہے: حدیث پاک میں ہے ''إن الإیسمان لیساُر ذالسی
السمدینة '' بےشک ایمان مدینه منورہ کی طرف سمٹ کر چلاجائے گا''امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ: اس ارشاد پاک کا معنی ہے ہے کہ شروع اور آخر میں ایمان کا یہی حال رہا اور رہے گا، اس لیے کہ آغاز اسلام میں مومن مخلص اور سے مسلمان مدینه منورہ میں رہے، مدینه منورہ کی طرف انھوں نے ہجرت کی ، اور اسے اپناوطن بنایا پھر اس کے بعد حضور کے روضۂ مکرم ، اور آپ اور آپ کے اصحاب کے آثار کے فیض زیارت کا سلسلہ ہمہ وقت قائم رہے گا۔ ان برکتوں سے مالا مال ہونے کے لیے صرف مومن ہی مدینه منورہ آپ کیا گا۔

علامة في في سيو أعلام النبلاء (١٨٣٨ - ١٨٥٥) مين فرمايا:

''کس قدر رخوش نصیب ہے وہ انسان جو جمرہ اقدس کے پاس تضرع وعاجزی کے ساتھ کھڑے ہوکر آپ پر درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور کرے،اس لیے کہ اس نے اچھی طرح زیارت کی ،تضرع واکسار کی دولت اور کمال محبت سے سرشار رہااس نے اس شخص سے بہترعبادت کی جس نے اپنی سرز مین پریاا پنی نماز میں حضور پر درودوسلام پیش کیا اس لیے کہ نیارت کرنے والازیارت،اور آپ پر درود جھینے کا اجر پاتا ہے،اوردوسرے شہروں میں درود جھینے والے صرف درود جھینے کا اجر پاتے ہیں، تو جو شخص ایک بار حضور پر درود بھینیا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرما تا ہے ،لین جس نے حضور (صلوات اللہ علیہ) کی زیارت کی ، اورزیارت کے لیے عمدہ وضونہ کیایاروضۂ اطہرکو سجدہ کیا، یا غیر مشروع افعال کیے تو اس نے اچھااور برادونوں کام کیا، ایسے شخص کورفق وملاطفت سے زیارت کے آ داب بتائے اچھااور برادونوں کام کیا، ایسے شخص کورفق وملاطفت سے زیارت کے آ داب بتائے جا کیں ،اللہ عزوجل زیادہ بخشے والا مہر بان ہے۔خدا کی قسم جو بھی مسلمان آپ کی محبت میں بیقرار و بیتا ہوکر چنتا چلاتا ،دیوارودر کے بوسے لیتا،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیقرار و بیتا ہوکر چنتا چلاتا ،دیوارودر کے بوسے لیتا،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیقرار و بیتا ہوکر چنتا چلاتا ،دیوارودر کے بوسے لیتا،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیقرار و بیتا ہوکر چنتا چلاتا ،دیوارودر کے بوسے لیتا،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیقرار و بیتا ہوکر چنتا چلاتا ،دیوارودر کے بوسے لیتا،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیقرار و بیتا ہوکر جنوبی مسلمان آپ کی و اس دیتا ہوگر کے دورود کے بوسے لیتا ،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیتا ہوگر کے بوسے لیتا ،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیتا ہوگر کے بوسے لیتا ،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیتا ہوگر کے بوسے لیتا ،اور شدت سے روتا اور بیتا ہوگر کے بوسے لیتا ،اور شدت سے روتا اور بلکتا ہے وہ اللہ بیتا ہوگر کے بوسے لیتا ہوگر کے بوسے لیتا ہوگر کے بوسے لیتا ہوگر کو بیتا ہوگر کے بوسے لیتا ہوگر کے بوسے کے بیتا ہوگر کے بوسے کی کو بیتا ہوگر کے بوسے کیتا ہوگر کے بوسے کیتا ہوگر کے بوسے کی

اوراس کے رسول کی سچی محبت سے سرشار ہوتا ہے، اس کی بیمحبت جنتیوں اور دوز خیوں کے درمیان حد فاصل اور عظیم معیار ہے'۔

آپ کے روضۂ اطہر کی زیارت بہترین قربت وعبادت ہے، اگر بالفرض انبیااوراولیا کی قبروں کی زیارت کے لیے شرعاسفر کی اجازت اس لیے نہ ہوکہ حضورا قدس سیدعالم ﷺ نے فرمایا:

"لاتشدواالرجال إلاإلى ثلاثة مساجد" ترجمه : يـ "صرف تين بى مسجدول كى طرف سفركرو" \_

تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ کا سفر آپ کی مسجد کے سفر کو مستلزم ہے، اور آپ کی مسجد کا سفر مشروع ہے جس میں کسی کا نزاع نہیں اس لیے کہ آپ کی مسجد سے ہوکر ہی آپ کے حجرہ تک پہنچنا ممکن ہے اس لیے سب سے پہلے تحیة المسجد بجالائے پھرصا حب مسجد کی تحیت بجالائے اللہ عزوجل ہمیں اور آپ سب کواس کا رخیر کی توفیق بخشے، آمین۔

ثقات ابن حبان (۲را ۲۷-۲۷۲) میں ہے:

ابوابوب انصاری آپ کے پاس آئے اور عرض کیا اے امیر المونین: کاش ان شہروں میں آپ کا قیام ہوتا اس لیے کہ یہ مضبوط زرہ ہیں، یہاں نبی کا دارالہر ت، آپ کا روضۂ اقدس، آپ کا منبر اور اسلام کا منبع ہوتا اس لیے کہ یہ مضبوط زرہ ہیں، یہاں نبی کا دارالہر ت، آپ کا روضۂ اقدس، آپ کا منبر اور اسلام کا منبع ہے۔

ابن عسا کر کی تاریخ دمشق (۱۱۷۹۱) میں ہے:

ہم کو ابوالفتح نصر اللہ بن محمہ نے خبر دی، نصر بن ابراہیم نے ہمیں املا کرایا کہ ابوالقاسم ثابت بن احمہ بن احمہ بن اللہ اللہ علی بندادی نے مجھ سے بیان کیا کہ: انھوں نے مدینة النبی میں ایک شخص کود یکھا کہ اس نے رسول اللہ کے روضۂ مبارک کے پاس ضبح کی اذان دی، اوراذان میں بیہ کہا" المصلاة خیسر من المنوم" (نماز نیندسے افضل ہے) یہ من کرمسجد کا ایک خادم آیا، اور آپ کو ایساسخت مکا مارا کہ آپ روبڑے، اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی بارگاہ عالی میں میرے ساتھ ایسا ہور ہاہے، اس آدمی پر فالح کا اثر ہوا، اسے اس کے گھر لایا گیا اور تین دن کے بارگاہ عالی میں میرے ساتھ ایسا ہور ہاہے، اس آدمی پر فالح کا اثر ہوا، اسے اس کے گھر لایا گیا اور تین دن کے

بعداس شخص کاانتقال ہوگیا۔

عافظ قضاعی نے کتاب الحلة السير اء (٢٨٣/٢) ميں كها:

ابوعلی کے بہت سے اشعار ہیں (آپ کواللہ تعالی عزت بخشے ) میں آپ کے دیوان سے واقف وآگاہ ہوں، میں نے آ ب سے بہت سے قصائداور قطعے لفظ بلفظ ساعت کیے،اورانہیں میں سے آپ کے وہ اشعار ہیں ۔ جنہیں الحاج ابو بکر بن عربی اشبیلی کے ہاتھ نبی یاک ﷺ کے روضۂ انور کی طرف بھیجا تھاان اشعار کامطلع یہ ہے:

- (۱) عسى قبول لديك يلحقني بقبرك المستنير والحرم
- (٢) وصاحبيك اللذين خصّهما بنعمة القرب منك ذو النعم
- (m) فقد توسلت بالذي لك عند الله من رفعة ومن عظم
  - (۱) امید ہے کہ آپ کی بارگاہ کی مقبولیت مجھے آپ کے روضۂ انوراور حرم یاک۔
- اورآپ کے ان دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت نصیب کر ہے جنہیں منعم حقیقی نے آپ کے قرب خاص کی نعمت سے مالا مال فر مایا ہے۔
- میں نے اللہ عزوجل کے حضور آپ کی اس رفعت وعظمت کو وسیلہ بنایا ہے جواس کی بارگاہ میں آپ کو حاصل ہے۔

الرياض النضرة (۱۳۳۴م، نمبر۲۰۰،۹۹) میں ہے:

ما لک بن انس نے فرمایا کہ: خلیفہ ہارون رشیدنے آپ سے بوجھا:رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ کی بارگاہ میں ابو بکر وعمر کا کیامقام تھا؟ آپ نے فرمایا:حضور کے وصال کے بعد آپ کے روضۂ پاک سے ان دونوں کی قبروں کو جو قرب حاصل ہے وہی قرب آپ کی حیات میں بھی انھیں حاصل تھا، ہارون رشید نے کہا: اے مالک! آپ نے شفی بخش جوابعنایت فرمایا،بھری اور حافظ سلفی نے اس کی تخ یج کی۔ ابن عساكركى تاريخ وشق (٥٥/١٣٦١) مين ہے:

ہم کوابوالقاسم نے خبر دی ، عمر بن عبداللہ نے ہمیں خبر دی ، علی بن محمد بن بشران نے ہمیں خبر دی ، عثمان بن

احمد نے ہمیں خبر دی منبل بن اسحاق نے ہم سے بیان کیا، ہم سے حمیدی نے بیان کیا، ہم سے سفیان نے بیان کیا، ہم سے میدی نے بیان کیا، ہم سے سفیان نے بیان کیا: زہری سے کہا گیا: کاش آپ مدینہ منورہ میں رہتے ، اور رسول پاک کی مسجد اور روضۂ انور پر حاضر ہوتے لوگ آپ سے علم سکھتے ، تو آپ نے فرمایا: مجھے یمل اس وقت تک زیب نہیں دیتا جب تک کہ دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف مائل نہ ہوجاؤں ، حمیدی کہتے ہیں: سفیان نے فرمایا: زہری کے پاید کا کون تھا۔

سہمی کی تاریخ جرجان (۲۳۲/) میں ہے:

طیب بن محمہ بن صول جرجانی کے حالات کے بیان میں: سلامی نے اپنی تاریخ میں کہا: ہمارے بعض شیورخ نے ان کے متعلق ہم سے بیان کیا: احمہ بن محمہ بن طیب جرجانی نے مجھ سے بیان کیا کہان کے والد نے اپنے دادامجہ بن صول سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ: جس وقت جرجان فتح ہواتو صول نے برید بن مہلب سے کہا: کیا اسلام میں آپ سے بھی بلندو بالاکوئی شخصیت ہے جس کے ہاتھ پر میں اسلام لاؤں؟ افھوں نے کہا: ہاں، سلیمان بن عبدالملک ہیں۔ افھوں نے کہا: مجھان کے پاس لے چلیں تا کہ ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں۔ آپیس نے کرگئے ، جب سلیمان کے پاس آئے تو افھوں نے ان سے بھی و بیاہی سوال کیا جیسا کہ برنید سے کیا واقع تو سلیمان نے کہا: اس وقت مسلمانوں میں مجھ سے بلندو بالاکوئی نہیں ہے، کین رسول پاک کے روضہ پاک کی فضیلت مسلم ہے، افھوں نے کہا: میں و ہیں اسلام قبول کروں گا،سلمان نے انہیں مدینہ منورہ بھے دیا، آپ نے کی فضیلت مسلم ہے، افھوں نے کہا: میں و ہیں اسلام قبول کروں گا،سلمان نے انہیں مدینہ منورہ بھے دیا، آپ نے مصارف میں تصرف کیا یہاں تک کہ مسلمہ بن عبدالملک نے کونچیں کا شنے کے دن آپ کواتی جگہ شہیدراہ حق کردیا جہاں برنید بن مہلب نے جام شہادت نوش فرمایا۔

ابن حبان نے ثقات (۸۷ مر) میں علی موسی رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق ذکر کیا: آپ کی قبرنو قان کے باہر سناباذ میں معروف ومشہور ہے ، رشید کی قبر کے پاس آپ کا مزاراقدس ہے، میں نے بار ہااس کی زیارت کی ہے، اور طوس میں قیام کے دوران مجھے جب بھی کوئی مشکل پیش آئی علی بن موسی رضا (آپ کے جداعلی اور آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں) کی قبر کی زیارت کی ،اوراس مشکل کے از الہ کے لیے اللہ سے دعاکی تو میری دعا مقبول و

متجاب ہوئی اور میری مشکل دور ہوگئ، میں نے جب بھی اس کا تجربہ کیا تو کا میابی ملی، اللہ عز وجل حضور اور آپ کے اہل بیت کی محبت برخاتمہ فرمائے۔ صلی الله تعالی علیه و سلم و علیهم أجمعین.

حافظ ابن ابوعاصم كي الأحاد والمثاني (١٦٣١) ميس ب:

آپ نے طلحہ بن عبیداللہ کے بارے میں فرمایا کہ: آپ کے لیے ستر ہزار درہم کے عوض ایک مکان خریدا گیا، دونوں ہجرت کے وقت اسی گھر میں آپ کی قبرتھی ، میں نے اصحاب علم وضل کی ایک جماعت کو دیکھا جب انہیں کوئی اہم معاملہ در پیش ہوتا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دعا ئیں کرتے ، اور اجابت سے شاد کام ہوتے۔

علامهابن حجر کی تهذیب التهذیب (۱۱ر۲۹۰) میں ہے:

حاکم نے کہا: میں نے ابوعلی نمیشا پوری سے سنا آپ نے فرمایا: میں سخت غم میں مبتلا تھا کہ خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت سے سرشار ہوااور آپ مجھے بیت کم فرمار ہے ہیں کہ یکی بن یکی کی قبر کے پاس جا کراستغفار کرو،اورا پنی حاجت بیش کروتہاری حاجت برآئے گی، میں نے شیج ایساہی کیامیری حاجت برآئی۔

سير أعلام النبلاء (١٠٤/١٠) مير ب:

علامہ ذہبی نے سیدہ نفیسہ کے بارے میں فرمایا کہ: آپ کے بھائی قاسم زاہد، صالح نیک انسان سے آپ کامسکن نیشا پورتھا، وہاں آپ کی اولا دواحفاد ہیں، ان میں سیدعلوی ہیں جن سے حافظ ہیم تی حدیثیں روایت کرتے ہیں، اور کہا گیا کہ حضرت نفیسہ عبادت گزار نیک خاتون تھیں آپ کی قبر کے پاس دعامستجابہ ہوتی ہے بلکہ انبیا اور صالحین کی قبروں کے پاس ، مسجدوں کے اندر، عرفہ ومز دلفہ اور سفر مباح میں دعامقبول ہوتی ہے۔

سيرأعلام النبلاء (٢٥٢،٢٥١) مي ہے:

علامہ ذہبی نے حجری کے حالات ذکر کرتے ہوئے کہا: شخے ،امام ،علامہ ،معمر ،مقری ، مجود ،محدث ،حافظ ، حجت ، شخ الاسلام ابو محمد عبداللہ بن محمد رعینی حجری اندلسی مربی مالکی کے متعلق میں نے ابور بچے بن سالم سے فرماتے سنا کہ آپ کے وصال کے وقت قبط پڑا ، جب آپ کا جنازہ رکھا گیاا ورلوگوں نے آپ کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ

میں دعا کی تواتنی زیادہ بارش ہوئی کہ لوگ ہفتہ بھر آپ کی قبر پر کیچڑ ہی میں آتے جاتے۔

حافظ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد (۱۲۳۱) میں کہا: ابوعبداللہ محمہ بن علی بن عبداللہ صوری نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابوالحسین محمہ بن احمہ بن جمیع سے سنا: میں نے ابوعبداللہ بن محاملی سے سنا آپ نے فر مایا:
میں ستر سال سے معروف کرخی کی قبر کے بارے میں جانتا ہوں کہ جو بھی غم رسیدہ آپ کی بارگاہ میں آیا اللہ نے اس کاغم دور فر مایا۔

اور فرمایا: میں نے امام شافعی سے سنا آپ نے فرمایا: میں امام ابو صنیفہ سے اکتساب برکت کے لیے ہرروز آپ کی قبر کی زیارت کرنے آتا ہوں، جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دور کعت نماز ادا کر کے آپ کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرتا ہوں میری حاجت یوری ہوتی ہے۔

تاریخ بغداد (۱۲۰۱۱) میں ہے:

اس باب میں بغداد کے علاوز ہاد کی ان خاص قبروں کا بیان ہے جو جانب غرب میں مدینہ منورہ کے بالائی حصہ میں واقع ہیں جہاں قریش کی قبریں ہیں۔ (صاحب تاریخ بغداد نے) کہا: میں نے حسن بن ابراہیم ابوعلی خلال کے متعلق سنا آپ نے فرمایا: مجھے جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا موسی بن جعفر کی قبر پر حاضر ہوکر آپ کے وسیلہ سے دعا کرتا، میر الپندیدہ مطلوب مجھ پرآسان ہوجا تا۔

المنتظم لابن الجوزي (١٥٧هـ) (٨٩/٩) مي ي:

حسن بن حسین استرابادی نے کہاہم کواحمہ بن جعفر بن ہمدان قطیعی نے خبر دی کہ حسن بن ابراہیم خلال نے فر مایا: مجھے جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آیا میں نے موسی بن جعفر کی قبر پر حاضر ہوکر آپ کے وسیلہ سے دعا کی ،اللہ نے میرامحبوب مطلوب آسان فرمادیا۔

حافظ ابن جرنے تھذیب التھذیب (۳۳۹/۷) میں فرمایا:

حاکم نے تاریخ نیشا پور میں کہا: میں نے ابوبکر محمد بن مول بن حسن، بن عیسی سے سنا آپ نے فر مایا: ہم لوگ امام المحد ثین ابوبکر بن خزیمہ اور آپ کے ہمسر ابوعلی ثقفی کے ساتھ طوس میں علی بن موسی رضا کی قبر کی زیارت کے لیے نکلے، ہمارے ساتھ مشائخ کی ایک عظیم جماعت تھی ، ابو بکر محمد نے فرمایا: میں نے امام ابن خزیمہ کو د دیکھا آپ اس خاک اقدس کی بے پناہ تعظیم فرماتے ، اور علی بن موسی رضارضی اللہ تعالی عنہم کی بارگاہ میں حیرت انگیز تواضع وتضرع فرماتے۔

تهذیب التهذیب (۱۱/۲۲) میں ہے:

بشر بن حکیم نیشا پوری نے کہا: ہمارا تخمینہ واندازہ ہے کہ یکی بن تحی کے جنازہ میں ایک لا کھانسان شریک تھے، اور حاکم نے کہا: میں نے ابوعلی نیشا پوری سے سنا آپ نے فرمایا: میں تخت غم میں مبتلا تھا خواب میں نبی کریم کے اور حاکم نے کہا: میں نے ابوعلی نیشا پوری سے سنا آپ نے فرمایا: میں تخت غم میں مبتلا تھا خواب میں نبی کریم کی نیاز سے بہرہ ور ہوا اور آپ مجھے بی تکم فرمار ہے ہیں کہ تکی بن تکی کی قبر پر حاضر ہوکر استغفار اور عرض حاجت کروتمہاری حاجت برآئی۔

سيرأعلام النبلاء (١٦٢/١٦) ميں ہے:

علامہ ذہبی نے کہا: ابوالحسن رحمہ اللہ تعالی نے سی اصولوں سے بتایا اور میں نے آپ سے فرماتے سنا: مجھے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، میں آپ کے پیچھے ہولیا یہاں تک کہ آپ کی بن کی کی قبر کے پاس تشریف لاکر کھڑے ہوگئے آپ آگے تھے اور آپ کے پیچھے صحابہ کی جماعت صف بست تھی ، حضور نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھراپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: یہ قبراس شہروالوں کے لیے امان ہے۔

علامهابن جركى تهذيب التهذيب (١٠/٥) مير ي:

آ پ نے عبداللہ بن غالب حدانی ابوقریش کے حالات میں کہا: (امام بخاری نے''الا دب' میں اورامام تر مذی نے آ پ سے روایت کیا)

نوح بن قیس نے کہا:عون بن ابوشداد سے مروی ہے کہ عبداللہ بن غالب ایک سو(۱۰۰)رکعت نماز چاشت ادافر ماتے ،اور یوفر ماتے کہ:اسی لیے ہمیں پیدا کیا گیا،اوراسی کا ہمیں حکم دیا گیا، یوم التر و یہ کو آپ کی شہادت ہوئی تولوگ آپ کی خاک قبرلار ہے تھے ایسامحسوس ہور ہاتھا کہ گویا وہ مشک ہے۔
یا قوت حموی کی معجم البلدان (۳۰۲۷) میں ہے:

صاحب مجم البلدان نے کہا: قطیعہ ام جعفر میں عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر ہے آ پ کی وصیت کے مطابق آ پ کا جسد خاکی و ہیں سپر دخاک کیا گیا، اس کارازیہ ہے کہ آ پ نے فرمایا: مجھے صحت کے ساتھ یہ معلوم ہے کہ قطیعہ مذکورہ میں ایک نبی مدفون ہیں، اور اپنے والد کے قرب وجوار کی بنسبت کسی نبی کے جواراقدس میں رہنا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

سيرأعلام النبلاء (١٨/٩/١٨) مي ي:

حافظ ابن عساکرنے کہا: میں نے حسین بن محمہ سے سناوہ ابن خیرون یا اور کسی سے یہ بیان فرمار ہے تھے کہ خطیب نے ذکر کیا کہ: حج کے دوران آپ نے تین مرتبہ زمزم شریف نوش جان فرمایا، اور اللہ سے تین حاجتوں کا سوال کیا (۱) وہاں تاریخ بغداد بیان کریں، (۲) اور جامع منصور میں حدیث کا املاکرائیں، (۳) اور بشر حافی کے قریب آپ کو فن کیا جائے، آپ کی اس دعا کا اثریہ ہوا کہ آپ کی تینوں حاجتیں پوری ہوئیں۔

صحیح ابن حبان (۱۱/۳۰۸) میں ہے:

ابن حبان نے کہا: ہم کو ثابت بن اساعیل بن آبخق نے بغداد میں معروف کرخی کی قبر کے پاس اس حدیث کے بارے میں اس سند کے ساتھ خبر دی کہ ہم سے محمد بن ولید بسری نے بیان کیا، ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ہم سے محمد بن ابرا ہیم تیمی سے، انھوں نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، شعبہ نے محمد ابن آبخق سے، اسحاق نے محمد بن ابرا ہیم تیمی سے، انھوں نے سعید بن مسیقب سے ، انھوں نے معمر سے روایت کیا کہ معمر نے کہارسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (حکم) کے بعد کوئی خطاکار ہی احتکار کرے گا (مہنگا بیجنے کے لیے سامان روک رکھے گا)

مافظ ابن صلاح کی "صیانة صحیح مسلم "(۱۲/۱) می ہے:

آ پ نے امام مسلم کے بارے میں روایت کرکے کہا: میں کہتا ہوں: میں نے نیشا پور میں آپ کی قبر کی زیارت کی ہے، وہاں آپ کی کتاب صحیح مسلم کا خاتمہ وغیرہ ساعت کیا، اللہ ان سے اور ہم سے راضی ہو، اور آپ کی اس کتاب اور تمام علوم سے ہمیں نفع عطافر مائے آمین آمین۔

حافظ ابن نقطه بلی کی" التقیید" (۱ر۲۳۹،۲۳۸) میں ہے:

آپ نے حسن بن محمہ بن اجر ، بن علی ، بن حیوبیا بونصر یونارتی کے ترجمہ میں کہا: میں آپ کے وصال کے وقت موجود تھا، لوگ فوج در فوج آپ کی قبر پر جاتے ، اور ہمارے شخ حافظ ابوموسی نے آپ کی قبر کے پاس آپ کے مناقب کے سلسلے میں ایک طویل مجلس قائم فرمائی ، اکثر فقہائے اصفہان آپ کے تلافہ میں شار ہوتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے شخ حافظ ابوموسی نے آپ سے فقہ کی تخصیل کی ، اور حدیث بھی روایت کی ، اسکندر میہ کے ہمارے شخ سلفی نے اصفہان کے شیوخ کے متعلق مجھ سے یو چھا تو میں نے ان سے رستمی کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا: میں آپ کوایک فقیہ عابد و زاہد جانتا ہوں۔

مافظ سلفی نے معجم السفر (۱۱۸) میں کہا:

آ پایک شخ صالح تھے آپ کی آئی میں خوب اشک بار رہتیں، جج فرمانے کے بعد فرمایا: میری صرف ایک حسرت نبی پاک شاور آپ کے صاحبین (ابوبکروعمر) کی قبر کی زیارت باقی ہے اس لیے کہ میں نے حج کیا اور زیارت کی سعادت سے محروم رہا۔

ابوالقاسم بن بليان نے تحفة الصديق (١٧٦) ميں كها:

میں نے اسکندریہ کی سرحد میں ابوطا ہراحمہ بن محمد سلفی کی قبر کے قریب باب اخصر میں ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مکی بن حاسب کے پاس پڑھا۔

حضورا قدس سید عالم ﷺ کے روضۂ اقدس اور صالحین کی قبروں سے متعلق ائمہ کے احوال واقوال پیش کرنے کے بعد ہم کہتے ہیں:

ابن تیمیدنے نبی کا ارشاد "الرفیق الاعلی" ایک مرتبہذ کر کیا، اوراس نے آپ کی قبراطہر کو صرف دوبار" قبر مکرم" کے لفظ سے ذکر کیا جیسا کہ مجموع الفتاوی (۳۲۲،۳۲۳) میں ہے۔

اسی طرح اس نے قبر شریف صرف دومرتبہ ہی کہا جسیا کہ زیارہ القبور (۲۲۱) اور مجموع الفتاوی (۲۲/۲۷) میں ہے۔

ذراابن تیمیہ کے اصحاب کودیکھیں وہ اپنے مرثیوں میں اس کی قبر کے کیسے اعلی اوصاف ذکر کرتے ہیں:

صاحب عقو دریہ (ارایم) نے کہا:

قد أودع القبر الشريف علومه عجب الوسع القبر بحرًا سائلا

قد كان لايحتاج طالب علمه كثر السئوال وليسس يلقى سائلا

اس کے علوم قبر شریف میں ودیعت کردیے گئے ،کس قدر حیرت انگیز ہے کہ قبر کی وسعتوں میں علم کا بحرسائل سال گیا۔

مجھی اس کے طالب علم کوکٹرت سوال کی حاجت نہ ہوئی اورنہ ہی کسی سائل سے اس کامقابلہ وسامناہوتا۔

ذراغور کیجے ابن تیمید کی قبر قبر شریف ہے،اور حضورا قدس سیدعالم ﷺ کے روضۂ پاک کی زیارت حرام ہے۔ اِناللّٰه و اِناالیه راجعون

# (۴۲) نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے دلائل

جب نبی پاک ﷺ پنی قبرانور میں زندہ ہیں تو آپ کے روضۂ اقدس کی زیارت کسی دلیل کی مختاج نہیں،
اگر کسی فلنفی سے یہ پوچھاجائے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرنا واجب ہے تو قر آن وسنت سے الی کوئی نص نہ لا سکے گاجس میں صراحة یہ وار دہو کہ 'اللہ بی پر بھروسہ کرنا لازم ہے، صرف اللہ بی پر بھروسہ کر ووغیرہ ۔

لیکن جو خص رسول پاک ﷺ کے فیض زیارت سے محروم نہیں، یا محروم رہ کر اللہ عز وجل سے التجا کرتا ہے کہ اس مصیبت و بلاسے نجات بخشے ہم ان کے سامنے ایسے روٹن دلائل پیش کریں گے جن سے بیا نکشاف تام ہوگا کہ اس مصیبت و بلاسے نجات بخشے ہم ان کے سامنے ایسے روٹن دلائل پیش کریں گے جن سے بیا نکشاف تام ہوگا کہ اس ذات اقدس کے روضۂ اطہر کی زیارت بلاشبہ جائز ہے جس نے شب معراج میں براق پر سوار ہوکر مکیس سے کہ اس ذات اقدس کے روضۂ اطہر کی زیارت فر مائی ، بلاشبہ وہ ذات پاک صادق اورا مین لا مکاں تک سیر فر مایا ، اور اللہ کے نبی موتی علیہ السلام کی قبر کی زیارت فر مائی ، بلاشبہ وہ ذات پاک صادق اورا مین مصافت طے فر مائی اور زیارت فر مائی۔

ہم سب سے پہلے قرآن کریم کے دلائل پیش کریں گے اللہ عزوجل کا ارشاد پاک ہے: ﴿ وَلَوُ أَنَّهُمُ إِذُ ظَلَمُوۤ ا أَنْفُسَهُمْ جَآءُ وُکَ فَاسۡتَغُفَرُو اللّٰهَ وَاسۡتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوُ اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِیُمًا ﴾ [النساء-٢٣٠]

ترجمہ:۔''اوراگر جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تواہے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھراللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے توضر ور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والامہربان یا کیں'۔

اس آیت مبارکہ سے ہمارااستدلال میہ ہے کہ ابن تیمیہ سے پہلے کوئی ایسامسلمان نہ گزراجس نے میہ تصریح کی ہوکہ بارگاہ رسالت کی میرحاضری نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ ہی کے ساتھ خاص اور مقید ہے، اور آپ کے وصال کے بعداب می تکم باقی نہر ہا، بلکہ صحابہ وتا بعین اور علمائے قرون ثلاثہ اولی نے یہی روشن تصریح

فرمائی کہ نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر آپ سے گنا ہوں کی بخشش طلب کرنا اب بھی مشروع ہے۔
ان حضرات کے استدلال کی بنیادیہ آ بیت کریمہ ہے، ہاں ان حضرات کے بعد ابن تیمیہ آیا جس نے ایسی بات کہی جسے اس سے پہلے کسی عالم نے نہ کہی اس کے اس قول کی بنیاد نہ تو کسی دلیل پر قائم ہے، نہ ہی کسی صحابی ، تابعی ،
یا اسلاف سے اس کا یہ قول منقول ہے ۔ علمائے مسلمین میں سے کسی عالم نے ایسا قول نہ فرمایا جس میں یہ تصریح ہوکہ درسول اللہ ﷺ کے رفیق اعلی کی طرف سفر فرمانے کے بعد اس آیت مقدسہ کے موجب پر عمل کرنا صحیح نہیں ۔
ہم ناظرین کرام کی خدمت میں صحابہ و تابعین اور علمائے امت کے اقوال پیش کررہے ہیں :

### ا صحابي جليل عبدالله بن مسعود:

سعید بن منصور،اورحا کم وطبرانی وغیر ہم نے تخریج کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: سورۃ نساء میں پانچ آیتیں ایسی ہیں جن کے عوض مجھے دنیا و مافیہا حاصل ہونا پسند نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ جب ان آیتوں پر علما کی نظر پڑتی ہے تو وہ انہیں جان لیتے ہیں وہ پانچ آیتیں بیہیں:

- (۱) ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظُلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضْعِفُهَا وَيُوْتِ مِنُ لَّدُنْهُ أَجُرًا عَظِيْمًا ﴾ [النساء-٣:٠٨]
- ترجمہ:۔''اوراللہ ایک ذرہ بھرظلم نہیں فرما تااورا گرکوئی نیکی ہوتو اسے دونی کرتا اوراپنے پاس سے بڑا ثواب دیتاہے''۔
- (٢) ﴿إِنْ تَـجُتَـنِبُـوُ اكَبَـآئِـرَمَـا تُـنَهُونَ عَنْهُ نُكَفِّرُ عَنْكُمُ سَيِّنَاتِكُمُ وَنُدُخِلُكُمُ مُّدُخَلًا كَرِيْمًا ﴾ [النّاء-٣١:٣]
- ترجمہ:۔''اگر بچتے رہوکبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ بخش دیں گے،اور تمہیں عزت کی جگد داخل کریں گے''۔
- (٣) ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشُرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ النساء-٣٨:٣) ترجمہ: - "الله اسے بہیں بخشا کہ اس کا کوئی شریک طہرایا جائے ، اور اس سے نیچے جو کھے ہے

جے چاہے معاف فرمادیتا ہے'۔

(٣) ﴿ وَلَوْ أَنَّهُمُ إِذُ ظَلَمُوۤ ا أَنُفُسَهُمُ جَآءُ وُكَ فَاسۡتَغُفَرُوُ ا اللَّهَ وَاسۡتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَ اللَّهَ وَاسۡتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُو االلَّهَ تَوَّابًا رَحِيْمًا ﴾ [النساء-٢٣:٣]

ترجمہ:۔''اوراگر جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں توائے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں، اور پھراللہ سے معافی چاہیں، اور رسول ان کی شفاعت فر مائے تو ضرور اللہ کو بہت تو بہ قبول کرنے والامہر بان یا ئیں''۔

(۵) ﴿ وَمَنُ يَعُمَلُ سُوٓءً ا أَوُ يَظُلِمُ نَفُسَهُ ثُمَّ يَسْتَغُفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴾ [النماء-٣: ١١٠]

ترجمہ:۔''اورجوکوئی برائی یا پی جان پرظلم کرے پھراللد سے بخشش جاہے تواللہ کو بخشنے والامہر بان یائے گا''۔

حضرت عبدالله بن مسعود نے فرمایا: مجھےان کے عوض دنیا و مافیہا کا حاصل ہونا پسندنہیں۔(۱)

(۱) یہ اثر شیخ ہے جافظ یتی نے مجمع الزوائد (۱/۱-۱۲) میں اس کوشیح کہااور یہ کہا: اس کوطبر انی نے روایت کیااور اس کے رجال صیح کے رجال ہیں۔ حاکم نے متدرک (۳۳۳/۲) میں تخ تئے کر کے کہا: یہ اسناد صیح ہے اگر عبدالرحمٰن کا پنا ہا ہے ہا کا بیا ہے ہا کا بنا ہے ہا کہ خاب ہے تو اس میں اختلاف ہے ، اور سعید بن منصور نے بھی اس اثر کوئز تئے کیا (۲۲/۱۲) اور طبر انی نے مجم کبیر میں (۲/۱۲۹) تخ تئے کی۔

اورسیوطی نے درمنثور (۲۹۸۸) میں ابوعبید، اورعبد بن حمید، اورا بن جریراورا بن منذر کی طرف بھی اس اثر کومنسوب کیا، رہا جاکم کا یہ قول: ''یہ اسنادھیجے ہے اگر عبدالرحمٰن کا اپنے باپ سے ساع ثابت ہے تو اس میں اختلاف ہے' تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ عبدالرحمٰن کا اپنے باپ سے ساع ثابت ہے علی بن مدینی، اور تھی بن معین اس طرف گئے کہ ساع کی ثابت ہونا تھی ہے ، معاویہ بن صالح نے ایسا ہی نقل کیا۔ اورامام بخاری اورابوجاتم بھی ساع کی صحت کی طرف گئے۔ اورامام احمد بن عنبل نے بحی بن سعید سے روایت کر کے کہا: ابن مسعود کا وصال ہوگیا اور عبدالرحمٰن ابھی چھ سال کے شعہ۔

### میں کہنا ہوں:

آ پ کا بیارشاد مذکورروش دلیل ہے خاص کرآ پ کا بیارشاد:''اور مجھے معلوم ہے کہ جب ان آیوں پر علما کی نظر پڑتی ہے تو وہ انہیں جان لیتے ہیں''۔

اورایک دوسری روایت میں ایک دوسری سند سے مروی ہے (جسے بیہی ٹی نے شعب الایمان (۳۷۹/۲) میں تخ تح کیا ) کہ عبداللہ بن مسعود نے فر مایا: مجھے امید ہے کہ اگر کوئی شخص بیر آیتیں (صدق دل اور اخلاص نیت سے ) تلاوت کرے اللہ عز وجل اسے بخش دے گا۔

میں کہتا ہوں: علمائے محدثین اس عمر میں بچوں کا حافظہ ثابت قرار دیتے ہیں...جبیبا کہ ہم چھے سال سے بھی کم عمر کے بچوں کو حافظ قرآن دیکھتے ہیں۔

ابن صلاح نے اپنی کتاب علوم الحدیث (ص۱۳۰) اور رام پر مزی نے المحد ث الفاصل (۱۸۹–۱۹۰) ، اور خطیب بغدادی نے الکفایة فی علم الروایة (ص۱۰۳) میں بیٹابت فر مایا کہ محدثین کاعمل اس پر قائم ہے کہ صغیر کے ساع کی حد پانچ سال ہے۔

اور صحابی محمود بن رہے ذکر فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کاعلم ہے کہ میر ہے گھر میں ایک ڈول آویز ان تھی رسول اللہ گا۔

اس ڈول کے پانی سے میر ہے چہرہ پر کلی فرمائی رسول اللہ گئے کے وصال کے وقت آپ کی عمر پانچ سال تھی۔ اور دبیری کو عبد الرزاق سے سماع حاصل ہے آپ کی اکثر کتابیں عبد الرزاق سے سمروی ہیں لوگوں نے آپ کی روایتیں آپ سے نقل کیں ، اور انہیں سنا بھی جب کہ عبد الرزاق کے وصال کے وقت دبری صرف چھ یا سات سال کے تھے امام بخاری نے تاریخ صغیر میں بطریق قاسم بن عبد الرحمٰ عن اُبیتر تنج کیا کہ جب عبد اللہ کے وصال کا وقت ہوا تو میں نے آپ سے عرض تاریخ صغیر میں بطریق قاسم بن عبد الرحمٰ عن اُبیتر تنج کیا کہ جب عبد اللہ کے وصال کی سند میں کوئی حرج کیا: آپ مجھے وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا: آپ اپنی خطا پر گریہ وزاری فرمائیں \_ ان کی سند میں کوئی حرج نہیں \_ جسیا کہ حافظ ابن حجر نے طبقات المدلسین (۱۸۰۷) میں فرمایا:

اورا بن جرنے بھی تہذیب التہذیب (۲ ر۱۹۵) میں فرمایا: بخاری نے تاریخ کبیر، اور اوسط میں بطریق خیثم عن القاسم بن عبد الرحمٰن عن اُبیدروایت کیا جس میں بیہ ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد تا خیر صلاق کی حدیث ذکر کی، اور بخاری نے اوسط میں بروایت شعبہ بیاضا فہ فرمایا: محدثین فرماتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والدسے نہ سنا۔ اور ابن خیثم کی حدیث میر بے زدیک اولی ہے۔

﴿ ثُمَّ يَسْتَغُفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيُمًا ﴾ [النساء-٢٠:١١] ﴿ وَلَوُ أَنَّهُمُ إِذُ ظَلَمُوۤ النَّهُ مُ إِذُ ظَلَمُوۤ النَّهُ مُ إِذُ ظَلَمُوۤ النَّهُ مُ إِذُ ظَلَمُ اللَّهُ ﴾ [النساء-٢٠:٠١] ﴿ وَمَنْ يَعْمَلُ سُوٓ ءًا أَوُ يَظُلِمُ نَفُسَهُ ثُمَّ يَعْمَلُ سُوٓ ءًا أَوُ يَظُلِمُ نَفُسَهُ ثُمَّ يَعْمَلُ سُوٓ ءًا أَوُ يَظُلِمُ نَفُسَهُ مُ ذَكُرُ وَ اللّهَ يَسُتَغُفِرِ اللّهَ ﴾ [النساء-٢:٠١٠] ﴿ وَاللّهَ يَنْ إِذَا فَعَلُو الْحِشَةَ أَوْظَلَمُ مُوا أَنفُسَهُمُ ذَكُرُ وَاللّهَ فَاسْتَغُفِرُ وَاللّهَ ﴾ [النساء-٢:٠١٠] ﴿ وَاللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَو اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ الللّهُ اللللّهُ الللّهُ الللّهُ اللللّهُ الللّهُ اللّهُ الللللّهُ اللللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللّهُ اللللللّهُ الللللّهُ الللللللّهُ اللللّهُ الللللّهُ اللللللّهُ الللللّهُ الللللّهُ اللللللّهُ الللللّ

آپ کاروش ارشاداس بات کی محکم دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک اس آیت کریمہ کاحکم ساری امت کے لیے عام ہے، صرف صحابہ کے لیے خاص نہیں۔

### ٢ ـ سعيد بن جبير رضى الله تعالى عنه سادات تا بعين سے بيں۔

سعید بن جبیرنے فرمایا: استغفار کی دوشمیں ہیں قولی ، اور عملی ، استغفار قولی کے متعلق اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَوُ أَنَّهُ مُ إِذُ ظَلَمُ وَا أَنْفُسَهُ مُ جَآءُ وَكَ فَاسُتَغُفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ ﴾ [النماء-٢٣٠]

یہ ان حضرات کی جحت ہے جنھوں نے عبدالرحمٰن کا اپنے والد سے ساع ثابت مانا اگر چہ بعض ہی حدیثوں میں، خاص کر جب وہ اپنی بعض روایتوں میں خودصاف صاف تصریح فرمار ہے ہیں کہ''میں نے اپنے والد سے سنا'' یا عبداللہ بن مسعود نے فرمایا''، یہ بات واضح رہے کہ اثبات نفی پر مقدم ہے۔ اور خاص کر جب کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ثقتہ لوگوں میں سے ہیں اس لیے کہ بخاری ومسلم اور باقی ائمہ صحاح ستہ وغیرہم نے آپ کی حدیثیں تخریخ کی سے علاوہ از یں صرف عبدالرحمٰن ہی نے اپنے والد عبداللہ بن مسعود سے یہ اثر تنہاروایت نہ کی بلکہ اس اثر کے مزید تین طرق شاہد ہیں۔

ا۔ طریق بیخی بن عباد: بیمق نے شعب الایمان (۲۷۲ سے) میں اس طریق کوروایت کیا،۲۔ طریق بشیرالاودی، ھناد نے زمر (۴۵۴/۲) میں اس کوروایت کیا،۳۔ طریق بسیر بن عمر والاودی، تاریخ واسط (۱۱۷۰ ۱۵۱،۱۵) زمر (۴۵۴/۲) میں اس کوروایت کیا،۳۔ طریق بسیر بن عمر والاودی، تاریخ واسط (۱۱۷۰ ۱۵۱،۱۵) بلاشیدان طرق سے ایک دوسرے کوقوت ملتی ہے اسی لیے جافظ شمی نے مجمع الزوائد میں اس اثر کو تھے کہا جیسا کہ گذر دیکا۔ ترجمه: ''اورا گرجب وه اپنی جانوں پرظلم کریں توائے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں ، اور پھر اللّٰدے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فر مائے''۔

اوراستغفار ملى كے متعلق الله عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمُ وَهُمُ يَسْتَغُفِرُونَ ﴾ [الانفال-٨-٣٣]

ترجمہ:۔اوراللہ انہیں عذاب کرنے والانہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

اللہ عز وجل کے اس ارشاد کا معنی ہے ہے کہ بندہ جب تول وعمل کے ذریعہ استغفار کرتا ہے تو اللہ عز وجل کی بخشش اس پر سامید گلن ہوتی ہے، اور مجھے معلوم ہے کہ کچھ لوگ اپنی زبانوں سے استغفار کے باوجود جہنم میں جائیں گے بیدوسرے مذاہب کے لوگ ہیں جومض زبان سے اسلام کا دعوی کرتے ہیں۔(۱)

ہم اجمالاً ان مصادرومراجع کوذکر کریں گے جن میں یہ مذکور ہے کہ علما ہے امت نے مذکورہ آیت کریمہ سے استدلال کیا۔ پھران شاءاللہ تعالی ان کی تفصیلات پیش کریں گے۔

<sup>(</sup>۱) ابن منذراورابن ابوحاتم نے سعید بن جبیر کے اثر کی تخریخ کی جیسا کہ علامہ سیوطی نے درمنثور (۵۸۴٬۵۸۳/۲) میں ان کی طرف اس کی نسبت کی۔

# (۳۳) ان حضرات کے اقوال جنھوں نے گزشتہ آیت کی روشی میں زیارت روضۂ اقدس کومشر وع قرار دیا، جن سے بیروشن ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک حاضری روضۂ اقدس نیز بخشش وشفاعت کا سوال جائز ہے۔

اس سلسلے میں عتبی کا واقعہ کافی مشہورہے، انھوں نے ذکر کیا ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کے روضۂ اقد س کے پاس بیٹھا تھا ایک اعرابی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے انھوں نے اس طرح سلام عرض کیا: السلام علیک یارسول الله، اور بیکہا: میں نے اللہ عزوجل کا بیار شادیا ک سنا:

﴿ وَلَوُ أَنَّهُمُ إِذُ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمُ جَآءُ وَكَ فَاسْتَغُفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ وَاسْتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴾ [النساء-٣٠٣]

ترجمہ:۔اوراگرجب وہ اپنی جانوں پڑلم کریں توائے محبوب تبہارے حضور حاضر ہوں ،اور پھر اللّٰہ سے معافی چاہیں۔اوررسول ان کی شفاعت فر مائے تو ضرور اللّٰہ کو بہت تو بہ قبول کرنے والامہر بان یا ئیں۔

اس لیے میں اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کو اپناشفیع لاتا ہوں اور آپ سے اپنے گناہ کی بخشش حا ہتا ہوں ، پھر بداشعار پڑھنے لگے:

- ا) ياخيرمن دفنت بالقاع أعظمه فطاب من طيبهن القاع والأكم
- ٢) نفسى الفداء لقبر أنت ساكنه فيه العفاف، وفيه الجودوالكرم
- (۱) اے ان میں افضل و بہتر جن کی ہڑیاں سپر دخاک گئیں توان پاکیزہ ہڑیوں کی برکت وفیض سے فرش زمین، پہاڑاور ٹیلے یا کیزہ دمشک بار ہوگئے۔
- (۲) میری جان اس تربت اطهر پریثارجس میں آپ سرایا عفت اور جودوکرم بن کرجلوہ ساماں ہیں،اس قبر

اطهر میں عفت و پا کدامنی اور جودوکرم ہے۔

پھروہ اعرابی واپس چلے گئے اتنے میں میری آئھ لگ گئی خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے ارشاد فر مایا:''اے تھی !اعرابی کے پاس جاؤاوراسے خوش خبری دے دو کہ اللہ نے اسے بخش دیا''۔
میں کہتا ہوں:

عتی امام شافعی کے شیوخ میں شار ہوتے ہیں، آپ سلف صالح سے ہیں، ہر دور میں جمہورامت نے اس قصہ سے استدلال کیا، اب ہم اس مقام پران اجلہ علمائے کرام کا ذکر کریں گے جنھوں نے اس آیت کریمہ سے استدلال فرمایا۔

# مفسرین:

قر طبی نے اپنی تفسیر (۵ر۲۹۲،۲۹۵) میں اور ثعالبی (۱/۳۸۹) اورابن کثیر (۱/۵۲۰–۵۲۱) اور نسفی (۲۳۱،۲۳۰) اور نسفی (۲۳۱،۲۳۰)

### فقهائے حنفیہ:

کمال ابن ہمام نے فتح القدیر (۳/۹۷۱–۱۸۰–۱۸۱) اورعلامہ شرنبلالی نے نورالایضاح (۱۵۵۱) میں ذکر کیا۔

### فقهائے مالکیہ:

قاضی عیاض نے شفا،اورشہاب قرافی نے ذخیرہ (۳۷۲،۳۷۵)،اورزرقانی وقسطلانی نے المواہباللدنیة میں استدلال کیا۔

## فقهائے شافعیہ:

اپنے زمانہ کے شخ الشافعیہ ابومنصور صباغ نے اپنی کتاب ''الشامل''اور بیہق نے شعب الایمان (۲۹۵/۳) اور امام نووی نے المجموع (۲۰۲/۸) (آپ نے قاضی ماور دی اور قاضی ابوالطیب کے حوالہ سے اسے نقل كيا) اور كى في شفاء التقام اورابن الملقن في خياية السول في خصائص الرسول الله (س١٨٣)، اورعلامه سيوطى في درمنتور (١٧٠٥-٢٣٠)، اورابن حجر في السجوه وهور المنظم، اورضى في دوفع شبه ورصى المنظم الرصى المنظم الرصى المنظم الرصى المنظم الرصى المنطق الم

### فقهائے حنابلہ:

ابن عقیل صنبلی نے اپنے تذکرہ ،اور عبدالقادر جیلانی (۵۲۱ھ) نے کتاب غنیۃ ،اورابن الجوزی نے السمن سنتظم (۹۳٫۹)،اورابن قدامہ مقدی نے المغنی (۳۷٫۷–۲۹۹)،اورابوعبداللہ محمد بن عبداللہ سمری نے المستوعب ،اورابن مفلح نے المبدع (۳۷٫۹)،اورالبھوتی نے کشف القناع (۵۱۲/۲) میں ذکر کیا۔ مورضین :

ابن الاثیر نے الکامل (۵۰۲۸)،اورابن خلکان نے وفیات الاعیان (۱۳۲۸)،اورابن کثیر نے البدایة والنہایة (۱۲/۰۵–۱۵۱) میں ذکر کیا۔

ان حقائق کا مطالعہ کرنے کے بعدا بن تیمیہ کی خطااظہمن اشمس ہوجاتی ہے کیوں کہ اس نے اپنے مجموع الفتادی (۱۵۹۸) میں کہا:

بعض لوگ الله تعالى كارشاد: ﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذُ ظَلَمُ وَآ أَنْفُسَهُمْ جَآءُ وُكَ فَاسُتَغُفَرُوا الله وَاسْتَغُفَرُوا الله وَاسْتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّمِم: داورا كرجب وها بنى وَاسْتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواالله تَوَّابًا رَحِيمًا ﴾ [النساء-٢٣٠٣]، (ترجمه: داورا كرجب وها بنى جانوں برظلم كريں تواح محبوب تهمارے حضور حاضر موں اور پھراللہ سے معافی جابیں اور رسول ان كى شفاعت فرمائ توضر وراللہ كو بہت توبة بول كرنے والامهر بان يائيں )

میں تاویل کر کے کہتے ہیں کہ حضور کے وصال کے بعد آپ سے بخشش وشفاعت کا سوال صحابہ سے بخشش و شفاعت کا سوال صحابہ و تابعین اور تمام مسلمانوں کے اجماع کے خلاف تاویل کرتے ہیں کہ وشفاعت کے سوال کی طرح ہے بیلوگ صحابہ و تابعین اور تمام مسلمانوں کے اجماع کے خلاف تاویل کرتے ہیں کیوں کہ ان حضرات میں سے کسی نے حضور کے وصال کے بعد آپ کو اپنا نہ تو شفیع بنایا اور نہ ہی آپ سے پچھ مانگا، اور نہ ہی ائمہ مسلمین میں سے کسی امام نے اپنی کتاب میں اسے ذکر کیا''۔

اسی طرح ابن تیمیہ نے یہ بھی کہا:

''ان ساری صورتوں میں ملائکہ وانبیا وصالحین کے وصال کے بعد ان کی قبروں سے دورونز دیک سے خطاب کیا جاتا ہے، اوران کی تصویر وں اور جسموں کو خطاب کرنا عظیم ترین شرک ہے۔ اہل کتاب کے علاوہ تمام مشرکین میں ان رسموں کا رواج تھا۔ اور اب ان مبتدع اہل کتاب اور مسلمانوں میں بھی پایا جارہا ہے۔ ان لوگوں نے بعض ایسے شرک ، اورالیی عبادتیں اختر اع کر لی ہیں جن کا اللہ تعالی نے حکم نہ دیا''۔ اس نے الرعلی الکبری (۱۲۲۱) میں یہ بھی کہا:

تيسرادرجه:

یہ ہے کہ صاحب قبر سے بیسوال کرے کہ وہ اللہ سے اس کے لیے سوال والتجا کریں، یہ بھی بہا تفاق ائمہ مسلمین بدعت ہے، اللہ نے یوسف کے بھائیوں کے بارے میں بیخبر دی کہ انھوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اسی طرح آپ کے والدین نے بھی آپ کو سجدہ کیا، یہ سجدہ ہمارے لیے مشروع نہیں (لہٰذاکسی کوکسی کا سجدہ کرنا جائز نہیں)''
اورا یے مجموع الفتاوی میں کہا:

''زیارت بدعت اہل شرک کی زیارت ہے بینصاریٰ کی زیارت کی طرح ہے۔ بیلوگ میت سے دعا کرتے ،اس سے مدد مانگتے ، اوراس سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ،اس کی قبر کے پاس درود پڑھتے ،اوراس کو پکارتے ہیں وغیرہ ،ابیانہ تو صحابہ نے کیا،اور نہ ہی رسول اللہ نے اس کا حکم دیا،اور نہ ہی امت کے اسلاف وائمہ نے اسے مستحب قرار دیا۔''

میں کہتا ہوں: یہ سب ابن تیمیہ کی بالا خانیاں ہیں۔ گزشتہ اوراق میں اس کاردگزر چکااور باقی رداب کریں گے۔ اولا ہم قارئین کرام کی خدمت میں ایسے آثار پیش کریں گے جن سے ابن تیمیہ کا کذب ودروغ طشت ازبام ہوجائے گا۔ کیوں کہ اس نے انبیا کے وصال کے بعدان کی قبروں سے دورونز دیک سے خطاب وندااور دعا کا خوف دلایا ہے:

رسول اکرم ﷺ نے جب رفیق اعلی کی طرف سفر فر مایا توسیدہ فاطمہ نے عرض کیا: ہائے میرے پدرمحتر م! رب نے آپ کی دعا کوا جابت سے سرفراز فر مایا، ہائے میرے پدرمحتر م! جنت الفردوس آپ کامسکن بنا، ہائے میرے اباحضور! ہم جبریل کوآپ کے وصال کی اطلاع دیں گے۔(۱)

حضور کی تدفین کے بعد فاطمہ نے فرمایا: اے انس! کیارسول اللہ ﷺ کوسپر دخاک کرنا آپ لوگوں کو اچھالگا؟ حضرت ابو بکرصدیق آئے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ زیبا کھول کر بوسہ لیا، اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کا دنیا میں رہنا اور اس سے کوچ فرمانا پاکیزہ وعمدہ ہے، شم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ کے قدرت میں میری جان ہے اللہ آپ کو بھی دوموتوں کا ذاکھ نہ چکھائے گا۔ (۲)

اورقیس بن حازم نے فرمایا: ایک روز عمر بن خطاب نے مدینہ کے منبر پرلوگوں کو خطاب فرمایا: اور خطبہ کے دوران ارشاد فرمایا: جنات عدن میں ایک محل ہے جس کے پانچ سودروازے ہیں، ہر دروازہ پر پانچ ہزار حورعین ہیں، ان دروازوں سے صرف انبیاداخل ہوں گے، پھررسول اللہ کی کے روضۂ اقدس کی طرف متوجہ ہو کرعرض کیا: اے اس روضۂ پاک میں جلوہ نشیں! آپ کو مبارک وخوش گوار ہو۔ پھر فرمایا: یاصدیق (اس دروازہ سے داخل ہوں گے) پھرا بوبکر کی قبر کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے ابوبکر! آپ کو مبارک ہو۔ پھر فرمایا: یاشہ ہید(اس دروازہ سے داخل ہوں گے) پھرا بنی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اوراے عمر! تمہاری شہادت کہاں ہے؟ پھر فرمایا کہ: جس ذات نے جھے مکہ سے نکالا، اور مدینہ منورہ کی ہجرت کا شرف بخشاوہ اس پر قادر ہے کہ میری طرف شہادت جاری فرمائی۔ (۳) عبراللہ ابن مسعود نے فرمایا: اللہ نے اپنی برترمخلوق مغیرہ کے مملوک غلام کے ہاتھ عمر کی شہادت جاری فرمائی۔ (۳)

<sup>(</sup>۱) حدیث (یا اُبتاه) بخاری (۱۲۱۹)وابن حبان (۱۲۱۸ ۱۹۵۸) اورحا کم (۱۷۵۸) نے تخ تح کی۔

<sup>(</sup>۲) حدیث (طبت حیاومیتا) بخاری (۱۳۲۱/۳) نے عائشہ، اور بزار (۱۸۲۱) نے عبداللہ ابن عمر سے تخ ت کی ۔ اور میثی نے مجمع الزوائد (۳۸/۹) میں کہا: اس حدیث کے رجال میں یاں منذر ثقہ ہیں اور بیہی نے بھی کبری (۱۳۲/۸) میں بیحدیث تخ ت کی کی ۔

<sup>(</sup>۳) انژ عمر بن خطاب طبرانی نے اوسط میں (۱۲۳۹–۱۲۳) روایت کیا،اورحارث نے اپنی مند (زوائد میثمی) (۸۹۱/۲) میں روایت کیا۔ حیثمی نے مجمع الزوائد (۹۷۹–۵۵) میں کہا: شریک نخعی کے علاوہ اس کے تمام رجال صحیح کے رجال میں،اورشریک ثقہ ہیںاوران کے بارے میں اختلاف ہے۔

یہاس بات کی روش دلیل ہے کہ انبیا کے وصال کے بعدان کی غیبت میں ان سے خطاب کرنا،اور انہیں ایکارنا جائز ومشروع ہے۔

ہم ماسبق میں ذکر کر چکے کہ ساری امت مسلمہ اپنے تشہد میں آپ کو خطاب وندا کرتی ہے اور عرض کرتی ہے "السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله و برکاته" اس کی روش دلیل نبی پاک ﷺ کی وہ سنت کر یمہ بھی ہے جمہ آئندہ سطور میں دلائل کی روشنی میں ذکر کریں گے۔

علما ہے امت کے نقول ، اور تنہی کے واقعہ ، اور نبی پاک ﷺ کے شرف دیدار کے حوالہ سے استدلال پیش کرنے کے بعداس قصہ کے متعلق ابن تیمیہ کی رائے ہم پیش کریں گے کیوں کہ اس نے اس قصہ کے بارے میں جمہورامت کی مخالفت کی ہے۔

# (۳۴) ابن تیمیہ کے نز دیک خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت کرنے والدا پنے دین میں کمزورہے، اس کے اندرنفاق پایا جاتا ہے، ایساشخص مولفۃ القلوب سے ہے

عتی کے بارے میں بے واقعہ بہت ہی مشہورہ کہ آپ نے ذکر کیا: میں نبی پاک ﷺ کے روضۂ اقد س کے پاس بیٹھا تھا ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ، اور سلام عرض کیا: السلام علیک یار سول اللہ ، سلام پیش کرنے کے بعد عرض کیا: میں نے اللہ عزوج ل کا میار شادیا ک سنا ہے:

﴿ وَلَوْ أَنَّهُمُ إِذْ ظَلَمُوۤ ا أَنفُسَهُمُ جَآءُ وكَ فَاسۡتَغۡفَرُوۡ اللّٰهَ وَاسۡتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَ جَدُوُ اللّٰهَ وَاسۡتَغُفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوُ اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيْمًا ﴾ [الساء-٣٠٣]

ترجمہ:۔''اوراگر جب وہ اپنی جانوں پڑطم کریں تواہم محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والامہر بان پائیں۔''

اس لیے میں اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کوشفیع لاتا ہوں، اور آپ سے اپنے گناہ کی بخشش کا خواستگار ہوں، پھریدا شعار پڑھنے لگے:

- ا) ياخيرمن دفنت بالقاع أعظمه فطاب من طيبهن القاع والأكم
- ٢) نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه فيه العفاف، وفيه الجودوالكرم
- (۱) اے ان میں افضل و بہتر جن کی ہڑیاں سپر دخاک گئیں توان پاکیزہ ہڑیوں کی برکت وفیض سے فرش زمین، پہاڑاور ٹیلے یا کیزہ ومشک بار ہوگئے۔
- (۲) میری جان اس تربت اطهریر نثارجس مین آپ سرا پاعفت اور جود وکرم بن کرجلوه سامان ہیں اس قبراطهر

میں عفت ویا کدامنی اور جود وکرم ہے۔

پھروہ اعرابی واپس چلے گئے: اسنے میں میری آنکھ لگ گئی اور مجھے خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی سرکارنے حکم فرمایا: اے تنی !اس اعرابی کوجا کر بشارت دے دو کہ اللہ نے اسے بخش دیا''۔ ابن تیمیہ نے اس مشہور واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب قیاعدہ فی المحبہ (۱۹۲،۱۹۱۱) میں

کہا:

ابن تیمیهمرضی مولی کےخلاف ایک جھوٹی بات کہدر ہاہے کیوں کہ خواب میں نبی پاک کا دیدار کرنے والا

اس کے نزدیک منافق ہے کس نے اسے بی خبردی کہ ایسے خص کا ایمان کمزورہے، یاوہ رسول پاک کے مقام ومرتبہ سے جاہل ہے، ان حضرات کاعلمی پایہ تو ابن تیمیہ سے بدر جہابلندوبالا ہے، کس نے اسے یہ بتایا کہ اس شخص کے دل میں نفاق ہے اور اس کا نفاق بہت بڑھا ہوا ہے یہ تمام خرافات ابن تیمیہ کے ایسے مفروضات میں جوحد درجہ فتیج ہیں۔ ان مفروضات کا صرف ایک ہی مقصد ہے نبی یاک کی زیارت کی اہمیت گھٹانا۔

کیا آپ کو پھ خبر ہے کہ ابن تیمیہ خواب میں نبی پاک کے دیدار پرانوار کی اہمیت کیوں گھٹار ہاہے؟؟؟ دراصل اس کی وجہ سے ہے کہ اس کی کتابوں،اوراس کے اصحاب کے کلام میں سے کہیں نہیں ماتا کہ انہیں نبی گھ کا دیدار پرانوارنصیب ہوا،اسی طرح اگر کوئی انسان اس سے سے بوچھے کہ کیا تہہیں نبی پاک کے دیدار کا شرف حاصل ہوا،تواس کا وہی جواب ہوگا جوگزر چکا،اورا گرکوئی شخص اس سے سے کے کہ علما اور صالحین میں سے فلال عالم اور فلال صالح کو نبی پاک گھ کا شرف دیدار حاصل ہوا اسی لیے میں ان کی اتباع کرتا ہوں توابن تیمیہ کا سے کھلار دہوگا۔

اب تک ابن تیمیہ کے نفش برداروں کا یہی طریقہ چلاآ رہا ہے، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہاں سال اسلام میں ۲۵ ررمضان المبارک کی شب میں بعض حضرات نبی پاک کی زیارت سے بہرہ ورہوئے سرکاردوعالم الم نے ۲۵ ررمضان المبارک کی شب میں ان حضرات کو یہ خبر بخشی کہ یہ شب قدر ہے، تو بعض جہلا نے (جنہیں پوست کے سوا کچھ نہیں معلوم ، صرف بعض مسجدوں میں تدریس کرتے ہیں ) یہ کہااس کا کیامعنی ہے "کو یس علشان تجتھدی فی العبادة و لکن دہ مش دلیل".

اس میں کوئی شبہ ہیں کہ یہ بے فیض انسان شرف زیارت سے محروم ہے۔ اگرخود کہی شخص شرف زیارت سے محروم ہے۔ اگرخود کہی شخص شرف زیارت سے مشرف ہوتا تو اسپنے اصحاب اور رفقا کواس زیارت کی خبر دیتا، اور اگرا کشر صالحین سے دریا فت کرتا تو وہ حضرات کہی جواب دیتے کہ یہ بچیبویں شب ہے بیشخص عبداللہ بن عمر کی اس حدیث پاک سے غافل ہے جس میں بیہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے اصحاب نے خواب دیکھا کہ شب قدر اخیر کی سات را توں میں ہے تورسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أري رُؤياكم قد تواطأت في السبع الأواخر فمن كان متحريها فليتحرها في السبع الأواخر" (١)

ترجمہ:۔'' مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں کا خواب دیکھنااخیر کی سات را توں میں ایک دوسرے کے مطابق ہے۔تو جو شخص اس کوتلاش کرنا جاہے وہ اخیر کی سات را توں میں تلاش کرے'۔

اگر مسلمانان اہل سنت کی کتابوں کاغائر انہ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہوگا کہ یہ حضرات خواب میں نبی پاک کی زیارت کرنے والوں سے بے پناہ خوش ہوتے ،اوران کی حد درجہ تعظیم وتو قیر کرتے ہیں،اوراسے زیارت کرنے والے کے اعلی مناقب میں شار کرتے ہیں،اوراسے ان کے فضل و کمال اور زہدوورع کی دلیل جانتے ہیں اس لیے جو حضرات نبی پاک کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں خیارامت سے ہیں۔

بعض علمااس سے پناہ ما نکتے تھے کہ خواب میں نبی یا ک کا دیدار حاصل نہ ہو۔

میں پہلے ہی عرض کر چکا کہ ابن تیمیہ کا کوئی گفش بردار نبی پاک کے دیدار پرانوار کی تعظیم کرتا نظر نہیں آتا اس لیے بیلوگ شرف زیارت سے محروم ہیں شاذ ونا در ہی کوئی ان سے یہ سے گا کہ میں نے نبی پاک کی زیارت کی ہے، پیخض یا توابن تیمیہ، اور اس کے حامیوں، اور اس کے نقوش راہ پر چلنے والوں کی فکر سے دور رفتہ ہے یا والعیا ذ باللہ تعالی آپ کی بیزیارت خوف دلانے کی خاطر ہے بشارت وخوش خبری کے لیے نہیں۔

ان بے فیض لوگوں سے پوچھنے پر کوئی جواب نہیں ملتا، صرف بیلوگ نبی پاک ﷺ کے دیدار پر جمال کی اہمیت گھٹاتے ہیں وبس ۔

نبی پاک کا دیدار پر جمال عارفوں کے نز دیک تریاق کا درجہ رکھتا ہے خواہ یہ دیدار آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں ہویار فیق اعلی کی طرف سفر فر مانے کے بعد۔ نبی پاک کا بیار شاد ملاحظ فر مائیں:

(۱) امام سلم وغيره في ابو ہريره سے تخر تنج كيا كه رسول الله على في خام مايا: "من أشد أمتى لي حباناس

<sup>(</sup>۱) حدیث (اُری روَیاکم) امام بخاری نے روایت کی (۲۰۹۰۲) اور مسلم (۸۲۲) وغیرہ نے بھی مشکاۃ المصابیح ص ۱ ۸ ا باب لیلۃ القدر ، ابوداودرمضان، ترندی صوم ، مؤطاامام مالک اعتکاف، مندامام احمد ۲ مرص ۸۹۲ وغیرہ

یکونون بعدی، یو د أحدهم لوراني بأهله و ماله" "میری امت میں سب سے زیادہ میری محبت انہیں ہوگی جومیرے بعد ہوں گے،ان میں سے بعض بیخواہش وتمنا کریں گے کاش ان کے اہل ومال میں انہیں میرادیدار حاصل ہوتا"۔(۱)

- (٣) انس بن ما لك رضى الله تعالى عنه فرماتے سے: "قل ليلة تاتي علي إلا وأنا أدى فيها خليلي صلى الله تعالى عليه وسلم، وأنس يقول ذالك و تدمع عيناه" مير بياس بهت كم اليى راتيں آتيں جن ميں اپنے خليل کا شرف ديدار حاصل نه ہوتا، حضرت انس يه فرما كراشك بار ہوجاتے ۔ (٣)

<sup>(</sup>۱) حدیث (أشدأمتی لی حُبًّا) امام احمد (۲۱۷۲)، مسلم (۲۱۷۸۲)، ابن حبان (۲۱۲/۲۱)، طبر انی نے اوسط (۸۹/۷) اور حاکم نے متدرک میں (۹۵/۲) بیرحدیث تخ تج کی۔

<sup>(</sup>۲) (سمرہ کی حدیث) طبرانی نے روایت کیا۔ (۲۱۸/۷) اور پیٹمی نے مجمع الزوائد (۳۹/۹) میں کہا:اس کے رجال ثقة ہیں۔

<sup>(</sup>۳) (انس کی حدیث) احمد نے روایت کیا (۲۱۲/۳) اور میٹی نے مجمع الزوائد میں کہا:اس کے راوی میچ کے راوی ہیں۔

## ثانيا: سنت مطهره

مم سب سے پہلے بیواضح کردیں کہاس باب میں تین طرح کی حدیثیں وارد ہیں:

- (۱) عام قبرول کی زیارت۔
- (۲) خاص نبی پاک صلی الله تعالی علیه وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت۔
- (۳) نبی پاک نے انبیا کی قبروں کی زیارت فرمائی،اوران کی قبروں کی معرفت کاشوق دلایا۔میرےعلم میںاس نقطہ یرکوئی متنبہ نہ ہوا۔

### (۱) قبرول کی زیارت کی ترغیب

اس مضمون کی حدیثیں موضوع بحث نہیں ، ابن تیمیدان حدیثوں کو مانتا ہے ، اور اس بات کوبھی مانتا ہے کہرسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد ، وبقیع کی زیارت کی ترغیب دلائی ، اور نبی پاک نے خودا پنی والدہ ما جدہ کی قبر کی زیارت فرمائی۔

ابن تیمیہ نے اپنے مجموع الفتاوی (۲۳۳/۲۷) میں کہا:

''اورانہیں میں سے یہ گمان بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت ، دوسری قبروں کی زیارت ، دوسری قبروں کی زیارت معصودہ کی طرح ہے یہاں تک کہ نقیع وشہدائے احداور آپ کی والدہ ماجدہ کی زیارت قبرسے اس پراستدلال کیا جاتا ہے''۔

میں کہتا ہوں:

ابن تیمیہ سے ہمارامطالبہ یہ ہے کہ وہ ان نصوص کو پیش کرے جن میں روضۂ اقدس کی زیارت کی نفی مذکور ہے اس لیے کہ بیمعاملہ ظاہر وباہر ہے۔

کیا نبی ﷺ نے بیفر مایا: میری قبر کے علاوہ دوسری قبروں کی زیارت کرو؟ ابن تیمیہ کے استدلال کی بنیاد نبی ﷺ کا بیار شاد ہے: ترجمه: ـ''ميري قبر کوعيد نه بناؤ''

"لاتتخذو اقبري عيدا"

اس حدیث کامعنی بچوں کوبھی معلوم ہے کہ میری قبر کوعید میں ہونے والے کھیل کود کی طرح نہ بناؤ۔ امام سلم نے اپنی صحیح میں (۲/۰۰۸) نبیشہ ھذلی سے تخریخ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" أیـــــام التشریق أیام أكل و شرب"۔" ایام تشریق کھانے اور پینے کے دن ہیں"۔

اور محیح مسلم میں (۲۰۹،۲۰۸،۲۰۷) یہ بھی ہے: "اس باب کے اندرایام عید کے اس کھیل کی رخصت کابیان ہے جس میں کوئی معصیت اور گناہ نہیں ہشام نے اپنے والد، انھوں نے عائشہ سے روایت کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: میرے پاس ابو بکر آئے انصار کی دوکنیزیں میرے پاس وہ گیت گارہی تھیں جوانصار نے بغاث کے دن خوشی میں پڑھے تھے، ابو بکر نے یہ دیم کرفرمایا: کیارسول اللہ کے گھر میں شیطان کے مزامیر ہیں (یہ عید کے دن کا واقعہ ہے) اس پر سول اللہ کے نے فرمایا: "یا اباب کوران لکل گوم میں شیطان کے مزامیر ہیں (یہ عید کے دن کا واقعہ ہے) اس پر رسول اللہ کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے)۔

اورامام مسلم نے عروہ سے یہ بھی تخریخ کیا کہ سیدہ عائشہ نے فر مایا: حضرت ابوبکر آپ کے پاس آئے ایام منی میں آپ کے پاس دوکنیزیں گارہی تھیں، اور دف بجارہی تھیں، رسول اللہ ﷺ اپنی چا دراقد س اور قد سے ہوئے محواستراحت تھا ابوبکر نے اس پران دونوں کنیزوں کوڈانٹا تورسول اللہ ﷺ نے اپناچہرہ زیبا کھول کرفر مایا: "دعھ مایا أبا بحر فإنھا أیام عید" اے ابوبکر! انہیں گانے دوکیوں کہ یہ عید کے دن ہیں '۔

اوریہ بھی تخریج کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہانے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کودیکھا آپ مجھے اپنی چا دراطہر میں چھپائے ہوئے ہوئے ہیں، میں ابھی کمسن بچی تھی اہل حبشہ کو کھیلتے ہوئے دیکھر ہی تقی ۔ تو آپ لوگ بھی نوعمر عرب بچیوں کی قدروعزت کریں۔

اور عروہ سے یہ بھی تخریج کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہانے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میرے پاس دو پچیاں بغاث کے گیت گارہی تھیں سرکار دوسری طرف رخ زیبا فرما کر محواستراحت ہوگئے اسے میں ابو بکر آئے ،اور مجھے ڈانٹااور کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس شیطان کے گیت؟ تورسول اللہ ﷺ نے میرے

والدکی طرف رخ اقدس فرما کرارشادفرمایا نہیں گانے دیں۔جب آپ غافل ہوئے تومیں نے ان دونوں بچیوں کوجانے کا اشارہ کیا۔اورعید کے دن سوڈان کے لوگ ڈھالوں اور چھوٹے نیزوں سے کھیل رہے تھے، تویا تومیں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یا آپ نے خودازراہ کرم وشفقت و محبت فرمایا: دیکھنا چاہتی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی حضور، آپ نے جھے اپنے پیچھے فرمالیا میرار خسار آپ کے رخسار پر انوار کے پاس تھااور آپ فرمار ہے تھا ہے بنی ارفدہ! لو یہاں تک کہ جب میں اکتا گئی تو آپ نے فرمایا: بس ہوگیا، میں نے عرض کی جی ہیں آپ نے فرمایا گئی ہے جائیں۔

سیدالخلق ﷺ کے کلام کامعنی خوب واضح ہے کہ عیدسے مرادیمی عیداوراس میں ہونے والے کھیل وکود اوراس دن کے خوردونوش مراد ہیں، اور ظاہر ہے کہ یہ ساری چیزیں اس ذات پاک کی بارگاہ میں صححے ودرست نہیں جور فیق اعلی کے قرب خاص میں جلوہ آرا ہیں، اور جن کے سراقدس پر مقام محمود کا تاج رفعت ہے۔

بعض صالحین نے حضور کے ارشاد: "لا تب علو اقبری عیدا" (میری قبر کوعید نه بناؤ) کے بارے میں فرمایا: که اس کامعنی میہ کہ سال میں عید دوبار آتی ہے، تو اس سے زیادہ کرنے سے بچو۔
میر فقیقت واضح ہو چکی کے عید کا کیامعنی ہے اور عید میں کیا ہوتا ہے۔

اس مقام پرکوئی پیاستدلال کرسکتا ہے کہ حضوراقدس سیدعالم کے نے فرمایا: "الملھم لا تجعل قبر ی و شنا یعبد". اے اللہ! تو میری قبرکو بت نہ بناجس کی عبادت و پوجا ہو' اس کا جواب یہ ہے کہ پرحقائق سے صرف نظر کرنا ہے کیوں کہ اس بات پرامت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام کی دعامتجاب و مقبول ہے اور اس پر رسول اللہ کا ارشاد بھی نص جلی ہے یہاں تک کہ ابن تیمیہ کو بھی اس سے مفراورا نکار نہیں کہ انبیا کی دعامقبول و مستجاب ہے تو بہر حال روضہ اقد س کی زیارت میں بیخوف و خدشہ نہ رہا۔ امام مسلم نے اپنی ضیح میں (۲۱۲۱۸ عبار سے روایت کیا آپ نے فرمایا: "إن الشیطان قلد یئس أن یعبده روایت کیا آپ نے فرمایا: میں نے نبی کے سنا آپ نے فرمایا: "ان الشیطان اس بات سے ناامید المصلون فی جزیرہ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں ایکن ایک دوسرے کے خلاف برا کھنے کرنے ہوچکا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں ایکن ایک دوسرے کے خلاف برا کھنے کرنے

میں لگارہے گا''۔

سب سے اہم چیز میہ ہے کہ قبروں کی زیارت کا حکم آیا ہوا ہے جسیبا کہ احوال آخرت کی یا د تازہ کرنے کے لیے اس کا حکم دیا گیا اس طرح مردوں کی محبت اوران کے ساتھ نیکی و بھلائی اور کار خیر و غیرہ کا حکم ہے اور نبی پاک نیکی و بھلائی اور امر خیر کے زیادہ لائق ہیں آپ کی شان رفع میں اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ النَّبِيُّ أَوُلَى بِالْمُوْمِنِينَ مِنُ أَنْفُسِهِم ﴾ [الاحزاب-٣٣٣] ترجمه: ـــ "به نبي مسلمانوں كاان كى جان سے زيادہ مالك ہے"۔

ابن تیمیہ کے گفش بردار ہرگزیہ ہیں جا ہتے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے مالک رہیں، اس لیے انہیں اس کوموضوع بحث بنانا جا ہئے جوان کی جانوں سے بھی زیادہ ان کا مالک ہو،اورجس کی اطاعت کرنے پردنیاوآ خرت کی سعادتوں کے مالک کی بارگاہ میں نقصانات سے دوجیار ہونا پڑے۔

۲۔ نبی پاک ﷺ کی زیارت کے باب میں خاص صفت کے ساتھ صدیثیں وارد ہیں:

دارقطنی نے اپنی سنن (۲۷۸/۲)،اوربیہی نے شعب الایمان (۳۹۰/۳) میں اوران کے علاوہ دوسرے محدثین نے تخ تک کی کہرسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"من زار قبری و جبت لے شف اعتی" (ترجمہ:۔"جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پرمیری شفاعت واجب ہوگئ")

حافظ ابن تجرنے تلخیص البجبیر (۲۲۷/۲) میں فرمایا: فا کدہ: اس حدیث کے تمام طرق ضعیف بیں کین ابوعلی بن مؤطانے ابن عمر کی مروی حدیث کوشیح قرار دیاانھوں نے اپنی سنن صحاح میں اس کو ذکر کیا، اور عبدالحق نے الأحکام فی سکوت میں، اور قی الدین بیکی نے مجموع طرق کے اعتبار سے اس حدیث کوشیح قرار دیا۔

اوراس باب كى تيجى ترين حديث وه بے جے امام احمد اور ابود اود نے بطريق صحر بن حميد بن زياد، يزيد بن عبد الله بن قسيط سے روايت كيا كما بو ہريره نے مرفوعاروايت كيا"مامن أحديسلم علي إلار دالله علي روحي حتى أرد عليه السلام". "جو شخص مجھ سے سلام كرتا ہے الله ميرى روح مجھ پرلوٹا دیتا ہے تا كہ ميں اس

کے سلام کا جواب دوں''۔امام بیہق نے اس حدیث سے باب شروع کیا۔اور مجلونی نے کشف الخفاء (۳۲۸،۲، ۳۲۸) میں کہا:

''ابوالشیخ اورابن ابوالد نیاوغیر ہمانے ابن عمر سے اس حدیث کوروایت کیا،اور بیحدیث سیح ابن خزیمه میں ہے،انھوں نے اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا،اورابوالشیخ ،اورطبرانی،اورابن عدی،اوردارقطنی،اوربیہی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا:

"فكأنما من زار قبري بعد موتى زارنى في حياتي"

ترجمہ:۔''جس نے میری رحلت کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے میری حیات میں میری زیارت کی''۔

امام بیہی نے اس صدیث کوضعیف کہا۔ ذہبی نے اس صدیث کے طرق پر تبھرہ کرتے ہوئے کہا: اس کے تمام طرق لیّن ہیں کین بعض روایت سے قوت حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ اس کے راویوں میں کوئی راوی متہم بالکذب نہیں۔

زہی نے کہا: سب سے عمدہ اسناد حاطب کی حدیث ہے جسے ابن عسا کروغیرہ نے اس طرح تخ تج کیا: "من زارنی بعدموتی فکأنما زارنی فی حیاتی"

ترجمہ:۔''جس نے میرے وصال کے بعدمیری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی''۔ میں میری زیارت کی''۔

اورطیالسی نے عمر سے مرفوعاروایت کیا کهرسول الله ﷺ نے فرمایا:

"من زارقبري كنت له شفيعا".

ترجمہ:۔''جس نے میری قبر کی زیارت کی میں اس کا شفیع ہوں گا''۔

اور حضور عليه الصلاة والسلام في ارشا وفر مايا:

"من زارني أومن زارقبري إلى المدينة كنت له شفيعاو شهيدا"

ترجمہ:۔''جس نے مدینہ منورہ آ کرمیری یامیری قبر کی زیارت کی میں اس کاشفیع اور شاہدرہول گا''۔

اوربيه في نے انس رضي الله تعالی عنه سے روایت کیا:

"من زارني في المدينة محتسباكنت له كلاهماو شفيعايوم القيامة".

ترجمہ:۔جس نے اجروثواب کی نیت سے مدینہ منورہ میں میری زیارت کی میں اس کے لیے دونوں، (شفیع وشہید) اور قیامت میں شفیع ہوں گا۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ زیارت کی صحیح یا حسن حدیثیں جوتقریبادس طرق سے مروی ہیں علامہ ابن حجر کے قول کے مطابق ابن مؤطا نے ان تمام طرق کے لحاظ سے انہیں صحیح کہااور اپنے سنن صحاح میں انہیں جگہ دی اور عبد الحق نے ''الأحكام فی سكو ته''میں اور تقی الدین کی نے بھی ان طرق کے لحاظ سے انہیں صحیح کہا۔

جب بدروش ہوگیا کہ بیر حدیثیں می ہیں تو حضور اور آپ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے والاکس قدر خوش نصیب ہے، اور آپ کی زیارت کی سعادت سے محروم انسان کس قدر محروم ونا مراد ہے، اور اگر بیر حدیثیں ضعیف بھی ہول تو شہدائے احداور بقیع کی زیارت کی حدیث کتب احادیث میں وارد ہے جو درجہ صحت کو پہنچی ہوئی ہے اور ہم یہذکر کر کے کہ نبی پاک علیہ سب سے زیادہ زیارت کے لائق ہیں۔

اس لیے آپ کے روضۂ اطہر کی زیارت اس لیے نہ کرنا کہ بعض علمانے احادیث زیارت کوضعیف کہایہ محض بعض شیطانوں کا مکر وفریب ہے اس لیے کہ زیارت کا حکم احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ ہے جسیا کہ ہم ذکر کر چکے اور عنقریب مزید ذکر کریں گے۔

# (٣) نبي يا ك صلى الله تعالى عليه وسلم كى زيارت كى حديثين:

حضورا قدس سیدعالم ﷺ انبیائے کرام کی قبروں کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے، اوراپنی امت کواس کی ترغیب بھی فرماتے کہ انبیائے کرام کی قبریں پہچا نیں اس نقطہ پر تنبیہہ کرنے والا مجھے کوئی نہ ملا۔ (۱) نبی پاک ﷺ اور جبریل امین نے اللّہ عزوجل کے تکم سے سفر معراج فرمایا یہاں تک کہ نبی پاک نے

الله کے نبی موسی علیہ السلام کی قبر کی زیارت فرمائی۔

صیح مسلم (۱۸۴۵) میں ثابت بنانی اور سلیمان تیمی نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فر مایا: جس رات مجھے سرخ تو دہ ریگ کے پاس سیر کرائی گئی میں موسی علیہ السلام کے پاس آیا (اور ہداب کی روایت میں ہے کہ' گزرا'') آپ اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز ادا فر مارہے تھے۔

میں کہنا ہوں:

ال حديث سے دوچيزي كل كرسامني آتى ہيں:

- ا۔ انبیائے کرام علیہم السلام زندہ (۱) ہیں،اورا پی قبروں میں ذکر ونماز وعبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ ہیں۔
- الله کے رسول ﷺ نے اللہ کے نبی موسی علیہ السلام کی قبر کی زیارت فرمائی، آپ کو کھڑے ہوکر نماز پڑھتے پایا، ورنہ (اگر آپ نے زیارت نہ فرمائی) کیوں موسی علیہ السلام کے پاس سے آپ گزرے؟

اس کی دلیل وہ حدیث پاک ہے جسے امام بخاری (۴۳۹) اور مسلم (۱۸۳۲/۳) وغیر ہمانے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے تخ ت کیا کہ آپ نے فر مایا: اللہ عزوجل نے ملک الموت کوموسی علیہ السلام کے پاس ( قبض روح کے لیے ) بھیجا، جب ملک الموت آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں ایساطمانچہ مارا کہ ملک الموت کی آئکھ بھوٹ گئی وہ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس گئے اور عرض کیا: تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا تھا جوموت نہیں چوٹ کئی وہ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس گئے اور عرض کیا: تو نے ایسے بندے کے پاس بھیجا تھا جوموت نہیں چاہتے اب اللہ تعالی نے پھر ان کی آئکھ درست فر مادی اور فر مایا پھر جا کر عرض کرو کہ اپناہا تھو بیل کی پشت پر کھیں ان کے ہاتھ میں جتنے بال آئیں گے ہر بال کے عوض ایک سال زندگی ملے گی حضرت موسی نے عرض کیا اے رب

(۱) فقیداسلام مجدداعظم سیدنااعلی حضرت امام احمد رضافتدس سرہ فرماتے ہیں ۔ توزندہ ہے واللہ، توزندہ ہے واللہ مرے چشم عالم سے حجیب جانے والے حیات انبیا کے متعلق علما ہے محدثین نے کامل تحقیق فرمائی گزشتہ سطور میں اس کی تحقیق گزر چکی۔ (مترجم) اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ فر مایا موت، تو عرض کیا ایسا ہے تو ابھی ، اور اللہ سے سوال کیا ایک پھر پھینکنے بھر ارض مقد س سے انہیں قریب فر مادے، رسول اللہ ﷺ نے فر مایا: ''ف لو کنت عندہ لأریتكم قبرہ إلى جانب الطریق عند الكثیب الأحمر''. ''اگر میں وہاں ہوتا تو ان كامز ارراستے کے كنارے سرخ ریت کے ٹیلہ کے پاس تم كو دکھا تا''۔

### میں کہتا ہوں:

اس حدیث سے بی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ اگر موسی علیہ السلام کی قبر کی معرفت کا کوئی فائدہ نہیں تو رسول اللہ ﷺ بین فرماتے:''اگر میں وہاں ہوتا تو ان کا مزار راستے کے کنار سے سرخ ریت کے ٹیلہ کے پاس تم کودکھا تا'' نبی پاک ﷺ اپنی امت کو صرف وہی چیز بتاتے ہیں جس میں اس کی بھلائی اور اس کار شدوصلاح مضمر ہو۔

نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد: ''میں ضرورتم کوان کا مزار دکھا تا''میں اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ اس کا سبب زیارت ہی ہے، اور آپ کے ارشاد کا معنی مرادیہ ہے کہ میں ضرور تمہیں ان کی قبر کی زیارت کرا تا اور ضرورتم ان کے مزار کی زیارت کا شرف حاصل کرتے۔ورنہ اس ارشاد مذکور کا کیا معنی ہے، غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲) ابویعلی اورابن عساکر نے باسناد سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے تخ ت کی کیا آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ بھٹے سے سنا آپ نے فرمایا: 'فسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں ابوالقاسم کی جان ہے عیسلی ابن مریم امام مقسط ،اور حاکم عادل بن کراتریں گے، صلیب توڑیں گے اور خزیر کوئل کریں گے،اوراصلاح ذات البین فرمائیں گے اور بخض و کینہ وعداوت کا خاتمہ فرمائیں گے، مال پیش کیا جائے گا تو اسے قبول کرنے والاکوئی نہ ہوگا، پھراگروہ میری قبر کے پاس کھڑے ہوکر مجھے''یا محر'' کہہ کر پکارتے ، میں انہیں ضرور جواب دوں گا۔ (۱)

<sup>(</sup>۱) حدیث (لیننسز لین عیسسیٰ بین مسریم) ابویعلی (۱۱/۲۲) نے باسناد صحیح تخ تج کی اور ابن عسا کرنے تاریخ دشق (۱) حدیث (سرم ۲۹۳/۴۹۳) میں تخ تح کیا اور عیثی نے مجمع الزوائد (۱۸/۱۲) میں اس کو صحیح کہا اور کہا: میں کہتا ہوں:'' بیرحدیث صحیح میں اختصار کے ساتھ مروی ہے ابویعلی نے اسے روایت کیا اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ الخ

### میں کہنا ہوں:

نبی پاک ﷺ نے بین فرمایا کہ:اگروہ مجھ سے سلام کرتے تو میں ضروران کے سلام کا جواب دیتا، حضور اقدس کے اس ارشاد کامعنی بیہ ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نبی پاک سے سوال کریں گے، اور آپ اپنی قبر میں جلوہ نشیں ہوکر آپ کے سوال کا جواب دیں گے۔

ابن منظور نے لسان العوب (۱۸۳۸) میں کہا:

"الإجابة" كامعنى كلام كاجواب دينا ہے يوں كهاجاتا ہے: أجاب عن سؤ اله وقد أجابه إجابة وإجابة واجابة واجابة واجابة واجابة واجابة واجابة واجابة واجابا وجوابا وجابة، واستجوبه واستجابه واستجاب له دان سبكامعنى يهى ہے كه سي سوال كاجواب دينا، اور اس كى دعوت يرلبك كهنا، اور دعوت قبول كرنا د

اورمختار الصحاح (۱۸۹۸) میں ہے: ج و ب

اورالمصباح المنير (۱/۱۱۱) ميں ہے:جواب،طلب کے بعدى ہوتا ہے اور 'أجابه،اورأجاب قوله اور استجاب له 'اس وقت بولتے ہيں جب کوئی کسی چیزی طرف دعوت دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور استجاب له کا بھی یہی معنی ہے۔ اسکی دعا قبول فر مالی اور استجاب له کا بھی یہی معنی ہے۔

اورالتوقیف علی مهمات التعریف (۳۲/۱) میں ہے:

الإجابة موافقة الدعوة فيماطلب بها لوقوعهاعلى تلك الصفة له "الإجابة" كامعنى دعوت مع جو چيز مطلوب و مقصود ہے اس ميں (دعوت كى) موافقت كرنااس ليے كه دعوت كى موافقت اسى طريقه يرموگ ل

بعض لوگوں نے علماسے سوال کیا کہ عیسیٰ بن مریم آخری زمانہ میں اتر نے کے بعد کتاب وسنت کے موافق فیصلہ کریں گے لوگ آپ سے قرآن کے احکام پوچھیں گے تو آپ ان احکام کے بارے میں کیا کریں گے جو نبی یاک ﷺ کی خاص سنت ہیں؟

اس سوال کے جواب میں انھوں نے فر مایا: آپ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوکر آپ سے سوال کریں گے اور ائمہ اربعہ ابو حنیفہ اور مالک و شافعی واحمہ میں سے کسی امام کے قول پڑمل نہ کریں گے۔ میں کہتا ہوں: گزشتہ حدیث سے بھی یہی انکشاف ہوتا ہے۔

یہ ذہن نشیں کر لینے کے بعدابن تیمیہ کے اس قول کارد آشکارا ہوجا تا ہے جواس نے اپنے فتاوی کبری (۲/۲) میں کہا:''جب مقصد سفر نبی کی قبر کی زیارت ہو، نہ کہ آپ کی مسجد میں نمازادا کرنا تواس مسئلہ میں اختلاف ہے،ائمہاورا کثر علما اس پر ہیں کہ یہ نہ مشروع ہے نہ اس کا حکم دیا گیا ہے'۔'

#### میں کہتا ہوں:

- (۱) ابن تیمیہ کے کفش برداروں کومیرا چیلنج ہے کہ وہ ائمہ اربعہ ابوطنیفہ یاما لک ، یاشافعی ، یا احمد میں سے کسی امام سے الیی نص لائیں جس میں ان حضرات میں سے کسی نے وہ کہا جو ابن تیمیہ کی زبان سے نکل رہا ہے۔
  - (٢) سيدالخلق ﷺ نے کليم الله موسى عليه الصلاۃ والسلام كى زيارت فرمائى اور وہاں نماز ادانہ فرمائى۔
- (۳) کیا آپ کے اعتقاد میں کوئی ایبافقہی مسئلہ ہے جس میں یہ تصریح ہوکہ اگر کوئی شخص رسول اللہ کھی کی زیارت کر سے پھراذان سنے تو وہ نماز نہ پڑھے، اور یہ کہے کہ میں صرف زیارت کی غرض سے آیا ہوں؟ بیائمہ اور اکثر علما کون ہیں جن کا ابن تیمیہ حوالہ دے رہا ہے؟

# ثالثاً:اجماع

قاضی عیاض نے شفاء (۲۹،۶۸۸) میں فرمایا:

"حضوراقدس سیدعالم اللے کے روضہ اطہر کی زیارت تمام مسلمانوں کی الیم سنت ہے جس پر ان سب کا اجماع ہے، اور بیالیمی فضیلت ہے جس کی ترغیب وارد ہے'۔

اورابن صبيره منبلي (٩٩٩-٥٦٠ه )ني كتاب اتفاق الائمه مين فرمايا:

الفقه على مذاهب الأئمة الأربعة كنام سايك كتاب مطبع دارالحرمين سے طبع موئى

یے کتاب "الإفصاح عن معانی الصحاح" کا ایک جز ہے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ائمہ اربعہ ابو حذیفہ و مالک و شافعی واحمہ کے اقوال ذکر کیے جائیں ، اور ان کے اصحاب یا ان سے نسبت رکھنے والوں کے اقوال ذکر نہ کیے جائیں۔ ہاں اشارة ذکر آسکتا ہے۔

اس کتاب (ارسس-۱۳۳۷) میں بیہ ہے کہ:اس بارے میں علاکا اختلاف ہے کہ حرمین (حرم مکہ اور حرم مکہ اور حرم مدینہ منورہ) میں سے کون افضل ہے؟ امام ما لک اور امام احمد نے اپنی ایک روایت میں فرمایا: مدینہ منورہ افضل ہے، اور امام ابو حنیفہ وشافعی اور احمد نے (دوسری روایت میں) فرمایا کہ: مکہ افضل ہے، کیکن آپ کے جسد اقدس سے متصل حسہ زمین بلاکسی اختلاف ساری زمین سے انثرف وافضل ہے۔

پھراس کتاب(۱/۳۳۹) میں یہھی ہے:

اوراس پرسب کا تفاق ہے کہ مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے جوارا قدس میں آرام فرما آپ کے صاحبین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کی قبر کی زیارت مستحب اور مندوب ومرغوب ہے۔ شوکانی نے نیل الاوطار (۵/۱۸) میں کہا:

حضورا قدس الله کی قبراطہر کی زیارت سنن واجبہ سے ہے ایساہی عبدالحق نے کہا۔ جولوگ اس زیارت کومشروع کہتے ہیں ان کی دلیل میہ ہے کہ دور دراز مقامات سے مختلف مذاہب کے لوگ

جج کے ارادہ سے آتے ہیں ان جاج کا ہمیشہ سے بیطریقہ رہا کہ مدینہ مشرفہ روضۂ اطہر کی زیارت کے ارادہ سے حاضر ہوتے ہیں، اور ایسا ہمیشہ ہرز مانہ میں ہوتارہا۔ بیاوگ اسے افضل عمل شار کرتے ہیں اور کہیں بیمنقول نہیں کہ سی نے ان جاج وزائرین کی اس زیارت پر کئیرفر مائی جس سے صاف واضح ہے کہ اس کے جواز واستخباب پرتمام حضرات کا اجماع ہے۔

# زیارت روضهٔ اقدس سے متعلق علماء وائمہ کے چندا قوال

قادہ سے صحیحامروی ہے کہ عمر بن خطاب نے کعب سے فرمایا: مدینہ منورہ کیوں نہیں جاتے وہاں رسول اللہ ﷺ کا دارالبجر ت، اور آپ کاروضۂ اطہر ہے۔ کعب نے فرمایا: میں نے اللہ کی نازل فرمودہ کتاب میں پایا کہ شام اللہ عزوجل کی زمین کا خزانہ ہے، اوروہاں اس کی خلق (بندوں) کا خزانہ ہے (۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عمر بن خطاب اور قبادہ کا مذہب سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لیے سفر کرنامشروع ہے۔

ہم آئندہ سطور میں ابن تیمیہ کے ردمیں ایسے آثار پیش کریں گے جن سے واضح ہوگا کہ کم از کم آٹھ صحابہ کرام نے رسول یاک کے روضۂ اقدس کی زیارت کی۔

(۱) معمر بن راشد نے اپنی جامع (۱۱/۱۵) میں کعب سے حضرت عمر کے اس ارشاد کی تنح کی انھوں نے کہا ہم کوعبدالرزاق نے تنج کی انھوں نے کہا ہم کوعبدالرزاق نے تنج کی انھوں نے کہا ہم کوعبدالرزاق تنج تنج کیا، اور حافظ ابن نے معمر سے خبردی کہ قیادہ نے فرمایا، اور بغوی نے تغییر (۲۵/۱۳) میں بطریق عبدالرزاق تنج تنج کیا اس اسناد کے تمام رجال ثقہ ہیں، مگر قیادہ کا عمر بن خطاب سے لقا ثابت نہیں جب کہ مدارروایت وہی ہیں لیکن اس واقعہ کے شواہد ہیں جوموصولا دوطریقوں سے مروی ہیں۔ اماین عساکر نے تاریخ دشق (۱۲/۱۱) میں بندھن علقہ بن وقاص لیٹی کے طریق کی تنج تنج کی۔ ۲۔ ابن عساکر نے تاریخ دشق (۱۲/۱۱) میں موتی بن طریف کے طریق کی تنج تنج کی لیکن موتی بن طریف ضعیف ہیں۔ اوران کا عمر سے لقا ثابت نہیں۔

بهرحال ان طرق كے سبب بيروايت حسن لغيره كے درجہ تك پہنچ جاتى ہے واللہ تعالى اعلم \_

طری نے اپنی تفییر (۱۷۲۷) میں کہا: ابوقلابہ نے کہا: اور ہم سے یہ ذکر کیا گیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: اے کعب! کیوں مدینہ منورہ نہیں جاتے کیونکہ وہاں رسول اللہ ﷺ کا دار البحر ت ، اور آپ کاروضہ اقد س سے کہا: اے امیر المونین! میں اللہ کی نازل فرمودہ کتاب میں یہ پاتا ہوں کہ شام اللہ کی زمین کا خزانہ ہے اور وہاں اس کے بندوں کا خزانہ ہے۔

# روضة اطهر كى زيارت كم تعلق ارباب علم كارشادات:

شیخ الاسلام سبکی نے اپنی کتاب شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام (۲۸،۹۸، ۲۹، ۵۰) میں فرمایا: " مالانے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ سیدنار سول اللہ کھے کے روضۂ اقدس کی زیارت

علاقے آل بات فی قطر کی کرمانی ہے کہ سیدمار شوں اللہ ﷺ

متحب ہے اس پرتمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: 'حضوراقدس سیدعالم ﷺ کے تربت اطہر کی زیارت مسلمانوں کی ایسی سنت جارہہ ہے جس کی اجماع ہے، اور بیالیی فضیلت ہے جس کی ترغیب دی گئی ہے'۔

قاضی ابوالطیب نے فرمایا: "ویسحتب أن یـزور (یعنـی الحاج) النبي ﷺ بعـد أن یحج ویعتـمـو " (ترجمہ: نـ'جج وعمرہ کے بعد تجاج کے لیے مستحب یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے روضۂ پاک کی زیارت کریں'')۔

محاملی نے'' تجرید' میں کہا: حاجی کے لیے مکہ سے فارغ ہونے کے بعد مستحب بیہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی زیارت کرے۔

ابوعبدالله سین بن حسن طیمی نے اپنی کتاب "المنهاج فی شعب الإیمان" میں نبی پاک کی تعظیم عضامور ذکر کرکے کہا:

'' یعظیم ان حضرات کے لیے ہے جنہیں حضور اقدس کی زیارت وصحبت کا شرف حاصل ہے،

آج حضور کی تعظیم ہے ہے کہ آپ کی زیارت کی جائے''۔

میں کہتا ہوں: بیہق کی شعب الإیمان (۲۰۳/۲)مطالعه فرمائیں۔

ماوردی نے حاوی میں کہا: نبی یاک کے روضہ اطہر کی زیارت مامور ومندوب ہے۔

اور ماور دی نے ''الأحكام السلطانيه'' میں حاجیوں کی ولایت کے سلسلے میں ایک باب قائم كيا اور بير کہاولایت حج کی دونتمیں ہیں(۱) جاجیوں کو لے کر چلنا(۲) حج کرانا (حج اداکرنا) پہلی قتم میں بیشرط ہے کہ: متولی مطاع ،صاحب رائے اور دلیر و بہادراور باہمت ہو،اس طرح سے اس ولا بت میں دس چیزیں داخل ہیں۔ آپ نے انہیں ذکر کر کے فرمایا: جب لوگوں کا جج مکمل ہوجائے تو انہیں اسنے دن مہلت دی جائے جتنے دن کی عادت قائم ہے، جب بیلوگ واپس ہونے کا ارادہ کریں تو انہیں مدینة الرسول کی راہ کا سفر کرایا جائے تا کہ بیلوگ آپ کی عزت وحرمت کی رعابیت، اور آپ کی اطاعت کے حقوق قائم رکھ کی راہ کا سفر کرایا جائے تا کہ بیلوگ آپ کی عزت وحرمت کی رعابیت، اور آپ کی اطاعت کے حقوق قائم رکھ کر جج بیت اللہ کی سعادت کے ساتھ رسول پاک بھی کے روضۂ اطہر کی زیارت سے سرشار ہوں، اگر چہ بیا مور جج کے فرائض سے نہیں، مگر شریعت مطہرہ کے مند و بات، اور حاجیوں کی متحسن عبادات سے ہیں۔

اورصاحب المہدب نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت مستحسن ہے۔ اور قاضی حسین نے کہا: جج سے فارغ ہونے کے وقت مسنون ہے کہ ملتزم کے پاس ٹھہر کر دعا کرے پھرزمزم شریف پئے، پھر مدینہ منورہ طیبہ آ کرنبی ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کرے۔

اوررویانی نے کہا: جج سے فارغ ہونے کے وقت نبی پاک ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت مستحب ہے۔ جب بیہ واضح ہو چکا کہ زیارت کے مندوب ومستحب ہونے پرتمام مسلمانان عالم اورعلاے امت کا جماع ہے تو پھراس بارے میں اصحاب کے کلام کے تفحص کی چندال ضرورت نہیں۔

اور حفیہ نے کہا: نبی پاک ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت افضل مندوبات ومستحبات سے ہے بلکہ واجبات کے درجہ سے قریب ہے۔ ابومنصور محمد بن مکرم کر مانی نے اپنے مناسک ،اور عبداللہ بن محمود بن بلدحی نے ''المختار'' کی شرح میں اس کی تصریح فر مائی۔

فتاوی ابواللیث سمرقندی میں "باب أداء الحج" میں ہے کہ سن بن زیاد نے کہا: امام ابو حنیفہ نے فرمایا: حاجی کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ پہلے مکہ جائے، مناسک حج اداکر نے کے بعد مدینہ منورہ جائے، اوراگر پہلے مدینہ منورہ گیا تو یہ بھی جائز ہے، روضۂ اطہر کے قریب آکر آپ کے روضۂ اقد س اور قبلہ کے درمیان کھڑا ہو، پھر قبلہ روہ وکر نبی پاک اور ابو بکر وعمرضی اللہ تعالی عنہما پر درود بھیجے اور آپ کے ان صاحبین پرسلام ورحمت بھیجے۔

اورابوالعباس سروجی نے ''السغسایة ''میں کہا: جج وعمرہ کرنے والے مکہ سے واپس ہوکر''طیبۂ 'مدینة الرسول ﷺ آئیں، وہاں آپ کی قبراقدس کی زیارت کریں کیوں کہ بیسب سے کا میاب ترین کوشش ہے۔
حنابلہ نے بھی یہی تصریح کی: ابوالخطاب محفوظ بن احمہ بن حسن کلوذ انی صنبلی نے ''الہدایة ''میں طریقہ جج کے آخری باب میں کہا: جج سے فارغ ہونے کے وقت حاجی کے لیے مستحب یہ ہے کہ: نبی پاک ﷺ اور آپ کے صاحبین ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کی قبر کی زیارت کرے۔

ابوعبداللہ محمہ بن عبداللہ بن حسین بن احمہ بن قاسم بن ادریس سامری نے ''المستوعب' میں کہا: ''رسول اللہ کی قبری زیارت کاباب: جب مدینة الرسول کی آنے کاارادہ کر بے مستحب بیہ ہے کہ مدینة منورہ طیبہ میں داخل ہونا ورسب سے پہلے داخل ہونے کے لیے عسل کرے، پھررسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام کی مسجد میں داخل ہونا ورسب سے پہلے داہنا قدم رکھے، پھرروضة اطہرکی دیواراقدس کے ایک گوشہ میں اس طرح کھڑا ہوکہ چہرہ روضة اقدس کی طرف، اور پیٹے قبلہ کی طرف، اور منبر بائیں طرف رہے، اس کے بعد زائر دراقدس یوں عرض کرے اے اللہ! تونے اپنی کتاب میں اینے نبی کی شان میں بیفر مایا:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمُ إِذُ ظَلَمُوٓ ا أَنُفُسَهُمُ جَآءُ وُكَ ﴾ [النساء-٢٣:٣] ترجمه: "اورا گرجب وه اپنی جانوں پرظلم کریں تواے مجبوب تمہارے حضور حاضر ہوں'۔

آپ نے سلام ودعا کا مکمل طریقہ ذکر کرے فرمایا کہ یوں عرض کرے:

اور میں بخش کا طالب ہوکر آیا ہوں تو میں جھے سے عرض کرتا ہوں کہ میری بخش واجب فرما جیسا کہ آپ کی حیات طیبہ میں آپ کے پاس حاضر ہونے والوں کی بخشش تو نے واجب فرمائی الملھم إنبی أتو جه إلیک بست بیسک علی اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی کی کووسیلہ لاتا ہوں ، آپ نے طویل دعاذ کر کر کے فرمایا: جب مدینہ منورہ طیبہ سے نکلنے کا ارادہ کر بے تو آپ کے روضۂ اطہر پر واپس آ کراسے الوداع کے۔

ابن تیمیہ جوحنابلہ کاہم مذہب بنما ہے شدید جھگڑ الواور معاند ہے وہ ان حنبلی مصنفین کی روش تصریحات چیثم انصاف اور قلب بینا سے دیکھے کہ یہ حضرات نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضری اور اس کے آ داب کی کیسی

صاف اورواضح تصریحسیں فرمارہے ہیں۔ابومنصور کرمانی حنی نے فرمایا:اگرکوئی شخص تمہیں بارگاہ رسالت میں عرض سلام کی وصیت کرے تو یوں سلام پیش کرنا:''یارسول الله فلال بن فلال کی طرف سے آپ کی بارگاہ میں مود بانہ سلام پیش ہے،وہ آپ کو آپ کے رب کے حضور رحمت ومغفرت کا شفیع کھہرا تا ہے، آپ اس کی شفاعت فرمائیں۔

ہم ان شاءاللہ تعالی اس کتاب میں اس عنوان کا ایک متنقل باب قائم کریں گے۔

بخم الدین بن جمران منبلی نے ''الو عایة الکبری ''میں کہا: '' فج کے مناسک سے فارغ ہونے کے لیے مسنون یہ ہے کہ: نبی پاک ﷺ اور آپ کے صاحبین رضی الله تعالی عنہما کی قبراقدس کی زیارت کرے جج سے فارغ ہونے کے بعد زیارت کرے ،اورا گرچا ہے تو جج سے پہلے زیارت کرے''۔

پھر شخ الاسلام سکی نے (ص:۵۸) کہا: 'ابن بطال نے شرح بخاری میں کہا: حضور نے ارشادفر مایا: 'مابین بیت و منبر بی دوضة من ریاض المجنة' میر بے گھراور میر بے منبر کے در میان کا حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے' آپ نے اس مقام پردومشہور قول بیان کرنے کے بعد کہا: اور دوسر بے قول کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے' آپ نے اس مقام پردومشہور قول بیان کرنے کے بعد کہا: اور دوسر بے قول کے قائل نے اس طرح استدلال کیا کہ حضورا قدس کے ارشادفر مایا:''ارتبعوا فی ریاض المجنة' جنت کی کیاریوں میں آسودہ زندگی بسر کرویعن ذکروعلم کے حلقہ میں مشغول رہو، اور کہا: اس کا معنی نبی پاک کے دوضت یاک ذیارت، اور آپ کی مسجد میں نماز کی ادائیگی پر آ مادہ کرنا ہے'۔

میں کہتا ہوں: قارئین کی ضیافت طبع کے لیے ائمہ مٰدا ہب میں سے بعض ان جلیل الشان اور بلند پا یہ علما ہے کرام کے اقوال پیش خدمت ہیں جوابن تیمیہ سے پہلے اور بعد کے بھی ہیں:

## اولا: حنفيه

امام اجل حافظ طحاوی (۳۲۱ هه) نے مخضراختلاف العلماء (۱۲/۱۳۱-۱۳۲) میں فرمایا: طواف حج کوکیا کہا جائے ؟ ہمارے اصحاب حنفیہ اور سفیان توری اورامام اوزاعی طواف زیارت کہتے تھے، اورامام مالک اسے عظیم مکروہ جانتے کہ کوئی یہ کہے کہ: ہم نے نبی ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کی۔ سفیان توری نے روایت کیا مجھ سے محمد بن طارق نے ابن طاؤس اور اللہ اور ابوالز بیر سے بیان کیا، ان دونوں نے ابن عباس اور عائشہ سے بیر روایت کیا کہ رسول اللہ شے نے رات تک طواف زیارت کو موخر رکھا تو یہ دوسری چیزوں کی بہ نسبت اولی ہے، اور امام مالک کے بارے میں جو یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: یہ کہنا مکروہ ہے کہ: ''جم نے نبی ملک کے بارے میں جو یہ مروی ہے کہ آپ نواس کا کوئی معنی نہیں اس لیے کہ خودر سول اللہ ملک نیارت کی' تواس کا کوئی معنی نہیں اس لیے کہ خودر سول اللہ ملک نیارت کی' تواس کا کوئی معنی نہیں اس لیے کہ خودر سول اللہ ملک ارشا دفر مایا:

"كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها".

(ترجمہ: '' میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فر مایا تھا تواب ان کی زیارت کرو'') علامہ علاء الدین صلفی نے درمختار (۲۲۲/۲) میں فر مایا:

مکہ مدینہ منورہ سے افضل ہے، یہی راجح ہے مگر نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے اعضائے شریفہ سے پیوستہ حصہ زمین مطلقاً افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ وعرش وکرسی (۱) سے بھی افضل ہے، اور آپ کے روضۂ اقدس کی زیارت مندوب بلکہ ایک قول کے مطابق صاحب استطاعت پرواجب ہے۔

كمال ابن بهام نے فتح القدير (١٨١٠١٨٠٠٠) ميں فرمايا:

تنیسرامقصد: نبی پاک ﷺ کی قبر کی زیارت کے بیان میں: ہمارے مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالی نے فرمایا: آپ کے روضۂ پاک کی زیارت افضل مندوبات سے ہے۔اور شرح المختار میں ہے کہ صاحب استطاعت پر

(۱) فقیہ فقیرالمثال امام اہل سنت مجد داعظم سیر نااعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فر مایا:

معراج کاسماں ہے کہاں پہنچ زائر و
کرسی سے او نچی کرسی اسی پاک در کی ہے

کرسی سے او نچی کرسی اسی پاک در کی ہے

(مترجم)

یه زیارت اقدس واجب ہے۔ دارقطنی ،اور بزار کی روایت میں ہے کہ نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"من زارقبري وجبت له شفاعتي".

ترجمه: ـ "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پرمیری شفاعت واجب ہوگئی، ۔

ملاعلی قاری حنفی نے اپنی شرح شفامیں فرمایا:

''ابن تیمیہ خبلی نے حد درجہ تفریط وکوتا ہی سے کام لیااس لیے کہ اس نے نبی پاک کے زیارت کے سفر کوحرام کہا جیسا کہ دوسروں نے افراط کرکے میہ کہا کہ: زیارت دین کی قربت معلومہ بدیہیہ ہے،اوراس کے منکر پر کفر کا حکم ہے، مجھے امید ہے کہ مید دوسرا قول در شگی کے زیادہ قریب ہے،اس لیے کہ جس امر کے استخباب پر علمانے اجماع فر مایا اسے حرام مظہرانا کفر ہے،اس لیے کہ (اس باب میں) اس کا حکم متفق علیہ مباح کی تحریم سے بڑھکر ہے'۔ علامہ شہاب اللہ بن خفاجی حنفی نے فر مایا:

''مصنف رحمة الله تعالى عليه نے شرح شفاء میں نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد پاک:

"لعن الله قوما اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد"

ترجمہ:۔''اللّٰدان لوگوں پرلعنت فرمائے جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کومسجد بناڈالا'۔ کے بعد فرمایا:

''یہی وہ حدیث ہے جس کے سبب ابن تیمیداوراس کے پیروکارابن قیم نے اپنے شنیع مقالہ کی طرف قوم کودعوت دی، اور علامہ آبی طرف قوم کودعوت دی، اور علامہ آبی ان کے اس شنیع قول کے سبب ان کی تکفیر کی ۔ اور علامہ آبی نے تواس باب میں مستقل کتاب تصنیف فر مائی ۔ ابن تیمید کا قول شنیع میہ ہے کہ: نبی پاک کی کی زیارت، اور آپ کی بارگاہ کا سفر ممنوع ہے حالاں کہ آپ کی شان اقدس اس کاعظیم مصداق اور حسین پیکر ہے جو کسی عاشق صادق نے کہا:

وعند ذلك المرجى ينتهي الطلب

لمهبط الوحي حقاً ترحل النجب

ترجمہ:۔مہط وحی خاک پاک طیبہ کی طرف خوش رفتاراونٹنیاں رواں دواں ہیں۔ اوراسی امیدگاہ کے پاس طالب کی امید وطلب کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ ابن تیمیہ اس وہم میں ہے کہ اس نے بے حااور بیہودہ خرافات کے ذریعہ جانب

ابن تیمیداس وہم میں ہے کہ اس نے بے جااور بیہودہ خرافات کے ذریعہ جانب توحید کی حمایت وحفاظت کی ہے۔ اس نے توالی شنیع بات کہی جوکوئی عاقل نہ کے گاچہ جائے کہ فاضل کے۔''

منقول از شواهد الحق في الاستغاثة بسيد الخلق للنبهاني. (ص١٨٥) على منقول از شهر المحطاوي في النبهاني. (ص١٨٥) على مطلاوي في الفي الفلاح (١٨٦/١) من كها:

ابن عابدین نے اپنے حاشیہ میں (۲۲۷۲) میں فرمایا:

قوله: ولينومعه الخ، ابن هام نفر مايا بندهٔ ناتوال كنز ديك اولى يه كمحض حضور عليه الصلاة

<sup>(</sup>۱) فقیہ فقید المثال، مجد داعظم ، شخ الاسلام والمسلمین ، آیة من آیات رب العالمین ، مجزة من مجزات سید المرسلین ، سید نااعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فر مایا:

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا اصل مراد حاضری اس یاک در کی ہے (مترجم)

والسلام کے روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت کرے، پھر زائر کوروضۂ اقدس کی بیاولی زیارت اس وقت حاصل ہوگ جب کہ پہلے مسجد شریف کی زیارت کرے، یا دوسری باراللہ تعالی کا فضل طلب کرے۔ اوراس دوسری مرتبہ زیارت روضہ اقدس کی نیت کرے اس لیے کہ اس میں حضور اقدس کی زائد تکریم تعظیم ہے اور حضور اقدس کے ارشاد "مسن جاء نبی ذائد ا"." جو شخص میری زیارت کے لیے آئے"الحدیث کے بہ ظاہر موافق بھی ہے۔

# ثانيا: مالكيه

این مواز (۱۸۰-۲۲۹ه) نے (اپنی کتاب کے ''کتاب الج "کے اس باب میں جوخانہ کعبہ کے الوداع کے باب میں ہوخانہ کعبہ نے الوداع کے باب میں ہے 'نشفاء السقام فی زیار ق خیر الأنام " (ص ۸۱) سے قل کرکے) ذکر کیا: اقہب نے کہا: اورائ کے باب میں کہا: اللہ کی کتاب، اورائ کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت شریفہ میں خانہ کعبہ کے رخصت والوداع کا حکم معروف نہیں ۔ صرف طواف خانہ کعبہ کا حکم معروف نہیں ۔ صرف طواف خانہ کعبہ کا حکم معروف ہے، میں نے امام مالک سے کہا: جس طواف کے ذریعہ خانہ کعبہ کوالوداع اور رخصت کیا جاتا ہے کیا آپ کی رائے میں بے النزام ہے، آپ نے فرمایا: بلکہ طواف ہے، صرف عمر نے اس بارے میں بے فرمایا: ''سب سے آخری عبادت طواف کعبہ ہے'' امام مالک سے کہا گیا: جُو خص النزام کرنا چاہے، تو کیا آپ کی رائے میں بوقت رخصت اس کے لیے النزام جائز ہے، فرمایا: نہیں، ہاں کین وہاں کھڑے ہوکردعا کرے۔ آپ سے رخصت اس کے لیے النزام جائز ہے، فرمایا: نہیں، ہاں کین وہاں کھڑے ہوکردعا کرے۔ آپ سے پوچھا گیا: اور نبی کریم ﷺ کے دوضۃ اطہر کے پاس بھی ایسائی حکم ہے، فرمایا: ہاں۔

قاضی عیاض بخصبی نے اپنی کتاب:الشفاء (۲۸/۲ – ۲۹) میں فرمایا:

حضورا قدس ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت تمام مسلمانوں کی الیی سنت ہے جس پر ان سب کا جماع ہے اور بیالیی فضیلت ہے جس کی ترغیب فرمائی گئی ہے۔

امام ما لک نے فرمایا کہ: یہ کہنا مکروہ ہے کہ: ''ہم نے نبی پاک ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کی'' آپ کے اس ارشاد کا کیامعنی ہے اس میں اختلاف ہے: ایک قول یہ ہے: کہ اس کا زیارت نام رکھنا مکروہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضورا قدس ﷺ نے فرمایا: ''لعن الله زوارات القبور'' '' قبروں کی زیارت کرنے والیوں پراللّٰد کی

لعنت ہے''گراس قول کاردیوں ہوجاتا ہے کہ حضوراقدس نے یہ بھی توار شادفر مایا:"نھیت معن زیار قالقبور فسن وردو میں فسن وردو ہے'' ''تھہیں قبروں کی زیارت سے روکا گیاتھا، اب قبروں کی زیارت کر فاور آپ نے خاص روضہ اقدس کی زیارت کے متعلق یہ بھی فر مایا:"مسن زاد قبسری'' (ترجمہ:۔"جومیری قبر کی زیارت کرنے آئے'') تو خود حضورا قدس نے اس پراسم زیارت کا اطلاق فر مایا۔

اورایک قول میہ ہے کہ: ایسا کہنااس لیے مکروہ ہے کہ میہ کہاجا تا ہے کہ'' زیارت کرنے والااس سے افضل ہوتا ہے جس کی زیارت کی جائے'' مگر میر بھی معقول وجہ نہیں اس لیے کہ ہرزائر کا حال ایسانہیں۔اس لیے میہ ہرزائر کا حال ایسانہیں۔اس لیے میہ ہرزائر کا حال ایسانہیں۔اس کی زیارت کو عام بھی نہیں۔علاوہ ازیں حدیث میں اہل جنت کے متعلق وارد ہے کہ وہ اپنے رب کا دیداراوراس کی زیارت کریں گے''اوراللہ تعالی کے حق میں ایسا کہنا ممنوع نہیں۔

اورابوعمران رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ: امام مالک نے طواف زیارت، اور زیارت روضۂ اقد س اللہ کہ ہنااس لیے مکروہ فرمایا کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لیے یہ کلمہ استعال کرتے رہتے ہیں اور آپ کو یہ پہند نہیں کہ حضوراقدس کی زیارت کے لیے وہی کلمہ زیارت استعال کیا جائے جوعام انسانوں کے لیے استعال کیا جائے ، کیا جاتا ہے۔ آپ کے نزد یک زیادہ پہندیدہ یہ ہے کہ آپ کی شان اقدس میں مخصوص کلمہ استعال کیا جائے ، مثلا یوں کہا جائے کہ: ہم نے نبی پاک کھی کیا رگاہ میں سلام پیش کیا ، اور زیارت تو لوگوں کے درمیان مباح ہے ، مثلا یوں کہا جائے کہ: ہم نے نبی پاک کھی کیا رگاہ میں سلام پیش کیا ، اور خوب سے آپ کی مراد وجوب ہمتنی فرض اور حضور اقدس کے دومی کلمہ اور تغیب و تا کید ہے۔

امام قرطبی نے اپنی تفسیر (۱۹۸۸) میں فرمایا:

الله تعالى نے ارشادفر مایا:

"والتيناه في الدنيا حسنة" (الخل ١٢٢، ١٣٠)

ترجمہ:۔'''ہم نے دنیامیں اسے بھلائی بخشی'۔

ایک قول یہ ہے کہ: ''حسنہ'سے مراد پاکیزہ اولادہے۔اورایک قول یہ ہے کہ: عمدہ تعریف

اور ذکر خیر مراد ہے۔ اور ایک قول بیہ ہے کہ نبوت مراد ہے۔ اور ایک قول ہے کہ ''صلا ق'' (درود) مراد ہے جب کہ تشہد میں مجمد علیہ الصلا ق والسلام پر درود بھیجا جائے۔ اور ایک قول بیہ ہے کہ ہردین دار آپ کو مجبوب ودوست رکھتا ہے ۔ اور ایک قول بیہ ہے کہ ہردین دار آپ کو مجبوب ودوست رکھتا ہے ۔ اور ایک قول بیہ ہے کہ اس سے آپ کی ضیافت، اور آپ کے روضۂ اطہر کی زیارت کا باقی رہنا مراد ہے۔ اور اللہ عزوج ل نے حضور اقد س کے کویٹم من فضائل و کمالات بلکہ اس سے بھی زیادہ عطافر مائے''۔ ابوالولید محمد بن رشد مالکی نے شرح عینیہ مسمی بہ کتاب ''البیان و التحصیل''فی کتاب الجامع، میں شفاء السقام فی زیار ق حیر الأنام (ص:۲۲–۲۳) سے قل کر کے فرمایا:

''نبی ﷺ کے روضۂ اطہر سے گذرنے والے شخص کے سلام کابیان: نبی پاک کے روضۂ اقدس سے گذرنے والے کے متعلق امام مالک سے پوچھا گیا کیا آپ کے نزدیک جب جب گذرے سلام پیش کرے؟ فرمایا: ہاں، میری رائے بیہ ہے کہ آپ کے روضۂ کے پاس سے جب بھی گذرے سلام پیش کرنالازم ہے۔اورلوگ اس سے بھی زیادہ کرتے ہیں، ہاں جب آپ کے پاس سے نہ گذر ہے تو میری رائے بینہیں۔

محر بن احمر بن جری کلبی ،غرناطی (۱۹۳–۱۹۲۵ھ) کی القوانین الفقہیۃ (۱۹۵) میں ہے: دسواں باب نبی پاک ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت ،اور حرم پاک ،اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے بیان میں:

حاجی کے لیے مناسب میہ ہے کہ مدینہ منورہ کا قصد وارادہ کرکے نبی پاک کھی کی مسجد میں داخل ہو۔ اوراس مسجد پاک میں نمازاداکرے، اور نبی پاک کھاور آپ کے پہلومیں آرام فرما ابو بکر وعمرضی اللہ تعالی عنهماکی بارگاہ میں سلام پیش کرے، اور قبر ومنبر کے درمیان حضورا قدس کو اپنا شفیع بنائے، اور مدینہ منورہ واپس ہونے پر آپ کو الوداع کے، اور مدینہ منورہ مونوں افضل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی اس قول کے خلاف ہیں جب کہ مکہ ومدینہ منورہ دونوں حرم ہیں۔

ابوعبداللہ محد بن عبدالرحمٰن مغربی (۹۰۲-۹۵۴ھ) نے مواہب الجلیل (۳۰۰-۴۰) میں فرمایا: ابن ابوفد یک نے بعض ملاقات کرنے والوں کے بارے میں خبردیتے ہوئے کہا:ہمیں بی خبرملی کہ جو شخص نبی یاک ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس کھڑے ہوکر بیآ بت کریمہ تلاوت کرے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِي يَا أَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا صَلُّو اعَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسُلِينُمًا ﴾ [الاحزاب-٥٦٣٣]

ترجمہ:۔''بے شک اللہ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پراے ایمان والو!ان پر دروداور خوب سلام بھیجؤ'۔

اے محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) آپ پراللہ درود نازل فرمائے ستر مرتبہ یہ کھے، ایک فرشتہ اسے پکار کریہ کہے گا: اے فلاں! اللہ نے تجھے پر رحم فرمایا، آج تیری حاجت نامراد نہ ہوئی۔

نیز فرمایا: (مرجع سابق (۳۴۴/۳) فرع: شخ زروق نے شرح ارشاد میں فرمایا: شخ عیسی غیر نی نے اس شخص کے متعلق تو قف فرمایا جس نے حضورا قدس کے روضۂ اقدس کی زیارت کی نذر مانی ،اس لیے کہ اس باب میں نص وار دنہیں ،اور دوسرے حضرات نے نصر سے فرمائی کہ بید نذر لازم ہے۔ اس لیے کہ بیقر بت ثابتہ ہے۔ اور ابن عربی نے اکتساب برکت کی خاطر کسی دوسر شخص کی قبر کی زیارت کا انکار فرمایا ،اورامام غزالی نے اس کو مندوبات میں شارفرمایا۔اور آ داب السفر میں اس زیارت کی خاطر سفر کو جائز قرار دیا۔علامہ ابن الحاج نے امام غزالی کا کلام آپ کی اصل عبارت وحروف کے ساتھ نقل فرمایا اس کا مطالعہ کرنا جا ہے۔

اورسیر سمہو دی نے تاریخ مدینہ منورہ میں نبی پاک ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کے نذر کے باب میں شافعیہ کا کلام ذکر فرمایا اور اس کے بعد بیفر مایا:

مالکیہ میں سے عبدی نے شرح الرسالة میں فرمایا: مسجد حرام اور مکہ کے سفر کی نذر سے متعلق ایک اصل موجود ہے، وہ اصل نبی پاک کے روضۂ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ جا کر عمرہ اور جج کرنا ہے۔ اور مدینہ منورہ کعبہ اور بیت المقدس سے بھی افضل ہے اور اس (نذر ماننے والے) کا ارادہ نہ تو جج کا ہے نہ عمرہ کا اس لیے کوئی شخص ان تینوں مقامات مقدسہ کے سفر کی نذر مانے تو اس کی یہ نذر لازم ہے، کعبہ کے متعلق تو سب کا اتفاق ہے ہاں دوسری

دومسجدوں کے بارے میں ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے۔

علامہ زرقانی نے علامہ قسطلانی کی کتاب ''المہ و اهب الملدنیه'' کی شرح (۳۱۳/۸ – ۳۱۵) میں قسطلانی کے قول پر تبھرہ کرتے ہوئے فر مایا: شخ تقی الدین ابن تیمیہ کی طرف اس کی کتاب منسک میں جومنسوب کیا گیا میں نے اسے دیکھا اس میں ہے کہ:'' ما لک عظیم ترین امام تھے آپ نے اسے (قبر شریف کی زیارت) مکروہ کہا'' ،اس (ابن تیمیہ ) سے کہا جاتا کہ امام ما لک نے اپنی کس کتاب میں کراہت کی تصریح فر مائی ؟ ابن وہب جوامام ما لک کے اجمل اصحاب سے ہیں انھوں نے امام ما لک کی جوروایت ذکر فر مائی اس میں امام ما لک سے یہ نص صریح ہے کہ کھڑ ہے ہوکر دعا کرے، اور طلب کا ادنی درجہ مستحب ہے ۔ حافظ ابوالحن قابی ، اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن وغیر ہما جوامام ما لک کے ائمہ مذاہب ہیں انھوں نے ابن وہب کی اس روایت مذکور پر جزم فر مایا ، اور علامہ خلیل بن آخق نے اپنے مناسک میں اس پر جزم فر مایا ۔ تو کیا اس شخص (ابن تیمیہ) کو اس بات سے شرم وحیا علامہ خلیل بن آخق نے اپنے مناسک میں اس پر جزم فر مایا ۔ تو کیا اس شخص (ابن تیمیہ) کو اس بات سے شرم وحیا خبیس آتی کہ ایسی جھوٹی باتیں کہ در ہا ہے جو اس کے علم میں نہیں ۔

مبسوط میں ہے کہ امام مالک نے فرمایا" لا اُری اُن یہ قف عند دالقبر للدعاء" (میری رائے یہ نہیں کہ قبر کے پاس کھڑے ہوکر دعاکرے) آپ کے اس قول میں کراہت کی تصریح نہیں اس لیے کہ ممکن ہے آپ نے اس سے خلاف اولی مراولیا ہو، علاوہ ازیں محدثین کے طریقہ پراگر ہم ترجیح کا مسلک اختیار کریں تو ابن وہب کی گزشتہ روایت ہی رائے اور مقدم ہے، اس لیے کہ اس روایت کا اتصال اساعیل کی روایت پرہے، اور مالک سے ساعیل کا لقا ثابت نہیں تو ان کی روایت منقطع ہوگئی۔ (اور امام مالک کے بارے میں جو یہ دکایت منقول ہے کہ آپ نے منصور کو یہ تھم فرمایا کہ: روضۂ اطہر کے سامنے دعا کریں۔ یہ امام مالک پر کذب ودروغ ہے اسابی کہ اواللہ اعلم ) امام کا دامن اس سے پاک ہے کہ یہ دکایت جھوٹی ہو، اس لیے کہ ابوالحس علی بن فہر نے اپنی کتاب 'دفضائل مالک' میں یہ حکایت ذکر کیا اور شفا میں بطریق حافظ ابوالفضل عیاض ایسی سندسے مروی ہے جس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ایک قول کے مطابق صبح ہے، پھر کس طرح یہ روایت جھوٹی ہے حالانکہ اس کے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ایک قول کے مطابق صبح ہے، پھر کس طرح یہ روایت جھوٹی ہے حالانکہ اس کے راویوں میں نہ کوئی کذاب ہے نہ وضاع، ہاں اگر کوئی مبتدع اپنانیا نہ ہب اختر اع کرے اور یہ کے: 'دکر قبروں کی

تعظیم نہ کرنی چاہئے کہ بیصرف طلب عبرت اور ترحم کے لیے ہوا کرتی ہے، اور اس کے لیے بیشرط ہے کہ اس زیارت کے لیے سفر نہ کیا جائے''اوراپی عقل فاسد کے ذریعہ نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے اور روشن حقیقت کی مخالفت کرتا ہے ۔ بیاس حملہ آ ورانسان کی طرح ہے جسے اس کی پرواہ نہیں کہ کیسے دفع کرے، جب اس مبتدع کوکوئی کرتا ہے ۔ بیاس حملہ آ ورانسان کی طرح ہے جسے اس کی پرواہ نہیں کہ کیسے دفع کرے، جب اس مبتدع کوکوئی کمزور شبہ بھی نہیں ملتا جس کے ذریعہ اپنے زعم کے اعتبار سے دفاع کرے تو وہ مبہوت وجیران ہوکراس دعوی کی طرف بیٹتا ہے کہ''امام مالک کی طرف منسوب حکایت سراسر جھوٹ ہے''۔

جس شخص نے ابن تیمیہ کے بارے میں یہ کہا:''اس کاعلم اس کی عقل سے بڑھ کر ہے''اس نے عدل وانصاف کیا۔

# ثالثا: شافعیه:

شخ ابواسحاق شیرازی نے المهذب (۱۲۳۳) میں کہا:

فصل: 'ويستحب زيارة قبر رسول الله ﷺ ''رسول الله ﷺ كروضة اقدس كى زيارت مستحب

ہے۔

علامنووى نے المجموع (١٩٩٨-٢٠٠) ميں فرمايا:

"من زار قبري و جبت له شفاعتي" (جس نے میری قبری زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی)

"صلاة في مسجدي هذا تعدل ألف صلاة فيماسواه من المساجد"

ترجمہ:۔''میری اس مسجد میں نماز دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں کے برابرہے'۔

اورعلامة وي نالمجموع (١٠١٨) مين يا بهي فرمايا:

" یہ جانا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت اہم قربت وعبادت ہے، اور کامیاب ترین کوشش ہے اس لیے جب جج وغرہ کرنے والے مکہ سے واپس ہوں توان کے لیے عابیت درجہ مستحب یہ ہے کہ حضورا قدس ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ طیبہ جائیں، اور زیارت کرنے والا آپ کے قرب، اور آپ کی بارگاہ کے سفر، اور آپ کی مسجد شریف میں ادائے نماز کی نیت کرے، اور بیا عقادر کھے کہ ہر فضیلت وشرف خیر الحلق ﷺ ہی کے سبب ادائے نماز کی نیت کرے، اور وہاں سے واپس آنے تک زائر کا دل تعظیم رسالت مآب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مالا مال رہے۔ اور اس بارگاہ کی ہیت اس طرح قائم رہے گویا سرکارا پنی چشم اقدس سے اس زائر دراقدس کومشاہدہ فرمار ہے ہیں'۔

علامہ نو وی نے اسی کتاب مذکور (۸۸۹ ۲۰) میں یہ بھی فر مایا:

''جو خص واپسی کاارادہ نہیں رکھتا جیوں کے والی کی ولایت اس پر قائم نہ رہے گی ،اور جووا پسی کاارادہ رکھتا ہے وہ ابھی والی جج کے زیرولایت ہے وہ اس کے احکام اطاعت کا پابند ہے، جب لوگ جج سے فارغ ہوجا ئیں تو ان کی ضروریات کی شکیل کے لیے عادت کے مطابق انہیں کچھ دن مہلت دی جائے، اوروا پسی میں عجلت نہ کی جائے جب حاجیوں کا قافلہ واپس ہونے گئے تو رسول اللہ کھی کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لیے اسے مدینہ منورہ طیبہ کا سفر کرایا جائے ،یہ اگر چہ فرائض جج سے نہیں تا ہم شرع کے مستحبات مدینہ منورہ طیبہ کا سفر کرایا جائے ،یہ اگر چہ فرائض جج سے نہیں تا ہم شرع کے مستحبات ومند وبات اور حاجیوں کی مستحس عادات سے ہے''۔

علامہ نووی نے اپنی شرح صحیحمسلم (۲۷۷۷) میں فرمایا:

قاضى عياض رحمه الله تعالى في فرمايا : حضور اقد سيدعا لم على في فرمايا:

"و هویأرز إلی المدینة" (ترجمہ: "ایمان مدینه منوره کی طرف سٹ کرچلاجائے گا") آپ کے اس ارشاد کا معنی میہ ہے کہ ابتدا اور انتہا میں ایمان اس حال پررہے گا اس لیے کہ ابتدائے اسلام

میں مومن مخلص اور سپے مسلمان مدینہ منورہ طیبہ آئے یا تو ہجرت کر کے انھوں نے وہاں اپناوطن بنالیا، یارسول اللہ کے شوق دیدار، اور آپ سے اخذ علم اور آپ کا قرب وفیض حاصل کرنے کی غرض سے آئے، پھراس کے بعد خلفا کے عہد میں یہی حال رہا کہ لوگ اس بارگاہ اعظم کے قرب سے سرشار ہونے، اور خلفا کی سیرت عدل کی مخصیل ، اور وہاں پر جلوہ بار جمہور صحابہ کی اقتد ااور اتباع کے لیے آئے، پھران کے بعد ان علاسے سنتوں کی خصیل کا سلسلہ قائم ہوا جو اپنے زمانے میں علم وضل کے روثن چراغ ، اور ہدایت کے ظیم امام تھے انھوں نے مدینہ منورہ طیبہ میں سنتوں کی نشر واشاعت کی ۔ تو جس شخص کا ایمان در خشاں ، اور سید نور ایمان سے فروز ال ہوتا وہ مدینہ منورہ طیبہ کی آبلہ پائی کرتا ، پھراس کے بعد ہروقت اور ہر دور میں نبی بھے کے روضۂ اقد س کی زیارت ، اور آپ کے مشاہد و آثار، اور آپ کے اصحاب کے آثار سے اکساب برکت کا سلسلہ قائم رہا ، ان برکات سے مالا مال ہونے کے لیے صرف مومن ہی مدینہ منورہ طیبہ کی آبلہ پائی کرتا ۔

سلطان العلماعز بن عبدالسلام في قو اعدالأحكام في مصالح الأنام (١٩٩١) مين فرمايا:

محض مدینه منورہ طیبہ کا قصد وارادہ واجب نہیں بلکہ رسول پاک ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی زیارت کی خاطراس خاک مقدس کا قصد واجب ہے۔

حافظ ابن جمرنے فتح الباری (۲۲/۳) میں فرمایا:

حاصل میہ کہ ابن تیمیہ پرلوگوں کا میہ الزام ہے کہ: اس نے سیدنارسول اللہ کے سفرزیارت کوحرام کہا، اس کی ظاہری صورت ہمیں تعلیم نہیں ،اس کی تشریح میں جانبین نے لمبی گفتگو کی اور وہ میہ ہے کہ ابن تیمیہ سے برترین مسائل منقول ہیں، جولوگ نبی پاک کے روضۂ اطہر کی زیارت کومشروع کہتے ہیں ان کا استدلال میہ ہے کہ اس بات پرمسلمانوں کا اجماع ہے کہ زیارت مشروع ہے۔ ابن تیمیہ نے اس دعوی کے استدلال کا ردکیا اس کے استدلال کا خلاصہ میہ ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ: یہ کہنا مکروہ ہے: ''میں نے نبی پاک کھی قبر کی زیارت کی' امام مالک کے محققین اصحاب نے ابن تیمیہ کے اس استدلال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ: آپ نے ازارہ ادب اس لفظ کا اطلاق مکروہ قرار دیا ہے نہ یہ کہ اصل زیارت کو کروہ فرمایا ہے۔ اس لیے کہ زیارت شریفہ تو ان

افضل اعمال اوراعلی عبادات سے ہے جن کے سبب خدائے ذوالجلال کی بارگاہ کی رسائی حاصل ہوتی ہے، اوراس بات پراجماع ہے کہ زیارت مشروع ہے۔ جس میں کسی کا کوئی نزاع نہیں اوراللہ ہی درشگی کی راہ دکھا تا، اوراس تک پہنچا تا ہے۔ اور زیارت یاطلب علم کا سفر محض مکان کی خاطر نہیں ہوتا، بلکہ مکین کی خاطر ہوتا ہے۔ واللہ تعالی أعلم

اورحافظ ابن حجرنے فتح الباری (۲۰۷۳) میں یہ بھی کہا:

اس باب میں اس بات کا بیان ہے کہ کوئی شخص ارض مقدسہ یا اس کے مثل زمین پر فن کیا جانا لیند کرے:
زین بن منیر نے کہا:"أو نصو ها" (یا اس کے مثل زمین ) سے حرمین کے وہ باقی مقامات مراد ہیں جہاں کا سفر
کیا جاتا ہے ۔ اور اسی طرح انبیا کے مدفن ، اور شہدا اور اولیا کی وہ قبریں مراد ہیں جہاں کا سفر ممکن ہے ۔ ان حضرات
کے قرب وجوار کی برکت ، اور ان پر نازل ہونے والی رحمت حاصل کی جائے ۔ یہ در حقیقت موسی علیہ السلام کی
اقتدا ہے۔

شیخ الاسلام ذکریاانصاری (۸۲۳-۹۲۹ هے) نے فتح الوہاب (۱۸۷۱) میں فرمایا: '' قبلہ روہ وکر آب زمزم خوب خوب پئے، اور نبی ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کرے اگر چہ پیخص حج کرنے والانہ ہو۔''

مليباري في المعين مين فرمايا:

فائدہ: نبی پاک ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت سنت مؤکدہ ہے اگر چہ جج وعمرہ کرنے والانہ ہو،اس زیارت کی فضیلت میں بہت ہی حدیثیں وارد ہیں۔

رملی انصاری نے شرح زید بن رسلان (۱۱۸۱) میں کہا:

مسافر کوصرف سفر مباح یعنی سفر جائز ہی میں رخصت حاصل ہے اگر چہ وہ اس سفر میں کسی امر واجب مثلا حج اسلام اور جہاد، یاکسی امر مندوب کی مثلا حضورا قدس ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت یاکسی امر مباح مثلا تجارت یاکسی مکروہ امر کی نافر مانی کرے مثلا وہ تخص سفر کرے جس پرشب جمعہ میں جمعہ لازم ہو۔

مر خطیب شربنی نے مغنی المحتاج (۱۲/۱۵) میں کہا:

"من زارقبري وجبت له شفاعتي"

ترجمہ:۔''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئ''۔

امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کوروایت کیا جس سے بیہ پتہ چلتا ہے کہ حضورا قدس ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت افضل عبادت وقربت ہے اگر چہزیارت کرنے والاحج وعمرہ کرنے والانہ ہو۔

اورنیز (۱۷۸۷) میں فرمایا:

بی کم اس وقت ہے جب سفر مباح ہو مثلا سفر تجارت ہو، اور بی کم مکروہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ اسونی نے کہا: مکروہ کی مثال تنہا سفر کرنا، اور اگروہ طاعت واجب ہوجیسا کہ سفر حج ، یا مندوب ہوجیسا کہ نبی یاک ﷺ کے روضۂ یاک کی زیارت تو قطعا جائز ہے۔

#### رابعا: حنابله:

ابن قدامه نے المغنی (۲۹۷–۲۹۹) میں فرمایا:

نبی ﷺ کے روضة اقدس کی زیارت کرنامستحب ہے حضور اقدس سیدعالم ﷺ نے فرمایا:

"من حج فزارقبري بعد وفاتي فكأنما زارني في حياتي"

ترجمہ:۔''جو شخص مج کرنے آیا تو میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویااس نے

میری زندگی میں میری زیارت کی''۔

اورایک روایت میں ہے:

"من زارقبري وجبت له شفاعتي"

ترجمہ:۔''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئ''۔

ابن ہبیرہ حنبلی (۴۹۹–۵۲۰ھ) (یکی بن محمد بن ہبیرہ ہیں)،آپ کی کتاب اتفاق الائمہ ہے مطبع

دارالحرمین سے ایک کتاب: الفقه علی مذاهب الائمه الاربعة کے نام سے طبع ہوئی جو "الإفصاح عن معانی الصحاح" کا ایک جز ہے، اس میں اس بات کا التزام ہے کہ ائمہ اربعہ: ابو حذیفہ و مالک و ثافعی واحمہ کے اقوال نہ لائے اقوال فرکے جائیں گے ، اور ان کے اصحاب یا ان سے نسبت رکھنے والے حضرات کے اقوال نہ لائے جائیں گے ہاں اشارة ذکر آسکتا ہے۔

ابن صبیر هنبلی نے اپنی اس کتاب مذکور (۱رسس-۱۳۳۸) میں ذکر فرمایا:

''علاکا اختلاف ہے کہ: حرمین شریفین میں کون افضل ہے، امام مالک اور امام احمد نے اپنی دوروا بیوں میں سے ایک روایت میں فرمایا: مدینہ منورہ افضل ہے۔ اور امام ابو حضیفہ اور شافعی اور احمد نے دوسری روایت میں فرمایا: مکہ افضل ہے۔ لیکن نبی پاک کے جسدا طہر سے بیوستہ حصہ بلاکسی اختلاف کے ساری زمین سے اشرف وافضل ہے''۔

پھرآپ نے (ار۳۳۹) میں فرمایا:

"اوراس پرسب کا تفاق ہے کہ مصطفیٰ اورآپ کے پاس مدفون آپ کے دوساتھی الوبکر وعمرضی اللہ تعالی عنهما کی قبرشریف کی زیارت مستحب ومندوب ہے"۔

ابن قدامه نے عمدة الفقه (۱۸۵م) میں کہا:

'' حاجی کے لیے نبی پاک ﷺ اور آپ کے دوساتھی ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کے روضۂ پاک کی زیارت کرنامستحب ہے'۔

مقدى نالكافي في فقه ابن حنبل (١٨٥١) مين فرمايا:

"نبی پاک ﷺ اورآپ کے دوسائقی ابوبکر وغمرضی اللہ تعالی عنہما کی قبرانور کی زیارت کرنا مستحب ہے اس لیے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"من زارني أوزار قبري كنت له شفيعا أو كلاهما".

ترجمہ: 'جس نے میری، یامیری قبر کی زیارت کی میں اس کاشفیع ہوں گا،یادونوں (شفیع

وشہیر) ہوں گا''۔

ابوداودنے اس حدیث کوروایت کیا۔''

ابن مفلح نے المبدع (۱۹۳،۱۹۲۷) میں کہا:

"اوراحرام کے لیے خسل کرنا،اورامام احمد نے نص فرمایا:اور نبی پاک ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لیے خسل کرنا مستحب ہے"۔ زیارت کے لیے خسل کرنا مستحب ہے"۔

اورابن مفلح نے المبدع (۲۵۸/۳) میں فرمایا:

" حاجی کے لیے جج سے فارغ ہونے کے وقت مستحب سے کہ نبی پاک ﷺ کے روضۂ اقد س کی زیارت کرے، اور زیارت کے بعد واپس ہو۔ اس کومنصور نے مجاہد سے روایت کیا۔"

مرع حنبلی نے دلیل المطالب (۹۴/۱) میں کہا: (اوریان الوگوں میں سے ہیں جنھوں نے ابن تیمیہ کی تعریف میں کتابیں تالیف کیں ) تعریف میں کتابیں تالیف کیں )

"نبی اور آپ کے صاحبین ابو بکر وعمر رضوان اللہ تعالی علیها کی قبر کی زیارت کرنامسنون ہے۔ اور اس نماز کا ثواب ہے۔ اور حضور اقدس سیدعالم کی مسجد میں نماز پڑھنامستحب ہے، اور اس نماز کا ثواب ہزار نمازوں کے برابر ہے'۔

مرداوى في الإنصاف (۵۳/۵-۵۳) مين كها:

" جج سے فارغ ہونے کے بعد نبی پاک ﷺ اور آپ کے صاحبین کے روضۂ مقدس کی زیارت مستحب ہے، تمام اصحاب متقد مین ومتاخرین اسی مذہب برقائم ہیں'۔

ابن ضوبان نے مناد السبیل (۲۵۲) میں کہا:

نبی پاک ﷺ اور آپ کے صاحبین رضوان الله وسلامه علیها کی قبر کی زیارت مسنون ہے اس لیے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"من زارني أو زار قبري كنت له شافعا أو كلاهما".

ترجمہ: بس نے میری، یامیری قبر کی زیارت کی میں اس کا شافع ہوں گایا دونوں۔

ابوداو دطیالسی نے اس حد

يث كوروايت كيا\_

اورابن عمر سے مرفوعا مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"من حج فزار قبري بعد وفاتي فكأنما زارني في حياتي ".

ترجمہ: ''جس نے حج کیااور میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویااس نے میری زندگی میں میری زبارت کی''۔

اورایک روایت میں ہے:

"من زارقبري وجبت له شفاعتي"

ترجمہ:۔ ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئ''۔

دار قطنی نے بسند ضعیف اس حدیث کوروایت کیا۔

زادالمستنقع (۱۹۴۱) يس ہے:

"نبی اورآپ کے صاحبین کی قبر کی زیارت مستحب ہے"۔

ابن بليان في أخصر المختصر ات (١٥٤١) مين كها:

''نبی پاک ﷺ اور آپ کے صاحبین کی قبر کی زیارت مسنون ہے''۔

بہوتی نے کشف القناع (۲ر۵۱۵) میں کہا:

تنبیہ: ابن نفر اللہ نے کہا: نبی پاک کے روضۂ اقدس کی زیارت کا استحباب تینوں مسجدوں کی طرف استحباب سنوں مسجدوں کی طرف مسجدوں کی طرف شدر شدر حال کے بغیر روضۂ اقدس کی زیارت ناممکن ہے۔ تو گویا ان تینوں مسجدوں کی طرف شدر حال کے استحباب کی تصریح حضورا قدس کے کرنیارت کے استحباب کی تصریح حضورا قدس کے کا کرنیارت کے استحباب کی تصریح حضورا قدس کے کا کرنیارت کے استحباب کی تصریح حضورا قدس کے کا کہ دیارت کے استحباب کی تصریح حضورا قدس کے کا کہ دیارت کے استحباب کی تصریح حضورا قدس کے استحباب کی تصریح حضورا قدر ساتھ کی دیارت کے استحباب کی تصریح حضورا قدر ساتھ کی دیارت کے استحباب کی تصریح حضورا قدر ساتھ کے استحباب کی تصریح کے استحباب کے استحباب کی تصریح کے استحباب کے استحباب کی تصریح کے استحباب کے استحباب کے استحباب کی تصریح کے استحباب کے ا

بہوتی نے کشف القناع (۱۸۵۵) میں کہا:

اورا گرجج نفل ہے تو سب سے پہلے مدینہ منورہ طیبہ حاضر ہو، ابن نصر اللہ نے اس بارے میں کہا کہ:
زیارت جج نفل سے افضل ہے، اور حج فرض زیارت سے افضل ہے۔ انتھی۔ میں کہتا ہوں: کبھی اس مسئلہ میں
تو قف کیا جاتا ہے اور امام کی مرادیہ ہے کہ حج کے ساتھ زیارت کا بھی ارادہ رکھے تا کہ دونوں کا ثواب ملے بخلاف
حج فرض کہ اس صورت میں خالص حج فرض کی نیت کرے پھر حج فرض سے فارغ ہوکر روضۂ اقدس پراس طرح حاضر ہوکہ قبلہ کی طرف پیڑے، اور حضور اقد س بھی کے رخ اقد س کی طرف چہرہ ہو۔

ابن مفلح نے فروع (۳۸۵/۳) میں کہا:

"نبی پاک ﷺ پردرود بھیجنا، اور آپ، اور آپ کے صاحب (ابو بکر) رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر کی زیارت کرنامستحب ہے، آپ کے مواجہ اقدس میں کھڑے ہوکرسلام پیش کرے۔ اور سلام پیش کرنے کے وقت قبلہ رونہ رہے، اس کے بعداس طرح قبلہ روہ ہوکر دعا کرے کہ جمرہ اقدس اس کے بائیں جانب رہے ۔ امام احمد نے اسے ذکر کیا۔ آپ کے کلام سے یہی ظاہر ہے کہ جمرۂ اقدس سے قریب یا دور رہے۔

اور نبی ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے بعد حنابلہ کی دعا بھی ذراملاحظہ فرمائیں:

شخ عبدالقادر جيلانى نے غنية ميں فرمايا: "اللهم لات جعل الحرالعهد مني بـزيــادـة قبر نبيك" (ترجمه: ــ"اكالله! ايخ نبى كـروضه كى زيارت ميرى آخرى زيارت نه بنا")

اورابن قدامه نے المعنی (۳۰۰٬۲۹۹/۳)، ابن فلح نے المبدع (۲۲۰/۳) اور بہوتی نے کشف القناع (۲۲۰/۱۵) میں بعینه یہی دعاذ کرکی۔

#### خامسا: ظاهریه:

ابن حزم ظاہری[وہاہیکایراناامام غیرمقلدظاہریالہذہب(سبحان السبوح) نے السمسحسلسی (۲۸۸) میں کہا:

کتاب النذ ور: الله عزوجل کی الیی طاعت جسن کا بجالا نابندہ پرفرض لازم ہے۔ جب بندہ نے الیی طاعت کی نذراس لیے مانی تا کہ مض اللہ عزوجل کا تقرب، یااللہ کی سی نعمت پراس کا شکر اداکرے، یا سی امید پر اللہ کا شکر بجالائے، اس میں سی مسلمان پرظلم ومعصیت نہ ہو مثلا اس طرح نذر مانے: اللہ ہی کے لیے اتناصد قہ وخیرات، یا استے یا اس سے زیادہ روزے، یا ججاد، یا اللہ تعالی کا ذکر مجھ پر لازم ہے، یا فقراکے لیے مکان موقوف، یاسی بیار کی مزاج پرسی، یاسی جنازہ میں شرکت، یا سی نبی، یاسی مردصالح کی قبر کی زیارت، یا مکہ، موقوف، یاسی بیار کی مزاج پرسی، یاسی جنازہ میں شرکت، یاسی نبی، یاسی مردصالح کی قبر کی زیارت، یا مکہ طرف پا پیادہ یا سوار ہوکر جانے، یاوہاں قیام کی نذر مانے تو سے ساری نذرین خاص تقرب ہیں۔

# سادسا:زيديه:

شوكانى نيل الأوطار (٥/٨١) مين كها:

''زیارت کے سلسلے میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں جمہور کا فدہب یہ ہے کہ مندوب ہے، اور بعض مالکیہ، اور بعض ظاہریہ کا فدہب یہ ہے کہ واجب ہے۔ اور حنفیہ نے کہا کہ: قریب بہواجب ہے۔''

پھر شوکانی نے اس کتاب (۵/۱۸) میں کہا:

"زیارت روضهٔ اقدس شی حابه کی ایک جماعت سے مروی ہے جن میں حضرت بلال بیں جیسا کہ ابن عساکر نے بسند جید ذکر کیا، اور عبداللہ ابن عمر ہیں جیسا کہ امام مالک نے ذکر فرمایا، اور حضرت انس ہیں جیسا کہ امام احمد نے ذکر فرمایا، اور حضرت انس ہیں جیسا کہ قاضی عیاض نے شفامیں ذکر کیا، اور برزار نے حضرت عمر اور داقطنی نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنهم کوذکر کیا۔ ان حضرات صحابہ کے علاوہ بہت سے حضرات سے روضهٔ شریفه کی زیارت مروی ہے کین حضرت بلال کے علاوہ کسی سے بہ منقول نہیں کہ انھوں نے اس زیارت کے مروی ہے کین حضرت بلال کے علاوہ کسی سے بہ منقول نہیں کہ انھوں نے اس زیارت کے

لیے سفر فرمایا بلال کے بارے میں یہ ہے کہ آپ نے "داریا" جاکر نبی کھی زیارت کی حضور نے حضرت بلال کے اس شدر حال پر فرمایا:

"ماهذه الجفوة يابلال أما ان لك أن تزورني".

ترجمہ:۔''اے بلال! یہ کیا جفاہے کیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا کہتم میری زیارت کرؤ'۔ ابن عسا کرنے اس حدیث کوروایت کیا۔

#### تنبيه:

(۱) ابن تیمیدنے این مجموعهٔ فقاوی (۲۲۱/۲۷) میں کہا:

''میرے علم میں کتابوں میں جن علما کا نام آتا ہے ان میں سے کسی معروف عالم نے بینہ کہا کہ انبیااور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنامستحب ہے۔ اگراس مسلہ میں تیسرا قول انہیں معلوم ہوتا تو ضرور نقل کرتے۔''

ہم کہتے ہیں:

سلطان العلماعز بن عبرالسلام نے قو اعدالا حکام فی مصالح الأنام (۱۹۳) میں کہا: "مرینه منوره کا قصدوا جب نہیں بلکہ رسول پاک علیہ السلام کے وصال فرمانے کے بعد آپ کی زیارت کے سبب مدینه منوره کا قصدوا جب ہے۔ اور عبدالحق اشہلی کا قول ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے"۔

شوكانى نيل الأوطار (٥/٨١) مين كها:

''اس مسئلہ میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں جمہور کا فد ہب یہ ہے کہ زیارت مندوب ہے اور جفنیہ نے کہا: قریب بہ واجب اور جفنیہ نے کہا: قریب بہ واجب ہے۔''

(۲) ابن تیمیدنے اینے مجموعهٔ فقاوی (۲۷/۲۷) میں کہا:

''یہاں تک کہ علما کی ایک جماعت نے کہاجن میں عبدالعزیز کتانی ہیں: نبی کی قبر کے علاوہ جتنی قبر سے اور نبی کی قبر کے علاوہ خلیل جتنی قبر یں انبیا کی طرف منسوب ہیں ان میں سے کوئی قبر صحیح نہیں۔اور نبی کی قبر کے علاوہ خلیل علیہ السلام کی قبر کو بھی صحیح و ثابت قرار دیا گیا ہے۔''

یدا بن تیمیه کا کلام ہے، اور اب ہم عبد العزیز کتانی کے اعمال وافعال قارئین کی خدمت میں پیش کرر ہے ہیں۔ یہ عبد العزیز کتانی وہ ہیں جن کا کلام ابن تیمیہ نے اپنے مذہب کے موافق ظاہر کیا ہے۔ ابن عساکر کی تاریخ دمشق (۲۸/۲ م - ۲۹۹) میں ہے:

ہم کوابو محمد بن اکفانی نے خبر دیا، کہ ہم سے عبدالعزیز کتانی نے بیان کیا، ہم کوابوم میں ابونصر نے خبر دی ہم سے ابوم میں اہل علم کو یہ ہم سے ابوم میں راشد نے بیان کیا کہ ابوزر عہد مشقی نے کہا: میں نے اسپے شہر میں اہل علم کو یہ ذکر کرتے دیکھا کہ دمشق کے مقبرہ میں رسول اللہ ﷺکے اصحاب میں سے ابو بکر کے آزاد کردہ بلال، اور سہل بن حظلیہ، اور ابودرداء کی مبارک قبریں ہیں۔

میں نے ابو محمد بن اکفانی کی تحریر پڑھی اور آپ نے بالمشافہ بھی مجھے بتایا کہ شخ حافظ ثقہ ابو محمد بنایا کہ شخ حافظ ثقہ ابو محمد العزیز بن احمد کتانی رضی اللہ تعالی عنہ نے ہم سے بیان فر مایا: ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صاحبین ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کی قبر کے علاوہ کسی نبی اور صحابی کی عین قبر کی معرفت بردوشہ والے متفق نہیں۔

ابن الاکفانی نے کہا: شخ ابو محموعبدالعزیز بن احمد کتانی نے ظاہر دمشق میں باب صغیر کے پاس بہت سی قبریں مجھے دکھا کیں جن میں ان حضرات کی قبرین تھیں امیر المومنین معاویہ بن ابوسفیان ،فضالہ بن عبید،اورواثلہ بن اسقع ،اور ہمل بن خظلیہ اوراوس بن اوس (اوران تمام حضرات کی قبریں اعاط قبر کے عبید،اورواثلہ بن اسقع ،اور ہمل بن خظلیہ اوراوس بن اوس (اوران تمام حضرات کی قبریں اعاط کے پیچھے ہے، اندرقبلہ کے قریب ہیں) اور ابودرداء کی قبراحاط کے باہر ہے،اورام درداء کی قبراس احاط کے پیچھے ہے، اورعبداللہ بن حرام جوعبادہ بن صامت کی بیوی کے مشہور فرزند ہیں ان کی قبر جادہ کے محاذی راستہ میں واقع ہے۔اورایک جماعت بیکہتی ہے کہ بیائی بن کعب کی قبر ہے۔اور بیچ نہیں،اورام حبیبہ بنت

ابوسفیان جومعاویہ رضی اللہ تعالی عنہم کی بہن اور رسول اللہ کی زوجہ طاہرہ ہیں آپ کی قبر صحابہ کرام کے مقد س حظیرہ کے بغل میں ہے آپ کی قبر پرایک پھر لگا ہوا ہے جس پر آپ کا نام لکھا ہوا ہے اور ان کی بہن کی قبر پر بھی ایک پھر لگا ہوا ہے جس پر ان کا نام لکھا ہے ، اور بلال ابن رباح رسول اللہ کے موذن کی قبر پر بھی ان کے نام کا پھر آ ویزاں ہے۔

ابن اکفانی نے کہا: اور شیخ ابو محمد کتانی نے اس حظیر ہُ مقدس کے پیچھے ولید بن عبد الملک امیر المومنین ، اور آ آپ کے بھائی مسلمہ کی قبر مجھے دکھائی جہاں صحابہ کی قبریں ہیں بیہ جادہ کے قریب راستہ میں امیر الجیوش کے مقبرہ کے بالمقابل واقع ہے۔

اور بریہہ بنت حسن بن علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالی عنہم کی قبرایک قبہ کے اندر مجھے دکھائی، اورایک دوسرے قبہ میں سکینہ بنت حسین بن علی بن ابوطالب کی قبر کی زیارت کرائی ابوعلی نے کہا: نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"أيماأهل مقبرة أقبربين أظهرهم رجل من أصحابي جاء وا فدهم يوم القيامة".

ترجمہ:۔''ان لوگوں کے درمیان میرے اصحاب مدفون ہیں ان کا وفد قیامت کے دن آئے گا''۔ گا''۔

میں کہتا ہوں: پیشخص محبت کرنے والوں میں سے تھے، انھوں نے اہل ہیت، اور صحابہ اور تابعین کی ان قبروں کی زیارت کرائی جنہیں خود بچشم سردیکھا، لوگ ان قبروں کو جانتے ہیں، تو جو شخص انھیں نہ جانے اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(۳) ابن تیمیه کااستدلال بیہ کے کملی بن حسین نے ایک شخص کودیکھا کہ نبی پاک کھی قبر کے قریب سوراخ میں اپنا سرداخل کر کے دعا کر رہا ہے آپ نے (اس کی بیہ بے ادبی دیکھ کر) اس شخص کو ایسا کرنے سے منع کیا ، اور کہاکس چیز نے تمہیں اس پر آمادہ کیا ؟ اس نے کہا: نبی پاک کی بارگاہ میں سلام بھیجنا مجھے پسندہے، تو علی بن حسین نے اس سے فرمایا: کیا میں آپ کو اپنے والدکی ایک حدیث سناؤں؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو علی بن حسین نے بیان فرمایا کہ: میرے والدنے مجھ سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ کے فرمایا:

"لاتجعلوا قبري عيدا ولاتجعلوا بيوتكم قبورا وصلوا علي وسلموا حيثماكنتم فتبلغني صلاتكم وسلامكم".

ترجمہ:۔''میری قبر کوعید،اوراپنے گھروں کوقبریں نہ بناؤ ،اور جہاں بھی رہو بھھ پر درودوسلام پیش کروکہ تمہارا درودوسلام میرے پاس پنچتاہے'۔

میں کہتا ہوں:

ابن کثیرنے اپنی تفسیر (۵۱۲/۱۳) میں اس اثر کے متعلق بید کلام کیا کہ: اس کی سند میں ایک مبہم نامعلوم شخص ہے۔

میں کہتا ہوں:

علی زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نے اس شخص کواس لیے منع فر مایا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ پر وقار میں بے ادبی کی کیوں کہ بیٹنے میں آپ کے روضۂ اقدس کے قریب سوراخ میں اپناسرڈال کر دعا کررہاتھا۔

ابن تیمیه کا ستدلال یہ بھی ہے کہ عبدالرزاق نے مصنف میں توری سے مرسلا روایت کیا کہ ابو مجلان نے سہیل نامی ایک شخص سے روایت کیا کہ حسن بن علی نے فر مایا کہ روضۂ اطہر کے پاس آپ کو کچھ لوگ نظر آئے آپ نے انہیں منع فر مایا اور کہا کہ: نبی یاک ﷺ نے فر مایا:

''میری قبرکوعید،اوراپنے گھرول کوقبریں نہ بناؤ ،اور جہال بھی رہومجھ پر درودوسلام پیش کروکیول کہتمہارادرودوسلام مجھ تک پہنچتا ہے''۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کوروضہ اطہر پر پیا پے آتے دیکھا تو فر مایا: اے شخص! تم اوراندلس کے لوگ برابراورایک جیسے ہو، یعنی سب کے سب قیامت تک آپ پر درودوسلام بھیجے رہیں گے۔ ابن کثیر نے کہا: شاید آپ نے ان کی بے ادبی ملاحظہ فرمائی اس لیے کہ وہ لوگ ضرورت سے زیادہ آ وازیں بلند کررہے تھے بید دیکھ کر آپ نے انہیں منع فرمایا، ابن کثیر نے اس بات پر تنبیہ نہ کی کہ حسن بن حسن کی حدیث ضعیف ہے، اور اگر بیار صحیح بھی ہوتو اس کا معنی وہی ہے جو ہم اویر ذکر کر آئے۔

ایک عجیب وغریب بات سے کہ ابن تیمیہ نے حسن بن حسن کے اثر کوذکر کیا مگر سے بخاری شریف (۱۲ ۲۸) میں مذکوروایت ذکر نہ کی جس میں سے ہے:

''جب حضرت حسن بن حسن حضرت علی کے بوتے رضی اللہ تعالی عنہم کا وصال ہو گیا توان کی اہلیہ نے ان کی قبر پرقبہ تانا جوایک سال تک رہا پھراٹھالیا گیا، تولوگوں نے سناکوئی بلند آواز سے کہتا ہے جو چیز انھوں نے گم کی تھی اسے پایا تو دوسرے نے جواب دیا نہیں بلکہ مابوس ہوکرلوٹ گئے۔

# (۴۵) ابن تیمیه کا دعوی ہے کہ انبیا کی قبروں کی معرفت کا کوئی فائدہ ہیں

ابن تیمیہ نے بید دعوی کیا ہے کہ انبیا کی قبروں کی معرفت کا کوئی فائدہ نہیں،اس کا کام ہی ہے امت کی مخالفت کرنااورالیں بات کہنا جس کا کوئی قائل نہ ہو۔

اس نے مجموع الفتاوی (۲۷/۴۴۷) میں کہا:

''انبیا کی مخصوص معین قبروں کی معرفت کا کوئی شرعی فائدہ نہیں،اس کی حفاظت امردین سے بھی نہیں،اگراس کی حفاظت امردین سے ہوتی تو ضروراللہ اس کی حفاظت کرتا جیسا کہ باقی دین کی حفاظت فرمائی''۔

میں کہتا ہوں:

سنت کی اتباع واقتد اابن تیمیه کی رائے پڑمل کرنے سے بہتر ہے،اور جمہور کا اگر چہ اجماع نہیں مگران حضرات کافہم ابن تیمیه اوراس کے حامیوں کے فہم سے بہتر ہے۔

ابن تیمیہ کے نہم کے برخلاف روثن دلائل اور بعض ائمہ کاعلمی نہم پیش کررہے ہیں تا کہ ابن تیمیہ کے نہم کی حقیقت واضح ہوجائے:

ابوموس (۱) نے فرمایا: نبی پاک ﷺ ایک اعرابی کے پاس تشریف لائے اس نے آپ کی تعظیم وکریم کی

(۱) فقیہ فقیدالمثال مجدداعظم سیدنااعلی حضرت امام احمدرضافدس سرہ نے اس مضمون کی حدیث کوسیدناعلی رضی اللہ تعالی عنہ سے اس طرح روایت فرمایا: طبرانی مجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المونین مولی علی کرم اللہ وجہدالکریم سے راوی، رسول اللہ علی سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور کومنظور ہوتا ''فرماتے بعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو 'لا'' بعنی نہ نہ فرماتے ، ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہوکر سوال کیا ،حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا ،اس پر حضور بھی نے جھڑ کئے کے انداز سے فرمایا: " سل مساشئت بے اعوابی ، اے اعرابی جو تیرابی جو تیرابی جا ہے مانگ ،مولی علی کرم اللہ وجھے فرماتے ہیں " ف غبَطناه فقُلنا الان یکسال المجنّة " بیحال دکھے کر ( کہ حضور خلیفۃ اللہ عظم کے فرمادیا ہے جودل میں آئے مانگ لے ) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے بی میں کہا اب یہ اعظم کے فرمادیا ہے جودل میں آئے مانگ لے ) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے بی میں کہا اب یہ

حضور نے ان سے فرمایا ''تم ہمارے پاس آنا' وہ اعرابی آپ کی خدمت میں آئے تورسول اللہ کے فرمایا: "سل حاجت ک" ''اپنی حاجت کا سوال کیجئ' اعرابی نے عرض کیا: ایک اونٹنی عطافر مائیں جس پرہم سوار ہوں، اور بکریاں جن کا دودھ ہمارے گھر والوں کے کام آئے ۔ تورسول اللہ کے نے فرمایا: ''ا عجز تم اُن تکو نوا مثل عصحہ وزبنے اسرائیل کی پیرزن کی طرح ہو' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اور بنی اسرائیل کی پیرزن کا کیا واقعہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کہ موتی علیہ السلام جب بنی اسرائیل کومصر سے لے کر نکلے تو بی اسرائیل راستہ بھٹک گئو آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے، تو ان کے علمانے کہا: کہ

حضور سے جنت مانگے گا،اعرانی نے کہاتو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فر مایا عطا ہوا،عرض کی حضور سے زادراہ مانگیا ہوں،فر مایا عطا ہوا،ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا،سیدعالم ﷺ نے فر مایا کتنا فرق ہے اس اعرائی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں پھر حضور نے اس کا ذکرار شاوفر مایا کہ جب موسی علیہ السلام کودریااتر نے کا حکم ہوا، کنار دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منھاللہ تعالی نے پھیر دیے کہ خود بخو دواپس ملٹ آئے، موسی علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی ، الہی بہ کیا حال ہے ارشاد ہواتم قبر پوسف کے پاس ہو، ان کاجسم مبارک اپنے ساتھ لے لوہموسی علیہ الصلاۃ والسلام کوقبر کا پیۃ معلوم نہ تھا،فر ما یا اگرتم میں کوئی جانتا ہوتو شاید بنی اسرائیل کی پیرز ن کومعلوم ہواس ك ياس آ دى بهيجا كه تخيه يوسف عليه الصلاة والسلام كي قبر معلوم بيج؟ كهابان! فرمايا تو مجھے بتادے، عرض كي: "لاو المله حتے تعطینی ماأسئلک" خدا کی تم میں نہ ہتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے ماگوں آپ مجھ عطافر مادير فرمايا: "ذلك ذلك" تيرى عض قبول ب "قالت فإني أسئلك أن أكون معك في الدرجة التي تكون فيها في الجنة " ييرزن نعرض كي تومين حضورت بيمائلتي مول كه جنت مين مين آب كساته مول أس درج مين جس مين آب مول كي "قال سلى الجنة " موسى عليه الصلاة والسلام في فرما ياجن ما نك لي يعني تحجے یمی کافی ہے اتنابر اسوال نہ کر'قالت لاو الله إلاأن أكون معك ''پیرزن نے كہا خدا كوتم نه مانول گی مگریمی كرآب كساته بول "فجعل موسى يرددها فأوحى الله أن أعطهاذلك فإنه لن ينقصك شيًا فأعطاها (موسی علیہ الصلاۃ والسلام اس سے بہی ردوبدل کرتے رہے اللّٰه عزوجل نے وحی بھیجی موسی وہ جو مانگ رہی ہےتم اسے وہی عطا کردو کہاس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں ) موہی علیہ الصلاۃ والسلام نعش مبارک کوساتھ لے کر دریا سے عبور في ما گئے۔(الامن والعلی) (مترجم)

جب یوسف علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ہم لوگوں سے اللہ کا ایک پختہ پیان لیا کہ ہم مصر سے اس وقت تک نہ کلیں جب تک کہ ہمیں منتقل نہ کیا جائے آپ نے فرمایا: آپ کی قبر کے معلوم ہے کہا: بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کومعلوم ہے، اس کے بعد اس پیرزن کو بلانے کے لیے بھیجا گیا تو وہ پیرزن آپ کی خدمت میں آئیں تو آپ نے فرمایا: مجھے یوسف کی قبر کا پتہ بتادیں تو پیرزن نے کہا: میں اس وقت بتاؤں گی جب آپ میں آئی حاجت قبول فرمایان آپ نے فرمایا: تیری حاجت کیا ہے؟ اس نے عرض کیا میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں تو آپ نے اسے قبول کرنا پہند نہ فرمایا تو اللہ عزوجل نے وحی نازل فرمائی کہ اس پیرزن کی حاجت قبول کرلیں۔ (۱)

## میں کہتا ہوں:

ہمارااستدلال سے ہے کہ ایک نبی کی قبر کی معرفت کے سبب اللہ عز وجل نے اس پیرزن کو جنت میں بلند مقام سے سرفراز فر مایا، جب ایک نبی کی قبر کی معرفت نے اس بوڑھی عورت کو جنت میں اعلی مقام بخشا تو کیا ابن تیمیہ کے بقول میکوئی فائدہ نہیں؟

بلکہ نبی پاک ﷺ نے اسے بطور ثنل بیان فرمایا اور بیر نه فرمایا که کسی نبی کی قبر کی معرفت کا کوئی فائدہ نہیں، سبحان اللہ!! جوسنت پر چلے گا فلاح پائے گا،اور جواس سے جدال کرے گا جادہ راہ سے دوراور منحرف گمراہ اور گمراہ گررہے گا۔

<sup>(</sup>۱) ابن حبان (۲۰۰۵،۱۵۰)، حاکم (۲۲۲/۲٬۳۳۹/۲)، ابویعلی (۲۳۱/۳۳) اور خطیب نے تاریخ بغداد (۳۲۲۹) میں ابوموی اشعری سے روایت کیا، اور طبر انی نے اوسط میں (۲۳۵٬۳۵۷) حضرت علی سے روایت کیا۔ اور سیوطی نے در منثور (۹۲٬۵۹۱ ۵۹۲٬۵۹۲) میں، اور ابن ابوحاتم نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا بیحد بیث صحیح ہے ابن حبان، حاکم اور میثمی نے جمع الزوائد (۱۷۰۰ها ۱۵۱۰) میں کہا: ابویعلی کے رجال صحیح کے رجال میں کہا۔ اور میثمی نے جمع الزوائد (۱۷۰۰ها ۱۵۱۱) میں کہا: ابویعلی کے رجال میں ہیں۔